مکمل و مدلل

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد ۱۶

کتاب الحظر والاباحۃ

افادات

مفتی اعظم، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر مکتبہ دار العلوم دیوبند

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی رحمہ اللہ

مفتی اوّل دار العلوم دیوبند

(ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ترتیب وتعلیق

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۱۶

کتاب الحظر والإباحۃ

افادات | مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)

مرتّب | حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ | حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

حسب ہدایت | حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

جملہ حقوق بحق دار العلوم دیوبند محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مکمل و مدلّل فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد ۱۶)
مسائل	:	كتاب الحظر و الأباحة
افادات	:	مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ مفتی اوّل دار العلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)
مرتب	:	مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند
ملاحظہ	:	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند
سن اشاعت	:	2016
تعداد صفحات	:	۵۵۲ (تعداد فتاویٰ: ۱۰۹۸)
ناشر	:	مکتبہ دار العلوم دیوبند

مطبوعہ ایچ۔ایس آفسٹ پرنٹرز، نئی دہلی-۲

فہرست مضامین

کتاب الحظر والإباحة

مکروہ اور مباح امور کا بیان

کھانے پینے اور ضیافت کے احکام

لباس، زیور اور زینت کے احکام

پردہ اور ستر کے احکام

بالوں اور ختنہ کے احکام

کھیل، تماشے اور تصاویر وغیرہ کے احکام

دوا و علاج کے احکام

تعویذات اور عملیات کے احکام

کفار و مرتدین سے میل جول رکھنے کا بیان

فاسق وگمراہ لوگوں سے میل جول رکھنے کا بیان

جن ذاتوں کو کم تر سمجھا جاتا ہے اُن سے میل جول رکھنے کا بیان

نومسلموں کے ساتھ سلوک کرنے کا بیان

میاں بیوی کے حقوق واحکام

ماں باپ اور اولاد کے حقوق و احکام

یتیموں کے حقوق واحکام

احباب واقرباء کے حقوق واحکام

اسماء والقاب کے احکام

آگاہی

اس جلد میں جن کتابوں کے حوالے بار بار آئے ہیں وہ درج ذیل کتب خانوں کی مطبوعات ہیں

مطبوعہ	اسمائے کتب
مکتبہ بلال دیوبند	صحاح ستہ
مکتبہ بلال دیوبند	موطین
مکتبہ بلال دیوبند	شرح معانی الآثار
کتب خانہ نعیمیہ دیوبند	مشکوٰۃ شریف
الامین کتابستان دیوبند	ہدایہ
دارالکتاب دیوبند	فتاوی شامی
دارالکتاب دیوبند	فتاوی ہندیہ
دارالکتاب دیوبند	بدائع الصنائع
دارالکتاب دیوبند	شرح وقایہ
دارالکتاب دیوبند	حلبی کبیری
دارالکتاب دیوبند	طحطاوی علی مراقی الفلاح
زکریا بک ڈپو دیوبند	البحر الرائق
اشرفی بک ڈپو دیوبند	قواعد الفقہ
مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحظر والإباحة

مکروہ اور مباح امور کا بیان

کھانے پینے اور ضیافت کے احکام

کھانا شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا بھول گیا تو درمیان میں کونسی دعا پڑھے؟

سوال: (۱) کھانے کے شروع میں اگر بِسْمِ اللّٰہ کہنا بھول گیا تو پھر درمیان میں کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۸۰۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: حدیث شریف میں وارد ہے کہ کھانے کے شروع کے وقت اگر کوئی شخص بِسْمِ اللّٰہ کہنا بھول جائے تو جس وقت یاد آئے اس طرح کہہ لیوے: بِسْمِ اللّٰہِ أوّلَهُ وَآخِرَهُ (۱) اس کہنے سے وہی ثواب وبرکت حاصل ہوجائے گی جو اول پڑھنے میں ہے۔

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : إذا أكل أحدكم فنسى أن يّذكر اللّٰه على طعامه، فليقل : بسم اللّٰه أوّله وآخره، رواه التّرمذي وأبوداوُد (مشكاة المصابيح، ص:٣٦٥، كتاب الأطعمة ، الفصل الثّاني)

''کھانا کھالو'' کے جواب میں ''بِسْمِ اللّٰہ کرو'' کہنا

سوال: (۲) اگر کھاتے وقت کوئی شخص آوے اور اس کو یہ کہا جاوے کہ کھانا کھالو، اور وہ جواب میں کہے کہ بِسْمِ اللّٰہ کرو، تو یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہ کرو کہنا کفر ہے۔
(۱۳۴۱/۳۷۱ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے، کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر کھانا شروع کرو، اور کفر اور گناہ کہنا غلط ہے۔ فقط

بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھانا پینا خلافِ سنت ہے

سوال: (۳) بائیں ہاتھ سے کھانا اور خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۵۹۷ھ)

الجواب: بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا اور پانی پینا بلا عذر خلاف سنت ہے (۱) اور صدقہ کرنا داہنے ہاتھ سے بہتر ہے (۲) اور بائیں ہاتھ سے بھی درست ہے۔ فقط

کھانا کھاتے وقت کس طرح بیٹھنا چاہیے؟

سوال: (۴) بکر پالتی مار کر کھانا کھاتا تھا، زید نے بکر سے کہا: پالتی مار کر کھانا منع ہے۔
(۱۳۳۸/۱۰۷۲ھ)

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إذا أكل أحدكم فليأكل بيمينه، و إذا شرب فليشرب بيمينه، رواه مسلم.

وعنه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لا يأكلن أحدكم بشماله، ولايشربن بها، فإنّ الشّيطان يأكل بشماله ويشرب بها، رواه مسلم (مشكاة المصابيح، ص:۳۶۳، كتاب الأطعمة، الفصل الأوّل)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: سبعةٌ يُظلّهم اللّٰهُ في ظلّه يومَ لا ظلَّ إلاّ ظِلُّه .... و رجلٌ تصدَّقَ إخفاءً حتّى لا تعلم شمالُهُ ما تنفقُ يمينُه الحديث (صحيح البخاري: ۱/۹۱، كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصّلاة وفضل المساجد)

الجواب: شرح شرعۃ الاسلام میں ہے کہ کھانے کے وقت تکیہ لگا کر نہ بیٹھے، کیونکہ تکیہ لگا کر کھانے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے (۱) اور چہار زانوں بیٹھنا بھی بلا ضرورت اچھا نہیں ہے، اور بہ ضرورت درست ہے، بلکہ مستحب اور موافق طریقۂ سنت یہ ہے کہ کھانے کے وقت دو زانوں بیٹھے (۲) یا اکڑوں بیٹھے (۳) یا دائیں پیر کو کھڑا کرے اور بائیں پیر پر بیٹھے (۴) یہ صورتیں درست ہیں اور حضرت ﷺ سے ثابت ہیں (۵)

---

(۱) عن أبي جُحَيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: أمّا أنا فلا آكل مُتّكئًا (جامع التّرمذي: ۲/۵، أبواب الأطعمة – باب ما جاء في كراهية الأكل مُتّكئًا)

(۲) دوزانوں یعنی گھٹنوں کے بل جیسے نماز کے قاعدے میں بیٹھتے ہیں —— اُکڑوں بیٹھنا: تلوں کے بل اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے رہیں۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۳) اُکڑوں بیٹھ کر کھانا مسنون نہیں۔حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں کہ مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں ملی جس میں حضور اقدس ﷺ کا اکڑوں بیٹھ کر کھانا ثابت ہو .... لہٰذا یہ جو مشہور ہے کہ ''اُکڑوں بیٹھ کر کھانا سنت ہے'' یہ درست نہیں (اصلاحی خطبات: ۵/۱۸۵)

اور غلط فہمی کی وجہ یہ ہوئی کہ غیر اہلِ لسان اردو بولنے والے ''اُکڑوں'' کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ دائیں پیر کو کھڑا کرے اور بائیں پیر پر بیٹھے، حالانکہ یہ اُکڑوں بیٹھنا نہیں ہے۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۴) علامہ ابن قیم نے اس طریقے کو افضل وانفع اور مسنون کہا ہے:

قال ابن القيّم: ويذكر عنه صلّى الله عليه وسلّم أنّه كان يجلس للأكل متوكأ على ركبته و يضع بطن قدمه اليُسرىٰ تواضعًا لله عزّ وجلّ وأدبا بين يديه. قال: وهٰذِهِ الهيئة أنفع هيآت الأكل وأفضلها، لأن الأعضاء كلّها تكون على وضعها الطّبعي الّذي خلقها الله عليه (مرقاة المفاتيح: ۸/۱۶۴، كتاب الأطعمة، الفصل الأوّل)

(۵) ويجلس على الطّعام جلسة المتواضعين بحيث (لايتكى) على شيء و إن كان على إحدى يديه (ولايضطجع) على جنبه (ولايعتمد على شيء) أي بحيث لايسند ظهره إلى شيء ولايقعد على وجه التّمكّن من الأرض والاستواء جالسًا على هيئة التّربع، بل السّنّة فيه أن يقعد عند الأكل مائلا إلى الطّعام منحنيا نحوه كذا نقله شارح المصابيح عن الخطابي (ويجلس على رجله اليسرى وينصب اليمنى نصبا) كما كان فعل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم (شرح شرعة الإسلام، ص: ۲۴۴، فصل في سنن الأكل والشّرب)

چار پائی پر بیٹھ کر کھانا کھانا جائز ہے

سوال: (۵) آنحضرت ﷺ نے کبھی چار پائی پر بیٹھ کر کھانا کھایا ہے یا نہیں؟ (۴۸٦/۱۳۴۳ھ)

الجواب: چار پائیوں کا اس زمانہ میں دستور نہ تھا، اب بھی عرب میں اس کا رواج نہیں ہے، زمین یا تخت پر بستر گدے تکیہ ہوتے ہیں، اسی پر بیٹھتے سوتے ہیں، اس لیے ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چار پائی پر بیٹھ کر کھانا کھایا ہو، لیکن اس کی ممانعت بھی نہیں ہے، لہٰذا اس کے جواز میں کچھ تردد اور شبہ نہیں ہے جیسا کہ تخت پر بیٹھ کر کھانا کھانے کے جواز میں کچھ شبہ نہیں ہے، ویسا ہی چار پائی پر بھی کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط

کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے کے بعد کپڑے سے خشک کرنا

سوال: (٦) طعام کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے کے بعد کپڑے سے خشک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰٦٦/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کھانے سے پہلے جو ہاتھوں کا دھونا مستحب لکھا ہے اس کے متعلق شرح شرعۃ الاسلام میں یہ ہے کہ ہاتھوں کو رومال سے نہ خشک کرے، عبارت اس کی یہ ہے: (ومن سنن الأكل أن يغسل يديه قبل الطّعام لنفي الفقر) الخ لكن الأدب ...... أن لايمسح يده بالمنديل ليكون أثر الغسل باقيًا وقت الأكل إلخ(۱) فقط

کھانے کے بعد کلی کرنا اور خلال کرنا

سوال: (۷) ایک شخص حدیث کا مضمون بتلاتا ہے کہ جس نے کھانا کھا کر خلال نہ کیا، اس نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور اگر خلال کر کے کلی نہ کی تو حضور اکرم ﷺ پر ظلم کیا، آیا وہ شخص گنہ گار ہوا یا نہیں؟ (۱۷۳۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کھانا کھا کر کلی کرنا اور اگر دانتوں میں ریشہ وغیرہ ہو تو خلال کرنا مستحب ہے، لیکن

---

(۱) شرح شرعة الإسلام، ص:۲۴۷، فصل في سنن الأكل والشّرب .

اگر کلی یا خلال نہ کیا تو کچھ گناہ نہیں ہے، اور یہ حدیث جو سوال میں مذکور ہے حدیث نہیں ہے اور اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

جوتا پہن کر کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۸) جوتا پہنے ہوئے روٹی کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۶۷۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: درست ہے(۱) فقط

کھانے کی ابتدا اور انتہا نمک سے کرنا

سوال: (۹) کھانا کھانے کی ابتدا نمک کھانے سے کرنے کو اور ختم طعام نمک کھانے سے کرنے کو اکثر کتب متداولہ معتبرہ میں من جملہ آداب وسنن طعام لکھا ہے، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، درر المنتقی، عین العلم، ردّالمحتار، فتاویٰ ہندیۃ وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے، مگر ایک شخص اس کو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک ثبوت اس کا قول یا فعل رسول اللہ ﷺ سے یا کسی صحابی کے قول یا فعل سے نہ ملے، محض فقہائے حنفیہ وبعض صوفیہ کے لکھنے پر اس کا ادب ومستحب ہونا قابل تسلیم ووثوق نہیں۔ (۱۶۲۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس بارے میں سوائے اس حدیث کے سیّد إدامکم الملح (۲) کوئی دوسری حدیث جس سے ابتدا یا انتہا نمک پر ہو نظر سے نہیں گزری، ممکن ہے کہ ان حضرات کو کوئی روایت ایسی ملی ہو، پس اس پر نہ اصرار کی کوئی وجہ ہے نہ انکار کی، جن بزرگوں نے اس کو مستحسن سمجھا ہے وہ اسی وجہ سے ہوگا کہ یہ نافع ہے اور ہضم کے لیے مفید ہے یا امراض سے بچاتا ہے۔ جیسا کہ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے: (و یبدأ بالملح فإن فیه شفاء من الأمراض) کما روی عن رسول اللّٰہ

---

(۱) لیکن جوتا اُتار کر کھانا بہتر ہے، حدیث شریف میں ہے: عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: إذا وضع الطّعام فأخلعوا نعالکم، فإنّه أروح لأقدامکم (مشکاۃ المصابیح، ص:۳۶۸، کتاب الأطعمة، الفصل الثّالث)

(۲) عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: سیّد إدامکم الملح (سنن ابن ماجة، ص:۲۳۸، أبواب الأطعمة، باب الملح)

صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یا علي ! إبدأ طعامك بالملح، فإن الملح شفاء من سبعین داءً، منھا الجنون والجذام والبرص و وجع البطن ووجع الأضراس ذکرہ الشّیخ في العوارف(۱)
باقی یہ کہ یہ روایت کیسی ہے صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا حال کچھ معلوم نہیں، کیونکہ سند کچھ بیان نہیں کی گئی، مگر ظاہر یہ ہے کہ حضرت شیخ نے اس کو قابل سند سمجھ کر عوارف میں نقل کیا ہے، کیونکہ عمل حدیثِ ضعیف پر بھی درست ہے، بہرحال اگر یہ ثابت ہوجاوے تب بھی اس سے یہ واضح ہے کہ یہ ارشاد شفقةً ہے نہ تشریعًا، یا حدیث: سیّد إدامکم الملح (۲) کی وجہ سے ابتدا اور انتہا اس پر اختیار کی ہوگی، مگر درحقیقت شریعت میں اس قسم کی تنگی نہیں کی گئی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس کو امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں نقل کیا ہے: کل ما شئت والبس ما شئت، ما أَخْطَأَتْكَ اثنتان سَرَف أو مَخِیْلَة(۳)

میٹھا اور نمکین دونوں قسم کا کھانا موجود ہے تو کون سے کھانے سے ابتداء کرنا بہتر ہے؟

سوال: (۱۰) میٹھا اور نمکین دونوں قسم کا کھانا موجود ہے کس کھانے سے شروع کرنا مسنون ہے اور کس پر ختم کرنا؟ (۱۳۴۳/۱۵۵۲ھ)

الجواب: صحیح حدیثوں میں اس میں کچھ قید نہیں ہے، بلکہ اختیار دیا گیا ہے کہ جو کھانا مرغوب ہو وہ کھاوے، اور خواہ میٹھے سے شروع کرے اور اس پر ختم کرے، یا نمکین سے شروع کرے اور اس پر ختم کرے، لیکن شرعۃ الاسلام میں منقول ہے کہ نمکین سے شروع کرنا بہتر ہے اور مفید ہے۔ و یبدأ

(۱) شرح شرعة الإسلام، ص:۲۴۹، فصل في سنن الأکل والشّرب .
(۲) سنن ابن ماجة، ص:۲۳۸، أبواب الأطعمة ، باب الملح .
(۳) صحیح البخاري: ۸۶۰/۲، أوائل کتاب اللّباس.

ترجمہ: کھا جو چیز چاہے تو یعنی مباح چیزوں میں سے، اور پہن جو چیز چاہے تو جب تک نہ پہنچیں تجھ کو دو چیزیں اسراف اور تکبر یعنی طعام ولباس میں توسع اسراف وتکبر کی وجہ سے مکروہ ہے، اور جب کہ تکبر اور اسراف نہ ہو تو مباح ہے (مظاہر حق قدیم: ۲۹۴/۳، قبیل باب الخاتم)

بالملح فإن فيه شفاء من الأمراض إلخ (۱) اور اس وجہ سے اخیر میں نمکین کھانا بھی غالباً مفید ہوگا اس لیے یہی بہتر ہوگا۔

سوال: (۱۱) اگر میٹھا اور نمکین دونوں قسم کا کھانا ہے تو کس سے شروع کرے؟ اور کس پر ختم کرے؟ سنت اس میں کیا ہے؟ (۱۱/۲۷۱۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس میں کچھ قید نہیں ہے جیسی رغبت ہو درست ہے، شرعاً ان امور میں وسعت ہے کچھ تنگی نہیں ہے، البتہ شرح شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ ابتدا نمکین کھانے سے کرنا بہتر ہے کہ اس میں شفا ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سیپی سے کھیر وغیرہ کھانا درست ہے

سوال: (۱۲) دیسی سیپی سے کھیر وغیرہ کھانا یا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: سیپی (سیپ کے خول) سے کھیر وغیرہ کھانا درست ہے۔ فقط

تانبے اور پیتل کے برتن میں کھانا پینا

سوال: (۱۳) تانبے اور پیتل کے برتن میں کھانا پینا کیسا ہے؟ (۹۳۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بلاقلعی کے کھانا پینا ان میں اچھا نہیں ہے (۳)

تانبے، پیتل اور کانسے کے برتنوں میں کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۴) کانسے (۴) کے برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۴/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) شرح شرعة الإسلام، ص:۲۴۹، فصل في سنن الأكل والشّرب .

(۲) شرح شرعۃ الاسلام میں نمک سے ابتدا و انتہا کو لکھا ہے، نمکین کھانے کو مفتی صاحب رحمہ اللہ نے نمک کے حکم میں لیا ہے۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۳)(ويكره الأكل في الصّفر ...... وفي النّحاس) أي الغير المطلى بالرّصاص (شرح شرعة الإسلام، ص:۲۴۴، فصل في سنن الأكل والشّرب)

(۴) کانسا: ایک قسم کی دھات (فیروز اللغات)

الجواب: درمختار میں ہے: **و یکره الأکل في نحاس أوصفر والأفضل الخزف** (۱) یعنی مکروہ ہے کھانا تانبے اور پیتل کے برتن میں اور بہتر مٹی کے برتن ہیں، اور شامی میں نقل کیا ہے کہ تانبا اور پیتل میں کھانا مکروہ اس وقت ہے کہ اس پر رانگ کی قلعی نہ ہو، ورنہ بعد قلعی کے مکروہ نہیں ہے (۲) پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کانسے کے برتن میں بھی کھانا مکروہ ہے لیکن جن برتنوں پر قلعی مرادآبادی ہو وہ جائز ہیں۔

سوال: (۱۵) پھول (۳) ایک دھات ہے جس کے برتن بنتے ہیں، اور جس پر قلعی قطعی نہیں ہوسکتی وہ زیادہ تر اہل ہنود میں استعمال ہوتے ہیں، ان میں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۰۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: معلوم نہیں پھول کیا دھات ہے، اگر از قسم پیتل ہے جس کو اکثر اہل ہنود استعمال کرتے ہیں تو ان میں کھانا بدون قلعی کے مکروہ ہے، اور اگر الومینیم (Aluminium) مراد ہے جو آج کل بہ کثرت رائج ہے، اور اس پر قلعی نہیں ہوتی اور ضرورت بھی نہیں ہے، اور ان کو ہندو، مسلمان دونوں استعمال کرتے ہیں، تو ان میں کھانا درست ہے۔

مشرکین کے استعمالی برتنوں میں رکھا ہوا گھی، دودھ اور دہی خریدنا اور کھانا

سوال: (۱۶) گروہ مشرکین جو مردار جانور اور خنزیر بھی کھاتے ہیں، ان کے مستعمل ظروف میں دودھ نکالا جائے اور دہی جما کر گھی نکالا جائے اور ان کے مستعمل ظروف میں رکھا جائے، اس کا خریدنا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۱۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جن برتنوں کا ناپاک ہونا یقینی طور سے معلوم ہو یا بہ گمان غالب وہ ظروف ناپاک ہوں ان میں جو دودھ یا دہی و گھی رکھا جائے گا اس کا خریدنا اور کھانا درست نہیں ہے، اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ برتن ناپاک تھے تو پھر فتوی یہ ہے کہ وہ دودھ وغیرہ پاک ہے، اس کا خریدنا اور کھانا درست ہے، احتیاط دوسرا امر ہے۔ فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۹/۴۱۷، أوائل کتاب الحظر والإباحة.

(۲) قال في الشّامي: ثم قید النّحاس بالغیر المطلي بالرّصاص .... و أمّا بعده فلا اهـ (الشّامي: ۹/۴۱۷، أوائل کتاب الحظر والإباحة)

(۳) پھول: کانسی، ایک قسم کی دھات جو تانبے اور رانگ کی آمیزش سے تیار ہوتی ہے (فیروز اللغات)

چمار کا مٹکا دھوکر استعمال کرنا درست ہے

سوال: (۱۷) ایک سائیس (۱) قوم کا چمار ہے اس کا مٹکا ایک مسلمان دھوکر استعمال کرتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟ (۹/۷۷-۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے وہ مٹکا اور پانی پاک ہے۔ فقط

مغرب اور عصر کے درمیان کھانا پینا درست ہے

سوال: (۱۸) مغرب وعصر کے درمیان کھانا پینا درست ہے کہ نہیں؟ (۱۲۴/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: کھانا درست ہے۔ فقط

سوال: (۱۹) عصر مغرب کے درمیان بعض اشخاص کھانے پینے سے بچتے ہیں، اس وجہ سے کہ سکرات کے وقت ہمیشہ یہی وقت محسوس ہوتا ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۸۰۵/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: بعد نماز عصر مغرب تک کھانا پینا شرعًا ممنوع ومکروہ نہیں ہے، اور سکرات موت کے وقت یہ وقت محسوس ہونا مقتضی ترک طعام وآب کو نہیں ہے اور شارع اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس وقت کھانے پینے کو منع نہیں فرمایا۔ فقط

قضائے حاجت کے وقت پان کھانا

سوال: (۲۰) پاخانہ میں بیٹھ کر پان کھانا کیسا ہے؟ (۲۱۲۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مکروہ ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو غذا دانتوں میں رہ جاتی ہے اس کا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۲۱) کھانا کھاتے وقت جو غذا دانتوں میں رہ جاتی ہے اس کا کھانا کیسا ہے؟ یہاں

---

(۱) سائیس: گھوڑے کی خدمت اور دیکھ بھال کرنے والا (فیروز اللغات)

(۲) یعنی پاخانہ میں بیٹھ کر کھانا پینا مکروہ ہے، پس اگر پان پہلے سے مُنہ میں رکھا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ۱۲

مشہور ہے کہ حرام ہے۔ (۶۵۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ پاک ہے اور کھانا اس کا حلال ہے، البتہ بہتر یہ ہے جیسا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو زبان کے پھیرنے سے دانتوں سے علیحدہ ہو اس کو کھالیوے، اور جو خلال کرنے سے درمیان دانتوں سے نکلے اس کو پھینک دے (۱) اور یہ بھی بہ وجہ کراہت طبعی اور اندیشۂ مضرت کے ہے، ورنہ پاک وحلال سب ہے۔ فقط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی تناول فرمائی ہے

سوال: (۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی کھائی ہے یا نہیں؟ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گندم (گیہوں) تھے یا نہیں؟ (۹۴۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی کبھی کبھی کھائی ہے جیسا کہ ترمذی میں منقول ہے: **ما شبع رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم وأهله ثلا ثًا تِبَاعًا من خبز البُر حتّى فارق الدّنيا وفيه أيضًا: وكان أكثر خبزهم خبز الشّعير** (۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گیہوں کا ہونا احادیث صدقۂ فطر سے ظاہر ہے جیسا کہ ابوداؤد وترمذی ونسائی وغیرہ میں ہے: **عن الحسن قال: خطب ابن عباس رضي اللّٰه عنهما في آخر رمضان على منبر البصرة فقال: أخرجوا صدقة صومكم .... فرض رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم هٰذه الصّدقة صاعًا من تمر أو شعير أو نصف صاع من قمح على كل حر أو مملوك ذكر أو أنثى صغير أو كبير** (۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال:...... ومن أكل فماتخلل فليلفظ، و مالاك بلسانه فليبتلع، من فعل فقد أحسن، ومن لا فلاحرج (سنن أبي داوٗد، ص:۶، كتاب الطّهارة — باب الاستتار في الخلاء)

(۲) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال : ما شبع رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم الحديث .
و عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: .... وكان أكثر خبزهم الحديث (جامع التّرمذي: ۶۱/۲، أبواب الزّهد — باب ما جاء في معيشة النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم و أهله)

(۳) سنن أبي داوٗد، ص:۲۲۹، كتاب الزّكاة، باب من روى نصف صاع من قمح .
وجامع التّرمذي: ۱۴۳/۱، أبواب الزّكاة — باب ما جاء في فضل الصّدقة. وسنن النّسائي: ۲۶۹/۱، كتاب الزّكاة — مكيلة زكاة الفطر .

عورتوں کو غیر محرم مرد اور بزرگوں کا جھوٹا کھانا اور پانی استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۲۳) عورت کو غیر محرم کا جھوٹا کھانا کیسا ہے؟ اور بزرگوں کا جھوٹا کھانا کیسا ہے؟
(۱۴۹۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: غیر محرم مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورتوں کو اچھا نہیں ہے، لیکن بزرگوں اور صلحاء کا جھوٹا تبرکا درست ہے(۱) فقط

میاں بیوی کا ایک پیالہ میں دودھ چاول کھانا درست ہے

سوال: (۲۴) ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایک پیالہ میں دودھ چاول کھائے، درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: درست ہے، اس سے کچھ حرمت زوجین میں نہیں ہوتی۔

حلال جانور کے بچے کو عورت نے دودھ پلایا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے

سوال: (۲۵) ہندہ نے کسی حلال جانور کے بچہ کو دودھ پلایا، تو اس جانور کا کھانا جائز ہے یا

---

(۱) يكره سؤرها للرّجل كعكسهٖ للاستلذاذ واستعمال ريق الغير، وهو لايجوز. مجتبٰى (الدرّ) وفي الشّامي: قوله: (واستعمال ريق الغير) اعترضه أبو السّعود بأنّه يشمل سؤرَ الرّجلِ للرّجلِ والمرأةِ للمرأةِ، فالظّاهر الاقتصار على التّعليل الأوّل كما فعل في النّهر اهـ.: أي لأنّه صلّى الله عليه وسلّم كان يشرب ويعطى الإناءَ لمن عن يمينهٖ ويقول: الأيمنُ فالأيمنُ. نعم عبّر في المنح بالأجنبية، وفيه نظر أيضًا. والّذي يظهر أن العلّةَ الاستلذاذُ فقط. ويُفهم منه أنّه حيث لا استلذاذَ لا كراهةَ، ولا سيّما إذا كان يعافه (الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۱/۳۳۹-۳۴۰، كتاب الطّهارة، باب المياه، مطلب في السؤر)

و يفهم منه إلخ سے معلوم ہوا کہ مہمانوں کا بچا ہوا کھانا گھر میں آیا اور عورتوں کو معلوم نہیں کہ کس کا بچا ہوا ہے تو اس کو کھانا جائز ہے، کیونکہ علتِ استلذاذ مُنتفی ہے۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

نہیں؟ (۵۲۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس جانور کو کھانا حلال ہے کیوں کہ رضاعت کا حکم انسان کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: **باب الرّضاع: هو لغة: ...... مص الثّدي وشرعًا: مص من ثدي آدمية الخ قوله: (آدمية) خرج بها الرّجل والبهيمة الخ(۱)(شامي)** فقط

جذامی کے ساتھ کھانا کھانا

سوال: (۲۶) جذامی (۲) کے ساتھ میل معاملہ کرنا اور کھانا پینا کیسا ہے؟ (۹۰۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہر دو امر وارد ہیں، آنحضرت ﷺ نے جذامی کے ساتھ کھانا بھی کھایا ہے اور یہ فرمایا کہ **كُل ثقةً بالله:** یعنی کھا تو ہمارے ساتھ ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے (۳) اور یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہے: **فِرَّمِنَ المجذوم كما تفرّمن الأسد** (۴) یعنی جذامی سے علیحدہ رہو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو، پس تطبیق اس میں اس طرح ہے کہ اگر اللہ پر بھروسہ کر کے اس کے ساتھ کھالے تو یہ بھی جائز ہے، اور اگر دل میں تردد اور شبہ ہو تو علیحدہ رہے۔

سوال: (۲۷) جذامی کے ساتھ تندرست کو کھانا درست ہے یا نہ؟ (۱۲۸۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نہیں کھانا چاہیے اور اس سے علیحدہ رہنا چاہیے جیسا کہ وارد ہے کہ جذامی سے ایسا

---

(۱) الدرّالمختار والشّامي: ۴/۲۹۱–۲۹۲، كتاب النّكاح، باب الرّضاع.

(۲) جذام: ایک بیماری جو فساد خون سے پیدا ہوتی ہے، اطراف بدن متورم ہو جاتے ہیں اور انگلیاں وغیرہ کٹ کٹ کر گرنے لگتی ہیں، اس کو کوڑھ بھی کہتے ہیں اور کوڑھ اس بیماری کو بھی کہتے ہیں جس سے بدن پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں، مگر یہاں وہ مراد نہیں، اوّل معنی مراد ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۳) عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة، وقال: كُل ثقةً بالله و توكّلاً عليه. رواه ابن ماجة (مشكاة المصابيح، ص:۳۹۲، باب الفال والطيرة، الفصل الثّاني)

(۴) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لاعدوى ولا طيرة ولاهامّة ولاصفر، وفرّ من المجذوم كما تفرّ من الأسد (صحيح البخاري: ۲/۸۵۰، كتاب الطّبّ، باب الجذام)

بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہیں، اور جس شخص کا توکل قوی ہو وہ کھا بھی سکتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کے ساتھ کھایا ہے اور فرمایا ہے: کل ثقةً باللّٰه .

بھنگی اور چمار کے ساتھ ایک برتن میں کھانا

سوال: (۲۸) کفار اور مشرکین میں سے چوہڑے بھنگی اور چمار کے ساتھ ایک برتن میں کھانا مسلمان کو جائز ہے یا نہ؟ (۱۴۳۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ تو کتب فقہ درمختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ آدمی کا جھوٹا اگر چہ وہ کافر ہو پاک ہے (۱) اس لیے گنجائشِ جواز ہے، لیکن مسلمان کے لیے یہ بہتر نہیں ہے کہ کفار کے ساتھ ایک برتن میں کھانا وغیرہ کھاوے۔ فقط

زچّہ کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانا درست ہے

سوال: (۲۹) جس عورت کے بچہ پیدا ہو اس کے ہاتھ کا کھانا چالیس روز کے اندر جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: چالیس روز سے قبل اس عورت کے ہاتھ کا کھانا پکا ہوا کھانا درست ہے۔ فقط

ہم بستری کے بعد غسل سے پہلے کھانا درست ہے

سوال: (۳۰)...... (الف) بعد از جماع قبل از غسل کسی قسم کی چیز کھانا درست ہے یا نہیں؟

(ب) بعد از جماع دودھ وغیرہ لینا یا شیرینی قبل از غسل کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۹۴۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) درست ہے۔ (ب) درست ہے۔ فقط

سوال: (۳۱) حالت جنابت میں شرعًا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۲/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) فسؤر آدمي مطلقًا ولو جنبا أو كافرًا أو امرأة ...... طاهرَ الفم ...... طاهر (الدرّ مع الشّامي: ۱/۳۳۹-۳۴۰، كتاب الطّهارة، مطلب في السؤر)

الجواب: حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے(۱) فقط

مجامعت کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا

سوال: (۳۲) مجامعت کی حالت میں عورت بچہ کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟
(۱۱۹۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس حالت میں دودھ پلانا درست ہے۔

مباح چیزوں سے پرہیز کرنا

سوال: (۳۳) بعض صوفیائے کرام نے خربوزہ تمام عمر اس واسطے نہیں کھایا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا کھانا ثابت نہیں ہے اور بعض صوفیائے کرام چار پائی پر نہیں لیٹے، اور بعض بزرگوں نے بیس تیس سال تک گوشت نہیں کھایا حالانکہ یہ شرعًا جائز ہے، اس کا کیا حکم ہے؟
(۲۶۶۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو اشیاء مباح ہیں اس کے جواز میں کلام نہیں ہے باقی کسی کا ان کو نہ کرنا مثلاً خربوزہ نہ کھانا یہ ایک حال ہے کہ صاحب حال کے ساتھ خاص ہے، شرعًا ممانعت نہیں ہوسکتی۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (سورۂ اعراف، آیت:۳۲)(۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنهُ قَال لَقِيَنِي رسولُ الله صلّى اللّهُ عليه وسلّم و أنا جُنُبٌ فأخذ بيدهِ فمشَيْتُ معهُ حتّى قعَد فانسَلَلتُ فأتيتُ الرَّحْلَ فاغتسلتُ ثمّ جئتُ وهو قاعِد، فقال: أين كنتَ؟ يَا أبا هُرَيرة ! فقلتُ لهُ، فقال: سُبحان الله ! إن المؤمِن لاينجُس (صحيح البخاري: ۴۲/۱، كتاب الغسل، باب الجنب يَخرُج ويمشِي في السّوق وغيره)

(۲) حدیث شریف سے آنحضرت ﷺ کا خربوزہ کھانا ثابت ہے۔ عن عائشة رضي الله عنها أن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم كان يأكل البطيخ بالرّطب (جامع الترمذي: ۶/۲، أبواب الأطعمة — باب ما جاء في أكل البطيخ بالرّطب) اور چار پائی پر لیٹنا بھی ثابت ہے۔ قالت عائشة: كنتُ إذا حِضْتُ نزلتُ عن المثال (السّرير) على الحصير (أبوداؤد، ص:۳۶، كتاب الطّهارة، باب في الرّجل يُصيب منها ما دون الجماع)

انڈا کیوں حلال ہے؟

سوال: (۳۴) انڈا کیسے حلال ہوگیا جب کہ اس پر بسم اللہ پڑھنی شرط نہیں ہے؟
(۴۲۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: انڈا کوئی جاندار چیز اور جانور نہیں ہے کہ اس کو ذبح کیا جاوے اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر بہ وقت ذبح کہنا ضروری ہوتا، بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر ذبح کے وقت جانور پر کہنا شرط ہے نہ کہ غیر جانور پر، بلکہ علاوہ جانوروں کے جن چیزوں کی حرمت وارد نہیں ہے اور قاعدۂ حلت ان پر صادق آتا ہے وہ حلال ہیں اور انڈا ان چیزوں میں سے ہے کہ شریعت میں اس کی حلت ثابت ہے، اور قرآن شریف میں ہے: ﴿وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۱۵۷) انڈا طیبات میں سے ہے، لہٰذا حلال ہے۔

مرغی کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۳۵) دجاجہ یعنی ماکیاں مردہ کے شکم سے جو بیضہ (انڈا) سخت یا نرم نکلے وہ کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۵۴۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں لکھا ہے: وکذا کل مالا تَحُلُّهُ الحیاةُ حتّی الإنْفَحَةُ و اللّبنُ (۱) کہ میتہ کا دودھ وغیرہ پاک وحلال ہے، اس قاعدہ سے مرغی کا بیضہ بھی حلال و پاک ہے، لیکن بعض فقہاء نے دودھ میتہ کے بارے میں مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہے وہ ناپاک فرماتے ہیں (۲) پس احتیاط اسی میں ہے، اور بیضہ کے بارے میں بھی یہی احتیاط ہے۔

سوال: (۳٦) مرغی کو ذبح کیا جائے اور اس میں سے انڈے نکلیں وہ حلال ہیں یا نہیں؟
(۱۲۹/۱۳۴۲ھ)

---

(۱) الدرّ مع الشّامي: ۱/۳۲۰، کتاب الطّهارة، باب المیاه — مطلب في أحکام الدّباغة.

(۲) وکذا لبن المیتة و إنفَحتها (طاهر) و نَجَّسَاهَا وهو الأظهر إلا أن تکون جامدة فتطهر بالغسل اهـ وأفاد ترجیح قولهما (ردّالمحتار: ۱/۳۲۱، کتاب الطّهارة — باب المیاه — مطلب في أحکام الدّباغة)

الجواب: حلال ہیں۔فقط

مچھلی کے انڈے کھانا درست ہے

سوال: (۳۷) مچھلی کے انڈے کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۷۵۱ھ)

الجواب: درست ہے۔فقط

مچھلیوں کو مع آلائش کھانا

سوال: (۳۸)......(الف) مچھلیاں معہ آلائش سکھائی جاتی ہیں ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(ب) جن چھوٹی مچھلیوں کی آلائش صاف نہیں ہوسکتی ان کو معہ آلائش کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۳۴۳/۱۴۵۲ھ)

الجواب: (الف-ب) چھوٹی مچھلیوں کے حق میں فقہاء کی تصریح موجود ہے کہ اگر ان کی آلائش نہ نکالی گئی تو بھی وہ حلال ہیں۔ **كما في الشّامي نقلاً عن معراج الدّراية : ولو وجدت سمكةٌ في حوصلة طائر تؤكل، وعندالشّافعي لا تؤكل لأنّه كالرّجيع ، و رجيع الطّائر عنده نجس، و قلنا: إنّما يعتبر رجيعًا إذا تغيّر وفي السّمك الصِّغار الّتي تقلى من غير أن يشق جوفه فقال أصحابه: لايحل أكله لأن رجيعه نجس وعند سائرالأئمة يحل اهـ (۱) (شامي: باب الذّبائح جلد خامس)** اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ بڑی مچھلیوں کا حکم بھی بہ صورت مسئولہ حل اکل ہونا چاہیے، لیکن آلائش کو نکال کر پھینک دینا چاہیے۔ **كما في الشّامي: قال أبوحنيفة : الدّم حرام وأكره الستة وذلك لقوله عزّ وجلّ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ الآية﴾** (سورۂ مائدہ: آیت:۳) **فلمّا تناوله النّص قطع بتحريمه وكره ماسواه ، لأنّه ممّا تستخبثه الأنفس وتكرهه وهذا المعنى سبب الكراهية الخ (۲)(۵/۴۷۷) وفيه أيضا نقلاً عن القنية: أنّ الذّكر أوالغدّة لوطبخ في المرقة لا تكره المرقة الخ**(۳) فقط

---

(۱) ردّ المحتار: ۹/۴۷۵، كتاب الذّبائح .
(۲) ردّالمحتار: ۱۰/۳۹۵، كتاب الخنثٰى — مسائل شتّٰى .
(۳) ردّالمحتار: ۱۰/۳۹۶، كتاب الخنثٰى— مسائل شتّٰى .

بدبودار گوشت اور سڑا ہوا انڈا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۳۹) جو لحم یعنی گوشت بدبودار ہوجائے یا بیضہ بگڑ جائے وہ کھائے جائیں یا پھینک دیے جائیں؟ بینوا توجروا (۵۴۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو گوشت اور بیضہ بگڑ جائے اور سڑ جائے وہ نہ کھایا جائے، پھینک دیا جاوے(۱) فقط

سوال: (۴۰) گندا انڈا کونسی صورت میں جائز ہے اور کونسی صورت میں نہیں؟ (۲۴۶۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب انڈا گندا ہوجائے یعنی اس میں خون ہوجائے اور متعفن ہوجائے تو ناجائز ہے۔

مولی، پیاز، اور لہسن کھانے کا حکم

سوال: (۴۱) مولی، پیاز، لہسن خام کھانے کا کیا حکم ہے؟ بعض علماء مولی کھانے کو اور حقہ پینے کو مکروہ فرماتے ہیں۔ (۶۷۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ان چیزوں کا کھانا درست ہے مگر اچھا نہیں، لیکن مسجد میں کچی پیاز یا لہسن وغیرہ بدبودار چیزیں کھا کر جانا مکروہ تحریمی ہے(۲) اور اگر پکا کر کھایا جائے تو پھر کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۴۲) کچی پیاز اور لہسن کھانا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ کچی پیاز لہسن کھا کر اور تمبا کو پی کر بغیر کلی اور بغیر دور کیے بدبو کے مسجد میں جانا مکروہ ہے یا نہیں؟ (۶۸۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کچی پیاز یا لہسن کھانا بلا کراہت جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم بہ اتفاق روایت

---

(۱) واللّحم إذا أنتن يحرم أكله، والسّمن واللّبن والزّيت والدّهن إذا أنتن لا يحرم، والطّعام إذا تغيّر واشتدّ تنجّس والأشربةُ بالتّغير لا تحرمُ كذا في خزانَةِ المفتيين (الفتاوى الهندية: ۳۳۹/۵، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية في الأكل و ما يتّصل به)

(۲) في الشّامي قوله: (وأكل نحو ثوم) أي كبصل ونحوه ممّا له رائحة كريهة للحديث الصّحيح في النّهي عن قربان آكل الثّوم والبصل المسجد قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري. قلت: علّة النّهي أذي الملٰئكة وأذي المسلمين...... و إنّما خصّ الثّوم هنا بالذّكر، وفي غيره أيضًا بالبصل والكراث لكثرة أكلهم لها (الدرّ والردّ: ۳۷۵/۲-۳۷۸، كتاب الصّلاة، باب مايفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب: في الغرس في المسجد)

کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے: کُلْ فَإنّي أناجي من لا تناجي (۱) اور مسلم میں ہے کہ فرمایا: أيّها النّاس ! إنّه ليس لي تحريم ما أحلّ الله لي ولكنها شجرة أكره ريحها (۲) ہاں اس کو کھا کر یا حقہ پی کر بدون ازالۂ بدبو کے مسجد میں جانا مکروہ تحریمی ہے کہ احادیث صحیحہ میں لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں حاضر ہونے سے نہی وارد ہے، چنانچہ مسلم میں ہے: من أكل البصل والثّوم والكراث فلا يقربن مسجدنا، فإنّ الملآئكة تتأذّى مما يتأذّى منه بنو آدم (۳) اور فقہ حنفی میں بھی پیاز اور لہسن یا کوئی اور بدبودار شئ کے ساتھ مسجد میں جانا مکروہ تحریمی ہے، چنانچہ درمختار میں ہے: وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل موذ (۴) اور کبیری میں ہے: يجب أن تصان عن إدخال الرّائحة الكريهة (۵) اور اسی پر قیاس کر کے حضرات علماء رحمہم اللہ نے علاوہ مسجد کے مجالس ذکر میں بھی بدبودار شئ کو لے جانا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، چنانچہ نووی شرح مسلم میں نقل کرتے ہیں: قال القاضي: وقاس العلماء على هذا مجامع الصلوٰة غير المسجد كمصلى العيد والجنائز ونحوها من مجامع العبادات وكذا مجامع العلم والذّكر والولائم ونحوها ولا يلتحق بها الأسواق ونحوها (۶) الحاصل کچی پیاز اور لہسن کھانا بلا کراہت جائز ہے، البتہ اس کو کھا کر یا حقہ پی کر بلا ازالہ رائحہ کریہہ کے مسجد یا مجلس ذکر میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔

---

(۱) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما زعم أنّ النّبي صلّى الله عليه وسلّم قال : من أكل صومًا أو بصلا .... فقال : كل فإنّي أناجي من لا تناجي (صحيح البخاري: ۱/۱۱۸، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثّوم النيّ والبصل والكرّاث الخ)

(۲) عن أبي سعيد ن الخدري رضي اللّه عنه ...... فقال: أيّها النّاس الحديث (الصّحيح لمسلم: ۱/۲۰۹، كتاب المساجد ومواضع الصّلاة، باب من أكل ثومًا أوبصلا أو كرّاثا إلخ)

(۳) عن جابربن عبدالله رضي الله عنه عن النّبي صلّى الله عليه وسلّم قال: من أكل من هذه البقلة الثّوم وقال مرّة: من أكل البصل الحديث (حوالۂ سابقہ)

(۴) الدرّالمختار مع الشّامي: ۲/۳۷۷، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد .

(۵) الحلبي الكبيري: ص:۵۲۶، فصل في أحكام المسجد .

(۶) شرح الصّحيح لمسلم للنّووي: ۱/۲۰۹، كتاب المساجد و مواضع الصّلاة ــ باب من أكل ثومًا الخ .

حرام آمدنی سے پلے ہوئے بیل اوراس کی کاشت کا حکم

سوال: (۴۳) مسلمان رنڈی نے اپنی ناجائز آمدنی سے ایک بچھڑا پالا پھراس کوایک کافر نے اس رنڈی سے خرید لیا، بعدہ ایک مسلمان کے ہاتھ فروخت کردیا، اس صورت میں اس بیل کے ذریعہ سے جوکاشت وغیرہ کی آمدنی اس مسلمان کو ہوگی وہ پاک ہے یا نہیں؟ اوراس کا گوشت کھانا جائز ہے یانہیں؟ (۱۵۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ آمدنی حلال اور پاک ہے اوراس بیل کا گوشت کھانا بعد ذبح شرعی کے درست ہے۔فقط

کھیس کھانا درست ہے

سوال: (۴۴) گائے بھینس، بکری کی پیوسی (۱) کھانا جائز ہے یانہیں؟ کھانے کی ترکیب یہ ہے کہ بچہ ہونے کے بعد اس کا دودھ نکال کراس دودھ کو مٹھائی میں ملاکر پکاکر کھاتے ہیں، ہمارے یہاں اس کو انڈری کہتے ہیں۔ (۹۰۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس کو یہاں کھیس (۱) کہتے ہیں، کھانا اس کا بلاکراہت درست ہے۔فقط

سوال: (۴۵) گائے بھینس وغیرہ کے جب بچہ ہوتا ہے تو اول بجائے دودھ کے کھیس ہوتا ہے، اس کا کھانا جائز ہے یانہیں؟ (۹۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جائز ہے۔فقط

سوال: (۴۶) جب گائے بھینس بچہ دیتی ہے تو دوتین یوم تک پیوسی رہتا ہے، اس کا کھانا جائز ہے یامکروہ؟ (۲۶۴۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہاں اس کو کھیس کہتے ہیں کھانا اس کا بلاکراہت جائز ہے۔

---

(۱) پیوسی وکھیس: وہ گاڑھا دودھ جو گائے، بھینس، بکری وغیرہ کو بچہ پیدا ہونے پر پہلے تین روز نکلتا ہے۔ (فیروز اللغات)

جائفل، جاوتّری، زعفران، مشک، الائچی اور عنبر کھانا حلال ہے

سوال: (۴۷) جائفل وجاوتری وزعفران ومشک والائچی وعنبر کھانا حلال ہے یا نہیں؟
(۳۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جائفل وجاوتری وزعفران وغیرہ سب حلال ہیں، ردالمحتار میں زعفران وجائفل وغیرہ کو کھانا حلال لکھا ہے حرام نہیں لکھا، زعفران ہر قسم کی حلال ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

افیون اور خشخاش کا حکم

سوال: (۴۸) افیون اور خشخاش حلال ہیں یا حرام؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں۔(۲۷۹۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: افیون جب کہ حد سکر کو پہنچ جائے تو بہ اتفاق حرام ہے۔لأن کل مسکر حرام (۲) شامی میں ہے: کالبنج والأفیون فلایحرم قلیلها بل کثیرها المسکر —— إلی أن قال —— أمّا الجامدات فلا یحرم منها إلا الکثیر المسکر (۳) علی ہذا پوست (خشخاش) اگر حد سکر کو نہ

---

(۱) ولم نر أحدًا .... بنجاسة نحو الزّعفران مع أن کثیره مسکرٌ، و لم یحرموا أکل قلیله أیضًا (ردّ المحتار: ۳۶/۱۰، کتاب الأشربة)

والمسك طاهر حلال فیؤکل بکلّ حال (الدرّ) و في الشّامي: (فیؤکل بکلّ حال) أي في الأطعمة والأدویة لضرورة أو لا ...... والزّباد طاهر و کذا العنبر ...... و أمّا العنبر فالصّحیح أنه عین فی "البحر" بمنزلة القیر، و کلاهما طاهر من أطیب الطّیب اهـ ملخّصًا. و"في تحفة ابن حجر": ولیس العنبر روثًا خلافًا لمن زعمهٗ، بل هو نبات فی "البحر" (ردّالمحتار: ۳۲۴/۱، کتاب الطّهارة، باب المیاه، مطلب في المسك و الزّباد والعنبر)

جاوتّری: جائفل کا پوست۔الزَّبَاد: بلی کے برابر ایک جانور جس کے اندر خوشبو کی ایک تھیلی ہوتی ہے، اس میں سے ایک خوشبودار مادہ نکلتا ہے، جسے بہ طور خوشبو استعمال کیا جاتا ہے، اسے زباد کہتے ہیں۔۱۲ سعید احمد

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم: کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب الخمر في الدّنیا فمات وهو یُد منها لم یتب، لم یشربها في الآخرة رواه مسلم (مشکاة المصابیح: ص:۳۱۷، کتاب الحدود، باب بیان الخمر و وعید شاربها، الفصل الأوّل)

(۳) ردّالمحتار الشّامي: ۳۶/۱۰، کتاب الأشربة .

پہنچے تو حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کبوتر کا گوشت کھانا جائز ہے

سوال: (۴۹) ایک شخص کہتا ہے کہ کبوتر کا گوشت حرام ہے، کیونکہ وہ غیر کا حق کھاتا ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ جانور تو سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (۲۸۹/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ وہم غلط ہے، جانور مکلّف نہیں ہیں۔ فقط

شکر قندی اور بڑھل کھانا حلال ہے

سوال: (۵۰) زمین قند (شکر قندی) اور بڑھل کا کھانا حلال ہے یا نہیں؟ (۹۱۴/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: زمین قند اور بڑھل حلال ہیں۔

مٹی کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۵۱) مٹی کا کھانا کیسا ہے؟ (۴۴۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: مٹی کا کھانا بہ وجہ مضرت کے ممنوع ہے، اس لیے اگر قلیل یا مخلوط ہو تو درست ہے (۱)

شکر و چینی کھانا درست ہے

سوال: (۵۲) انگریزی شکر، چینی کی بابت مجھ کو ایک ملازم کارخانہ ہڈی اور دیگر افواہ عامہ سے معلوم ہوا ہے کہ بہ وقت تیار شکر مذکور کے ہڈی کے ذریعہ سے صفائی کی جاتی ہے، اس لیے عرصہ

---

(۱) أكل الطّين مكروه، هٰكذا ذكر في فتاوٰى أبي اللّيث رحمه الله تعالٰى ، و ذكر شمس الأئمة الحلواني في شرح صومه إذا كان يخاف علٰى نفسه أنّه لو أكله أورثَهُ ذلك علّةً أو آفةً لا يُباح له التّناولُ، وكذلك هذا في كل شيء سوى الطّين و إن كا يتناول منه قليلا أو كان يفعل ذلك أحيانًا لا بأس به .... و سئل بعض الفقهاء عن أكل الطّين البخاري ونحوه قال: لا بأس بذلك مالم يضرّ و كراهية أكله لا للحرمة بل لتهييج الدّاء (الفتاوى الهندية: ۳۴۰/۵-۳۴۱، كتاب الكراهية ، الباب الحادي عشر في الكراهية في الأكل وما يتّصل به)

سے اس کا استعمال ترک کر دیا ہے، اگر دیگر شیرینی وغیرہ میں اس کی آمیزش کا شک ہوتا ہے وہ بھی داخل پرہیز ہوتی ہے، ہڈی حرام حلال ہر قسم کے جانوروں کی مذبوح و مردار کی جمع ہو کر کارخانہ میں آتی ہے؛ اب آپ فرمائیے کہ اس کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ (۲۳۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: شکر و چینی کا کھانا درست ہے، اگر ہڈی جانوروں کی اس میں ڈالی جاتی ہے تو اول تو سوائے خنزیر کے کسی جانور کی ہڈی ناپاک نہیں اور ناپاک ہڈی جل کر اور خاکستر ہو کر پاک ہو جاتی ہے اگر چہ وہ خنزیر کی ہو، اس میں شک و تردد فضول ہے۔ **كما قال في الدرّ المختار (۱) فقط**

اس شبہ کی وجہ سے کہ چرخی اور برتنوں کو کتے چاٹتے ہیں بازار کی شکر اور گڑ ناپاک نہیں

سوال: (۵۳) جس چرخی میں گنوں کا رس نکالتے ہیں اور جن برتنوں میں گڑ مٹھائی بناتے ہیں ان سب برتنوں کو کتے چاٹتے ہیں، یہ گڑ وغیرہ پاک ہے یا ناپاک؟ (۱۱۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قواعد شرعیہ (۲) سے وہ گڑ وغیرہ پاک ہے کھانا اس کا درست ہے۔ فقط

سوال: (۵۴) رس نکالنے کی چرخی کو شب و روز کتے چاٹتے ہیں اور جن برتنوں میں رس ڈالا جاتا ہے اور گڑ وغیرہ بنایا جاتا ہے ان کو بھی کتے چاٹتے ہیں اور ان کو پاک نہیں کیا جاتا ہے، اور وہ گڑ اور مٹھائی بازاروں میں فروخت ہوتا ہے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسے شبہات سے بازار کی شکر اور گڑ ناپاک نہیں سمجھا جاتا۔ فقط

---

(۱) قوله : (و يطهر زيت الخ) ...... فيدخل فيه كل ما كان فيه تغيرٌ و انقلاب حقيقة ، و كان فيه بلوى عامة ...... وعذرة صارت رمادًا أو حمأة ، فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرى لا مجرد انقلاب وصف الخ (ردّالمحتار: ۱/۴۵۰، كتاب الطّهارة – باب الأنجاس)

قوله : (والحرق كالغسل) لأن النّار تأكل مافيه من النّجاسة حتى لا يبقى فيه شيء ...... ولهذا لو أحرقت العذرة و صارت رمادًا طهرت للاستحالة كالخمر إذا تخللت الخ (الشّامي: ۳۷۹/۱۰، كتاب الخنثىٰ – مسائل شتّى)

(۲) اليقين لايزول بالشّك (قواعدالفقه، ص:۱۴۳، قاعدة:۴۲۱، المطبوعة: اشرفی بک ڈپو، دیوبند)

بھنگی وغیرہ نے جس چیز کو ہاتھ لگایا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۵) مشرکین مردار خوار بھنگی و چمار وغیرہ کے ہاتھ کی تر چیز کھانا مثل رس وغیرہ کے اور کولہو میں ان لوگوں سے مٹھائی بنوانا درست ہے یا نہیں؟ ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ان کے ہاتھ سے پانی نکلوا کر وضو کیا جائے تو طہارت کامل ہو جائے گی یا نہیں؟ ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الآية﴾ میں نجاست ظاہری مراد ہے یا ایمانی؟ (۴۵/۷-۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في الدرّ المختار: فسؤر آدمی مطلقًا ولو جنبًا أو كافرًا الخ طاهر الفم الخ طاهرٌ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے جب کہ اس نے منہ پاک کرلیا ہو مثلاً اگر نجاست کھائی ہو تو منہ کو صاف کرلیا ہو، دھولیا ہو، اور جب کہ ان کا جھوٹا پاک ہے تو ان کے ہاتھ کا پانی اور رس اس حالت میں پینا درست ہے اور اس پانی سے وضو درست ہے، الحاصل قاعدہ فقہیہ: اليقين لايزول بالشك (۲) پر عمل کرے اور توہمات کو چھوڑے۔ ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۲۸) میں نجاست سے مراد نجاست باطنی اور عقیدہ کی خرابی اور ناپاکی مراد ہے۔ فقط

سوال: (۵۶) آیا کافر نجس ہے یا طاہر ہے؟ اگر نجس ہے تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہوا پاک ہے یا ناپاک؟ اگر پاک ہے تو کیوں کر پاک ہے؟ اور اس کے ہاتھ کی چیز پکائی ہوئی کا کھانا درست ہے یا نہ؟ (۷۰۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: کافر بہ اعتبار عقائد باطنیہ کے نجس ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۲۸) قال في الشّامي: فالمراد بقوله تعالىٰ: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ النّجاسة في اعتقادهم إلخ (۳) پس جب کہ معلوم و محقق ہوا کہ نجاست کافر کی بہ اعتبار اعتقاد کے ہے نہ بہ اعتبار ظاہر کے، تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست ظاہری نہ ہو تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہوا کھانا پاک ہے اور درست ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کفار کے ہاتھ کا پکایا ہوا

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۱/۳۳۹-۳۴۰، كتاب الطّهارة — باب المياه — مطلب في السؤر.
(۲) ردّالمحتار: ۱/۲۵۱، كتاب الطّهارة — مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه.
(۳) ردّالمحتار: ۱/۳۳۹، كتاب الطّهارة — باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر.

کھانا تناول فرمایا ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہنود سے اشیاء خوردنی خرید کر کھانا درست ہے

سوال: (۵۷) ہندو جو اس ملک کے دستور کے موافق عموماً سودخوار ہیں، اور ہمارے ملک کے دیہات وغیرہ میں مسلمانوں کی کوئی دکان نہیں، سو اگر کوئی ہے وہ بھی معمولی ہے، اور اشیائے خوردنی ہندو لوگوں سے لے کر فروخت کرتے ہیں، بہ وقت ضرورت ہندوؤں سے اشیائے خوردنی خریدی جاتی ہیں؛ آیا وہ اشیائے خوردنی مٹھائی وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اور دیگر اشیاء یعنی ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی وغیرہ بہ وقت ضرورت یا بغیر ضرورت جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ہندو کی بنائی ہوئی مٹھائی اور روٹی وغیرہ اشیائے خوردنی ان سے خرید کر کھانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۸) ہنود کے ہاتھ کی پکی ہوئی اشیاء کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، مسلمانوں کے لیے ان کا استعمال جائز ہے، جب کہ ان کے یہاں دعوت میں جانا جائز ہے تو پھر ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی شئ کے استعمال میں کیا قباحت ہوسکتی ہے؟! مگر مناسب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ **قال في الشّامي: إن إجابة دعوة أهل الذّمّة مطلقة في الشّرع ومجازاة الإحسان من المروءة إلخ** (۲) فقط

سوال: (۵۹) ہندو لوگ جو ہر وقت نجس رہتے ہیں اور کتے کے پس خوردہ (جھوٹا) کو پاک سمجھتے ہیں، اور مسلمان کے ہاتھ لگانے سے اشیاء کو ناپاک سمجھتے ہیں، اور گائے کے گوبر کو پاک سمجھتے ہیں، اور کتے کے چاٹے ہوئے برتنوں میں مٹھائی بناتے ہیں، آیا ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی مٹھائی کھانی شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۲۴۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) عن ابن شهاب قال: كان جابر بن عبدالله يحدث أن يهودية من أهل خيبرَ سَمّتْ شاة مَصلية ثم أهدتْها لرسول الله صلّى الله عليه وسلّم، فأخذ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم الذِراع فأكل منها وأكل رهط من أصحابه معه الحديث (سنن أبي داوٗد، ص:۶۲۰، كتاب الدّيات– باب فيمن سقى رجلا سما الخ)

(۲) الشّامي: ۴۰۳/۱۰، كتاب الخنثیٰ، مسائل شتّٰی .

الجواب: جب کہ کوئی خاص خبر اس خاص مٹھائی وغیرہ کے نجس ہونے کی نہ ہو تو کھانا اس کا درست ہے۔ فقط

سوال: (۶۰) جو لوگ سور کا گوشت کھاتے ہیں اور یہی لوگ ڈبل روٹی وبسکٹ وغیرہ بنا کر فروخت کرتے ہیں، آیا ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی اشیاء مذکورہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب تک علم وقوع نجاست کا خاص اس ڈبل روٹی وغیرہ میں نہ ہو، فتوی جواز کا دیا جاوے گا۔ **لأن الطّهارة لا تزول بالشّك** (۱)

سوال: (۶۱) ہنود کی دکان سے مٹھائی خرید کر کھانا جو پاکی کا بالکل خیال نہیں کرتے پاک ہے یا نہیں؟ اور اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: فتوی کے موافق یہ حکم ہے کہ جب تک کسی مٹھائی اور کھانے وغیرہ میں نجاست نہ دیکھی جائے از راہ فتوی اس کا کھانا اور خریدنا درست ہے، احتیاط کی بات دوسری ہے، اگر کوئی شخص احتیاط کرے اور بچے اچھا ہے، لیکن از راہ فتوی شرعی حکم ناپاکی کا بدون دیکھے نہ کیا جائے۔ فقط

سوال: (۶۲) یہاں ہندو کے ہاتھ کی بنی مصری بعض مسلمان نہیں کھاتے، اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کیا نہ کھانا تقوی میں شمار ہوگا؟ (۲۵۴۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں، اور اس کا کھانا تقوی کے خلاف نہیں ہے۔

سوال: (۶۳) چمار کے گھر کا گھی خرید کر اگر استعمال کرے جائز اور پاک ہے یا نہیں؟ (۳۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: احتیاط یہ ہے کہ نہ خریدے، اگر خریدا اور استعمال کیا درست ہے، پاک ہی سمجھا جاتا ہے، جب تک کہ کوئی نجاست اس میں معلوم نہ ہو۔

ہندو پنواڑی کا بنایا ہوا پان کھانا درست ہے

سوال: (۶۴) ہندو حلوائی کی دکان کی مٹھائی اور ہندو پنواڑی کے ہاتھ کا بنایا ہوا پان کھانا

---

(۱) لأن الطّهارة الثّابتة بيقينٍ لا يحكم بزوالها بالشّك (بدائع الصّنائع: ۱۲۲/۱، كتاب الطّهارة، آداب الوضوء، فصل ما ينقض الوضوء)

درست ہے یا نہیں؟ (۶۳۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہندو حلوائی کی دکان کی مٹھائی اور ہندو پنواڑی کے ہاتھ کا بنایا ہوا پان کھانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندو اپنے تہوار کے روز جو مٹھائی بھیجتے ہیں اس کا کھانا درست ہے

سوال: (۶۵) اکثر ہنود اپنے تہوار کے روز مٹھائی بھیجا کرتے ہیں، اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۷۷۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

سوال: (۶۶) اہل ہنود دیوالی کو کھیل (۱) اور بتاشا زمینداروں کے یہاں بھیجتے ہیں، مسلمانوں کو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۵۸۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اہل اسلام کو اس کا کھانا درست ہے۔ فقط

سوال: (۶۷) جو شخص ہولی دیوالی وغیرہ تہوارِ ہندوؤں کا پکوان وغیرہ کھاوے اور مرغ وغیرہ بکرا مینڈھا کہ جس کے بارے میں قرآن شریف میں ﴿مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ ہے اس کو کھاوے (تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟) (۷۰۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کفار اگر اپنے تہوار دیوالی وغیرہ میں مسلمانوں کو کچھ ہدیہ مٹھائی وغیرہ کا حسب رواج دیویں مسلمانوں کو اس کا کھانا درست ہے، یہ امر لائق اعتراض کے نہیں ہے، اور جو جانور بتوں پر چڑھایا جاوے یا بتوں کے نام پر چھوڑا جاوے وہ ﴿مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ ہے، اس کا کھانا مسلمانوں کو درست نہیں ہے۔

ہندو اپنی شادی غمی میں مٹھائی یا کھانا بھیجے یا دعوت کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۸)...... (الف) اگر ہندو اپنی شادی غمی کی تقریب میں کوئی کھانا مٹھائی وغیرہ مسلمان کے یہاں بھیجے وہ کھانا پاک ہے یا نہیں؟ اور اس کا کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۱) کِھیل: بھنے ہوئے چاول یا اناج جو پھول گیا ہو (فیروز اللغات)

(ب) اگر ہندو مسلمان کی دعوت کرے تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ ان کے گھر مزامیر، تاشہ، باجا وغیرہ نہ ہوتو ان کے گھر جا کر کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر ہو لیکن مکانِ دعوت میں نہ ہوتو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۸/۱۳۵۲ھ)

الجواب: (الف) وہ کھانا پاک سمجھا جاتا ہے اور مسلمانوں کو اس کا کھانا درست ہے۔

(ب) اگر باجا مزامیر نہ ہوتو کچھ حرج نہیں ہے، اور جب کہ مزامیر مکانِ دعوت میں نہیں ہے تو گنجائش ہے کہ مسلمان وہاں کھانا کھالیویں۔ فقط

پھل دار درخت کی نشو ونما کے لیے خنزیر کا گوشت یا خون اور شراب ڈالی گئی ہوتو اس کا پھل کھانا اور اس کی لکڑی پر نماز پڑھنا جائز ہے

سوال: (۶۹) گوشت یا خون وغیرہ خنزیر کا یا شراب کسی پھل دار درخت میں بجائے کھات کے ڈالا جائے اور اس کی نشو ونما اس سے ہوئے تو اس کا پھل کھانا اور اس کی لکڑی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۹۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس درخت کا پھل کھانا اور اس کے تختہ وغیرہ پر نماز پڑھنا درست ہے اور وہ پھل اور لکڑی پاک ہے۔

خنزیر کی چربی یا خون یا شراب حلال جانور کے جسم پر ملی گئی ہوتو اس کا گوشت کھانا جائز ہے

سوال: (۷۰) خون یا چربی خنزیر کی یا شراب اگر حلال جانور کے جسم پر ملی گئی ہو، تو اس کا گوشت کھانا اور اس کے چمڑے پر نماز پڑھنا جائز ہوگا یا نہ؟ (۲۳۹۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: گوشت کھانا اس جانور کا درست ہے اور چمڑا دھونے سے پاک ہوجائے گا، بعد دھونے کے اس پر نماز درست ہے۔

ترکاری وغیرہ کی نشو ونما ناپاک پانی سے ہوئی ہو تو اس کا کھانا جائز ہے

سوال: (۷۱) اکثر بڑے شہروں میں محض غلیظ پانی سے جو شہروں سے نکلتا ہے لوگ ترکاری وغیرہ کاشت کرتے ہیں، اور ان کا نشو ونما اس نجس پانی سے ہوتا ہے، ان اشیاء کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۷۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز ہے۔ کما هو ظاهر ومنصوص کیونکہ غلاظت کا اثر ان ترکاریوں اور پھلوں میں سرایت نہیں کرتا، حدیث شریف میں ہے: زكاة الأرض يبسها (۱) اور یہی حکم اشجار وزراعت وغیرہ کا ہے جو کہ متصل بالارض ہیں۔ فقط

گوشت دم مسفوح میں آلودہ ہو جائے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے

سوال: (۷۲) پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح میں آلودہ ہو جائے یا یہود ونصاریٰ کے خون آلودہ ہاتھ لگ جائیں، اس گوشت کو کس طور سے پاک کر کے کھائیں؟ (۱۴۴۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، شامی میں ظہیریہ سے منقول ہے: ولو صبت الخمرة في قدر فيها لحم: إن كان قبل الغليان يطهر اللّحم بالغسل ثلاثًا الخ (۲) (الشّامي: ۱/۲۲۳) فقط

کھانے میں پسینہ اور آنسو گر جائے تو کھانا حلال ہے

سوال: (۷۳) اگر کھانے میں پسینہ اور آنسو گر جائے تو اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں؟ (۲۵۴۳/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) عن محمد بن المهاجر عن أبي جعفر قال: زكاة الأرض يبسها (المصنّف لابن أبي شيبة: ۱/۴۳۰-۴۳۱، كتاب الطّهارة، قبيل باب من قال: إذا كانت جافة فهو زكاتها، رقم الحديث: ۶۲۹، المطبوعة: ادارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان)

(۲) ردّالمحتار: ۱/۴۷۱، كتاب الطّهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدّهن والعَسَلِ.

الجواب: آنسو اور پسینہ پاک ہے، اگر وہ کھانے میں گرے کھانا درست ہے۔ فقط

عورت کا دودھ آٹے میں گر جائے تو اس آٹے کی روٹی اس کا شوہر کھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴) ایک بچہ والی عورت کا آٹا گوندھتے وقت پستان سے اس قدر دودھ خارج ہوا کہ آٹے میں گر گیا، اب وہ آٹا یا اس کی روٹی اس عورت کا شوہر کھا سکتا ہے یا نہیں؟ (۳۱۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ عورت کا دودھ سوائے بچہ شیر خوار کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں ہے، اس لیے اس آٹے کو کوئی بھی نہ کھاوے، نہ اس عورت کا شوہر نہ کوئی دوسرا شخص، لیکن حرمت رضاعت اس سے ثابت نہیں ہوتی، پس اگر اس عورت کے شوہر نے بھی اس آٹے کو کھایا تو اس کی عورت اس پر حرام نہ ہوگی۔ فقط

سوال: (۷۵) اگر آٹا گوندھتی ہوئی عورت کا دودھ آٹے میں گوندھ کر استعمال اور کھانے میں آجاوے تو شوہر اگر کھالیوے تو نکاح فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس دودھ کا مالک کون ہے؟

(۲۴۶۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس دودھ کا مالک کوئی نہیں ہے اور شوہر کو اس کا استعمال درست نہیں ہے۔ لأنــــه جــزء آدمي (۱) اور اگر شوہر نے وہ آٹا کھالیا یا دودھ اپنی زوجہ کا پی لیا تو اس سے نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا، مگر کھانا اس کا حرام ہے۔ فقط

کھانے میں چوہے کی مینگنی پک جاوے تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۶) اگر کھانے میں چوہے کی مینگنی پک جاوے تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۱۹۹۷/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) لأنّه جزءُ آدمي والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصّحيح، شرح الوهبانية (الدرّمع الردّ: ۲۹۴/۴، كتاب النّكاح، باب الرّضاع)

الجواب: اس کا کھانا درست ہے(۱) فقط

جس جانور کے ساتھ وطی کی گئی ہو اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۷) زید نے کسی حلال جانور کے ساتھ وطی کی، تو اس جانور کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۲۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شامی میں ہے: اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جاوے یعنی کھایا نہ جاوے، اور یہ حکم استحبابی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کھانا اس کا مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ **و يعزّر و تذبح البهيمة و تحرق على وجه الاستحباب ولا يحرم أكل لحمها به اهـ** (۲)

جواری نے جوے کی رقم سے جو مٹھائی خریدی ہے اس کا کھانا درست نہیں

سوال: (۷۸) جواری جوا کھیل کر اُسی روپیہ سے مٹھائی لایا تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۵۰۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کھانا اس کا درست نہیں ہے اور نقدی جو کچھ اس میں سے وہ دیدے اس کا لینا بھی درست نہیں ہے۔ فقط

تاش کھیلنے والے کا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۹) تاش کھیلنے والے کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: تاش کھیلنا حرام ہے، لیکن اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ فقط

---

(۱) خبزٌ وُجد في خلالهِ خُرء فأرةٍ، فإن كان الخرء صُلبًا رُمي به وأكِل الخبزُ ، ولايفسد خرءُ الفأرةِ الدّهنَ و الماءَ و الحنطةَ للضّرورة إلّا إذا ظهر طَعمُه أو لونُه في الدّهن و نحوه لفُحشهِ و إمكان التّحرّز عنه حينئذ. خانية (الدّرالمختار) وفي الشّامي : وفي القهستاني عن المحيط: خرء الفأرة لا يفسد الدّهنَ والحنطةَ المطحونةَ مالم يتغيّر طَعمها، قال أبو اللّيث: وبه نأخذ (الدّرالمختار والشّامي: ۱۰/۳۷۶، كتاب الخنثىٰ مسائل شتّٰى)

(۲) الشّامي: ۱/۲۷۳، كتاب الطّهارة، قبيل مطلب في رطوبة الفرج .

پاکی ناپاکی کا خیال نہ رکھنے والوں کے ہاتھ کا کھانا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۸۰) جو لوگ طریقۂ طہارت نہیں جانتے، پیشاب کے بعد کلوخ تو درکنار پانی بھی نہیں لیتے، اسی کپڑے میں تالاب میں نہاتے ہیں، تمام بدن کو چھینٹ لگتی ہے، ایسے لوگوں کے ہاتھ کی چیز کھانا اور ان کا لوٹا وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر سب لوگ ایسے ہوں تو عموم بلویٰ کی بناء پر جائز ہے یا نہیں؟ (۹۵۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جب تک ان کے ہاتھوں کا بالیقین نجس ہونا معلوم نہ ہو درست ہے۔ فقط

بے نمازی نے جس چیز کو ہاتھ لگایا ہے اس کا کھانا جائز ہے

سوال: (۸۱) إنَّ أکْلَ ما مسّه تارك الصّلاة هل يباح أو يكره؟ (۷۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: يباح ولا يكره، كيف! ولا يكره ما مسّه الكافر. فقط

ترجمہ: سوال: (۸۱) بے نمازی نے جس چیز کو ہاتھ لگایا ہے اس کا کھانا مباح ہے یا مکروہ؟

الجواب: مباح ہے، مکروہ نہیں، کیسے مکروہ ہوگا! جب کہ کافر کا مس کیا ہوا (یعنی کافر نے جس چیز کو ہاتھ لگایا ہو وہ) مکروہ نہیں۔ فقط

افطاری کا کھانا جو مسجد میں بھیجا جاتا ہے اس کو کون کھا سکتا ہے؟

سوال: (۸۲) افطاری جو مسجد میں بھیجی جاتی ہے اس کو غیر صائم بھی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا افطاری طالب علم ومؤذن کو غیر مالک دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۴۱۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس میں جو کچھ عرف ہو اس کے موافق عمل درآمد ہوسکتا ہے، شرعاً اس میں وسعت ہے کیونکہ افطاری بھیجنے والوں کی نیت تنگی کی نہیں ہوتی۔ فقط

جو گوشت کافر خرید کر لایا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳) اس زمانے میں مسلمان لوگ کافروں سے بازار سے سودا منگاتے ہیں، حتی کہ

گوشت بھی ان سے خرید وا کر منگاتے ہیں، اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں عقیقہ وقربانی کا گوشت ان کے ہاتھ بھیجتے ہیں، اس گوشت کا کھانا کیسا ہے؟ (۱۱۷۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: أقول و باللہ التّوفیق: یہ صحیح ہے کہ جو امور سوال میں درج ہیں کہ کافروں کے ہاتھ اشیاء بازار سے منگانا اور ان کے ہاتھ ہدایا وغیرہ بھیجنا؛ ان امور میں کافر کا قول معتبر ہے، مگر کافر سے گوشت خریدنے میں اور منگانے میں احتیاط کرنی چاہیے کہ بسا اوقات وہ مذبوحۂ غیر مسلم یا غیر مذبوحہ کا گوشت مسلمانوں کو کھلا دیتے ہیں، اور ان کا یہ کہنا کہ ذبیحۂ مسلم ہے معتبر نہیں ہے۔ کما في الشّامي عن جامع الجوامع لأبي یوسف رحمہ اللہ : من اشتریٰ لحمًا فعلم أنّہ مجوسی و أراد الردّ، فقال: ذبحہ مسلم یکرہ أکلہ اھ و مفادہ أن مجرد کون البائع مجوسیًا یثبت الحرمة، فإنّہ بعد إخبارہ بالحل بقولہ : ذبحہ مسلم کرہ أکلہ فکیف بدونہ ! تأمل (۱) فإنّہ موضع الاحتیاط. فقط

سوال: (۸۴) گوشت مشرک کے ہاتھ منگایا جائے اور دکان سے لاوے اور ہماری نظر سے غائب ہو، جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: گوشت میں احتیاط کرنی چاہیے، مشرک کے ہاتھ نہ منگایا جائے، اس میں فقہاء نے حرمت کا حکم فرمایا ہے۔ کذا في الشّامي (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبرستان میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۵) قبرستان میں طعام کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض اکابر نے لکھا ہے کہ قبروں پر طعام فاتحہ دے کر تقسیم کرنا جائز ہے، ان کا کیا مطلب ہے؟ (۲۷۱۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جواز میں تو کچھ تردد نہیں ہے، البتہ قبرستان میں کھانا غیر اولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی سمجھا گیا ہے، ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے: أکثروا ذکر هاذمِ اللّذات یعنی الموت (۲) اس حدیث

(۱) الشّامي: ۹/۴۱۹، أوائل کتاب الحظر و الإباحة .

(۲) عن أبي هریرة رضي اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم : أکثروا ذکر الحدیث (جامع التّرمذي: ۲/۵۷، أبواب الزّهد – باب ما جاء في ذکر الموت)

سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ موت لذات میں اشتغال کو روکتا ہے، باقی یہ جو آپ نے نقل کیا ہے کہ بعض اکابر نے لکھا ہے کہ قبروں پر طعام فاتحہ دے کر بانٹنا جائز ہے یہ صحیح نہیں ہے، اور یہ علمائے محققین کے مسلک کے خلاف ہے قبور پر کھانا تقسیم کرنا جائز نہیں ہے، اور فاتحہ کھانے پر دینا بدعت ہے اس کو علمائے محققین نے ناجائز فرمایا ہے۔ فقط

لاعلمی میں ناپاک چیز کھالی تو کچھ مواخذہ نہیں

سوال: (۸۶) دو شخصوں نے غلطی اور ناواقفی سے ناپاک چیز کھالی، بعد توبہ کے ان کو شریک کرلیا گیا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۰۵۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: لاعلمی کی وجہ سے اگر ناپاک چیز کھائی گئی تو اس میں کچھ مواخذہ نہیں ہے اور کچھ گناہ نہیں ہوا، قرآن شریف میں ہے: ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۸۶) اور حدیث شریف میں ہے: رفع عن أمّتي الخطأ والنّسيان (۱) پس جب کہ آیت اور حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ بھول چوک اور لاعلمی میں کوئی امر سرزد ہو جانے سے مواخذہ اور گناہ نہیں ہوتا تو پھر ان لوگوں کو جن سے لاعلمی میں کوئی ناپاک چیز کھائی گئی کچھ خطاوار نہ سمجھنا چاہیے، اور ان کو برادری سے علیحدہ کرنا نہ چاہیے، اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھنا چاہیے۔ فقط

ریلوے کی زمین میں ترکاری بو کر کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۸۷) حدود ریلوے کے اندر جو زمین سرکاری پڑی ہے اس میں ترکاری بونا اور سرکاری نل سے پانی دینا اور ترکاری بو کر اور پرورش کر کے ملازمان سرکار کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۸۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ عرفاً اس سے نہیں روکا جاتا تو درست ہے۔

---

(۱) رفع عن أمّتي الخطأ والنّسيان، وما استكرهوا عليه (طب) عن ثوبان (صحـ) (الجامع الصّغير في أحاديث البشير النّذير للسّيوطيؒ، ص:۲۷۳، رقم الحديث: ۴۴۶۱، حرف الرّاء، المطبوعة: دار الكتب العلمية، لبنان، بيروت)

برادری کے نام سے موسوم کھانا مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل نہیں

سوال: (۸۸) ایک قوم میں رواج ہے کہ وہ لوگ شادی میں کچھ طعام یا شیرینی برادری کو تقسیم کرتے ہیں، اور اگر کوئی یہ کہہ دے کہ یہ طعام اللہ تعالیٰ کے نام کا ہے تو اس کو نہیں کھاتے، اور کہنے والے کو مطعون کرتے ہیں، اور جو کوئی اللہ کے نام کا کھاتا ہے اس کو ذلیل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ فقیر اور محتاج ہیں۔ سو یہ طعام جو برادری کے نام سے پکارا گیا ہے یہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں تو نہیں ہے؟ اور اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۱۱/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ طعام مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل نہیں ہے، اور کھانا اس کا اس وجہ سے حرام نہیں ہے، لیکن بہ وجہ مداخلت ریاء وسمعہ وغیرہ ایسا کھانا اچھا نہیں ہے، اور اللہ کے نام کا کھانا دو قسم کا ہوتا ہے: ایک صدقہ اور ایک ہدیہ، صدقہ فقراء کا حق ہے اور ہدیہ سب کو درست ہے۔ فقط

غیر اللہ کی تعظیم کے لیے جو کھانا پکایا گیا ہے اس کا کھانا درست نہیں

سوال: (۸۹) ہندو غیر اللہ کی تعظیم کے لیے جو کھانا پکاتے ہیں اس کا کھانا کیسا ہے؟ مثلاً تہواروں میں جو کھانا پکا کر تقسیم کریں اس کا کھانا کیسا ہے؟ (۱۳۴۶/ ۳۹-۱۳۴۰ھ)

الجواب: غیر اللہ کی تعظیم کا جو کھانا ہندو یا مسلمان پکاوے اس کا کھانا درست نہیں ہے، باقی اگر اپنے تہواروں میں ہندو لوگ مسلمانوں کو شیرینی وغیرہ بہ طور ہدیہ اور خوشی کے دے دیں، اس کا لینا اور کھانا جائز ہے جیسا کہ دیوالی میں ہندو لوگ مٹھائی وغیرہ خوشی کی وجہ سے دیتے ہیں، اس کا لینا اور کھانا درست ہے۔

جو شیرینی اولیاء کے مقابر پر چڑھائی جاتی ہے اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۰) زید کہتا ہے جو شیرینی مقابر اولیاء پر چڑھائی جاتی ہے اس کا کھانا درست ہے،

آیا شرعًا اس شیرینی کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ غیر جاندار چیز مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہوکر ممنوع نہیں ہوسکتی، البتہ جاندار ممنوع ہوجاتا ہے۔(٢٧٨/٣٥-١٣٣٦ھ)

الجواب: اس کا کھانا درست نہیں ہے، جاندار میں اِهلال لغیر اللّٰہ سے وہ جانور قطعی حرام ہوجاتا ہے(١) اور غیر جاندار دیگر مأ کولات میں بھی اِهلال لغیر اللّٰہ اور تقرب الی غیر اللہ خباثت پیدا کرتا ہے۔ فقط

کنڈوں اور اپلوں سے کھانا پکانا جائز ہے

سوال: (٩١)......(الف) حلال جانوروں کے گوبر سے کھانا پکانا اور کھانا جائز ہے یا نہ؟

(ب) اور حرام جانوروں کے گوبر سے بھی جائز ہے یا نہ؟(٥٠٣/٤٤-١٣٤٥ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے لعموم البلویٰ، كذا في الدرّ المختار (٢)

(ب) یہ بھی جائز ہے۔ فقط

سوال: (٩٢) کنڈے (اُپلوں) سے کھانا پکانا جائز ہے یا نہیں؟ یا کوئی کراہت ہے؟

(١٣٦١/٣٢-١٣٣٣ھ)

الجواب: جائز ہے۔ لايكون نجسًا رماد قذر و إلّا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار (٣) (درّ مختار) فقط

---

(١) تفصیل کے لیے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ٤٣٢/١٥ — ٤٣٤ ملاحظہ فرمائیں۔١٢

(٢) قوله: (و يطهر زيت الخ) ...... فيدخل فيه كل ما كان فيه تغيرٌ وانقلاب حقيقة، و كان فيه بلوى عامة ...... وعذرة صارت رمادًا أو حمأة، فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرى لامجرد انقلاب وصف الخ (ردّالمحتار: ٤٥٠/١، كتاب الطّهارة — باب الأنجاس)

قوله: (والحرق كالغسل) لأن النّار تأكل مافيه من النّجاسة حتى لا يبقى فيه شيء ...... ولهذا لو أحرقت العذرة وصارت رمادًا طهرت للاستحالة كالخمر إذا تخللت الخ (الشّامي: ٣٧٩/١٠ كتاب الخنثٰى — مسائل شتّٰى)

(٣) الدرّالمختار مع الشّامي: ٤٦٣/١، كتاب الطّهارة، باب الأنجاس، مطلب العِرقي الّذي يستقطر من دُردي الخمر نجس حرام إلخ.

سوال: (۹۳) گائے بھینس وغیرہ کے اپلوں اور کنڈوں میں روٹی اور ہانڈی پکانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۴۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: روٹی اور ہانڈی پکانا اس میں درست ہے۔ فقط

جس گھی میں حرام جانوروں کی چربی ملانے کا شبہ ہو اس کا کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۹۴) کلکتہ کے بازاروں میں جو گھی بکتا ہے اس کے متعلق یہ شبہ پہلے سے تھا کہ اس میں چربی ملی رہتی ہے، مگر یہ معلوم نہ تھا کہ کس چیز کی چربی ملائی جاتی ہے، اب مارواڑی اور برہمنوں نے اس کی تحقیق کے لیے ایک کمیٹی قائم کی، جس میں بعض راجا اور بعض گورنمنٹ افسر بھی شریک تھے، اس کمیٹی نے آڑت دار گھی والوں کی بہی کھاتا سے اور ڈاکٹروں کے ذریعہ سے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ بلا امتیاز ہر قسم کے حلال وحرام جانوروں کی چربی ملائی جاتی ہے، حتی کہ اس کمیٹی کے صدر نے اعلان کیا کہ کتا بلی اور سانپ کی چربی تک ملائی جاتی ہے، اور عمومًا بازار کا کوئی گھی بلا چربی کا نہیں ہے، لہٰذا مسلمانوں کو ان کارخانوں کا گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء حلال بتاتے ہیں اور بعض حرام بتاتے ہیں۔ (۱۷۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ازراہِ فتویٰ حلال ہے(۱) کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے: **اليقين لا يزول بالشّك**(۲) فقط

کوئی حلال وطاہر چیز احتمالِ غلاظت سے ناپاک نہیں ہوتی

سوال: (۹۵) مسلمان کو ہنود اور خصوصًا بھنگی چمار سے گھی خریدنا جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو وہ گھی ان کی غلاظت کی وجہ سے پاک رہتا ہے یا نہ؟ اگر ایسا گھی کھانے کے بعد معلوم ہو تو کیا کرے؟ اور مسلمان دکان داروں کو اس کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہ؟ خصوصًا جب کہ غیر مسلم

---

(۱) لیکن مذکورہ کارخانوں کے گھی میں حرام جانوروں کی چربی ملانے کا قوی اندیشہ ہے، اس لیے مسلمانوں کو ان کارخانوں کا گھی خریدنا اور کھانا مناسب نہیں، جیسا کہ اگلے سوال کے جواب میں آرہا ہے۔ ۱۲ محمد امین

(۲) الدرّ مع الردّ: ۲۵۱/۱، كتاب الطّهارة — مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه.

اقوام ہر طرح مسلمانوں کے خلاف ہوں اور اس گھی میں غلاظت ملا کر فروخت کرنے کا اندیشہ ہو۔
(۱۳۴۵-۴۴/۳۲۵ھ)

الجواب: غیر مسلم خواہ کسی قوم سے بھی تعلق رکھتے ہوں شرعاً ان سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے، خریدی ہوئی شئے کے متعلق جب تک کہ یقینی طور پر غلاظت کا حال معلوم نہ ہونجاست کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، کسی شئے کی طہارت صرف تنفرِ طبعی یا احتمالِ نجاست سے مخدوش نہیں ہوسکتی، کوئی حلال وطاہر چیز احتمالِ غلاظت سے ناپاک نہیں ہوسکتی۔ الیقین لا یزول بالشّك(۱) قاعدہ مقررہ ہے، پس صورت مسئولہ میں ایسی قوموں سے گھی خریدنا جائز ہے، البتہ اگر ان کے برتنوں کی ناپاکی کا حال یقینی طور پر معلوم ہے تو پھر عدم جواز ظاہر ہے، غرضیکہ محض غلاظت قومی عدم جواز میں کوئی مؤثر نہیں، اصل مدار شئ مشترٰی (خریدی ہوئی چیز) کی طہارت وعدم طہارت پر ہے، تاہم گھی میں اگر غلاظت کا اندیشہ ہے تو خریدنا مناسب نہیں، مصالح اسلامی اور حمیت دینی کا تو بہر حال یہی اقتضا ہے کہ غیر مسلموں خصوصًا ہنود سے تو کسی قسم کے بھی تجارتی تعلقات نہ رکھے جائیں، جب کہ دوسری قومیں ہر ممکن ذرائع سے مسلمانوں کی تذلیل کے درپے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اپنی قومیت اور وقار مذہبی کو پائمال کر کے ان سے اس قسم کے معاملات رکھیں، ضرورت ہے کہ تجارتی لین دین کا تمام تر مدار آپس ہی میں رہے۔ فقط

میت کے پسماندگان کو جو کھانا دیا جاتا ہے وہ کھانا دیگر رشتہ دار کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۹۶) میت کے وارثان کو جو کھانا تین یوم تک دیا جاتا ہے تو سوائے وارثان میت کے دیگر رشتہ داروں کو وہ کھانا درست اور جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۶-۳۵/۲۴۵ھ)

الجواب: جو خاص رشتہ دار شریک رنج وراحت ہوں ان کو کھانا درست ہے۔ فقط

اہل میت کا اپنے گھر کھانا پکانا کیسا ہے؟

سوال: (۹۷) اگر اہل میت اپنے گھر کھانا پکائیں تو کیسا ہے؟ (۱۳۴۱/۱۵۲۰ھ)

(۱) قواعد الفقہ، ص: ۱۴۳، قاعدۃ: ۴۲۱۔

الجواب: اپنے لیے اگر پکاویں تو جائز ہے اور اگر ضیافت کے طور پر پکاویں تو مکروہ ہے۔ کما في الشّامي عن الفتح: و يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميّت الخ(۱) فقط

ایام ماتم میں کھانا کھلانا درست نہیں

سوال: (۹۸) اہل میت ایام ماتم میں اپنے اعزاء واقرباء کو کھانا کھلاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۴۸۶ھ)

الجواب: یہ کھانا کھلانا اہل میت کو درست نہیں ہے۔ کما صرح به الفقهاء: يكره اتخاذ الضيافة من الطّعام من أهل الميت، لأنّه شرع في السّرور لا في الشّرور (۲) فقط

میت کے نام کا کھانا کھانا

سوال: (۹۹) میت کے نام کا طعام کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۹۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: فقراء کو درست ہے اور اغنیاء کے لیے اچھا نہیں ہے۔ فقط

سودخوار کے یہاں کھانے کا حکم اور اغنیاء کو کھلانے سے میت کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۱۰۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سودخوار کے یہاں دعوت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بہ صورت عدم جواز شرکت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو تحریمی یا تنزیہی؟ اگر کوئی امام مسجد کسی سودخوار کے یہاں برابر خورونوش رکھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ نیز اگر کوئی شخص ایصالِ ثوابِ میت کے لیے دعوت عام کرے جس میں اغنیاء کو بھی دعوت دے تو اغنیاء کو کھلانے سے میت کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور ایسی دعوت میں اغنیاء کو

(۱) ردّالمحتار: ۱۰/۲۹۷، كتاب الوصايا– قبيل باب الوصية بثلث المال.

(۲) ردّالمحتار: ۳/۱۳۸، كتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة– مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميّت.

شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بہ صورت ممانعت حرام ہے یا مکروہ تنزیہی؟ بینوا بالاستدلال توجروا من العزیز المتعال. (۱۶۸۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر آمدنی اس کی مخلوط ہے تو اس کے گھر کا کھانا از روئے فتویٰ جائز ہے اور احتیاط کرنا اچھا ہے، اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، اور میت کے لیے ایصالِ ثواب کا جو کھانا ہو وہ خاص فقراء وغرباء ومساکین کو کھلانا چاہیے، اغنیاء کے لیے وہ طعام کھانا اچھا نہیں ہے، اگر چہ ثواب اس میں بھی ہے مگر فقراء کے کھلانے سے کم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برائے ایصال ثواب جو چیز دی جائے وہ صدقہ ہے

سوال: (۱۰۱) ترجمہ فتاوی عزیزی میں ہے کہ اگر کوئی چیز بزرگان دین کے نام برائے ایصال ثواب لوجہ اللہ تعالیٰ مالیدہ وغیرہ کے فاتحہ کر دیا جائے تو وہ متبرک ہو جاتا ہے، اس کا کھانا غنی وفقیر سب کو جائز ہے، اسی طرح ایک اور حدیث بہ حوالۂ فتاوی برجندی دوسری کتاب میں دیکھی گئی، جس کا حاصل یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب زادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا فاتحہ فرمایا، اور الحمد وچاروں قل پڑھے، پھر اس کو حاضرین میں تقسیم کی، بزرگان دین کا فاتحہ دینے سے وہ متبرک ہو جاتی ہے یا نہ؟ اس کھانے کو غنی وفقیر سب کھا سکتے ہیں یا محض مساکین کا حق ہے؟ برجندی کی حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ (۹۲۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جو چیز برائے ایصال ثواب بزرگان دین یا عوام مؤمنین لوجہ اللہ دی جائے وہ صدقہ ہے، وہ خاص فقراء ومساکین کا حق ہے اگر چہ صدقہ نفل ہونے کی وجہ سے اغنیاء کو بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن زیادہ ثواب فقراء کے دینے میں ہے، اور اغنیاء کو لینا اور کھانا صدقہ کا اچھا نہیں ہے، اور حدیث مذکور جو برجندی سے نقل کی گئی ہے ثابت نہیں ہے، اور صحیح حدیثوں میں صدقہ کو أوساخ الناس فرمایا ہے(۱) اس لیے سادات کو اس کے کھانے کی اجازت نہیں ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) عن عبدالمطّلب بن ربيعة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم :...... إن هذه الصّدقات إنّما هي أوساخ النّاس و إنها لا تحلّ لمحمّد ولا لآل محمّد صلّى الله عليه وسلّم رواه مسلم (الصّحيح لمسلم :۱/۳۴۵، كتاب الزّكاة– إباحة الهدية للنبيّ صلّى الله عليه وسلّم إلخ)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سے لے کر پھینک دیا تھا اور یہ فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ حلال نہیں ہے(۱) فقط

مدارس میں زکاۃ کی رقم سے جو کھانا پکتا ہے اس کو مدرسین خرید کر کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۰۲) ایک مدرسہ میں چند یتیم لڑکے پڑھتے ہیں، ان کے خور ونوش کے واسطے متولی مدِّ زکاۃ سے روپیہ دیتا ہے، اور مدرسہ کے بعض مدرسین جو بہ وجہ سادات یا صاحبِ نصاب ہونے کے مستحق زکاۃ کے نہیں ہیں، اس طرح شریک ہوکر کھاتے ہیں کہ جو خوراک ماہواری فی کس پڑتی ہے اپنی تنخواہ لاکر ہر ماہ میں اسی حساب سے مدِّ زکاۃ میں جمع کر دیتے ہیں؛ آیا ان لوگوں کو اس طرح شریک ہوکر کھانا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۹/۳۲۰ھ)

الجواب: اس طرح شریک ہوکر کھانا اور اپنے کھانے کا روپیہ حساب کر کے دے دینا درست ہے، کیونکہ شریعت میں حرج اور تنگی نہیں ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (سورۂ حج، آیت: ۷۸) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّ الْیَتٰمٰی: ﴿وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲) فقط

مشترک کھانے میں سے کوئی کم کوئی زیادہ کھائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۳) چند آدمی پکوا کر کھانا کھاتے ہیں اور سب کا حصہ برابر ہے، لیکن جب کھانے بیٹھتے ہیں تو ضرور کھانے میں کمی زیادتی ہوتی ہے، کیونکہ کسی کی خوراک زیادہ ہے تو کسی کی کم ہے۔ (۱۳۳۵/۱۳۳ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أخذ الحسن بن علی رضي الله عنهما تمرة من تمر الصّدقة فجعلها في فيه، فقال النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: كَخْ كَخْ ليطرحها ثم قال: أما شَعَرت أنّا لا نأكل الصّدقة. متّفق عليه (مشكاة المصابيح، ص: ۱۶۱، كتاب الزّكاة، باب من لاتحل له الصّدقة، الفصل الأوّل)

الجواب: اس طرح پکوا کر کھانا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بالغ اور نابالغ بھائیوں کا کھانا شرکت میں پکتا ہے، ان کی دعوت کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۱۰۴) ایک مورث کے چار لڑکے ہیں، ان میں ایک نابالغ ہے، مال موروث تقسیم نہیں ہوا، کھانا شرکت میں پکتا ہے، اگر کسی کو دعوت کھلائیں تو کھانا درست ہے یا نہیں؟ کس مدت تک پرہیز چاہیے؟ (۴۰۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بالغین کو اپنے حصہ میں سے ضیافت کرنا اور کھانا کھلانا جائز اور درست ہے، پس کھانے والے کو بھی اس کا کھانا درست ہے، حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے اخراجات کو بالغین اپنے حصہ میں لگائیں اور حساب کریں، نابالغ کی طرف ایسے اخراجات نہ لگائیں آمد اور خرچ کا پورا حساب رکھیں، ضروریات نابالغ کا حساب علیحدہ رکھیں، اپنے زائد اخراجات کو اس کے حصہ میں نہ لگائیں، اس کے بالغ ہونے تک اس کی ضرورت ہے، بعد بلوغ جس خرچ کی وہ اجازت دے جائز ہے، اور بلوغ کا حکم پندرہ برس کی عمر میں ہوتا ہے، جب کہ کوئی دوسری علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو۔

جس کی آمدنی سود کی ہے وہ کھانا بھیجے تو جس کے یہاں کھانا بھیجا ہے اس کا ملازم کھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۵) ایک شخص نے جس کی آمدنی سود کی ہے کچھ گوشت روٹی اس شخص کو بھیجا جس کے یہاں میں ملازم ہوں، اہل خانہ نے مجھے بھی اس کھانے میں شریک کرلیا، بندہ کے لیے یہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ازراہِ فتوی آپ کو وہ کھانا درست ہے۔ فقط

جو شخص صاحبِ نصاب ہے اس کو نذر و نیاز اور سود کی رقم سے تیار کردہ کھانے سے احتیاط کرنی چاہیے

سوال: (۱۰۶) ایک شخص صاحب نصاب ہیں، جو ایک محلّہ کی مسجد میں امام مقرر ہیں، اہل محلّہ نے ان کے کھانے کا انتظام اس طور سے کیا ہے کہ ایک دن ایک گھر سے دو وقتہ کھانا آجائے، اور دوسرے روز دوسرے گھر سے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ موافق رفتار زمانہ کے اہل محلّہ رسومات کے پابند ہیں اور موافق عادت ورسم کے جو کھانا اس روز کے واسطے مقرر کر رکھا ہے مثلاً شب براءت کے روز حلوہ، دہم محرم کو کھچڑا، چڑیوں کے روز گلگلے، یا رجب کی خاص تاریخ میں مالیدہ وغیرہ وستائسویں رمضان المبارک کو جلیبیاں لاکر مسجد میں تقسیم کرتے ہیں، اور امام صاحب کو ان میں سے دو حصہ امامت کے دیتے ہیں، پس ایام مذکورہ بالا میں اطعمہ مذکورہ ہی امام صاحب کے واسطے جس گھر کے کھانے کا نمبر ہو صاحب خانہ بھیجتا ہے، ونیز جب شادی ہوتی ہے تو اہل شادی وہ کھانا جو اس نے سودی روپیہ لے کر شادی میں کیا، پہلے امام صاحب کو بھیجتا ہے؛ اس صورت میں امام صاحب کو اطعمہ مذکورہ کے کھانے کا کیا حکم ہے؟ (۱۶۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: صاحبِ نصاب کو اس قسم کے کھانے نذر و نیاز ورسومات کے نہ کھانا چاہئیں اور جس کے گھر نمبر ہو اس کے گھر سے جو کھانا آوے اگرچہ اس کا کھانا درست ہے، لیکن احتیاط یہ ہے کہ سودی روپیہ سے جس نے کھانا کیا ہو یا رسمیات زمانہ کے موافق کیا ہو اس میں سے نہ کھائے، اگرچہ اس کا نمبر ہی ہو، بلکہ وہ کھانا فقراء کو دے دے، اور دوسرا کھانا اپنے پاس سے ہو یا حلال طریقے سے ملے وہ کھائے۔ فقط

صاحبِ نصاب امام کا اہل محلّہ سے روٹی لینا درست ہے

سوال: (۱۰۷) امام مسجد کو محلّہ والوں سے روٹی لینا اور صدقات وغیرہ لینا جائز ہے یا نہ؟ اور امام مالکِ نصاب ہے۔ (۶۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: امام مسجد اگر مالکِ نصاب بھی ہو تو اس کو روٹی محلّہ والوں سے لینا درست ہے۔ فقط

نابالغ طلبہ کی باقی ماندہ روٹی فروخت کر کے اس کی رقم ان پر خرچ کرنا

سوال: (۱۰۸) نابالغ طلباء کی روٹی اگر باقی رہ جائے اور اس کو بلا دریافت روٹی دینے والے کے مدرس یا مہتمم اس روٹی کو فروخت کر کے ان طلباء کے کپڑے وغیرہ میں صرف کردے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۶۴۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: روٹی دینے والے سے تو دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہ روٹی ملک اس نابالغ کی ہوگئی، پس باقی ماندہ روٹی کو اگر انہیں طلباء کے کام میں لائی جاوے تو درست ہے۔

معاونینِ مدرسہ کی مدرسہ کے فنڈ سے دعوت کرنا

سوال: (۱۰۹) بعض دفعہ معاونین مدرسہ کے لیے مدارس کی طرف سے کوئی دعوت یا ارسال پھل وغیرہ یا تحائف پیش کرنے کی نوبت آتی ہے، جس کے پیش کرنے میں محض مدرسہ کی بہبودی و مصلحت اور نفع متصور ہوتا ہے، آیا شرعاً یہ خرچ مدارس سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس قسم کے اخراجات مدرسہ سے کرنا درست ہے کہ مصلحتِ مدرسہ اس کو مقتضی ہے، اور ایسے مصالح میں خرچ کرنے کی اہل چندہ کی طرف سے دلالۃً اجازت ہوتی ہے۔

شادی کا بچا ہوا کھانا اللہ واسطے دینا

سوال: (۱۱۰) شادی کا بچا ہوا کھانا اللہ واسطے دیں تو کیسا ہے؟ (۱۸۰۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ درست ہے، فقراء کو اس کا لینا اور کھانا درست ہے۔

ہندو کے گھر کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۱) ہندو کے گھر کی روٹی مسلمان کو کھانا کیسا ہے؟ (۲۶۶/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ہندو کے گھر کی روٹی مسلمان کو کھانا درست اور جائز ہے۔ فقط

سوال: (۱۱۲) مسلمان ہنود کے گھر کا کھا لیتے ہیں، چمار کے اور بھنگی کے گھر کا کیوں نہیں

کھاتے؟ (٢٩٦/٢٩-١٣٣٠ھ)

الجواب: سب کفار برابر ہیں، اگر ان کے برتنوں اور کھانے کی نجاست کا یقین نہ ہو تو درست ہے۔ **لأن ما عمّت بليته خفّت قضيته** (١)

سوال: (١١٣) بعض ہندو سور کھاتے ہیں اور بعض جھٹکا کھاتے ہیں اور بعض محض بیاج لیتے ہیں، تو ہندو کے گھر کا طعام کھانا درست ہے یا نہیں؟ (٤٦٣/٣٣-١٣٣٤ھ)

الجواب: ہندو کے گھر کا طعام پکا ہوا کھانا درست ہے، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ سور کا گوشت ہے یا جھٹکے کا جانور ہے تو کھانا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (١١٤) ہنود یا دیگر اقوام اہل کتاب وغیرہ کی ضیافت مسلمانوں کو کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور ان کے یہاں ناچ ورنگ بھی ہوتا ہے۔ (٥٤٩/٣٣-١٣٣٤ھ)

الجواب: کھانا ہندوؤں کا کھانا درست ہے، لیکن مجلس ناچ ورنگ میں بیٹھ کر کھانا درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (١١٥) اگر مسلمان کا حقہ ہندو دانستہ پیوے، اگر کوئی مسلمان ہندو کو اپنے ساتھ کھانا کھلاوے تو ان دونوں باتوں میں کیا حکم ہے؟ (١٢٢٥/١٣٣٥ھ)

الجواب: ہر دو امور مستفسرہ میں کچھ حرج شرعاً نہیں ہے، اس میں کچھ وہم نہ کیا جاوے۔

ہنود کے گھر کا پکا ہوا کھانا پاک ہے

سوال: (١١٦) ہنود کے گھر کا پکا ہوا کھانا پاک ہے یا نہیں؟ (٩٩٩/١٣٣٩ھ)

الجواب: وہ کھانا پاک ہے اور حلال ہے کھانا اس کا درست ہے۔ فقط

غیر مسلموں کی دعوت میں شریک ہونا

سوال: (١١٧) مسلمانوں کو غیر مسلم لوگوں کی دعوت میں شریک ہونا جب کہ وہ مسلمانوں کے لیے بازار سے خرید کر اشیاء منگاویں جائز ہے یا نہ؟ (٦٣٠/١٣٤٥ھ)

---

(١) البحر الرّائق: ١/٣٩٧، كتاب الطّهارة، باب الأنجاس.

الجواب: مسلمانوں کو غیر مسلموں کی دعوت میں شریک ہونا جائز ہے جب کہ وہ لوگ مسلمانوں کے لیے خاص طور پر انتظام کرتے ہیں تو اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں، مسلمانوں کو غیر مسلم ہمسایوں کے ساتھ اس طرح کے معاملات رکھنے شرعًا جائز ہیں۔ فتاویٰ عالم گیریہ میں ہے: **ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذّبيحة فإن ذبيحتهم حرام الخ . و فيه: ولا بأس بالذّهاب إلى ضيافة أهل الذّمّة هٰكذا ذكر محمّد رحمه اللّٰه تعالىٰ** (۱)

ہندو کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنا

سوال: (۱۱۸) ہندو کی دعوت قبول کرنا اس طور سے کہ اس ہندو سے کھانے کا سامان لے کر خود انتظام کرے جائز ہے یا نہیں؟ (۴۰۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: غیر مسلم کا ہدیہ اور دعوت قبول کرنا جائز ہے خصوصًا ایسی صورت میں کہ وہاں سے کھانے کا سامان لے کر اپنے طور پر انتظام کیا جائے تو احتراز کی کوئی وجہ نہیں۔ **مسلم دعاه نصراني إلىٰ داره ضيفًا الخ قال بعضهم: يحلّ له أن يذهب إلى ضيافة النّصراني لأن هذا نوع من البر وأنّه ليس بحرام بل هو مندوب(۲)(فتاوىٰ قاضي خان باب الحظر و الإباحة)**

عیسائی کے گھر یا اس کے ساتھ کھانا کھانا

سوال: (۱۱۹) چہ می فرمایند علمائے دین در باب تناول طعام اہل اسلام بہ شمولیت عیسائی؟ (۱۵۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر چہ در فتویٰ جائز است بصورت کہ طہارت ظروف و طعام و حلت طعام متیقن باشد مگر مصلحت و احتیاط مقتضی خلاف آن است۔

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية : ۳۴۷/۵، كتاب الكراهية — الباب الرّابع عشر في أهل الذمّة والأحكام الّتي تعود إليهم .

(۲) الفتاوىٰ الخانية مع الهندية: ۴۰۱/۳، كتاب الحظر والإباحة وما يكره أكله و مالا يكره وما يتعلّق بالضّيافة .

ترجمہ: سوال: (۱۱۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کا عیسائی کے ساتھ کھانا تناول کرنا کیسا ہے؟

الجواب: اگر چہ فتوی میں جائز ہے اس صورت میں کہ برتنوں اور طعام کی پاکی اور طعام کی حلت کا یقین ہو، مگر مصلحت واحتیاط کے خلاف ہے۔

سوال: (۱۲۰) ایک شخص نے عیسائیوں کے ساتھ کھا پی لیا، ہم لوگوں کو عیسائیوں سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے، جو شخص کلمۂ محمدی سے منکر ہے وہ کافر ہے، اس کے ساتھ کھانا حرام ہے، ہمارے اہل کتاب وہ ہیں جو ہماری کتاب کو مانیں، وہ شخص کہتا ہے کہ خدا نے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کے ساتھ کیوں کھاتے ہو؟ ہندو کے ہاتھ سے کھانا منع ہے، اگر عیسائی کے ساتھ کھالیا تو کیا منع ہے؟ وہ ہمارے اہل کتاب ہیں، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۲۴۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہود اور نصاریٰ اہل کتاب کہلاتے ہیں، اس وجہ سے کہ یہود اور نصاریٰ کے پیغمبر حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام پر تورات اور انجیل نازل ہوئی ہے، پھر یہ فرقے بگڑ گئے اور اپنی کتابوں میں تحریف وتبدیلی کی، اور گمراہ ہوگئے، لیکن بایں ہمہ اب بھی یہ اہل کتاب ہی کہلاتے ہیں اور ان کے ساتھ کھانا مثل ہنود کے درست ہے، لیکن چونکہ وہ غیر محتاط ہیں خمر وخنزیر ان کی غذا ہے جو کہ شریعت اسلام میں حرام ہے، اس لیے مسلمانوں کو ان کے ساتھ کھانے سے احتراز لازم ہے۔ فقط

سوال: (۱۲۱) مسلمانوں کو عیسائی کے ساتھ کھانا درست ہے یا پرہیز کرنا چاہیے؟ اور کہاں تک؟ (۵۱۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: پرہیز کرنا احتیاط کی بات ہے اور مقتضائے اسلام وعمل اہل اسلام یہی ہے کہ احتراز کیا جاوے، اور وجہ اس کی ظاہر ہے اور بزرگان دین کا اسی پر عمل ہے۔ فقط

شیعوں کی شادی غمی وغیرہ مجالس میں شریک ہوکر کھانا کھانا

سوال: (۱۲۲) روافض اور شیعوں کی مجالس شادی غمی وغیرہ میں اہل سنت کو شریک ہونا اور کھانا حرام ہے یا نہ؟ (۳۹۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حرام تو نہیں ہے، مگر بچنا اس سے مناسب ہے اور اختلاط ان لوگوں کے ساتھ ممنوع

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۲۳) سنا ہے کہ شیعہ اہل سنت کو بغیر نجس ملائے کوئی چیز نہیں کھلاتے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان کے کھانے کا کیا حکم ہے؟ (۷/۲۰۳-۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسا اکثر سنا گیا ہے اس لیے ان کے کھانے سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ فقط

مزدور پیشہ لوگوں کا شیعوں اور ہندوؤں کے یہاں کھانا پینا

سوال: (۱۲۴)...... (الف) ہم لوگ شیعہ مذہب کے یہاں کاروبار کرتے ہیں اور مزدوری لیتے ہیں اور کھاتے پیتے بھی ہیں، یہ درست ہے یا نہ؟

(ب) اور اہل ہنود کے یہاں بھی اسی طرح کاروبار کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۸۳۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) روافض کی محنت مزدوری کرنا اور اجرت ان سے لینا اور کھانا پینا درست ہے۔ فقط

(ب) ہنود کے یہاں بھی درست ہے۔ فقط

شیعوں کی دعوت قبول کرنا اور ان سے میل جول رکھنا

سوال: (۱۲۵) شیعوں کی دعوت قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ کوئی ہدیہ طعام وغیرہ بھیجیں تو رکھے یا واپس کرے؟ کیونکہ اکثر لوگ ایسی روایات بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ کھانے میں کچھ نجس چیز ضرور حتی الامکان شامل کر دیتے ہیں اور اس کو عمدہ جانتے ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں، پھر اس بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ لوگ شیخین رضی اللہ عنہما کو برا کہتے ہیں، اور محرم میں تو تبرا کہنا عبادت جانتے ہیں۔ (۱۳۷۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فرقہ شیعہ سے علیحدہ رہنا چاہیے، اور اختلاط اور موانست ان سے درست نہیں ہے۔ پس ان کی دعوت کھانا اور ان سے ہدیہ لینا دینا درست نہیں ہے، اور شیخین پر تبرا کرنے والے روافض

کو بہت سے مشائخ اور فقہاء نے کافر اور مرتد لکھا ہے(۱) اور شامی میں لکھا ہے کہ جو روافض افک حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معتقد ہیں ان کے ارتداد میں کچھ تردد نہیں ہے(۲)

قادیانی کی دعوت میں شریک ہونا اوران سے لین دین کرنا

سوال: (۱۲۶) مرزائی جماعت جو مرزا کو نبی جانتی ہے، اور منکرِ نبوتِ مرزا کو کافر خیال کرتے ہیں، ایسے مرزائیوں کی دعوت میں شریک ہونا اوران سے لین دین کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۰۹۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے مرزائیوں کے ساتھ لین دین کرنا اوران کی دعوت میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ فقط

مرزائی کے ساتھ کھانا پینا

سوال: (۱۲۷) مرزائی کے گھر کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۸۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مرزائی عقیدہ والا مرتد ہے، اس کے ساتھ مواکلت ومشاربت درست نہیں ہے۔

سوال: (۱۲۸) مرزائی کے گھر کا پکا ہوا طعام کھانا اوران کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ (۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مرزائی مرتد اور کافر ہیں، انبیاء علیہم السلام کی توہین سخت سے سخت مرزا کی کتابوں میں موجود ہے، پھر جب وہ کافر ہوا تو اس کے اَتباع ومعتقدین بھی کافر ہوئے، ان کے گھر کا کھانا اوران کے ساتھ کھانا سب حرام ہے، اوران کے غسل وجنازہ میں اہل اسلام کو شرکت حرام اور

---

(۱) أقول: نعم نقل في البزّازية عن الخلاصة: أن الرّافضي إذا كان يسبّ الشّيخين ويلعنهما فهو كافر (ردّالمحتار: ۶/۲۸۷، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب مهمّ في حكم سبّ الشّيخين)

(۲) نعم لاشكّ في تكفير من قذف السّيّدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها (الشّامي: ۶/۲۸۸، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب مهمّ في حكم سبّ الشّيخين)

قلت: وكذا يكفر قاذف عائشة ومنكر صحبة أبيها، لأن ذلك تكذيب صريح القرآن (الشّامي: ۶/۳۱۷، كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب: لاعبرة بغير الفقهاء يعنى المجتهدين)

ناجائز ہے۔ فقط

سوال: (۱۲۹) بہ مقابلہ قادیانی کے ہندو کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۶۷۰ھ)

الجواب: کافر ہونے کی حیثیت سے دونوں کے گھر کے کھانے کا ایک ہی حکم ہے یعنی جواز کا حکم ہے، لیکن قادیانیوں سے بالکل قطع تعلق لازم ہے، ان کے گھر کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔

سودخوار کے گھر دعوت کھانا

سوال: (۱۳۰) زید سود کھاتا ہے، زید کا حلال مال اور کاشتکاری بھی اسی سود میں شامل ہے، اس صورت میں زید کے گھر دعوت کھانا اور میل جول کرنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۱۱۴۶ھ)

الجواب: اگر زید کے مال کا اکثر حصہ حلال ہے تو اس کے ہدیہ کو قبول کرنا اور اس کے گھر میں دعوت کھانا جائز ہے، بہ صورت دیگر احتراز اولیٰ ہے، صورت اولیٰ میں اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ جو کھانا ہم کو کھلایا جاتا ہے وہ مال حرام سے ہے تو کھانا نہ چاہیے، اسی طرح اگر بہ صورت غلبہ مال حرام کے بھی یہ ثابت ہو جائے کہ جو کھانا ہمارے لیے تیار کیا گیا ہے وہ مال حلال سے ہے یا موروثی یا مستقرض مال سے ہے تو کھانا حلال ہے۔ أهدىٰ إلىٰ رجل شيئًا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطّعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل الخ (۱) (عالم غيرية، كتاب الكراهية)

سوال: (۱۳۱) خویش واقارب جو سودخوار ہوں، ان کے یہاں کھانا کیسا ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ مقتدا کے لیے مکروہ تحریمی ہے، مقتدا کی تعریف کیا ہے؟ (۱۳۳۷/۱۲۶۱ھ)

الجواب: سودخوار کے گھر کا کھانا کسی کو بھی نہیں (کھانا) چاہیے، نہ مقتدا کو، اور نہ غیر مقتدا کو اور مقتدا سے مراد وہ شخص ہے جو بہ وجہ علم وفضل کے لوگوں کا معتقد علیہ ہے اور اس کی پیروی عام لوگ کرتے ہوں، شیخ ودرویش کامل بھی اسی حکم میں ہے۔ فقط

سوال: (۱۳۲)......(الف) ایک شخص کاشتکاری کرتا ہے اور تجارت بھی کرتا ہے اور سود بھی

---

(۱) الفتاوى الهندية: ۳۴۲/۵، كتاب الكراهية، الباب الثّاني عشر في الهدايا والضّيافات.

لیتا ہے، اس کی دعوت کھانا درست ہے؟

(ب) سودخوار کے ساتھ کھانا کھانا کیسا ہے؟ (۱۵۳۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) اس سودخوار کے گھر کی دعوت کھانے سے بچنا اچھا ہے، اگرچہ جس حالت میں اس کی آمدنی کاشتکاری اور تجارت کی بھی ہو تو از روئے فتویٰ اس کا کھانا درست ہے، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ پرہیز کیا جاوے۔

(ب) نہیں (کھانا) چاہیے۔ فقط

سوال: (۱۳۳) ایک شخص سود بھی لیتا ہے اور کھیتی بھی کرتا ہے تو اس کے گھر کا کھانا اور اس سے روپیہ پیسہ لینا درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس کے گھر کھانا کھانے اور اس سے روپیہ پیسہ لینے سے حتی الوسع احتراز کرنا چاہیے۔

سودخوار کے مکان میں رہنا

سوال: (۱۳۴) جو شخص سود کھاتا ہو اس سے خلا ملا رہنا یا قریب مکان کے رہنا، اس کے گھر پر کھانا کھانا، یا اس کے مکان میں رہنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۳۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: سودخوار سے اجتناب مناسب ہے اور اس کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔

رشوت خور کی دعوت کھانا

سوال: (۱۳۵) دعوت میں کوئی مال رشوت وغیرہ کا ہو تو دعوت کھانا چاہیے یا نہیں؟ (۹۰۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: بہتر ہے کہ نہ کھاوے اگر معلوم ہو کہ رشوت کے مال سے کھلاتا ہے، ورنہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشوت خور کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۳٦) زید راج پوتانہ میں ملازم ہے، اگرچہ لاولد ہے، مگر خرچ تنخواہ سے بہت زیادہ

ہے، اس لیے بلا رشوت کے کام چلانا دشوار ہے، اور نہ رشوت کو وہ برا خیال کرتے ہیں، پس انداز نقد وزیور میں اگر چہ تنخواہ یا رشوت کی تمیز نہیں رکھی گئی، مگر کہتے ہیں کہ زیادہ حصہ تنخواہ کا ہے، زکاۃ دینے کو کہا جاتا ہے تو نہیں دیتے، یہ کہا جاتا ہے کہ رشوت چھوڑ کر تنخواہ اور پس انداز سے بسر کیا جاوے تو نہیں مانتے، اور یہ جواب دیتے ہیں کہ زیادہ اصرار کی ضرورت نہیں، رشوت خوار دنیا میں بہت زیادہ ہیں جو ان کا حشر ہوگا میں بھی ان کے ساتھ ہوں، اور بعض اوقات کہہ دیتے ہیں کہ بہشت اور دوزخ کیسی؟ آرام وتکلیفِ دنیاوی کا نام ہے، اور بکر زید کا سالا ہے، احکام خداوندی کو حق اور صحیح جانتا ہے، رشوت کو حرام، زکاۃ کو فرض، روزی کو خدا کے ذمے سمجھتا ہے، کافر وفاسق کی دعوت کو برا سمجھتا ہے، اور بکر کے بیٹے کو زید نے متبنّٰی کر رکھا ہے، ایسی صورت میں بکر کو زید کی دعوت قبول کرنا اور اپنے بیٹے کو زید کا متبنّٰی رکھنا کیسا ہے؟ اور بکر کی بیوی طمع دنیاوی کی وجہ سے بیٹے کو زید کے پاس رکھنا چاہتی ہے، اگر بکر کی بیوی اور لڑکا احکام شرع میں بکر کی اطاعت نہ کریں تو کیا کرنا چاہیے؟ اور بکر کو یہ لازم ہے کہ نہیں کہ اگر اس کی زوجہ اطاعت نہ کرے تو اس کو طلاق دے دے؟ اور بیٹے سے قطع تعلق کر لیوے؟

(۷۲۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید فاسق ہے اس کی دعوت بکر کو قبول کرنا نہ چاہیے، اور اگر چہ بہ اعتبار فتویٰ بہ وجہ غلبہ آمدنی حلال زید کی دعوت قبول کرنا درست ہے، مگر تقویٰ کے خلاف ہے، اور کلمات زید کے موجب فسق ہیں اور موجب معصیت ہیں اس وجہ سے اس کی دعوت سے احتراز کرنا ضروری ہے، اور بکر کے بیٹے کے عقائد وخیالات کے بدلنے کا اگر اندیشہ ہے تو بکر کے ذمے لازم ہے کہ اپنے بیٹے کو اس کی صحبتِ بد سے بچاوے اور نصیحت کرے، اگر وہ نہ مانے تو بکر پر مؤاخذہ نہیں ہے، اور زید سے تعلقات محبت رکھنا نہیں چاہیے کہ آیت کریمہ: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا الآية﴾ (سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲) کا یہی منشا ہے، اگر بکر کا لڑکا اور بیوی احکام شرع میں بکر کی اطاعت نہ کریں تو ان کو تنبیہ کرنی چاہیے، یہ ضروری نہیں کہ بیوی کو طلاق دے دے اور بیٹے سے بالکل قطع تعلق کر لیوے، بلکہ وقتاً فوقتاً ان کو سمجھاتا رہے اور نصیحت کرتا رہے، شاید کسی وقت ان کو نفع ہو جاوے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الآية﴾ (سورۂ نحل، آیت: ۱۲۵) فقط

سودخوار نے توبہ کرلی ہوتو اس کے یہاں کھانا درست ہے یانہیں؟

سوال: (۱۳۷) ایک شخص بہت سودخوار تھا اور اس کا تمام مال سود کی آمدنی سے ہے، اب اس نے توبہ کرلی ہے، اور کہتا ہے کہ میں کبھی سود نہ لوں گا اس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یانہیں؟

(۳۲/۷۷-۱۳۳۳ھ)

الجواب: محض توبہ زبانی کرنے سے جو مال حرام اس نے حاصل کیا تھا وہ حلال نہیں ہوا، بلکہ اس کی توبہ کا طریق یہ ہے کہ جو مال جس سے حرام طریق سے حاصل کیا اس کو یا اس کے ورثہ کو واپس کرے یا معاف کراوے ورنہ صدقہ کرے، پس اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی دعوت کھانا حلال ہے ورنہ نہیں۔قال في الشّامي: وكذا لايحلّ إذا علم عين الغصب مثلاً وإن لم يعلم مالكه لما في البزّازية : أخذ مورثه رشوة أو ظلمًا إذ علم ذٰلك بعينهٖ لايحلّ له أخذه الخ(۱) فقط

رشوت خور کی دعوت اور پان کھانا

سوال: (۱۳۸)......(الف) زید کے باپ نے جو اکثر جائداد اپنی رشوت کی آمدنی سے خریدی ہے، اور اکثر ترقی اس کی رشوت سے ہوئی ہے، پس زید کی دعوت یا کسی قسم کا کھانا اس کا جائز ہے یانہیں؟

(ب) اگر راشی آدمی پان دیوے جس کی اکثر آمدنی رشوت کی ہو، تو اس کا پان کھانا کیسا ہے؟ اور اگر بروقت بپاس خاطر یا شرما حضوری میں پان لے کر منہ میں رکھ لے چبائے، لیکن کھائے نہیں نہ نگلے، باہر آکر تھوک دے تو کیسا ہے؟ (۹۶۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) احوط ترک دعوت وترک طعام ہے۔ و إن كان جائزًا في الفتوىٰ.

(ب) اس کا پان نہ کھائے کیونکہ جیسا کہ اس کا کھانا ہے ویسا ہی پان ہے، دونوں میں احتیاط کرے۔فقط

سوال: (۱۳۹) ایک شخص کے یہاں پر رشوت کی آمدنی بھی ہے، اور تنخواہ بھی ملتی ہے، ایسے

(۱) الشّامي: ۲۲۳/۷، كتاب البيوع – باب البيع الفاسد – مطلب فی من ورِث مالاً حرامًا .

شخص کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۳۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب تک یہ محقق نہ ہو جائے کہ اس کا یہ کھانا رشوت ہی کے مال سے ہے، تب تک کھانا جائز ہے۔ فقط

سودی قرض لے کر تجارت کرنے والوں کے یہاں کھانا پینا درست ہے

سوال: (۱۴۰) جو لوگ سودی قرض لے کر تجارت شروع کرتے ہیں ان کے یہاں کھانا پینا اور ان کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے کہ نہیں؟ (۲۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو لوگ سود لے کر تجارت کرتے ہیں وہ گنہ گار ہیں، مگر ان کے یہاں کھانا پینا درست ہے، اور ان کا مال مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ (کیونکہ یہ لوگ سود دیتے ہیں لیتے نہیں، اس لیے ان کی آمدنی میں کوئی خباثت نہیں) فقط

طوائف کے یہاں کھانا پینا اور ان کی شادی غمی میں شریک ہونا

سوال: (۱۴۱) طوائف کے یہاں کھانا پینا اور شادی غمی میں ان کے شریک ہونا اور ان کے اقرباء کے جنازے کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۷۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: طوائف کی حرام آمدنی میں سے کھانا پینا حرام ہے، اور اس کی شادی وتقریب میں شریک ہونا نہیں چاہیے، لیکن اس کے جنازہ کی نماز یا اس کے دیگر اقرباء کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ لقولہٖ علیه الصّلاة والسّلام : صلّوا علی کلّ برٍ وفاجرٍ الحدیث (۱)

سوال: (۱۴۲) زانی اور زانیہ کا کیا حکم ہے؟ ان کے یہاں کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۵۶۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) عن مکحول عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم قال : صلّوا خلف کلّ برّ وفاجرٍ وصلّوا علی کلّ برّ وفاجرٍ وجاهدوا مع کلّ برّ وفاجرٍ (سنن الدّارقطني: ۱/۱۸۵، کتاب الصّلاة، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصّلاة معه والصّلاة علیه) و(سنن أبي داوٗد: ص:۱/۳۴۳، کتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمّة الجور)

الجواب: زنا گناہ کبیرہ ہے، زانی اور زانیہ فاسق اور مرتکب کبیرہ گناہ کے ہیں، ان کے یہاں کا کھانا اچھا نہیں ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں۔ فقط

زانی کے گھر کا کھانا کھانا

سوال: (۱۴۳) زانی کے گھر کا کھانا حرام ہے یا نہ؟ (۴۹۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس کے گھر کا کھانا حرام نہیں ہے، مگر تنبیہاً احتیاط کرنا مناسب ہے۔ فقط

شرابی کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی شادی وغمی میں شریک ہونا

سوال: (۱۴۴) شراب پینے والے کے واسطے احکام شرع کیا ہیں؟ مسلمان اس کے ہمراہ کھا پی سکتے ہیں کہ نہیں؟ (۲۷۲۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شراب خوار فاسق وبدکار ہے اور مرتکب کبیرہ گناہ کا ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا شریک شادی وغمی ہونا درست نہیں ہے، توبہ کرنا اس گناہ سے یہی اس کی پاکی اور کفارہ ہے۔ فقط

چور کے یہاں ضیافت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۴۵) ایک شخص چور ہے اور تمام مال اس کا مسروقہ ہے وہ فوت ہوگیا، بیٹا اس کا اس امر سے جاہل ہے کہ یہ مال کس کس کا ہے؟ اور اس سارق نے مال مسروقہ تجارت، زراعت سے بڑھایا بھی تھا، آیا ضیف کو ضیافت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس پسر سارق کو اس مال کو کس طرح برتنا چاہیے؟ (۱۴۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس وارث کو تخمینہ کرکے کہ مال حرام کس قدر ہوگا وہ مقدار بہ صورت نہ معلوم ہونے مالکوں کے یا ان کے ورثہ کے فقراء پر صدقہ کردینا چاہیے تاکہ مابقی اس کے لیے حلال ہوجائے (۱)

---

(۱) و إن علم الوارثُ دَينَ مورثه ، والدينُ غصبٌ أو غيرُه ، فعليه أن يقضيَه من التّركة ، و إن لم يقض فهو مؤاخذ به في الآخرة ، وإن لم يجد المديونُ ولا وارثُه صاحبَ الدَّينِ و لاوارثَه، فتصدق المديُونُ أو وارثُه عن صاحب الدَّين برىء في الآخرة (الشّامي: ٦/٣٤٢، كتاب اللّقطة— قبيل مطلب فيمن عليه ديونٌ و مظالمُ جهِل أربابها)

اور ضیف جس کو معلوم ہے کہ مال حرام مخلوط ہے اس کو کھانا درست نہیں ہے، اور لاعلمی میں معاف ہے۔

شراب فروش کے یہاں کھانا پینا

سوال: (۱۴۶) جو شخص شراب کا ٹھیکے دار ہو، اس کے یہاں جو مسلمان کھائیں پئیں تو ایسے مسلمانوں کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۲۸۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کی آمدنی حرام سے مسلمانوں کو کھانا پینا حرام ہے اور احتراز اس کی دعوت سے لازم وواجب ہے (۱) فقط

مخلوط آمدنی والے کے گھر کھانا درست ہے

سوال: (۱۴۷) اگر کسی کے پاس جائز وناجائز چند قسم کی آمدنی ہو تو اس کے گھر کا کھانا کیسا ہے؟ (۴۷۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: حسب فتویٰ شرعی کھانا اس کے گھر کا درست ہے (۲) فقط

جو حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے ان کی دعوت کھانا

سوال: (۱۴۸) جو آج کل نام کے مسلمان ہیں نماز تو پڑھتے ہیں مگر اور حکم شریعت کے نہیں مانتے، حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے ان کی دعوت کھانا کیسا ہے؟ (۹۶۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بہتر اجتناب کرنا ہے اور اگر کسی مصلحت سے کھالیوے تو درست ہے۔ فقط

---

(۱) أهدى إلى رجل شيئًا أو أضافه ، إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلّا أن يعلم بأنّه حرامٌ فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطّعام .... ولا يجوز قبولُ هديةِ أمراءِ الجَوْرِ لأنّ الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن أكثر مالهِ حلال، بأن كان صاحب تجارةٍ أو زرع فلا بأس به، لأن أموال النّاس لا تخلو عن قليل حرام، فالمعتبر الغالب وكذا أكل طعامهم (الفتاوى الهندية: ۳۴۲/۵، كتاب الكراهية ، الباب الثّانى عشر في الهدايا والضّيافات)

(۲) حوالۂ سابقہ۔

مخلوط آمدنی والے کی دعوت، ملازمت اور چندہ کا حکم

سوال: (١٤٩) زید کے یہاں ابتدا میں تجارت حلال طریقہ سے تھی، بعد اس کے چیزیں گروی رکھنا شروع کیا، رفتہ رفتہ ترقی ہوتی گئی، اب بالفعل زید کے یہاں تجارت نمک کھاری وتمبا کو اور کاشت کاری وزمین داری وغیرہ بھی ہے، علاوہ ازیں سود کا کاروبار علانیہ طور سے جاری ہے، ایسی حالت میں زید کے یہاں مسلمانوں کو کھانا کھانا اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور اس کے روپیہ سے مسجد، مدرسہ میں امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ (٢٠/٧/١٣٣٥ھ)

الجواب: ازراہ فتوی یہ سب امور درست ہیں، کیونکہ حرمت کا یقین اس خاص طعام میں اور روپیہ میں نہیں ہے، اور تقوی اور احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا کھانا وغیرہ نہ کھایا جاوے اور اس کے روپیہ پیسہ سے احتیاط کی جاوے، خاص کر مسجد میں ایسا مشتبہ مال لگانا نہ چاہیے۔ کما ورد في الحديث: إن الله طيّب لايقبل إلا الطيّب، الحديث (١) فقط

خالص حرام آمدنی والے کا کھانا کھانا درست نہیں

سوال: (١٥٠) جس کا روپیہ حرام ہے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (١٢٢٨/١٣٣٩ھ)

الجواب: اگر آمدنی اس کی مخلوط ہے حرام وحلال سے تو کھانا کھانا اس کا درست ہے، اور اگر خالص حرام ہے تو درست نہیں ہے۔ فقط

گانا بجانے والے کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (١٥١) ایک شخص گانے بجانے کا پیشہ کرتا ہے، اور جو مال اس کے پاس ہے اسی پیشہ سے کمایا ہوا ہے، اس کے گھر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (٣٦٢/١٣٤٢ھ)

---

(١) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إن الله طيّب، لايقبل إلا طيّبا الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ٢٤١، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأوّل)

الجواب: گانے بجانے کا پیشہ حرام ہے اور جو مال اس کے ذریعہ سے حاصل ہواوہ حرام ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾(سورۂ لقمان، آیت:۶)جاء في التّفسير: أن المراد الغناء (شامی) وفي الدرّالمختار: ودلّت المسئلة أن الملاهي كلها حرام الخ (۱) پس جب کہ پیشۂ مذکورہ حرام ہے اور کسب اس کا حرام ہے تو اس کے گھر کا کھانا درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۱۵۲) ایک شخص ستار بجانے پر ملازم ہے اس کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۲/۲۸۳۴ھ)

الجواب: گانے بجانے کی اجرت لینا حرام ہے اور وہ روزی حرام ہے، اس کے گھر کا کھانا اہل تقویٰ کو نہ چاہیے۔ فقط

ناچ رنگ والی شادی اور دعوت میں شرکت کرنا

سوال: (۱۵۳) جو لوگ اپنے یہاں شادی میں ناچ باجا وغیرہ کرتے ہیں ان کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہ؟ اور باجا ناچ کرنے والے فاسق ہیں یا نہیں؟ (۱۴۱۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسی دعوت میں شریک نہ ہونا چاہیے، بہ شرطیکہ لہو ولعب کی خبر پہلے سے ملی ہو، اور اگر بے خبر تھا پھر اگر دعوت کی مجلس میں لہو ولعب سنیں تو بیٹھ کر منع کرنا چاہیے اور منع پر قادر نہیں تو وہاں سے چلا جاوے بہ شرطیکہ مقتدایانِ دین سے ہو، اور اگر مقتدا اور پیشوا نہیں پس اس صورت میں جب آ گیا تو بیٹھنا چاہیے۔ كما في الدرّالمختار: دعى إلى وليمة و ثمة لعب أو غناء قعد وأكل لو المنكر في المنزل، فلو على المائدة لا ينبغي أن يقعد بل يخرج معرضًا لقوله تعالٰى: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (انعام، الآية:۶۸) فإن قدر على المنع فعل و إلا يَقْدِرْ صبر إن لم يكن ممّن يقتدى به ، فإن كان مقتدًى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد ...... وإن علم أوّلاً باللّعب لايحضر أصلاً(۲) اور باجا یا ناچ کرنے والے فاسق ہیں

---

(۱) الدرّالمختار والشّامي: ۴۲۴/۹، كتاب الحظر والإباحة .

(۲) الدرّالمختارمع الشّامي: ۴۲۲/۹–۴۲۴، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

ان کی شہادت مقبول نہیں۔ کذا في الدرّالمختار في باب الشّهادة وفي الدّر أيضًا: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام الخ(۱) فقط

سوال: (۱۵۴) ایک شخص کے گھر میں شادی تھی، اس نے مساجد شہر کے جمیع پیش امام صاحبان کو دعوت ولیمہ دی تھی، جب وقت مقررہ پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اہل دعوت کے یہاں طبلہ اور ڈھول اور انگریزی باجے بج رہے ہیں، اور آتش بازی چھوٹ رہی ہے، یہ دیکھ کر بعض امام صاحبان واپس چلے آئے، اور بعض نے خورونوش فرمایا، شرعًا ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۲۰۰ھ)

الجواب: ایسی صورت میں فقہائے کرام نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ مقتدا شخص کو واپس آجانا چاہیے، اور غیر مقتدا کو وہاں کھانا کھانا درست ہے، اگرچہ بہتر واپس آجانا ہے۔ درمختار میں ہے: دعي إلى وليمة وثمة لعب أو غناء قعد وأكل الخ فإن قدر على المنع فعل و إلا يقدرْ صبر إن لم يكن ممّن يقتدى به ، فإن كان مقتدًى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد الخ(۲) پس جو لوگ واپس آگئے انہوں نے اچھا کیا، اور جو لوگ بیٹھے رہے اور وہاں کھانا کھایا تو اگر وہ علماء ومقتدا نہ تھے تو ان کا یہ فعل جائز ہے، اور وہ لائق امامت ہیں، بہ شرطیکہ دل سے انکار کرتے ہوں۔ كما في الحديث المشهور: فإن لم يستطع فبقلبه و ذلك أضعف الإيمان الحديث(۳)

سوال: (۱۵۵) جس شادی میں ناچ رنگ وغیرہ کا انتظام ہو اس کے گھر کی دعوت قبول کرنا اور اس شادی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ (۸۷۵/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسی مجلس میں شریک ہونا اور باوجود علم دعوت قبول کرنا ممنوع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۵۶)...... (الف) ایک جگہ دعوت طعام ہے اور باجا وغیرہ بھی بج رہا ہے، تو شرعًا اس دعوت میں جانا کیسا ہے؟ یہاں کے مولوی اور امام مسجد اکثر معہ باجا کے کھانا کھاتے ہیں، ان کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟

---

(۱) الدرّالمختار مع الرد: ۴۲۵/۹ ، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۲) الدرّالمختار مع الردّ: ۴۲۲/۹-۴۲۳، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۳) عن أبي سعيد رضي الله عنه قال : سمعتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول : من رأىٰ منكم منكرًا الحديث. الصّحيح لمسلم: ۵۱/۱، كتاب الإيمان ، باب بيان كون النّهي عن المنكر من الإيمان الخ .

(ب) ایک جگہ صبح کے وقت دعوت طعام ہے اور باجا وغیرہ نہیں ہے، مگر یہ ضرور معلوم ہے کہ شام کے وقت وہاں باجا بھی ہوگا اور طوائف بھی آئے گی، تو شرعًا اس دعوت کو قبول کرنا اور جانا کیسا ہے؟ (۱۰۶۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) اس مجلس میں شریکِ دعوت ہونا اور طعام کھانا درست نہیں ہے، خصوصًا عالم ومولوی اور امام کو اس دعوت میں شریک ہونا کسی طرح جائز نہیں ہے، اور اگر ایسا ہو گیا تو آئندہ کو توبہ کریں، اور شریک نہ ہوں، یہی اس کا کفارہ ہے۔

(ب) اس میں بھی شریک ہونا نہ چاہیے کہ اس میں چند خرابیاں ہیں، دعوت کرنے والوں کو جرأت ہوگی ارتکاب معصیت کی، اور مولویوں اور امام کی شرکت سے دوسرے عوام لوگ دلیل پکڑیں گے جواز کی۔ فقط

سوال: (۱۵۷) جس مکان میں گانا ہو رہا ہو، اس میں جا کر دعوت کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۱۳۷۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: فقہاء نے ایسا لکھا ہے کہ مقتدا شخص کو وہاں جا کر کھانا کھانا نہ چاہیے، اور عوام کو درست ہے۔

سوال: (۱۵۸) کھانا شادی نوشہ یا دولہن کے یہاں جہاں گانا بجانا یا اور رسومات مذموم مثل کفار کے ہوں کھانا جائز ہے یا نہ؟ (۱۹۲۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی جگہ جانا اچھا نہیں ہے، اور مقتدا شخص کو ایسی دعوتوں میں شریک ہونا زیادہ تر ممنوع ہے۔ فقط

گانجا فروش کے گھر کھانا کھانا

سوال: (۱۵۹) جو شخص گانجے کی تجارت کرتا ہے اس کا طعام کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۵۳۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو شخص حرام اشیاء کی تجارت کرتا ہے اس کے گھر کھانا کھانے سے احتراز مناسب ہے۔

مسلمان دھوبی کے گھر کا کھانا کھانا درست ہے

سوال: (۱۶۰) اگر کوئی مسلمان دھوبی چند مسلمانوں کی دعوت کرے، مسلمانوں کو اس کا کھانا کھانا اور چائے پینا درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۱۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دھوبی کے گھر کا کھانا کھانا اور چائے پینا درست ہے، اس میں کچھ حرمت اور کراہت نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۱۶۱) جو مسلمان پابند صوم وصلاۃ ہو اور قوم کا دھوبی ہو، اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو اس کے ساتھ کھانے پینے پر اعتراض کرے اور اس کے ساتھ کھانے پینے والے سے حقہ پانی بند کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۰۰۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جو مسلمان پابند صوم وصلاۃ ہو، اگرچہ وہ ذات کا دھوبی ہو اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے، اور جو شخص اس کے ساتھ کھانے پینے سے احتراز کرے یا اس کے ساتھ کھانے پینے والے سے متارکت کرنے والے اور اس سے انقطاع میل ملاپ کرنے والے گنہ گار ہیں، توبہ کریں۔ فقط

مسلمان حجام اور خاکروب کا کھانا کھانا درست ہے

سوال: (۱۶۲) جو لوگ پیشہ حجامت بنانے یا کپڑے دھونے یا خاکروبی وغیرہ کرتے ہیں، اور وہ اہل اسلام ہیں، ان کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ان کا کھانا کھانا اور پانی پینا درست ہے، کیونکہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں، قرآن شریف میں ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۰) یعنی سب مسلمان بھائی بھائی ہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ برتن پاک ہوں۔ فقط

جس نے خاکروب کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھالیا اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

سوال: (۱۶۳) ایک شخص مسلمان نے خاکروب کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھالیا، اب اس کے ساتھ کھانا اور برتاؤ کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۷۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو کچھ ہوا سو ہوا، آئندہ کو اس کو روک دیا جائے کہ خاکروب کے گھر کا اور اس کے برتنوں میں کھانا نہ کھائے، اور اس کو برادری سے خارج نہ کیا جائے، اور کھانا پینا اس کے ساتھ ترک نہ کیا جائے۔ فقط

ہیجڑے کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے

سوال: (۱۶۴) ایک ہیجڑا ہے اس کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ فقط

مسلمان دایہ کے گھر کا کھانا کھانا درست ہے

سوال: (۱۶۵) جو عورت مسلمہ دایہ کا کام کرتی ہے، اس کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مانگے ہوئے پیسوں سے دعوت کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۶۶) کوئی فقیر مانگنے والا اپنے مانگے ہوئے پیسہ سے دعوت کھلائے تو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۴۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فقیر کے مانگے ہوئے پیسہ سے دعوت کھانا درست ہے، مگر جن فقیروں کو سوال حرام ہے، اور وہ اس سے پیسہ جمع کریں تو ان کی دعوت اس پیسہ سے کھانا اچھا نہیں ہے۔

بے نمازی کے ساتھ کھانا اور دیگر تعلقات رکھنا

سوال: (۱۶۷) تارک الصلاۃ کے ساتھ کھانا پینا اور دیگر تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو شخص ایک وقت کی نماز بھی بالکل ترک کردے کہ نہ ادا پڑھے اور نہ اس کی قضا

کرے، اور نہ ارادہ قضا کا رکھے، وہ تارک الصلاۃ ہے اور فاسق ہے اور تعلقات محبت و یگانگت اس سے رکھنا اور اس کے ساتھ کھانا پینا درست نہیں ہے(۱)

بے نمازی کو کھانا کھلانا اور قربانی کا گوشت دینا

سوال: (۱۶۸)......(الف) تارک الصلاۃ کو دعوت کر کے کھلانا۔ (ب) اس کو قربانی کا گوشت دینا۔ (ج) اس کو نوکر رکھنا اور مزدوری کروانا اور کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ کوئی خویش اپنا مثلاً بھائی بھابھی وغیرہ وارد ہوئے ہیں اور وہ تارک الصلاۃ ہے یا کوئی مسافر آیا وہ نماز نہیں پڑھتا ہے، ان کو کھانا پانی دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۸۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف-ج) تارک الصلاۃ کے ساتھ یہ معاملات درست ہیں، لیکن بہتر ہے کہ کھانا نیک لوگوں کو کھلائے، اور بے نمازی کو اگر کھلائے تو اس کو نصیحت نماز کی کر دے، اگر بے نمازی مہمان ہو تو اس کو کھانا پانی دیوے، اور ساتھ ہی نماز کی نصیحت کر دے کہ دوہرا ثواب ہے۔ فقط

بے نمازی کی دعوت کرنے والے کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۶۹) رمضان شریف میں جو لوگ روزہ دار اور بے روزہ دار نمازی اور بے نمازی کی دعوت کرتے ہیں ان کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲۰۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ثواب ملے گا۔ فقط

بے نمازی کی دعوت قبول کرنا اور نماز کی تنبیہ کرنا

سوال: (۱۷۰) ہندوستان میں مسلمانوں پر نماز کی تنبیہ کہاں تک جائز ہے؟ اور مسلمان تارک الصلاۃ کی دعوت قبول کرنا علماء اور پابند صلاۃ کو جائز ہے یا نہیں؟ (۴۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس زمانے میں اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ تارک صلاۃ و زکاۃ و صوم و حج وغیرہ فرائض کو

(۱) عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال : نهى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن إجابة طعام الفاسقين (مشكاة المصابيح: ص:۲۷۹، كتاب النّكاح، باب الوليمة، الفصل الثّالث)

علماء نصیحت کریں، اور مسئلہ بتلا دیں کہ فلاں فلاں امور شریعت میں فرض ہیں، ان کو ترک کرنا بہت برا ہے، اور معصیت ہے، اور اس میں عذاب سخت ہے، باقی تعزیر وغیرہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو نہیں کرسکتا، کیونکہ وہ خود رعایا ہیں، اور یہ کام حکامِ اہل اسلام کے متعلق ہے، تارک صلاۃ اور تارک زکاۃ وغیرہ کی دعوت قبول کرنا درست ہے، لیکن اگر موقع ہو اور امید اثر کی ہو تو ان کو نصیحت کرنا چاہیے، اور اگر دعوت قبول نہ کرنے میں اس کو تنبیہ کرنے کی امید ہو تو ایسا کرنا بھی درست ہے، اور تنبیہًا برادری سے خارج کرنا بھی درست ہے، اور تارک الصلاۃ کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ لقولہ علیہ السّلام: صلّوا علیٰ کلّ برّ و فاجر الحدیث (۱) اور نصیحت کرنے میں ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ نرمی اور حکمت کے ساتھ نصیحت کی جائے، ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بوجہ اپنے جہل کے بجائے ماننے کے مسخرہ پن کرنے لگیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اُدْعُ إِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ الآیۃ ﴾ (سورۂ نحل، آیت: ۱۲۵) فقط

پولیس کی دعوت کرنا اور اس کے گھر دعوت کھانا

سوال: (۱۷۱) ملازمین پولیس کی دعوت کرنا یا ان کے گھر دعوت کھانا کیسا ہے؟ (۲۵۷۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: دعوت کرنا اور کھانا ان کے گھر درست ہے اور احتراز کرنا احوط ہے۔ فقط

وکیلوں کے گھر کا کھانا کھانا

سوال: (۱۷۲) وکیلوں کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۴۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ان کے گھر کا کھانا درست ہے۔ فقط

جو حکام انگریزی قانون کے موافق فیصلہ کرتے ہیں اور جو وکلاء اس قانون کی رو سے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں ان کی دعوت کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۱۷۳)...... (الف) جو حکام اہل اسلام مقدمات دیوانی اور فوج داری کے فیصلہ

(۱) اس حدیث کی تخریج سوال (۱۴۱) میں گزر چکی۔

کرتے ہیں اور شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، بلکہ گورنمنٹ کے حکم سے بہ موجب قانون انگریزی کے فیصلہ کرتے ہیں، اوراس کے عوض میں تنخواہ پاتے ہیں تو ایسی کمائی کی دعوت کھانا درست ہے یا نہیں؟

(ب) جو وکلاء قانون انگریزی کی رو سے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں ان کے یہاں دعوت کھانا کیسا ہے؟ (٣٢/٢٤٣٧-١٣٣٣ھ)

الجواب: (الف) فتوی کا حکم یہاں بھی یہی ہے کہ ان کی دعوت وغیرہ کھانا درست ہے۔

(ب) یہی جواب ''ب'' کا ہے۔

غیر مدعو کو اپنے ہمراہ دعوت میں لے جانا جائز نہیں

سوال: (١٧٤) زید اپنے چچا اور ہم سایوں اور دو مسافروں کو دعوت میں بلاتا ہے، آیا چچا کو یہ حق حاصل ہے کہ بجائے دو مسافروں کے چار مسافر بغیر رضامندئ صاحبِ خانہ اپنے ہمراہ لے جاوے، اگر چچا ایسا کرے اور منع کرنے پر غصہ کرے تو کیا حکم ہے؟ (٢٢٧٨/١٣٤٥ھ)

الجواب: چچا کو یہ حق حاصل نہیں تھا اور اس کو اس وجہ سے غصہ کرنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص محکمۂ آبکاری میں ملازم ہے اس کے یہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (١٧٥) زید ایک مسلمان حنفی محکمۂ آبکاری (١) میں ملازم ہے، خدمت زید کے ذمے یہ ہے کہ کشیدئ شراب کا ٹھیکا ایک ٹھیکے دار نے سرکار سے لے لیا ہے، وہ اپنے روپیہ سے مہوا یا اس کے مثل خرید کر خمر تیار کرتا ہے، تمام ملازمین اس کے اس کام کی انجام دہی کے لیے اس کے جداگانہ ملازم ہیں، وہ ان تمام امورات کو کرتے ہیں اور شراب تیار کرتے ہیں، زید کے ذمے یہ فرائض ہیں کہ وہ اس امر کی نگرانی رکھے کہ ٹھیکے دار شراب کسی طرح پر ایک قطرہ شراب کا جو وہاں کشید ہو کر رکھی

(١) آبکاری: شراب کھینچنے اور بیچنے کا کارخانہ یا جگہ۔ (فیروز اللغات)

جاتی ہے خلاف قواعد سرکاری کے نہ لے جاسکے، کیونکہ سرکار علاوہ قیمت کے اس پر محصول لیتی ہے، اس نگرانی کے لیے انسپکٹر، سب انسپکٹر مقرر ہیں، اسی خدمات شراب کے ساتھ افیون، گانجا، بھنگ وغیرہ بھی شامل ہیں، پس یہ ملازمت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ سب انسپکٹران اور انسپکٹران کی تنخواہ اسی محصول مسکرات سے ملتی ہے، ایسے سب انسپکٹر کے یہاں کسی متشرع کا اکل وشرب جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی متشرع اس کا مہمان ہو اور اس کے یہاں کھاوے پیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی سے قرض لے کر کھلا پلا دیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ بعد میں اپنی کمائی سے اس کو ادا کر دیوے اور اس کمائی کے اندوختہ پر زکاۃ واجب ہے یا نہیں؟

مکرر آمد: جب کہ مختلف قسم کی آمدنی خزانہ میں جمع ہو جاتی ہے اور مخلوط ہو جاتی ہے تو یہ مخلوط ہو جانا اس کی حلت کے لیے کافی ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ملازمت مذکورہ شرعاً حرام ہے اور وعید شدید اس شخص کے بارے میں احادیث میں وارد ہے(۱) اور تنخواہ اس کی حرام ہے، ایسے ملازمین کے گھر کا کھانا اہل اسلام و اہل دین وتقویٰ کو ناجائز ہے، اور احتراز واجتناب اس شخص کے طعام سے واجب ہے، اور ایسے شخص کے مہمان بننے سے بھی اتقیائے اہل اسلام کو اجتناب لازم ہے، اور اگر ملازم مذکور قرض لے کر اس سے کسی مہمان وغیرہ کو کھلاوے پلاوے تو کھانے والے کے لیے بہ اعتبار فتوی کے درست ہے، باقی یہ جو دریافت کیا ہے کہ ایسے ملازم کو اندر حدود شرع کے رہ کر کیوں کر کام کرنا چاہیے عجیب امر ہے؟! کیونکہ جو ملازمت شرعاً قطعاً حرام ہے اور وہ ملازم بہ حکم خدا تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ مورد لعنت وغضب خدا تعالیٰ ہے، اور سراپا حدودِ شرع سے متجاوز ومُہَتِّکْ (دھجیاں اُڑانے والا) ہے، وہ باوجود باقی رکھنے اس ملازمت محرمہ کے حدود شرع میں رہ کر کیوں کر کام کرسکتا ہے؟ !وہ تو ہر وقت حدود اللہ کا ہتک اور بے حرمتی کررہا ہے، اور: ﴿ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت: ۲۲۹) کا

---

(۱) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم في الخمر عشرة: عاصرها و معتصرها و شاربها و حاملها و المحمولة إليه و ساقيها و بائعها و آكل ثمنها والمشتري لها والمشتراة لها (جامع الترمذي: ۲۴۲/۱، أبواب البيوع — باب ما جاء في بيع الخمر والنّهي عن ذلك)

مصداق ہے، افسوس ہے کہ اکثر مسلمانان تو اس زمانہ میں حدودِ شرعیہ کی پابندی کی طرف متوجہ ہیں اور مسکرات کا انسداد کررہے ہیں، یہاں تک کہ جملہ مذاہب کے آدمی اور نیچے درجہ کی قومیں اس پر اتفاق کررہی ہیں کہ مسکرات کو بالکل بند کیا جاوے، اور جو لوگ اس کے مرتکب اور معین ہوں ان کو تعزیر کی جاوے، اور بعض نام کے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ وہ محکمۂ آبکاری کی ملازمت کررہے ہیں، اور اس کو ترقی دے کر موردِ سخطِ خداتعالیٰ ہورہے ہیں۔ **فويل لهم ثم ويل لهم .**

اور زکاۃ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر حرام آمدنی مخلوط ہوجاوے دیگر آمدنی کے ساتھ تو چونکہ خلط کرنا استهلاك ہے، اس لیے وہ مال مملوکہ اس شخص کا ہوجاتا ہے اگرچہ خباثت اور معصیت باقی رہتی ہے، پس زکاۃ اس پر واجب ہے۔ **كما في الدرّ المختار : ولو خلط السّلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزّكاة فيه الخ** (۱) اور صدقۂ فطر وغیرہ بھی لازم ہے۔

استفتاء مکرر کا جواب یہ ہے کہ خزانۂ سرکاری میں مخلوط ہوجانا آبکاری کی رقوم کا دیگر رقوم سے تنخواہ مذکور کو جائز نہیں کرتا، کیونکہ ہر ایک مد کا حساب علیحدہ ہے اور روپیہ وغیرہ میں تعیین نہیں ہوتی، پس جو تنخواہ آبکاری کی مد سے دی جاوے گی وہ اسی مد کی آمدنی ہے، علاوہ بریں ملازمت مذکورہ کی تنخواہ خواہ کسی مد سے بھی دی جاوے وہ حرام ہی ہے، کیونکہ جس کام کی وہ اجرت ہے وہ حرام ہے، پس قرض میں اور اس صورت میں فرق ظاہر ہے اور حلال آمدنی والے سے بدلنا اپنی آمدنی حرام کا موجب حلت نہیں ہوگا، قرض لے کر خرچ کرنا البتہ روایات منقولہ کی بناء پر سبب حلت اس طعام وغیرہ کا ہے جو کہ قرض لے کر اس رقم قرض سے خریدا گیا۔ فقط

فاسق کی دعوت قبول کرنا ممنوع ہے

سوال: (۱۷۶) زید تارک صوم وصلاۃ ہے اور منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہے، اس صورت میں زید کے گھر کا کھانا اور اس کے گھر افطار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ زید فاسق ہے، اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱) **الدرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲۰۱/۳ ، كتاب الزّكاة ، باب زكاة الغنم — مطلب فيما لو صادر السّلطان رجلاً فنوٰى بذلك أداء الزّكاة إليه.**

نے فاسق کی دعوت قبول کرنے سے اور اس کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ **عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن إجابة طعام الفاسقين** (۱) (مشکاۃ شریف) پس موافق اس حدیث کے زید کے گھر افطار کرنا اور کھانا کھانا ممنوع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرتکبِ کبائر عہدے داران کی دعوت میں شرکت کرنا

سوال: (۱۷۷) زانی یا شرابی یا تارک فرائض وواجبات کی یا مرتکب دیگر کبائر کی دعوت قبول کرنی چاہیے یا نہیں؟ بعض امراء یا عہدے داران کے یہاں لوگ اس خیال سے شریک دعوت ہوتے ہیں کہ ان سے رنجش ہو جاوے گی جس سے نقصان کا خطرہ ہے، اس صورت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۹۷۱ھ)

الجواب: بہ صورت خیال رنجش وخوفِ مضرت جائز ہے۔

جس جگہ ڈاکیہ ملازمت کرتا ہے وہاں کا باشندہ ڈاکیہ کی دعوت کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۷۸) ڈاکیہ جس ڈاک خانہ میں ہے وہاں کا باشندہ دعوت کرے تو قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۲۶۳ھ)

الجواب: دعوت قبول کرنا جائز ہے کیوں کہ اس کی کچھ حکومت گاؤں پر نہیں ہے قاضی وحاکم کو دعوت قبول کرنا ناجائز ہوتا ہے جس کے متعلق فیصلہ مقدمات کا ہو اور اس میں بھی تفصیل ہے جو کہ کتب فقہ میں مذکور ہے (۲)

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۲۷۹، كتاب النّكاح – باب الوليمة.

(۲) تفصیل کے لیے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵/۱۰۰، كتاب القضاء والتّحكيم کا سوال (۲۷) ملاحظہ فرمائیں۔

تحصیل دار کا تحصیل کے کسی باشندے کی دعوت وتحفہ قبول کرنا

سوال: (۱۷۹) زید ایک جگہ تحصیل دار ہے، اسی تحصیل کے کسی باشندے نے بغیر اس کے کہ اس کا کوئی مقدمہ ہو زید کی دعوت کی یا کچھ انبہ (آم) نارنگی وغیرہ ہدیہ بھیجیں، زید کو دعوت یا تحفۂ مذکور قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر زید کے وہاں تحصیل دار ہونے سے پہلے وہ باشندہ کبھی زید کو ہدیہ نہ دیتا تھا اور دعوت نہ کرتا تھا؛ تو زید کو قبول کرنا اس کے ہدیہ ودعوت کا جائز نہیں ہے۔ **و یردّ هدیةً إلا من قریبه أو ممّن جرت عادته بذلك إلخ** (۱) (درّ مختار) فقط

رنڈی کی دعوت کھانا

سوال: (۱۸۰) رنڈی کی دعوت کھانا اور نذرانہ وتحفہ لینا جو کہ ناچ گانا اور پیشہ سے حاصل کیا ہے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: رنڈی کی دعوت اور نذرانہ سے احتیاط کرنی چاہیے۔

نصرانیوں کی دعوت کے لیے ناپاک وحرام چیزوں کا انتظام کرنا

سوال: (۱۸۱) کوئی مسلمان نصرانیوں کی دعوت کرے اور اس میں شراب اور خنزیر نصرانیوں کے واسطے مہیا کرے، تو کیا حکم ہے؟ (۶۱۹/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مسلمانوں کو جیسا کہ شراب وخنزیر کا خود کھانا پینا حرام ہے، ایسا ہی نصرانیوں کی دعوت کے لیے ان ناپاک وحرام اشیاء کا مہیا کرنا اور انتظام کرنا بھی حرام ہے (۲) فقط

---

(۱) تنویر الأبصار مع الدرّ والرد: ۴۶/۸-۴۷، کتاب القضاء – مطلب في هدیة القاضي.

(۲) و کره إلباس الصّبي ذهبًا أو حریرًا فإن ما حرم لبسه و شربه، حرم إلباسه و إشرابه (الدرّ مع الشّامي: ۴۴۲/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس)

غلہ اکٹھا کر کے بھنڈارا کرنا

سوال: (۱۸۲)......(الف) گھر گھر سے غلہ جمع کر کے بھنڈارا(۱) کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اللہ کے واسطے جو اکثر لوگ روٹی کھلاتے ہیں جس کے اندر نمازی و بے نمازی سب ہوتے ہیں، کیا بے نمازی کو کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بے نمازی محتاج نہیں؟ (۱۸۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) اکٹھا کر کے کھلانے کی ضرورت نہیں جس کو توفیق ہو وہ روٹی یا غلہ جس قدر میسر ہو صدقہ کر دے۔

(ب) غریب و محتاج جو کوئی ہو اس کو اللہ واسطے کھلانے میں ثواب ہے لیکن نمازی محتاج کو کھلانے میں زیادہ ثواب ہے۔

ختم قرآن اور حج سے واپسی کے بعد دعوت کرنا

سوال: (۱۸۳)......(الف) کسی کار خیر کے انجام کی خوشی میں مثلاً حج سے واپسی میں یا رمضان شریف کے ختم ہونے کے بعد کھانا کھلانا کیسا ہے؟ اور صاحب کھانا کا یہ خیال کرنا کہ اس کھانے کے کھلانے سے کسی اہل شہر کو باقی نہ رکھوں گا کیسا ہے؟

(ب) ایک شخص نے یہ کہا کہ میرا باپ جب حج سے واپس آوے گا تو تمام اہل شہر ذکور واناث کو دعوت دوں گا اور جو مرد اور بچے حاضر نہ ہو سکیں گے تو میں ان کے گھر پر کھانا بھیج دوں گا، ایسا کرنا کیسا ہے؟

(ج) کتب حنفیہ میں ناموری اور شہرت اور نام ونمود کے کھانے کھلانے کو منع لکھا ہے، اس کی چند مثالیں تحریر فرماویں جس سے معلوم ہو جاوے کہ یہ فخر کے واسطے ہوتا ہے۔ (۱۲۳۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) اگر بہ اخلاص نیت کھانا خوشی کا کھلایا جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **إنّما الأعمال بالنّيات ولكل امرئ مانوى** (بخاری:۱/۲) عمل کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر ایک شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔

---

(۱) بھنڈارا: فقیروں کا لنگر (فیروز اللغات)

(ب) اگر فخر و مباہات اور ریاء اور بڑائی سے نہ ہو محض بہ طریق شکر یہ ادائے فرض حج وخوشیٔ اقرباء واحباب کے لیے یہ ضیافت ہو تو جائز ہے، جیسا کہ پہلے لکھا گیا کہ مدار نیت پر ہے۔

(ج) یہ امور نیت پر ہیں اچھی نیت ہو تو جائز ہے اور بری نیت فخر اور بڑائی اور ریاء وغیرہ کی ہو تو اس کے حق میں یہ برا ہے(۱) دوسروں کو چونکہ اس کی نیت کا حال معلوم نہیں ہے اس لیے وہ ایسا حکم نہیں کر سکتے اور کسی کو اعراض کرنا نہ چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ختم قرآن وختنہ کی تقریب میں دعوت کرنا

سوال: (۱۸۴) ایک شخص نے اپنے لڑکے کے ختم قرآن وختنہ کی تقریب میں اپنے احباب و اقرباء کو جمع کر کے کھانا کھلایا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ کچھ ثواب ہوگا یا نہیں؟ (۱۹۶۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ فعل شرعاً جائز ہے اور اگر نیک نیتی سے کھانا کھلایا تو ثواب ہے۔ فقط

بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں کھانا کھلانا

سوال: (۱۸۵) بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں بہ طور شکرانہ کے کھانا کھلانا کیسا ہے؟ (۲۴۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اور شرعاً اس کی ممانعت نہیں ہے۔ فقط

حصولِ برکت کے لیے قرآن شریف ختم کرا کر کھانا کھلانا

سوال: (۱۸۶) جو مکان جدید تعمیر ہوا ہو اس میں تبرکاً قرآن شریف ختم کرا کر حاضرین کو طعام کھلا کر رخصت کر دیا جاوے تو جائز ہے؟ (۶۲۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر حصول برکت کے لیے ایسا کیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، مگر ایسے امور کا التزام

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: المتباريان لا يجابان ولا يؤكل طعامهما، قال الإمام أحمد: يعني المتعارضين بالضّيافة فخرًا ورياءً (مشكاة المصابيح: ص:۲۷۹، كتاب النّكاح، باب الوليمة – الفصل الثّاني)

کرنا اور ضروری سمجھنا نہ چاہیے، کیونکہ شرع سے ان امور کا حکم نہیں ہے اور لازم نہیں کیے گئے۔ فقط

ختنہ پر دعوت کرنا ضروری نہیں

سوال: (۱۸۷) ختنہ پر دعوت کرنا کیسا ہے؟ آج کل علاقۂ ہذا میں اس مروجہ کھانے کو عوام ضروری سمجھتے ہیں، اسی واسطے بعض بچے بے ختنہ سن بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں، شرعًا کیا حکم ایسی حالت میں ہوگا؟ (۱۱۷۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ختنہ پر دعوت کرنا درست ہے، لیکن اس کو ضروری سمجھنا اور یا اس وجہ سے ختنہ نہ کرانا ممنوع وقبیح ہے، ایسے رسومات کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط

دس پندرہ سال بعد ولیمہ کرنا

سوال: (۱۸۸) ایک شخص بلا کسی کے دباؤ کے ولیمہ کا کھانا عرصہ دس پندرہ سال کے بعد کرنا چاہتا ہے، اس وجہ سے کہ جب تک ایسا کھانا برادری کو نہ کھلائے تو سرداری نہیں ملتی، اس کھلانے والوں کو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور یہ کھانا کیسا ہے؟ (۲۹۳۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ کھانا ولیمہ کا نہیں ہے بلکہ وجاہت وعزت حاصل کرنے کے لیے ہے، اور ریاء وفخر کے لیے ہے، ایسے کھانے میں شریک ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے(۱) فقط

مبیع کے عیوب چھپانے والے تاجروں کی دعوت کا حکم

سوال: (۱۸۹) اس وقت تمام مسلمان سوداگروں کا حال یہ ہے کہ وہ بوقت بیع اپنی اشیاء کے عیوب کو چھپاتے ہیں ایسی حالت میں ان کی دعوت کھانی کیسی ہے؟ اور ان کی نقدی وغیرہ لینی کیسی ہے؟ (۲۴۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) عن ابن مسعود رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : طعامُ أوّلِ يومٍ حقٌّ، وطعامُ يومِ الثّاني سنةٌ ، وطعامُ يومِ الثّالثِ سمعةٌ ؛ ومن سمّع سمّع الله بهٖ (جامع التّرمذي: ۱/ ۲۰۸، أبواب النّكاح ، باب ما جاء في الوليمة)

الجواب: ایسی مشتبہ حالت میں تقوی تو یہ ہے کہ ان کی دعوت سے احتراز کرے، اور فتوی یہ ہے کہ کھانا اس کا اور نقدی وغیرہ لینا جائز ہے۔

خود عمدہ کھانا کھانا اور مسافر وطلبہ کو معمولی کھانا کھلانا

سوال: (۱۹۰) ایک شخص روزانہ پلاؤ اور پراٹھے کھاتے ہیں، اور طلبہ ومسافر کے واسطے معمولی ترکاری جس کو وہ پسند نہیں کرتے اس وجہ سے کہ اچھی طرح سے نہیں پکاتے ہیں، تو دو چار آدمی کو اچھا کھانا کھلائے اور باقی کو نکال دے یا کیا کرے؟ (۵۱۹/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس میں بھی کچھ گناہ نہیں ہے کہ خود عمدہ کھانا کھاتا ہو اور مسافروں اور طلبہ کو معمولی کھانا دیوے، اور زیادہ آدمیوں کو معمولی کھانا کھلایا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ تھوڑوں کو عمدہ کھانا کھلایا جائے۔ فقط

کونسا پانی کھڑے ہوکر پینا جائز ہے؟

سوال: (۱۹۱) کتنے پانی ہیں جن کو کھڑے ہوکر پینا جائز ہے؟ بخاری شریف کی حدیث سے کھڑے ہوکر پینا ممنوع معلوم ہوتا ہے۔ (۱۷۱۹/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **و أن یّشرب بعده من فضل وضوئه کماء زمزم مستقبل القبلة قائما أو قاعدًا و فیما عدا هما یکره قائما تنزیهًا إلخ** (۱) ماتن درمختار نے وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہوکر پینا مستحبات میں سے لکھا تھا، اس پر شارح نے ماء زمزم کو بھی بڑھایا کہ اس کا بھی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے (۲) ما سوا ان دونوں کے کھڑے ہوکر پینا مکروہ تنزیہی لکھا، لیکن

---

(۱) الدرّ مع الردّ: ۱/ ۲۲۸، کتاب الطّهارة، مطلب في مباحث الشّرب قائمًا .

(۲) عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنّه صلّی الظّهر ثمّ قعد في حوائج النّاس في رحبة الكوفة حتّی حضرت صلاة العصر ثمّ أتی بماء فشرب وغسل وجهه ویدیه و ذکر رأسه و رجلیه، ثمّ قام فشرب فضله وهو قائم ثمّ قال : إن ناسًا یکرهون الشّرب قائمًا و إن النّبيّ صلّی الله علیه وسلّم صنع مثل ما صنعتُ .

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال : شرب النّبيّ صلّی الله علیه وسلّم قائمًا من زمزم (صحیح البخاري: ۲/ ۸۴۰، کتاب الأشربة ، باب الشّرب قائمًا)

قـائمًـا کے بعد شارح کا لفظ أو قـاعدًا بڑھانا اس طرف مشیر ہے کہ اختیار ہے خواہ کھڑے ہوکر پیوے یا بیٹھ کر، پوری تفصیل شامی میں ہے اس کو دیکھ لیا جاوے(۱)

سوال: (۱۹۲) بعض صاحب فرماتے ہیں کہ چار پانی کے لیے حکم ہے کہ کھڑے ہوکر پیوے: ایک بچا ہوا وضو کا، دوسرا آبِ زمزم، تیسرا جھوٹا، چوتھا سبیل کا، اور بعض صاحب فرماتے ہیں کہ وضو کا بچا ہوا پانی اور آب زمزم کے لیے حکم کھڑے ہوکر پینے کا ہے اور کسی پانی کے لیے نہیں؟

(۱۸۱۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں بھی فضل وضو اور ماءِ زمزم کو قائمًا مستحبات میں لکھا ہے۔ ثمّ قال: وفیما عداهما یکره (۲) (درّمختار)

سوال: (۱۹۳) آب زمزم کھڑے ہوکر پینا چاہیے یا بیٹھ کر؟ اور کونسا پانی کھڑے ہوکر پیئے اور کونسا بیٹھ کر؟ (۲۳/۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: آب زمزم اور فضلۂ وضو کے سوا ہر پانی کو بیٹھ کر پینا چاہیے، اور مذکورہ بالا دو پانیوں کو کھڑے ہوکر۔ کذا في المنیة (۳)

سوال: (۱۹۴) وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہوکر پینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸/۷/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) قوله: (أو قاعدًا) أفـاد أنّـه مـخير في هذين الموضعين، و أنه لا كراهة فيهما في الشّرب قـائـمًا بخلاف غيرهما، وأن المندوب هنا هوالشّرب من فضل الوضوء لا بقيد كونه قائمًا خلاف مـا اقتضاه كلام المصنّف لكن قال في المعراج: قائمًا. وخيره الحلواني بين القيام و القعود، وفـي الـفتـح: قيـل: و إن شـاء قـاعـدًا، و أقـره فـي البـحـر، واقتصرعلى ما ذكره المصنّف في الـمـواهـب والـدرر والـمـنية والـنّهر وغيرهما وفي السّراج: ولايستحب الشّرب قائمًا إلا في هـذيـن الموضعين، فاستفيد ضعف ما مشٰى عليه الشّارح كما نبه عليه "ح" وغيره، قوله: (وفيما عداهما يكره الخ) أفـاد أن المقصود من قوله قائمًا عدم الكراهة، لا دخوله تحت المستحب، ولذا زاد قوله: أو قاعدًا (الشّامي: ۱/ ۲۲۸، كتاب الطّهارة، مطلب في مباحث الشّرب قائمًا)

(۲) الدرّ مع الرد: ۱/ ۲۲۸، كتاب الطّهارة، مطلب في مباحث الشّرب قائمًا.

(۳) و يـكـره الشّـرب قـائـمًـا إلا هـذا أي شـرب فـضـل الـوضوء و شرب ماء زمزم لما في الصّحيحين عن ابن عباس رضي الله تعالٰى عنهما قال: سقيت النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم من مـاء زمـزم فشـرب وهـو قـائـم، و أمّا كراهته قائمًا فيما عدا هذين فلما روى مسلم عن أنس رضي الله عنه عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم أنّه نهٰى عن الشّرب قائمًا، قال قتادة: ==

الجواب: وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا جائز ہے اور بعض نے اس کو مستحب کہا ہے۔ وأن يّشرب بعده من فضل وضوئه كماء زمزم قائمًا أو قاعدًا و فيما عداهما يكره قائمًا الخ وفي الشّامي عن السّراج : ولايستحب الشّرب قائمًا إلا في هٰذين الموضعين الخ(۱) فقط

کھلانا پلانا داہنی طرف سے شروع کیا جائے یا بڑے بزرگ سے؟

سوال: (۱۹۵) ایک مجلس میں داہنی طرف ایک نوجوان مولوی تھے، اور بائیں طرف ایک حاجی صاحب تھے جو عمر میں بڑے تھے مولوی صاحب سے، چائے نوشی کے وقت اول حاجی صاحب کو دینے کا ارادہ کیا، مولوی صاحب نے سختی سے منع کیا کہ پہلے ہم کو دو، اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۳۴۳/۲۸۷۶ھ)

الجواب: حکم شرعی ایسی صورت میں یہی ہے کہ داہنی طرف سے شروع کیا جائے (۲) لیکن اس نوجوان کو چاہیے تھا کہ حاجی صاحب کو پہلے دینے کی اجازت دے دیتا کیونکہ حاجی صاحب بڑے تھے اور مروت اور ادب کا مقتضا یہ تھا کہ وہ نوجوان مولوی ان حاجی صاحب بزرگ کو پہلے چائے دینے کی اجازت دے دیتا، جیسا کہ حدیث میں بھی ایسا واقعہ آیا ہے، اور آنحضرت ﷺ کو یہ پسند تھا کہ چھوٹا جو داہنی طرف تھا وہ بڑے کو جو بائیں طرف تھا اجازت دے دیتا، مگر جب اس چھوٹے نے اجازت نہ دی تو آپ ﷺ نے داہنی طرف پہلے چھوٹے کو دیا، مگر آپ کو اس کا ملال ہوا (۳)

== فقلنا لأنس : فالأكل ؟ فقال : ذلك أشر و أخبث (غنية المستملي في شرح منية المصلي المعروف بالحلبي الكبيري: ص:۳۲، في بيان فضيلة المسواك)

(۱) الدرّ والردّ : ۱/۲۲۸، كتاب الطّهارة، مطلب في مباحث الشّرب قائمًا .

(۲) اگر مجلس میں میرِ محفل ہو تو پہلے مشروب اس کو دیا جائے، پھر اُس کی دائیں طرف والے کو وہکذا، ورنہ مجلس میں جو بڑا ہو اس کو دے، پھر اس کی دائیں طرف والے کو، یا تقسیم کرنے والا اپنی دائیں طرف والے کو پھر اس کی دائیں جانب والے کو؛ دونوں باتیں درست ہیں۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۳) عن سهل بن سعد رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أُتي بشراب، فشرب منه، وعن يمينهٖ غلامٌ وعن يسارهٖ الأشياخُ ، فقال للغلام: أ تأذن لي أن أعطى هؤلاء ؟ فقال الغلام : والله يا رسول الله ! لا أُوثِرُ بنصيبي منك أحدًا، قال : فَتَلَّهٗ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم في يدهٖ (صحيح البخاري: ۸۴۰/۲، كتاب الأشربة، باب هل يستأذن الرّجل عن يمينهٖ في الشّرب ليعطى الأكبَر)

سرکاری نیلام کے جانوروں کا دودھ، گھی استعمال کرنا

سوال: (۱۹۶) نیلام کے مویشی کا دودھ گھی کا استعمال کیسا ہے؟ (۲۶۴۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نیلام سرکاری کی گائے وغیرہ مویشی کے گھی دودھ استعمال میں لانا درست ہے۔ فقط

بہن: نابالغ بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے

سوال: (۱۹۷) بہن نابالغ بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۰۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: پلا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھاوج: نابالغ دیور کو دودھ پلا سکتی ہے

سوال: (۱۹۸) بھاوج دیور نابالغ کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۰۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: پلا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کو بھی اپنا دودھ پینا حرام ہے

سوال: (۱۹۹) عورت کو بھی اپنا دودھ پینا حرام ہے یا نہیں؟ (۱۴۲۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عورت کو بھی حرام ہے۔ فقط

پھٹا ہوا دودھ کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۲۰۰) پھٹے ہوئے دودھ کا استعمال کیسا ہے؟ (۱۴۷۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درست ہے، اور اگر درجۂ مضرت میں پہنچ گیا ہو تو مناسب نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **يَحْرُم أكلُ لَحْمٍ أنْتَنَ ، لا نحوَ سَمْنٍ وَلَبَنٍ الخ** (۱)

---

(۱) ترجمہ: سڑا ہوا گوشت کھانا حرام ہے، گھی دودھ وغیرہ کھانا حرام نہیں (الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱/۴۸۹، كتاب الطّهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء)

جو گائے، بکری بچہ جنے بغیر دودھ دیتی ہے اس کا پینا کیسا ہے؟

سوال: (۲۰۱) یہاں بعض گائے یا بکری بغیر جننے کے دودھ دیتی ہیں ان کا دودھ پینا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۴۸۵ھ)

الجواب: ان کا دودھ پینا حلال و جائز ہے(۱) قَالَ اللّٰـهُ تَعَالٰى: ﴿ وَ اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِلشّٰرِبِيْنَ الآية ﴾ (سورۂ نحل، آیت:۶۶) فالآية تدلّ على حلّ اللّبن مطلقًا (یہ آیت علی الاطلاق دودھ کی حلت پر دلالت کرتی ہے) فقط

گابھن جانور کا دودھ حلال ہے

سوال: (۲۰۲) شیر حیوان حاملہ حلال است یا حرام؟ (۱۳۶۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حلال است۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۲۰۲) حاملہ جانور کا دودھ حلال ہے یا حرام؟ (۱۳۶۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حلال ہے۔ فقط

دودھ نکالنے کے لیے بھینس کے آگے مصنوعی بچھڑا بنا کر کھڑا کرنا

سوال: (۲۰۳) گائے کا بچہ دودھ پینے کے زمانہ میں مر گیا، اب اگر اس گائے کا دودھ نہ نکالا جائے تو نقصان ہوتا ہے، اس لیے بچہ کی کھال اتار کر اس میں گھاس وغیرہ بھر کر بچہ کی تصویر بنا کر گائے کے سامنے لے جاتے ہیں، تب وہ اس تصویر کو اپنا بچہ سمجھ کر اطمینان سے دودھ دیتی ہے یہ دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

سوال: (۲۰۴) گائے بھینس کا بچہ اگر مر جائے تو اس کی کھال میں بھوس وغیرہ بھر کر دودھ

(۱) وفي الخانية وغيرها: لبن المأكول حلال (ردّالمحتار: ۱۰/۳۷، كتاب الأشربة)

نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰/۱۷۰-۴۶/۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ جائز ہے۔ فقط

گائے بھینس کا دودھ نکالنے کے لیے لباس تبدیل کرنا

سوال: (۲۰۵) مسلمان نے ہندو سے گائے یا بھینس خریدی، اب وہ دودھ نہیں دیتی تو مسلمان کو صورت ولباس بدل کر اس سے دودھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۳۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر اس تبدیلی میں کسی حرمتِ شرعی کا ارتکاب نہیں ہوتا یعنی ہندوانہ صورت بنانی نہیں پڑتی تو جائز ہے، ورنہ نہیں، بہتر یہ ہے کہ وہ دودھ نکلوانے کے لیے کسی ہندو کو کچھ اجرت دے کر معین کرے، اس تھوڑی سی بات کے لیے لباس وصورت کا بدلنا مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ذبیحہ کا دودھ نکال کر استعمال کرنا

سوال: (۲۰۶) ذبیحہ کا دودھ بعد ذبح کے نکال کر استعمال کرنا کیسا ہے؟ (۱۴۹۹/۳۳-۱۳۳۲ھ)

الجواب: ذبیحہ کا دودھ بعد ذبح کے جو نکلے وہ حلال ہے (۱)

گڈریا کے یہاں سے بکری کا دودھ لینا اور پینا

سوال: (۲۰۷) مسلمانوں کو گڈریا کے یہاں سے بکری کا دودھ لینا اور پینا درست ہے یا نہیں؟ (۲۵۴۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ دودھ لینا اور پینا درست ہے۔

چمار بھینس کا دودھ نکالے تو حلال ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۸) ایک چمار نے ایک مسلمان کی بھینس کا باکھ (۲) گرم پانی سے دھوکر دودھ

---

(۱) و إنفَحَة الميتة ولو مائعة و لبنها طاهر كالمذكاة خلافًا لهما لتنجسهما بنجاسة المحل. قلنا: نجاسته لا تؤثر في حال الحياة إذ اللّبن الخارج من بين فرث و دمٍ طاهر، فكذا بعدالموت أهـ (ردّالمحتار: ۳۲۱/۱، كتاب الطّهارة – باب المياه – مطلب في أحكام الدّباغة)

(۲) باکھ: گائے، بھینس، بکری وغیرہ کے تھنوں کا اوپر کا حصہ (فیروز اللغات)

نکالا، وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟ اور اس کا پینا حلال ہے یا حرام؟ (۹۹۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس دودھ میں کچھ حرج نہیں ہے، وہ پاک ہے اور حلال ہے، اور جب چمار نے گرم پانی سے باکھ کو دھویا تو اس کے ہاتھ بھی دھل گئے، پھر اس میں کیا شبہ رہا؟ آخر سب کفار کی پکائی ہوئی مٹھائی اور کھانا کھاتے ہیں۔

سہوًا بھنگی یا چمار کا حقہ پانی پی لینے میں کوئی گناہ نہیں

سوال: (۲۰۹) اگر کوئی مسلمان سہوًا بھنگی یا چمار کا حقہ پانی پی لیوے، تو اس کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۲۵۶۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو کچھ ہوا سو ہوا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے، آئندہ کو ایسا نہ کیا جاوے۔ فقط

جس بھینس نے غیروں کی کھیتی کھائی ہو اس کا دودھ پینا کیسا ہے؟

سوال: (۲۱۰) ایک شخص رات کو اپنی بھینس کو چھوڑ کر غیروں کی کھیتی چراتا ہے، ایسی بھینس کا دودھ پینا کیسا ہے؟ (۱۵۲۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ فعل حرام ہے اور دودھ حلال ہے اور وہ شخص عاصی ہے۔ فقط

توبہ کے بعد شرابی کا جھوٹا حلال ہے یا حرام؟

سوال: (۲۱۱) جو مسلمان شراب پیتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر وہ توبہ کرلے تو اس کا جھوٹا مسلمان کو حلال ہے یا نہ؟ (۱۴۰۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: توبہ کے بعد گناہ اس کا معاف ہے، اور جھوٹا اس کا پاک ہے، اور وضو درست ہے، اور مسلمانوں کو اس کا جھوٹا کھانا حلال ہے۔ فقط

گائے بھینس کی پیشاب گاہ میں انگلی ڈال کر دودھ نکالنا

سوال: (۲۱۲) جس گائے یا بھینس کا بچہ مرگیا ہو اس کا دودھ اس کی پیشاب گاہ میں انگلی دے

کر نکالا جاتا ہے، اس ترکیب سے دودھ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۵۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: دودھ جو اس عمل اور تدبیر کے ذریعہ سے نکالا جاوے پاک ہے اور حلال ہے، مگر یہ فعل ضرور شنیع اور مکروہ ہے۔ فقط

سوال: (۲۱۳) بہت بھینس ایسی ہوتی ہیں کہ دودھ نہیں دیتیں، تو ان کے ساتھ چرواہے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ان کے پیشاب کے مقام میں اپنا ہاتھ ڈالتے ہیں، تو بھینس ڈر کر دودھ دینے لگتی ہے، اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۶/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ فعل اچھا نہیں ہے اور وہ دودھ پاک وحلال ہے۔ فقط

ولایتی دودھ اور تیل استعمال کرنا

سوال: (۲۱۴) دودھ کے سربند ڈبے جو ولایتی آتے ہیں، اور وہ خوردسال بچوں کو پلائے جاتے ہیں، ان کا پلانا مسلمان لوگوں کو درست ہے یا نہیں؟ ولایتی تیل کی شیشیاں آتی ہیں اور وہ ہاتھ پیروں پر جب کہ وہ سردی اور ہوا سے پھٹ جاتے ہیں اس کا لگانا مفید اور نافع ہوتا ہے، آیا وہ استعمال میں لانا جائز ہے؟ (۸۶۷/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: دونوں چیزوں کا استعمال مسلمانوں کو جائز ہے، کیونکہ جب تک یقین نجاست اور حرمت کا کسی چیز میں نہ ہو حرمت کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ فقط

سوال: (۲۱۵) ولایتی دودھ دو قسم کا ہے: ایک سفوف (پاؤڈر) دوسرا گھی کی طرح، یہ دونوں قسم کا دودھ حلال ہے یا نہیں؟ (۱۶۴۸/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب تک علم کسی حرام اور نجس چیز کے خلط کا اس میں نہ ہو، حلت اور جواز پر فتوی دیا جاوے گا (۱) فقط

ہندوؤں سے پانی بھروا کر استعمال کرنا

سوال: (۲۱۶) بندہ محکمۂ پیمائش میں ملازم ہے، اور پیمائش کے کام کے واسطے ہندوستان میں

---

(۱) الأصل في الأشياء الإباحة (قواعد الفقه، ص:۵۹، قاعدة :۳۳)

ہر ایک مقام پہاڑی اور میدانی اور بنگال وغیرہ میں جانا ہوتا ہے، اکثر ایسا موقع ہوتا ہے کہ میں بیمار ہوجاتا ہوں اور کوئی مسلمان پانی بھرنے والا نہیں ہوتا، اس طرف کے لوگ ہندو کہلاتے ہیں، مگر وہ سب اشیاء کھاتے ہیں، خنزیر وغیرہ سب چیزیں کھاتے ہیں، تو ایسے لوگوں سے مجبوری کے وقت پانی بھروانا اور اس کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر ضرورت ہو تو انہیں آدمیوں سے پانی بھروالیا جاوے، اور کھانے پینے اور وضو میں اس کو استعمال کیا جاوے، اور کچھ وہم نہ کیا جاوے۔

فوجیوں سے پانی کی کپی خرید کر پانی پینا

سوال: (۲۱۷) فوجی سپاہیوں کے پاس پانی پینے کی کپی ہوتی ہے، اور وہ نیلام بھی ہوتی ہے، اگر اس کو خرید کر پانی پیا جاوے تو کیا حکم ہے؟ جب کہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس قوم کے آدمی کی جھوٹی ہے۔ (۱۰۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جھوٹا کافر کا بھی ناپاک نہیں ہے(۱) پس اس میں کچھ شبہ نہ کیا جاوے، اور اس کو پاک سمجھا جاوے۔ فقط

پاخانہ کا پانی نہر میں جاتا ہو تو اس نہر کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: (۲۱۸) قصبہ ہلدوانی میں ایک نہر جاری ہے تمام لوگ اسی کا پانی پیتے ہیں، لیکن اس نہر میں قصبہ کے چند مکانات کا پانی پاخانہ کا جاتا اور گرتا ہے، تو اس نہر کا پانی پینا چاہیے یا نہیں؟ (۱۰۳۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: پانی اس نہر کا پاک ہے، پینا اور وضو کرنا اس سے درست ہے۔ (کیونکہ ماءِ جاری ناپاکی گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا)

کتے کا جھوٹا دودھ گائے وغیرہ کو پلانا

سوال: (۲۱۹) اگر دودھ کتے نے پی کر ناپاک کردیا ہو تو اس کو گائے بیل وغیرہ کو پلا سکتے ہیں یا

(۱) فسؤر آدمي مطلقًا ولو جنبًا أو كافرًا أو امرأة .... طاهر الفم .... طاهر (الدرّ مع الشّامي: ۱/۳۹۰-۳۴۰، كتاب الطّهارة ، مطلب في السؤر)

نہیں؟ (۱۳۶۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: پلا سکتے ہیں جیسا کہ قید لایطعم بني آدم (۱) سے معلوم ہوتا ہے اور درمختار میں ہے: فیطعم للکلاب (۲) بہ ظاہر کلاب کی قید اتفاقی ہے غرض یہ کہ آدمی نہ کھاوے۔ فقط

چار قسم کی شراب قطعی حرام ہے

سوال: (۲۲۰) سنا ہے کہ چار قسم کی شراب قطعًا حرام ہے، وہ چار قسم یہ یاد پڑتی ہیں، اگر یاد داشت میں غلطی ہو اصلاح فرمائیں، عرق انگور تازہ اور خشک اور چھوارا اور کشمش۔ (۱۰۰۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں بھی ایسا ہی ہے: والمحرم منها أربعة أنواع، اور پھر ان چار انواع کی تفصیل اس طرح کی کہ

ایک ان میں سے عرق انگور خام جب مسکر ہو جاوے۔

دوم: عرق انگور مطبوخ جب مسکر ہو جاوے۔

سوم: کھجور کا عرق خام جب مسکر ہو جاوے۔

چہارم: عرق کشمش جب کہ وہ مسکر ہو (۳)

کشمش اور چھوارے ایک رات دن پانی میں بھگو کر اس کا پانی پینا

سوال: (۲۲۱) ایک شخص کشمش اور چھہارے ایک رات دن پانی میں بھگو کر اس کا پانی پیا کر

---

(۱) الشّامي : ۳۳۴/۱ ، کتاب الطّهارة – باب المیاه – فصل في البئر .

(۲) قوله: (فیطعم للکلاب)........... ویفهم منه أن العجین لیس بقید فغیره من الطّعام والشّراب مثله ، تأمّل (الدرّالمختار والشّامي: ۳۳۴/۱، کتاب الطّهارة – فصل في البئر)

(۳) والمحرم منها أربعة أنواع : الأوّل : الخمر وهي النِيء ...... من ماء العنب إذا غلی واشتدّ وقذف أي رمی بالزّبد أي الرّغوة ...... والثّاني : الطِّلاء بالکسر وهو العصیر یطبخ حتی یذهب أقل من ثلثیه و یصیر مسکرًا ...... والثّالث : السَکَر بفتحتین وهو النيء من ماء الرّطب إذا اشتدّ وقذف بالزّبد، والرّابع : نقیع الزّبیب، وهو النيء من ماء الزّبیب بشرط أن یقذف بالزّبد بعد الغلیان (الدرّالمختار مع الشّامي: ۲۶/۱۰–۳۱، کتاب الأشربة)

تا ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۶۹۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر نشہ نہ آوے درست ہے(۱) فقط

شراب سرکہ بنانے سے حلال ہو جاتی ہے

سوال: (۲۲۲) اکثر لوگ شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سرکہ بنانے سے شراب پاک ہو جاتی ہے اور حلال ہے(۲)

بیمار کا شراب پینا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۲۳) شراب میں نمک ملا کر پینا یا بیمار کا شراب پینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۴۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شراب کا استعمال کسی طریقہ سے جائز نہیں، البتہ اگر کوئی دیانت دار طبیب حاذق کسی مریض کے متعلق یہ فیصلہ کردے کہ یہ مرض شراب کے سوا کسی اور دوا سے زائل نہ ہوگا تو اس وقت بہ قدر ضرورت اس کا استعمال جائز ہے، یا اگر نمک ڈالنے سے نشہ جاتا رہے اور وہ سرکہ بن جائے تب بھی اس کا استعمال درست ہے۔

---

(۱) عن ابن عبّاس رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيْبُ فيشربُه اليومَ والغدَ، وبعدَ الغدِ إلى مُسْيِ الثّالِثَة، ثمّ يأمر بهٖ فيُسْقى أو يُهراق.

وعنه رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يُنبذ له الزّبيبُ في السّقاء فيشربه يومَه والغدَ و بعدَ الغدِ، فإذا كان مُسْيُ الثّالثةِ شَرِبَه وسَقَاهُ، فإن فَضَلَ شيءٌ أهراقَه (الصّحيح لمسلم: ۲/ ۱۶۸، كتاب الأشربة، باب إباحة النّبيذ الّذي لم يشتدّ ولم يصر مسكرا)

(۲) الخمر ...... إذا خلّلهُ بعلاج بالملح أو بغيره، يحلّ عندنا (الفتاوىٰ الهندية: ۵/۴۱۰، كتاب الأشربة– الباب الأوّل في تفسير الأشربة الخ)

و أمّا طهارتها بانقلابها خلاً فهي ثابتة بنصّ المجتهد أخذًا من إطلاق حديث: نعم الإدام الخلّ (الشّامي: ۱۰/ ۲۹، كتاب الأشربة)

اسپرٹ کا استعمال اور خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۲۴) اسپرٹ کا استعمال اور بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو حلال کہنے والا قابل امامت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۱۹۹ھ)

الجواب: شراب اسپرٹ کا استعمال نا جائز ہے، پس بیع وشراء اس کی بھی نا جائز ہے اور حرام ہے(۱) اور اس کو حلال کہنے والا اور بیچنے والا فاسق ہے، امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے۔

---

(۱) اسپرٹ کے بارے میں اب نئی تحقیق یہ ہے کہ وہ شراب سے نہیں بنتی، اس لیے اصح یہ ہے کہ اس کی خرید و فروخت نا جائز اور حرام نہیں۔ کفایت المفتی میں ہے:

جواب: (۱۶۵) انگریزی دواؤں میں اسپرٹ میتھی لیٹڈ (Spirit methylated) کی آمیزش ہوتی ہے، جو روغنوں اور رنگوں میں ڈال کر استعمال کی جاتی ہے، اور وہ شراب نہیں ہے، اس لیے اس کی آمیزش سے دواؤں کی بیع وشراء نا جائز نہیں ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(کفایت المفتی: ۹/ ۱۳۷، کتاب الحظر والإباحة، نواں باب، طب اور ڈاکٹری، فصل اوّل دواء وعلاج)

اور بہشتی زیور میں ہے: ہر اسپرٹ اشربۂ اربعہ میں سے نہیں ہے، پس ایسی اسپرٹ کا شیخین کے نزدیک استعمال جائز ہے۔ (اختری بہشتی زیور، نواں حصہ، ص: ۱۰۲، جمادات کا بیان)

تکملة فتح الملهم میں ہے: إن الكحول المسكرة (Alcohals) اليوم صارت تستعمل في معظم الأدوية، ولأغراض كيماوية أخرى، ولا تستغني عنها كثير من الصّناعات الحديثة، وقد عمّت بها البلوى، واشتدّت إليها الحاجة، والحكم فيها على قول أبي حنيفة سهل، لأنّها إن لم تكن مصنوعة من النيء من ماء العنب فلا يحرم بيعها عنده، والّذي ظهر لي أن معظم هذهٖ الكحول لا تصنع من العنب، بل تصنع من غيرها، و راجعتُ له دائرة المعارف البريطانية المطبوعة ۱۹۵۰م، ۱:۵۴۴ فوجدتُ فيها جدولا للمواد الّتي تُصنع منها هذهٖ الكحول، فذكر في جملتها العسل، والدّبس، والحبّ، والشّعير والجودار وعصير أناناس (التّفّاح الصّنوبرى) والسّلفات والكبريتات ولم يذكر فيها العنب والتّمر.

فالحاصل أن هٰذهٖ الكحول لو لم تكن مصنوعة من العنب والتّمر، فبيعها للأغراض الكيماوية جائز باتفاق بين أبي حنيفة وصاحبيه، و إن كانت مصنوعة من التّمر أو من المطبوخ من عصير العنب فكذلك عند أبي حنيفة، خلافًا لصاحبيه، ولو كانت مصنوعة من العنب النيء فبيعها حرام عندهم جميعًا = =

في الـدرّالـمـختار: وكره شرب دردي الخمر إلخ(۱) ولاشكّ أن العَرَق المستقطر من الخـمرهوعين الخمرتتصاعد مع الدّخان وتقطرمن الطابق بحيث لايبقى منها إلا أجزاؤها التّرابية – إلى أن قال – ولايطهر بذلك، و إلّا لزم طهارة البول ونحوه إذا استقطرفي إناء إلخ(۲)(شامي) وفي الـدرّالمختار: وحرم الانتفاع بها ولولسقى دواب أولطين أو نظر للتّلهّى أو في دواء أو دهنٍ أو طعام أو غير ذلك إلخ. قال الشّامي تعليقا على قوله: (أوغيرذلك) لأن ذلك انتفاع بالخمروأنه حرام إلخ.وفي الدرّالمختار: ولايجوزبيعها لحديث مسلم: إن الّذي حرم شربها حرم بيعها إلخ (۳) وفي الشّامي في مقام آخر: وكذا لو وقعت في قدرالطّعام نجستْه و إن صارت طعامًا كما لو وقعت فيه قطرة بول إلخ(۴) وفيه أيضًا قلت: علم بهذا أن المعتمد المفتى به أن العرق لم يخرج بالطّبخ والتّصعيد عن كونه خمرا، فيحد بشرب قطرة منه و إن لم يسكر إلخ(۵)

تاڑی پینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۲۵) تاڑیٔ کھجور جس کو کھجور رس کہتے ہیں اس کا پینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہاں

= = والظّاهر أن معظم الكحول لا تصنع من عنب ولا تمر، فينبغي أن يجوز بيعها لأغراض مشروعة في قول علماء الحنفية جميعًا. (تكملة فتح الملهم:۱/۵۵۱، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، حكم الكحول المسكرة)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسپرٹ (الکحل) شراب نہیں ہے، اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز ہے، اور اس کو حلال کہنے والا اور بیچنے والا نہ فاسق ہے نہ اس کی امامت مکروہ ہے۔۱۲ محمد امین پالن پوری

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي:۱۰/ ۳۸، كتاب الأشربة .

(۲) شامي: ۶/ ۴۸، كتاب الحدود، باب حدّ الشّرب، مطلب في نجاسة العَرَق و وجوب الحد بشربه .

(۳) الدرّ والردّ :۱۰/ ۲۸، كتاب الأشربة .

(۴) الشّامي:۱۰/ ۲۹، كتاب الأشربة .

(۵) الشّامي:۶/ ۴۸، كتاب الحدود، باب حدّالشّرب، مطلب في نجاسة العرق ووجوب الحدّ بشربه.

کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس میں نشہ بالکل نہیں، البتہ اگر اس کو دھوپ میں رکھا جائے تو نشہ آجاتا ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ آیا وقت نشہ کے حرام ہے یا بالقوۃ جس میں نشہ پایا جائے وہ بھی حرام ہے؟ اور کل مسکر حرام سے کیا مراد ہے بالقوۃ یا بالفعل؟ (۸۶۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جب تک اس میں نشہ نہ آئے اس وقت تک اس کا پینا جائز ہے جیسا کہ نبیذ تمر کے بارے میں احادیث میں اس کی تصریح ہے(۱) اور یہ جو حکم حدیث شریف میں ہے: **ما أسكر كثيره فقليله حرام** (۲) یہ انہیں اشیاء میں جاری ہے جو بالفعل مسکر ہیں ورنہ کوئی نبیذ جائز نہ ہو، کیونکہ بالقوۃ سب میں قابلیت نشہ کی ہے۔ فقط

سوال: (۲۲۶) زید بہ وجہ علالت بہ غرض علاج چاہتا ہے کہ تاڑی کا استعمال کرے اس طور پر کہ بعد مغرب کورا برتن تاڑ یا کھجور میں لگا دیا جاوے اور صبح کو استعمال میں لاوے صورت مذکور میں اس کا استعمال جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر اس حالت میں اس میں سکر یعنی نشہ آجاتا ہے تو اس کا پینا حرام ہے کیونکہ ہر ایک مسکر حرام ہے، اور اگر اس حالت میں اس میں نشہ نہیں آتا، بلکہ نشہ کچھ دیر میں آتا ہے، تازہ میں نشہ فوراً نہیں آتا تو پھر استعمال اس کا قبل مسکر ہونے کے جائز ہے۔

تاڑی کی روٹی کا حکم

سوال: (۲۲۷)...... (الف) نئے درخت کی تاڑی جو کہ درخت کو دو ایک روز بنانے کے بعد

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ينبذ له أوّل اللّيل، فيشربه إذا أصبح يومه ذلك واللّيلة الّتي تجيء والغد واللّيلة الأخرى والغد إلَى العصر، فإن بقي شيء سقاه الخادم أو أمر به فصب، رواه مسلم (مشكاة المصابيح: ص: ۳۷۲، كتاب الأطعمة، باب النقيع والأنبذة، الفصل الأوّل)

وفي رواية قال: نهيتُكم عن الأشربة إلاّ في ظُروفِ الأدَمِ ، فاشرَبوا في كلّ وِعاءٍ غيرَ أن لا تشرَبوا مُسكِرًا. رواه مسلم (حوالۂ سابقہ)

(۲) عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: ما أسكر كثيره فقليله حرام رواه التّرمذي و أبوداوٗد و ابن ماجة (مشكاة المصابيح: ص:۳۱۷، كتاب الحدود، باب بيان الخمر و وعيد شاربها، الفصل الثّاني)

نکالتے ہیں اس میں نشہ نہیں ہوتا، اس کو یہاں وہ لوگ بھی پیتے ہیں جو کہ پرہیزگار ہیں، اس کا پینا درست ہے یا نہیں؟

(ب) تنوری روٹی میں جس وقت اس کا آٹا گوندھتے ہیں، تو بجائے خمیر کے تاڑی ڈالتے ہیں، اس تاڑی میں نشہ ہوتا ہے، اس روٹی کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف - ب) تاڑی میں جب تک نشہ نہ ہو اس وقت تک اس کا پینا درست ہے جیسا کہ نبیذ تمر وغیرہ قبل نشہ دار ہونے کے حلال ہے، اور روٹی خمیر میں اس کا پڑنا روٹی کو ناجائز نہیں کرتا وہ روٹی کھانا درست ہے (۱) فقط

افیون اور تمبا کو کھانا پینا کیسا ہے؟

سوال: (۲۲۸) افیون کا کھانا کیسا ہے؟ اور تمبا کو کھانا اور پینا کیسا ہے؟ (۱۱۶۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: تمبا کو کھانا اور پینا مباح ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے۔ كذا في الشّامي (۲) (ج: ۵، كتاب الأشربة) اور افیون کا کھانا حرام ہے، لیکن قلیل افیون کہ حد سکر کو نہ پہنچے بہ غرض تداوی مباح ہے، كذا في الشّامي (۳) فقط

---

(۱) کیونکہ نشہ آور تاڑی کی مقدار قلیل ہے، اور خمر کے علاوہ جو شرابیں ہیں وہ پاک ہیں، اگرچہ نشہ آور ہونے کی وجہ سے ان کا پینا حرام ہے۔ کفایت المفتی میں ہے: ''سوائے انگور کی شراب کے —— جو خمر ہے —— اور شرابیں ناپاک نہیں ہیں، نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام تو ہیں مگر ناپاک نہیں (کفایت المفتی: ۴/ ۱۴۲، کتاب الحظر و الاباحۃ - جواب: (۱۷۵)، مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ، پاکستان)

(۲) وفي الأشباه في قاعدة: الأصل الإباحة أو التّوقف .... فيفهم منه حكم النّبات الّذي شاع في زماننا المسمّى بالتُّتُن فتنبه ، وفي الشّامي : قوله: (الأصل الإباحة أو التوقف) المختار الأوّل عند الجمهور من الحنفية والشّافعية كما صرّح به المحقق ابن الهمام في تحرير الأصول (الدرّ والردّ: ۱۰/ ۴۲، كتاب الأشربة)

(۳) يحرم تناول القدر المضر منها دون القليل النّافع ، لأن حرمتها ليست لعينها بل لضررها وفي أوّل طلاق البحر: من غاب عقله بالبنج والأفيون يقع طلاقه إذا استعمله للهو و إدخال الآفات قصدًا لكونه معصيةً ، وإن كان للتّداوي فلا لعدمها كذا في فتح القدير، وهو صريح في حرمة البنج والأفيون لا للدّواء، وفي البزّازية : والتّعليل ينادي بحرمته لا للدواء اهـ كلام البحر. وجعل في النّهر هذا التفصيل هو الحقّ (الشّامي: ۱۰/ ۳۸، كتاب الأشربة)

افیون پاک ہے

سوال: (۲۲۹) افیون کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۶۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **ونقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج و حشيشة وأفيون إلخ** (۱) اس سے معلوم ہوا کہ افیون کا کھانا حرام ہے اور شامی میں ہے کہ کھانا افیون کا بدون تداوی کے حرام ہے اور اگر بہ ضرورت تداوی وعلاج ہو تو درست ہے۔ **و هو صريح في حرمة البنج والأفيون لا للدّواء ــــ إلٰى أن قال ــــ و إن كان للتّداوي فلا لعدمها** (۲) فقط

سوال: (۲۳۰) افیون ناپاک ہے یا پاک؟ (۲۷۲۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: افیون پاک ہے۔ **كما حقّقه في الشّامي: والحاصل: أن استعمال الكثير المسكر منه حرام مطلقًا كما يدلّ عليه كلام "الغاية"** (۳)

افیون نہ کھانے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو کیا کرے؟

سوال: (۲۳۱) ایک شخص افیون کھانے کا عادی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں بلکہ اندیشۂ ہلاکت ہے، شرح مشکاۃ: ص: ۱۴۵ میں ہے کہ افیون خوار کے منہ سے مرتے وقت کلمۂ شہادت نہیں نکلے گا، اس معذوری کی حالت میں کیا حکم ہے؟ (۱۴۵۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: افیون کھانے کی عادت کرنا بے شک حرام ہے، اس کے چھوڑنے کی یہ تدبیر کی جائے کہ تھوڑی تھوڑی کم کی جائے اور بہ مجبوری جب تک بالکل نہ چھوٹے توبہ واستغفار کرتا رہے، پھر رفتہ رفتہ چھوڑ دیوے، ایک دم چھوڑنے میں شاید زیادہ اندیشہ ہو۔ فقط

---

(۱) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶/۵۳، كتاب الحدود، باب حدّ الشّرب، مطلب في البنج والأفيون والحشيشة.

(۲) الشّامي: ۱۰/۳۸، كتاب الأشربة.

(۳) ردّ المحتار: ۱۰/۳۹، كتاب الأشربة.

دردزہ کی تکلیف سہنے کے لیے شراب کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۳۲) حاملہ کو دردزہ کی تکلیف سہنے کے لیے شراب کا استعمال جائز ہے یا نہ؟ بعض ملاّ جائز کہنے والوں اور استعمال کرنے اور کرانے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۹۸۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے، اور جائز کہنے والے اور استعمال کرانے والے عاصی وگنہ گار ہیں۔ فقط

بچے کو سلانے کے لیے افیون دینا

سوال: (۲۳۳) بچہ تمام شب بہ وجہ دودھ کم ہونے کے ماں کی دودھیوں سے لپٹا رہتا ہے، اس وجہ سے بچہ کی ماں کو سخت درجہ تکلیف رہتی ہے اگر اس تکلیف کی وجہ سے بچہ کو افیم دیدی جائے تا کہ بچہ کی ماں کو رات کو سونا اور آرام ہو جائز ہے یا نہیں؟ (۸۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس صورت میں بچہ کو افیم دینا درست نہیں ہے، البتہ اگر اس کی ماں کا دودھ نہیں ہے، جس کی وجہ سے وہ بھوکا رہ کر سوتا نہیں تو اس کے لیے غذاء کا انتظام کیا جائے تا کہ وہ شکم سیر ہو کر سو جائے۔ فقط

افیون اور بھنگ ملی ہوئی دوا استعمال کرنا

سوال: (۲۳۴) افیون اور بھنگ جس دوا میں شامل ہو اتنی کہ جس سے نشہ نہ آوے اس کا کھانا جائز ہے یا نہ؟ (۱۵۴۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس میں اختلاف ہے اگر ضرورت سخت ہو اور اس دوا کا بدل حلال دوا سے نہ مل سکے اور طبیب مسلم حاذق کی رائے میں وہ دوا مفید ہو تو اس کا کھانا اور استعمال کرنا درست ہے بلا سخت ضرورت کے جائز نہیں ہے(۱)

(۱) و جوزه في النّهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد مباحًا يقوم مقامه (الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/۴۷۴، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

چرس اور سمُّ الفار کا حکم

سوال: (۲۳۵) افیون و چرس (۱) وسمُّ الفار (۲) حلال است یا حرام؟ (۱۳۴۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: افیون و چرس و بھنگ حرام است، صاحب درمختار آوردہ: **و یحرم أکل البنج و الحشیشة هي ورق القنب والأفیون إلخ** (۳) وسمُّ الفار قاتل است پس در حرمتش تردد نیست۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۲۳۵) افیون، چرس اور سمُّ الفار حلال ہے یا حرام؟

الجواب: افیون، چرس اور بھنگ حرام ہے۔ درمختار میں ہے: اور حرام ہے کھانا بھنگ اور حشیشہ کا، اور حشیشہ: قُنَّبِ هِنْدِیْ کا پتّا ہے، اور افیون کھانا بھی حرام ہے، اور سمُّ الفار قاتل ہے، لہٰذا اس کی حرمت میں کوئی تردد نہیں۔

حقہ پینے کا حکم

سوال: (۲۳۶) زید نے کہا کہ بعض علمائے کرام حقہ کو حرام کہتے ہیں، اور بعض مکروہ تحریمی، اور بعض مکروہ تنزیہی، زید کے اس کہنے پر عمر نے جو امام مسجد ہے بہت سخت کلامی کی کہ جو حقہ کو حرام کہے وہ حرامی نطفۂ حرام ہے، اور اس قسم کی بہت سی باتیں جو قابل نقل کے نہیں ہیں علماء کی شان میں کہیں، اور بیہودہ کہا، اب عمر کا کیا حکم ہے؟ (۶۶۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید کا یہ قول کہ بعض علماء حقہ کو حرام کہتے ہیں، اور بعض مکروہ تحریمی اور بعض مکروہ تنزیہی یہ قول مطابق ہے کتب فقہ کے کہ کتب فقہ میں یہ ہر سہ قول در بارۂ حقہ کے موجود ہیں، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ حقہ مباح ہے مگر غیر اولیٰ ہے، یہی حاصل مکروہ تنزیہی کا ہے، اسی قول کو صاحبِ ردالمحتار

---

(۱) چرس: ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں اور افیون سے تیار کیا جاتا ہے اسے تمبا کو کی طرح پیتے ہیں (فیروز اللغات)

(۲) سمُّ الفار: ایک زہریلا پتھر (فیروز اللغات)

(۳) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/ ۳۸-۳۹، کتاب الأشربة.

شامی نے صحیح اور راجح قرار دیا ہے(۱) الغرض حقہ مباح اور درست ہے مگر اچھا نہیں ہے، پس زید کو چاہیے تھا کہ فقط یہی قول اباحت کا نقل کرتا، کیوں کہ حرمت وکراہت تحریمی کا قول معتبر نہیں ہے، بہر حال عمر کو ہرزہ سرائی موجب نفرت وملامت ومعصیت ہے عمران کلمات فحش سے سخت گنہ گار ہوا اور فاسق ہوگیا، قابل امام بنانے کے نہیں ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے؛ جب تک وہ توبہ نہ کرے، اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط

سوال: (۲۳۷) مجھے حقہ پینے کی عادت ہے، وجہ یہ ہوئی کہ میرے شکم میں ایک مرتبہ بہت سخت درد ہوا، اور کسی دوا سے نفع نہ ہوا، البتہ حقہ سے درد موقوف ہوگیا، اس وقت سے میں حقہ پینے کا عادی ہوگیا، اس صورت میں حقہ پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ جو مشہور ہے کہ حقہ پینے والے کو زیارت رسول اللہ ﷺ کی نہ ہوگی یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: علامہ شامی نے اول بعض اقوال حقہ کی ممانعت اور کراہت کے نقل فرما کر آخر میں یہ لکھا ہے کہ حقہ پینا مباح ہے لیکن غیر اولیٰ ہے، پس جو ضرورت سوال میں درج ہے اس کے موافق حقہ پینا بلا کراہت درست ہے، اور یہ جو مشہور ہے کہ حقہ پینے والے کو زیارت رسول اللہ ﷺ کی نہ ہوگی بے اصل ہے، جو چیز شریعت میں مباح سمجھی جاوے اس میں ایسی وعید کس طرح ہوسکتی ہے؟! علامہ شامی نے یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ حقہ کے مباح ہونے پر ائمہ اربعہ کے علمائے معتمد علیہم نے فتوی دیا ہے، اور ہمارے استاذ سید عارف عبدالغنی نابلسی نے ایک رسالہ حقہ کے مباح ہونے پر لکھا ہے اس کا نام الصّلح بین الإخوان في إباحة شرب الدّخان رکھا ہے، اس رسالہ میں حقہ کے حرام یا

---

(۱) أقول: قد اضطربت آراء العلماء فيه، فبعضهم قال بكراهيته وبعضهم قال بحرمته، وبعضهم بإباحته و أفردوه بالتّأليف، وفي شرح الوهبانية للشرنبلا لي:

وَ يُمْنَعُ من بيع الدُّخان وشُربِهٖ ۞ وشاربُه في الصوم لاشك يُفْطِرُ

.... قلت: و ألف في حلّهٖ أيضًا سيّدنا العارف عبدالغني النّابلسي رسالة سمّاها "الصّلح بين الإخوان في إباحة شرب الدّخان" ...... فالّذي ينبغي للإنسان إذا سئل عنه سواء كان ممّن يتعاطاه أوْ لا، كهذا العبد الضّعيف وجميع من في بيتهٖ أن يقول: هو مباح، لكن رائحته تستكرهها الطباعُ، فهومكروه طبعًا لاشرعًا .... قال أبوالسّعود: فتكون الكراهة تنزيهية، والمكروه تنزيها يجامع الإباحة (ردّالمحتار: ۱۰/۴۰-۴۲، كتاب الأشربة)

مکروہ کہنے والوں پر تشدد کیا ہے، اور حرام اور مکروہ کہنے کو بے دلیل لکھا ہے، آخر میں یہ لکھا ہے کہ **فالّذي ينبغي للإنسان إذا سئل عنه سواء كان ممّن يتعاطاه أو لا كهٰذا العبد الضّعيف وجميع من في بيته أن يقول: هو مباح ،لكن رائحته تستكرهها الطّباعُ فهو مكروه طبعًا لا شرعًا إلخ(۱)(۵/۲۹۶)**

سوال: (۲۳۸) حقہ پینا کیسا ہے؟ اور بدبودار چیز کی طرح اس کو پی کر مسجد میں آنا مکروہ ہے یا نہیں؟ جیسا کہ سگریٹ وغیرہ۔(۹۷۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ حقہ پینا مباح ہے مگر اچھا نہیں ہے یعنی غایت اس کی کراہت تنزیہی ہے اور بدبو کی وجہ سے حقہ پی کر مسجد میں آنا مکروہ ہے جیسا کہ کچی پیاز اور لہسن کھا کر، اور سگریٹ میں بھی اس وجہ سے کراہت ہے(۲)

سوال: (۲۳۹) حقہ پینا حرام ہے یا گناہ، یا کیا حکم ہے؟ جو شخص حقہ پیوے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ یعنی ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ اگر حقہ نہ پیوے تو پیٹ میں تکلیف ہو۔

(۱۰۱۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حقہ پینا حرام نہیں ہے، فقہائے محققین نے لکھا ہے کہ حقہ پینا مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے، پس بہ ضرورت مذکورہ اگر کوئی شخص صاف کر کے حقہ پیوے تو کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) قوله: (والتُّتُن إلخ) أقول : قد اضطربت آراء العلماء فيه ، فبعضهم قال بكراهيته ، و بعضهم قال بحرمته وبعضهم بإباحته و أفردوه بالتّأليف .... و للعلّامة الشّيخ علي الأجهوري المالكي رسالة في حلّه نقل فيها أنه افتى بحلّه من يعتمد عليه من أئمّة المذاهب الأربعة ، قلت : و ألف في حلّه أيضًا سيّدنا العارف عبدالغني النّابلسي رسالة سمّاها الصّلح بين الإخوان في إباحة شرب الدّخان .... فالّذي ينبغي للإنسان إذا سئل عنه إلخ (ردّالمحتار،الشّامي:۱۰/۴۰-۴۱، كتاب الأشربة)

(۲) ويؤخذ منه كراهة التّحريم في المسجد للنّهي الوارد في الثّوم والبصل وهو ملحق بهما (الشّامي:۱۰/۴۲، آخر كتاب الأشربة)

جولوگ حقہ پیتے ہیں ان کو آبِ کوثر ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۲۴۰) جولوگ حقہ پیتے ہیں ان کو آبِ کوثر ملے گا یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۴۴۴ھ)

الجواب: حقہ پینے کے بارے میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مباح ہے حرام نہیں ہے، البتہ اس سے بچنا اچھا ہے، اور جو شئ جائز ہو اس پر عذاب نہیں ہے، اور جنت اور آبِ کوثر سے محروم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حقہ پینے والے کو مرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۲۴۱) بے فائدہ حقہ کی عادت ڈالنا کیسا ہے؟ حقہ پی کر مسجد میں جانا، قرآن شریف پڑھنا اور قرآن کا سبق بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ حقہ پینے والے کو بعد مرگ، رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوگی یا نہ؟ (۱۳۴۳/۳۹۳ھ)

الجواب: حقہ کو مباح لکھا ہے، مگر غیر اولیٰ ہے یعنی بے ضرورت پینا اچھا نہیں ہے مکروہ تنزیہی ہے، اور بدبو کے ساتھ مسجد میں جانا اور قرآن شریف پڑھنا بھی مکروہ ہے اور قرآن شریف کا سبق پڑھانا بھی اس حالت میں اچھا نہیں ہے(۱) اور جو فعل جائز ہے اس پر یہ وعید نہیں ہوسکتی کہ بعد مرگ کے آنحضرت ﷺ کی زیارت اس کو نہ ہو۔ فقط

حقہ کا پانی کب بدلنا چاہیے؟

سوال: (۲۴۲) حقہ پینا جس سے کئی روز پانی نہیں بدلا جاتا اور منہ کو بدبودار بنادیتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۵۲۳ھ)

---

(۱) ویؤخذ منه كراهة التحريم في المسجد للنّهي الوارد في الثّوم والبصل وهو ملحق بهما، والظّاهر كراهة تعاطيه حال القراءة لما فيه من الإخلال بتعظيم كتاب اللّٰه تعالىٰ (الشّامي: ۱۰/۴۲، كتاب الأشربة)

الجواب: شامی میں تحقیقی قول یہ لکھا ہے کہ حقہ پینا مباح ہے، مگر احتراز اس سے اولی ہے گویا مکروہ تنزیہی ہے خصوصًا بہ صورت مذکورہ کہ کئی کئی دن پانی نہ بدلا جاوے جس کی وجہ سے بد بو زیادہ ہو، کراہت اس کی ظاہر ہے۔ قَالَ في ردّالمحتار: و للعلاّمة الشّيخ على الأجهوري المالكي رسالة في حلّه نقل فيها أنّه أفتى بحلّه من يعتمد عليه من أئمّة المذاهب الأربعة، قلت: وألّف في حلّه أيضًا سيّدنا العارف عبد الغني النّابلسي رسالة سمّاها ''الصّلح بين الإخوان في إباحة شرب الدّخان'' وتعرّض له في كثير من تآليفه الحسان، وأقام الطّامة الكبرى على القائل بالحرمة أو بالكراهة ــــ إلى أن قال ــــ فهو مكروه طبعًا لا شرعًا إلخ(۱) فقط

سوال: (۲۴۳) حقہ پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر حقہ پئے تو کس طرح؟ جب ارادہ پینے کا کرے از سر نو پانی ڈالے یا جو پہلے حقہ میں پانی ہے وہی رہنے دے؟ اور حقہ پینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۴۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حقہ پینا جائز ہے، صاف رکھنا اور ہمیشہ پانی بدلنا عمدہ بات ہے، جو بچ سکے اچھا ہے، کیونکہ شامی میں صحیح یہ لکھا ہے کہ حقہ پینا اگر چہ درست ہے مگر مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے، اور اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

حقہ نوش کے منہ کی بد بو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۴۴) حقہ نوش کے منہ کی بد بو نہیں جاتی اور اسی بد بو کے ساتھ وہ نماز پڑھتا ہے، درود وظائف پڑھتا ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، تو کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے اور اس کے منہ کی گندی ہوا موجب ایذائے فرشتگان ہوتی ہے یا نہیں؟ (۵۵۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: نماز ہو جاتی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے، فرشتوں کو بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے، مثلاً بد بو سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ فإن الملائكة تأذّى ممّا يتأذّى منه الإنس الحديث

---

(۱) حاشية ابن عابدين: ۱۰/۴۰-۴۱، كتاب الأشربة .

رواه الشّيخان (۱) پس جن حقہ پینے والوں کے منہ سے بدبو آتی ہے ان کی بدبو سے ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے مناسب ہے کہ ایسے فعل کا ارتکاب نہ کیا جائے جس سے فرشتوں اور آدمیوں کو تکلیف ہو۔ فقط

قرآن شریف کی تعلیم کے دوران مکتب میں بیٹھ کر حقہ پینا

سوال: (۲۴۵) ایک مسجد کے دروازہ کے اندر محدودہ مسجد میں حجرہ بنا ہوا ہے، حجرہ کے سامنے دالان ہے، دالان میں نالی واقع ہے جس میں نمازی وضو کرتے ہیں، اس دالان میں جنبی بھی آسکتا ہے، اس میں لڑکے قرآن شریف کی تعلیم پاتے ہیں، معلم صاحب اسی دالان وحجرہ میں وقت تعلیم دینے کے حقہ نوشی کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ (۱۶۳/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ صورت حقہ نوشی کی نہایت مکروہ ومذموم ہے، معلم کو ایسی جگہ اور ایسے اوقات میں اس سے احتراز لازم ہے۔ فقط

تمباکو اور چونا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۴۶) تمباکو جو برگ تنبول کے ساتھ کھایا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ (۴۵۷/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: محققین فقہاء تمباکو کا کھانا پینا مباح فرماتے ہیں۔ كما في الشّامي كتاب الأشربة جلد خامس: و ألّف في حلّه أيضًا سيدنا العارف عبد الغني النّابلسي رسالة سماها "الصّلح بين الإخوان في إباحة شرب الدّخان" وفيه قبيله: وللعلّامة الشّيخ على الأجهوري المالكي رسالةً في حلّه نقل فيها أنّه أفتى بحلّه من يعتمد عليه من أئمّة المذاهب الأربعة إلخ (۲) البتہ بلاضرورت تمباکو کا کھانا پینا غیر اولیٰ لکھتے ہیں كذا في الشّامي (۲)

---

(۱) عن جابر رضي اللّه عنه قال: نهىٰ رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم عن أكل البصل و الكراث فغلبتنا الحاجة، فأكلنا منها، فقال: من أكل من هذهِ الشّجرة المنتنة ، فلا يقربن مسجدنا فإن الملا ئكة الحديث (الصّحيح لمسلم: ۱/ ۲۰۹، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا الخ)

(۲) ردّالمحتار: ۱۰/ ۴۰–۴۱، كتاب الأشربة .

سوال: (٢۴٧) حقہ پینا تمبا کو اور چونا کھانا کیسا ہے؟ (١١٨٨/٣٢-١٣٣٣ھ)

الجواب: حقہ پینا، تمبا کو کھانا بلا ضرورت خلاف اولیٰ ہے، اور چونا قلیل پان میں کھانا درست ہے۔

سوال: (٢۴٨) پان میں چونا کھانا درست ہے یا نہیں؟ (١٣١٧/١٣۴١ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

سوال: (٢۴٩) حقہ پینا اور پان میں تمبا کو کھانا کیسا ہے؟ (١۴١٣/١٣٣۵ھ)

الجواب: حقہ پینا اور پان میں تمبا کو کھانا مباح ہے۔

سوال: (٢۵٠) حقہ پینا اور تمبا کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور پان کے ساتھ چونا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (١۴٣٠/١٣٣٧ھ)

الجواب: حقہ پینے کو شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ مباح ہے مگر اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے، اور یہی حکم تمبا کو کھانے کا ہے اور پان میں چونا کھانے کو بھی علماء نے مباح لکھا ہے، پس ایسے امور میں تشدد مناسب نہیں ہے، جو چیز شریعت سے درست ہے اس میں کچھ جھگڑا کرنا نہ چاہیے۔ فقط

تمبا کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (٢۵١) تمبا کو فروش کی دعوت کھانا، اور تمبا کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (٢۴۵٨/٣٢-١٣٣٣ھ)

الجواب: درست ہے، کیوں کہ تمبا کو کا استعمال مباح ہے۔ و تحقيقه في الشّامي (١)

تمبا کو کھانے، پینے اور سونگھنے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

سوال: (٢۵٢) تمبا کو کھانے اور پینے یا سونگھنے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ (١۵١٦/۴۴-١٣۴۵ھ)

---

(١) وفي الأشباه في قاعدة: الأصل الإباحة أو التّوقّف .... فيفهم منه حكم النّبات الّذي شاع في زماننا المسمّى بالتُّتُن فتنبه ، وفي الشّامي: قوله: (الأصل الإباحة أو التّوقف) المختار الأوّل عند الجمهور من الحنفية والشّافعية كما صرّح به المحقق ابن الهمام في تحرير الأصول (الدرّ والردّ: ١٠/۴٢، كتاب الأشربة)

الجواب: کچھ فرق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیڑی اور سگریٹ پینا

سوال: (۲۵۳) سگریٹ اور بیڑی کا پینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۹۳ھ)

الجواب: اچھا نہیں ہے، مکروہ ہے۔

سوال: (۲۵۴) ایک شخص نے حقہ پینا چھوڑا، اور آئندہ پینے کی نسبت اس طرح عہد کیا کہ مجھ پر مثل سور اور شراب کے حقہ حرام ہے، چند سال کے بعد اس کو ضرورت ہوئی، اور وہ صرف اپنے عہد کے خیال سے بجائے حقہ کے سگریٹ پینے لگا، اور سگریٹ میں شراب کی آمیزش بتلاتے ہیں، صرف نام حقہ نہیں ہے حقیقت وہی ہے، اور ضرورت مرض کسی قدر اس کو حقہ یا سگریٹ پینے پر مجبور کرتی ہے، ایسی حالت میں وہ کس طرح سبکدوش ہوسکتا ہے؟ (۱۳۳۷/۲۸۲۵ھ)

الجواب: حقہ پینا دراصل مباح ہے اور حلال ہے، اور حلال کو حرام کرنا قسم ہے، اس لیے اگر وہ شخص حقہ پیوے گا تو کفارہ قسم کا اس کے ذمے لازم ہے، اور سگریٹ میں چونکہ شبہ آمیزش شراب کا ہے تو اس کو ترک کرنا چاہیے، اور ضرورت ہو تو حقہ پینا چاہیے، اور کفارہ قسم کا دے دیویں، کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دیوے، اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے متواتر رکھے (۱)

نسوار استعمال کرنا

سوال: (۲۵۵) نسوار اور حقہ حرام ہے یا حلال؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۴۰۸ھ)

الجواب: نسوار (۲) وحقہ کا استعمال درست ہے مگر اچھا نہیں ہے بلا ضرورت نہ ہونا چاہیے۔

---

(۱) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ (سورۂ مائدہ: آیت: ۸۹)

(۲) نَسوار: سونگھنے کا پسا ہوا تمبا کو (فیروز اللغات)

اور تمبا کو کوٹ کر اس میں چونے کا پانی ملا کر خوب رگڑتے ہیں، پھر اس کو ہونٹ کے نیچے رکھتے ہیں، سرحدی لوگ اس کو بہ کثرت استعمال کرتے ہیں، اس کو بھی نسوار کہتے ہیں۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

حلال روزی تلاش کرنا

سوال: (۲۵۶) روزی تلاش کرنا فرض ہے یا سنت یا مستحب؟ (۱۶۷۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حلال روزی طلب کرنا فرض ہے(۱) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ (سورۂ مؤمنون، آیت:۵۱) وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ الآیة ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۱۷۲)
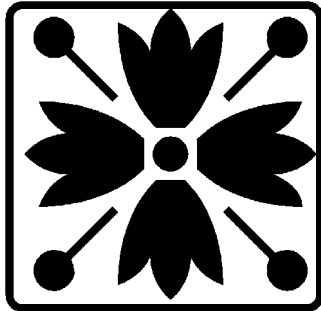
(۱) ﴿ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ﴾ (سورۂ جمعہ، آیت:۱۰) عن عبداللّٰه رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : طلبُ کَسْبِ الحلالِ فریضةٌ بعد الفریضة، رواہ البیهقي في شعب الإیمان (مشکاۃ المصابیح، ص:۲۴۲، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثّالث)

لباس، زیور اور زینت کے احکام

اسلامی اور غیر اسلامی لباس

سوال: (۲۵۷) چونکہ آج کل خواص وعوام مندرجہ ذیل لباس زیب تن فرماتے ہیں، مگر بعض اوقات اس قدر بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں کہ سخت گنہ گار ہو جاتے ہیں، اور ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں، شرع شریف کا مطلق خیال نہیں کرتے، آیا مندرجہ ذیل لباس جائز ہے یا نہیں؟ عمامہ، ٹوپی جس کی مختلف قسمیں ہیں، قمیص، واسکٹ، صدری، اچکن، انگا، جامہ، کوٹ، شیروانی، عبا، چوغہ، جبہّ، پائجامہ، تہبند، لنگی۔ (۲۳۸۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس بارے میں ایک حکم کلی حدیث شریف میں وارد ہے، پس اسی کے موافق جزئیات کا حکم معلوم ہو سکتا ہے، ایک حدیث شریف یہ ہے: **عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كُلْ ما شئتَ، والبس ما شئتَ ما أخطأتْكَ اثنتان: سَرَفٌ أو مَخيلةٌ، رواه البخاري** (۱) اور اس مطلب میں حدیث مرفوع ہے: **كلوا واشربوا وتصدّقوا والبسوا مالم يخالط إسرافٌ ولا مخيلةٌ، رواه أحمد وغيره** (۲) اور دوسری حدیث یہ ہے: **من تشبّه بقوم فهو منهم** (۳) پس لباس اور وضع جو کچھ اختیار کرے درست ہے، بہ شرطیکہ اس میں تشبّہ کفار کے ساتھ نہ ہو، اس قاعدہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ غیر اقوام کے ساتھ مشابہت نہ ہو، باقی جو قسم رواج ملکی ہو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) صحيح البخاري: ۸۶۰/۲، أوائل كتاب اللّباس .

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: كلوا الحديث (مشكاة المصابيح: ص:۳۷۷، كتاب اللّباس — الفصل الثّالث)

(۳) سنن أبي داوٗد: ص:۵۵۹، كتاب اللّباس — باب في لبس الشّهرة .

مسئلہ (۱): سر کی پوشاک (عمامہ) جائز و مستحسن ہے۔

(۲) ٹوپی: سب قسم کی کلاہ (ٹوپی) درست ہے، بہ شرطیکہ ریشمی اور ایسی کام دار (یعنی زری کا کام کیا ہوا) نہ ہو کہ تمام کو مستغرق ہو اور انگریزی نہ ہو اور دیگر اقوام غیر اہل اسلام کا شعار نہ ہو۔

(۳) کرتا و قمیص (۱) درست ہے، بہتر کرتا ہے۔

(۴) واسکٹ اچھا نہیں، صدری درست ہے۔

(۵) اچکن انگرکھا شیروانی، عبا، چوغہ وغیرہ سب درست ہے، کوٹ بھی جائز ہے اگر چہ بعض اقسام اس کی پسندیدہ نہیں ہیں۔

(۶) پائجامہ، تہبند، لنگی سب جائز ہے، پائجامہ ہر قسم کا درست ہے، مگر ٹخنے سے اونچا ہونا چاہیے، لنگی کی وضع کفار کی سی ہونا اچھا نہیں ہے، لیکن اگر کشف عورت نہ ہو تو نماز اس سے صحیح ہے۔ فقط

سوال: (۲۵۸) ...... (الف) **من تشبّه بقوم فهو منهم** (۲) سے کیا مراد ہے؟

(ب) موجودہ انگریزی پوشاک جیسے سوٹ بوٹ کوٹ، پتلون، اور ہیٹ کالر وغیرہ میں سے فرداً فرداً کونسی چیز کا استعمال جائز ہے یا کہ جملہ چیزیں ناجائز ہیں؟ (۱۸۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف - ب) **من تشبّه بقوم فهومنهم** (۲) میں **تشبُّه باللّباس وبالصّورة وبالأخلاق والأعمال** سب داخل ہیں (۳) اس کی تفصیل زبانی کسی عالم سے (معلوم) کرلیں اور انگریزی سوٹ بوٹ پتلون ہیٹ وغیرہ سے احتراز کریں اور اس سے مسلمان سخت نفرت رکھے اور صورت اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی بنائے اور وہی لباس و ہیئت پسند کرے۔

سوال: (۲۵۹) ...... (الف) وہ کون لباس ہے جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے؟

---

(۱) کرتا: بے کالر کی قمیص — قمیص: کالر والا کرتا۔ (فیروز اللغات)

(۲) سنن أبي داوٗد: ص:۵۵۹ كتاب اللّباس – باب في لبس الشّهرة.

(۳) قوله: (قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : من تشبّه بقوم) أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللّباس وغيره أو بالفسّاق أو الفجّار أو بأهل التّصوّف والصّلحاء الأبرار (فهومنهم) أي في الإثم والخير (مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح: ۲۵۵/۸، كتاب اللّباس، الفصل الثّاني، المطبوعة: مكتبة إمدادية ، ملتان ، باكستان)

(ب) اسلام نے اہل اسلام کے واسطے کون لباس بنایا ہے اور کیوں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔
(۱۱۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) وہ شرعی لباس ہے، جس میں کفار کے ساتھ تشابہ نہ ہو اور ریشم وغیرہ کا لباس نہ ہو جو حرام کیا گیا ہے اور حد شرعی کے موافق ہو، ٹخنے ڈھکے ہوئے نہ ہوں وغیرہ۔

(ب) اس کی تفصیل وہی ہے جو (الف) میں ہے، جس قسم کے لباس کو اور جس قسم کی ہیئت کو شریعت نے منع فرمایا ہے وہ لباس اور وہ ہیئت منافی کمال اسلام کے ہے، اور جس لباس میں شریعت کا خلاف نہ ہو وہ اسلام کا لباس ہے۔

سوال: (۲۶۰) مسلمانوں کو کس قسم کا لباس پہننا چاہیے؟ (۱۴۷۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: کرتا، پائجامہ، عمامہ، چوغا، صدری وغیرہ پہننا شرعی لباس ہے، اچکن اور انگرکھا بھی جائز ہے، پائجامہ ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے، ٹوپی سادہ معمولی پہنی جائے، جوتا دیسی معمولی پہنے، ترکی ٹوپی یا بوٹ پہننا اچھا نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۲۶۱)...... (الف) کون لباس اسلامی لباس ہے؟
(ب) جہاں انگلش پوشاک کا رواج ہو وہاں انگلش پوشاک کا پہننا عیب ہے یا نہیں؟
(۳۳۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف) اسلامی لباس وہ ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہو، اور غیر مذہب والوں کے ساتھ مشابہتِ لباس میں ممانعت وارد ہوئی ہے، لیکن اگر کسی جگہ عام لوگ انگریزی لباس پہنتے ہوں اور وہاں اسی کا رواج وعادت ہو، تو ان کے لیے وہ لباس ممنوع نہ ہوگا۔

(ب) جہاں اس کا رواج ہے وہاں کچھ عیب نہیں۔ كما في الجواب الأوّل. فقط

پائجامہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے

سوال: (۲۶۲) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ثواب سے محروم رہے گا، نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لیے (یعنی جو شخص ٹخنوں

سے نیچے پائجامہ پہنتا ہے اس کے لیے) بہت وعید آئی ہے(۱)

سوال: (۲۶۳) ٹخنوں کا تہبند سے چھپا رکھنا نماز میں کیسا ہے؟(۲۳۴۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ٹخنوں کا پائجامہ یا تہبند سے چھپا رکھنا (یعنی ٹخنوں سے نیچے لٹکانا) حرام ہے اور نماز اس حالت میں مکروہ تحریمی ہے گو فرض ادا ہو جاتا ہے، مگر حدیث شریف میں اس حال سے نماز پڑھنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: بينما رجل يصلّي مسبلاً إزاره قال له رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: اذهب فتوضّأ — إلى أن قال: — وإنّ الله جلّ ذكره لايقبل صلاة رجل مسبل إزاره الحديث (۲)

مردوں کو سرخ کپڑے پہننا کیسا ہے؟

سوال: (۲۶۴) عورتوں کی طرح سرخ رنگین کپڑے پہننا کیسا ہے؟(۱۲۹۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرّجال، مفاده أنّه لايكره للنّساء إلخ وفي المجتبى والقهستاني وشرح النّقاية لأبي المكارم: لابأس بلبس الثّوب الأحمر اهـ ومفاده أنّ الكراهة تنزيهية إلخ (۳) حاصل یہ ہے کہ کسم کا رنگا ہوا سرخ اور زعفران کا رنگا ہوا زرد مردوں کو مکروہ ہے، اور پھر شرح نقایہ وغیرہ سے اس کی حلت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: لاينظر الله يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطرًا، متّفق عليه.

وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: بينما رجل يجرّ إزاره من الخيلاء خُسِف به، فهو يتجلجل في الأرض إلى يوم القيامة، رواه البخارى.

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ما أسفل من الكعبين من الإزار في النّار، رواه البخاري (مشكاة المصابيح، ص:۳۷۳، كتاب اللّباس، الفصل الأوّل)

(۲) سنن أبي داوٗد، ص:۹۳، كتاب الصّلاة – باب الإسبال في الصّلاة، وفيه أيضًا، ص:۵۶۵، كتاب اللّباس – باب ما جاء في إسبال الإزار.

(۳) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۴۳۶/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.

نقل کی ہے اور ایک قول استحباب کا بھی لکھا ہے، بہر حال بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ کے کپڑے کا استعمال نہ کرے لیکن یہ حرام نہیں ہے، خصوصًا وہ سرخ رنگ جو کسم کا نہ ہو اور نجاست ہونا بھی اس میں معلوم نہ ہو، اس میں کچھ حرج نہیں ہے، بلکہ بعض علماء نے اس کو مستحب کہا ہے۔ **وللشّرنبلالي فيه رسالة نقل فيها ثمانية أقوال، منها أنّه مستحب(۱)(درّمختار)**

سوال:(۲۶۵) سرخ لباس مردوں کو پہننا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ جواز وعدم جواز کسی قید کے ساتھ مقید ہے یا نہیں؟ (۳۵۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: سرخ لباس مردوں کو درست ہے مگر اچھا نہیں، یعنی مکروہ تنزیہی ہے اور اگر ریشم کا ہے تو حرام ہے، اور کسم کا رنگا ہوا سرخ مکروہ ہے۔ **وكره لبس المعصفر، والمزعفر الأحمر، والأصفر للرّجال إلخ(۲)(درّمختار) فقط**

مردوں کو باریک کپڑا پہننا

سوال:(۲۶۶) مردوں کو کپڑا باریک پہننا درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: باریک کپڑا پہننا مردوں کو درست ہے، مگر پائجامہ یا تہبند باریک جس میں ستر نظر آوے درست نہیں ہے۔ فقط

مردوں کو ریشمی کپڑے استعمال کرنا جائز نہیں

سوال:(۲۶۷) ریشم کا کپڑا پہننا مردوں کے لیے حرام کیوں ہے؟ اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو مرد اس دنیا میں ریشم کا کپڑا نہ پہنے گا، اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں ریشم کا کپڑا پہنائے گا۔ (۱۱۲۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مردوں کے لیے ریشم کا کپڑا پہننا اسی دلیل سے حرام ہے کہ احادیث میں آنحضرت

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) **الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۳۶/۹، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس. وفيه أيضًا: ۴۰۴/۱۰، كتاب الخنثٰی — مسائل شتّٰی.**

ﷺ نے منع فرمایا ہے، اور اس پر وعید فرمائی ہے(۱) ہمارے لیے آپ کا ارشاد کافی ہے: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (سورۂ حشر، آیت:۷) اور اس میں گفتگو نہ کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے کیوں منع فرمایا ہے؟! کیوں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے منع فرمایا ہے۔

سوال: (۲۶۸)......(الف) ریشمی کپڑے میں اگر تانا بانا دونوں میں ریشم اور سوت ملا کر بُنا گیا ہو تو مردوں کو جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر تانا صرف ریشم کا ہو اور بانا ریشم اور سوت ملا ہوا ہو تو مردوں کو جائز ہے یا نہیں؟

(۱۲/۱۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) اعتبار غلبہ کو ہے، اگر غالب ریشم ہے تو ناجائز ہے اور اگر غالب سوت ہے تو درست ہے(۲)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إنّما يلبس الحرير في الدّنيا من لاخلاق له في الآخرة، متّفق عليه.

وعن حذيفة رضي الله عنه قال: نهانا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أن نّشرب في آنية الفضّة والذّهب، و أن نأكل فيها، وعن لبس الحرير والدّيباج، و أن نجلس عليه، متّفق عليه (مشكاة المصابيح، ص:۳۷۳-۳۷۴، كتاب اللّباس- الفصل الأوّل)

(۲) قلتُ: ولم أر ما لو خُلِطَتْ اللُّحْمَةُ بإبريسَمٍ وغيرِهِ، والظّاهر اعتبار الغالب. وفي حاوي الزّاهدي: يُكْرَه ما كان ظاهِرُه قَزٌّ أو خَطٌّ منه خَزٌّ وخطٌّ منه قَزٌّ، وظاهر المذهب عدم جمع المتفرّق إلا إذا كان خَطٌّ منه قَزٌّ وخَطٌّ منه غيره بحيث يُرى كُلُّهُ قَزًّا، فأمّا إذا كان كلّ واحد مستبينًا كالطِّراز في العِمامة فظاهر المذهب أنّه لا يُجمع اهـ وأقرّه شيخنا (الدرّ) وفي الشّامي: أقول: ليس المراد بالخطّ ما يكون في السَّدى طولاً، لأن السّدى لايعتبر ولو كان كُلُّهُ قَزّا، بل المراد بالخطِّ ما يكون في اللُّحْمَةِ عرضًا، فإذا كان المراد ذلك ظهر منه جوابٌ آخرُ عن المسألة السّابقة بأن يقال: إذا خُلِطَتِ اللُّحْمَةُ بإبريسمٍ وغيره بحيث يرى كلّه إبريسمًا كُرِهَ، و إن كان كلّ واحدٍ مستبينًا كالطِّراز لم يكره، لأن ظاهر المذهب عدم الجمع فيما لم يَبلغ أربعَ أصابعَ، ويظهرلي أن هذا الجوابَ أحسنُ من الجواب السّابق (الدرّ والردّ: ۹/۴۳۵، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللّبس)

(ب) اگر غالب سوت ہے تو درست ہے۔ کما مرّ – ویحل لبس ما سداہ إبریسم و لحمته غیرہ إلخ(۱) (درّمختار)

سوال: (۲۶۹) ریشمی کپڑے کا استعمال مردوں کو کیسا ہے؟ (۴۱۹/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ریشمی کپڑے کا استعمال مردوں کو جائز نہیں، اگر بانا سوت کا ہو، تانا ریشم کا ہو تو درست ہے۔ فقط

ٹسر اور ریشم کا حکم ایک ہے

سوال: (۲۷۰) ٹسری کپڑا جس کا تانا ریشم اور بانا سوت ہے مباح ہے یا نہیں؟ (۱۶۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مباح اور جائز ہے۔

سوال: (۲۷۱) ٹسر (۲) کا اور ریشم کا ایک حکم ہے یا کیا؟ جو تحقیق ہو تحریر فرماویں (۲۹۶/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی تحقیق یہی ہے کہ یہ بھی ریشم ہے اگرچہ موٹی قسم کا اور کم قیمت کا ہے (۳) فقط

مردوں کے لیے ریشمی رومال استعمال کرنا درست نہیں

سوال: (۲۷۲) ریشمی رومال ناک صاف کرنے کے لیے اور وضو کے اعضاء پوچھنے کے لیے

---

(۱) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۴۳۳/۹، کتاب الحظر و الإباحة – فصل في اللّبس.

(۲) ٹسر: کچا ریشم، ادنیٰ درجہ کا ریشم، اس ریشم کا کپڑا۔

(۳) فتاوی رشیدیہ میں ہے: بھاگلپوری کپڑے ریشمی ہی ہیں، ان کا حکم ریشمی کا ہی ہے، مگر یہ موٹا ریشم ہے، اور معروف ریشم؛ ریشم کی عمدہ قسم ہے، پس اگر تانا بانا دونوں ریشم کے یا بندہ (؟) کے ہوں خواہ صرف بانا ریشم کا ہو تو دونوں صورتوں میں نادرست ہے، اور اگر دونوں ریشمی نہ ہوں، بلکہ صرف تانا ریشمی ہو تو درست ہے، جیسا ریشم کا بھی یہی حکم ہے، حاصل یہ کہ بندہ (؟) ریشم ہے چھال نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاوی رشیدیہ، ص: ۵۹۷ – کتاب جواز وحرمت کے مسائل – بھاگلپوری کپڑے، مطبوعہ: جسیم بک ڈپو، دہلی)

استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ زینت کے لیے نہ ہو، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟
(۱۷۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درست نہیں۔ کما في ردّالمحتار: قوله: (والكيس الّذي يعلق) أي يعلقه الرّجل معه لا الّذي يوضع ولا الّذي يعلقه في البيت، واحترز بہ عن الّذي لايعلق والظّاهر في وجهه أن التّعليق يشبّه اللّبس، فحرم لذلك لما علم أن الشّبهة في باب المحرمات ملحقة باليقين (۱) انتهیٰ اور اس سے کچھ پہلے ہے: وبه يعلم حكم العرقية المسماة بالطّاقية، فإذا كانت منقشة بالحرير وكان أحد نقوشها أكثر من أربع أصابع لا تحلّ (۱)

ریشمی کمر بند کا حکم

سوال: (۲۷۳) ریشمی رومال، کمر بند، موزے مردوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہ؟
(۱۸۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ریشمی رومال اور موزے مردوں کو حرام ہیں اور کمر بند ریشم کا مکروہ ہے، اور بعض فقہاء نے اس کو جائز کہا ہے۔ وتكره التِّكّةُ منه أي من الدّيباج هو الصّحيح وقيل: لا بأس بها (۲) (درّمختار)

قرآن شریف کے لیے ریشمی جزدان کا استعمال

سوال: (۲۷۴) مرد قرآن شریف کے لیے ریشمی جزدان استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟
(۱۳۱۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: نہ چاہیے، جائز نہیں ہے۔ فقط

ململ کی ٹوپی پہننا درست ہے

سوال: (۲۷۵) ٹوپی ململ کے کپڑے کی درست ہے یا نہیں؟ (۴۲۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

---

(۱) ردّالمحتار: ۴۳۱/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.
(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۳۰/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.

الجواب: درست ہے۔ فقط

ترکی ٹوپی کا حکم

سوال: (۲۷۶) اگر کوئی شخص ترکی ٹوپی مع کوٹ و پتلون پہنے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے ہر صورت میں تو اس کے اوپر پھندنا لگانا کیسا ہے؟ اور فی نفسہ کوٹ و پتلون کا پہننا کیسا ہے؟

(۱۹۹۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ترکی ٹوپی مع کوٹ اور پتلون بہ سبب تشبّہ کے مکروہ ہے، اگر تشبّہ نہ ہوتا تو جائز تھا، فی نفسہ ان لباسوں میں کوئی حرمت نہیں، اور صرف ٹوپی ترکی کا بھی یہی حکم ہے کہ تشبّہ ہو تو مکروہ ہے ورنہ جائز۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دھوتی باندھنا کیسا ہے؟

سوال: (۲۷۷) دھوتی باندھنا کیسا ہے؟ یہ رواج پوربی مسلمانوں میں شائع ہے، اس کا پہننے والا کیا فاسق ہے؟ اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جن بلاد میں مسلمانوں میں دھوتی باندھنا مروج ہے وہاں دھوتی باندھنا جائز ہے، بہ شرطیکہ اس میں کشف عورت نہ ہو اور اسراف وتکبر نہ ہو۔ **كما روي عن ابن عباس رضي الله عنهما كُلْ ما شئتَ وَالْبَسْ ما شئتَ ما أَخْطَأَتْكَ اثنتان: سَرَفٌ أومَخيلةٌ رواه البخاري(۱)** اور جن بلاد میں دھوتی باندھنا شعار ہنود وکفار کا ہے وہاں اس سے احتراز کرے، کیونکہ **تشبّہ بالکفّار** سے ممانعت وارد ہوئی ہے: **قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من تشبّه بقوم فهو منهم أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللّباس وغيره الخ(۲)(مرقاة)** فقط

---

(۱) صحيح البخاري: ۸۶۰/۲، أوائل كتاب اللّباس .

(۲) مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح : ۲۵۵/۸، كتاب اللّباس — الفصل الثّاني ، المطبوعة : مكتبة إمدادية ، ملتان، باكستان)

شیروانی کا حکم

سوال: (۲۷۸) شیروانی مروجہ کس حکم میں ہے؟

الجواب: شیروانی مروجہ جائز ہے۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كُلْ ما شئتَ والبسْ ما شئتَ ما أَخْطَأَتْكَ اثنتان: سَرَفٌ أومَخيلةٌ رواه البخاري(۱)

کوٹ، پتلون کا حکم

سوال: (۲۷۹) کوٹ، پتلون پہننا مسلمانوں کو جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو کیوں؟

(۱۱۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مکروہ ہے کیونکہ اس میں تشبّہ ہے غیر مذہب والوں کے ساتھ، اور وارد ہے: من تشبّه بقوم فهومنهم(۲)

سوال: (۲۸۰) کوٹ استعمال کرنا کیسا ہے؟ (۱۹۰۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کا استعمال صلحائے امت کا شعار نہیں ہے، مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے اپنے اسلامی لباس کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی وضع قطع اختیار کر لی اور من تشبّه بقوم فهومنهم (ابوداؤد، ص:۵۵۹، کتاب اللّباس) کے مصداق بن گئے، اس کا استعمال کرنا کراہت سے خالی نہیں، مسلمانوں کو اپنے شعار پر پوری قوت اور استقامت کے ساتھ قائم رہنا چاہیے۔ فقط

بہ وقت شکار کوٹ پہننا

سوال: (۲۸۱) ''کوٹ برجس'' بہ وقت شکار پہننا جب کہ عزت کا خیال نہ ہو، صرف شکار کی وجہ سے پہنے جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو لباس ممنوع ہے وہ ہر وقت ممنوع ہے، شکار وغیرہ کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ فقط

---

(۱) صحيح البخاري: ۸۶۰/۲، أوائل كتاب اللّباس .

(۲) سنن أبي داوٗد: ص:۵۵۹، كتاب اللّباس – باب في لبس الشّهرة.

کوٹ، پتلون پہن کر نماز پڑھنا

سوال: (۲۸۲) کوٹ، پتلون پہن کر شریعت نماز پڑھنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۵/۱۰۹۹ھ)

الجواب: کوٹ، پتلون پہن کر نماز ہو جاتی ہے۔ (مگر تشبّہ بالکفّار کی وجہ سے اس کا پہننا ممنوع ہے) فقط

چادر کس طرح اوڑھنا چاہیے؟

سوال: (۲۸۳) بہ حالت نماز چادر سر پر بالکل ڈال لے یا کچھ مونڈھوں پر اور کچھ چھوڑے، یا ایک لپیٹ سر پر مار کر پھر اوڑھے، کون طریق الی الصواب ہے؟ چادر سر پر سے اوڑھنا مشابہت مستورات کی اور ایک لپیٹ دینا مشابہت کفار کی ہے۔ (۱۳۳۵/۱۸۱ھ)

الجواب: بہ حالت نماز یا خارج از نماز چادر اور رضائی جس طرح چاہے اوڑھے، خواہ سر پر ڈالے یا سر سے نیچے رکھیں شرعًا اس میں کوئی قید نہیں ہے، عرف اور رواج اور راحت کا خیال رکھیں، سر پر اوڑھنا بھی ثابت ہے اور مونڈھوں پر اوڑھنا بھی ثابت ہے۔ فقط واللہ اعلم

کھڑے ہو کر پائجامہ پہننا

سوال: (۲۸۴) کیا پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا ممنوع ہے؟ (۱۳۳۹/۸۰۵ھ)

الجواب: یہ فعل شرعًا ممنوع وحرام نہیں ہے، غایت یہ کہ اگر کسی بزرگ نے ایسا لکھا ہوگا یا کسی روایت میں ایسا وارد ہوا ہوگا، وہ از قسم آداب ہے احکام واجبہ میں سے نہیں ہے۔ فقط

نماز پائجامہ میں افضل ہے یا لنگی میں؟

سوال: (۲۸۵) ازار سے لنگی مراد ہے یا پائجامہ؟ اور نماز پائجامہ میں افضل ہے یا لنگی میں؟

(۱۳۴۱/۲۵۴۶ھ)

الجواب: ازار لنگی کو کہتے ہیں اور نماز لنگی اور پائجامہ دونوں میں صحیح ہے، اور دونوں میں فضیلت ہے۔ فقط

آنحضرت ﷺ نے پائجامہ پہنا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸۶) آنحضرت ﷺ نے پائجامہ پہنا ہے یا نہیں؟ اور حضرت کے زمانہ میں پائجامہ تھا یا نہیں؟ (۹۴۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: زادالمعاد میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پائجامہ خریدا ہے اور یہ بھی اس میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسی لیے خریدا ہے کہ اس کو پہنیں گے، اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے پائجامہ پہنا ہے الخ، عبارت زادالمعاد کی یہ ہے: **واشتری سراویل، والظّاهر أنّه إنّما اشتراها ليلبسها، و قد روی في غير حديث أنّه لبس السّراويل وكانوا يلبسون السّراويلات بإذنه صلّى الله عليه وسلّم**(۱)

سوال: (۲۸۷) رسول اللہ ﷺ نے پائجامہ پہنا ہے یا نہیں؟ (۳۰۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: پہننا پائجامہ کا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہے، البتہ خریدنا ثابت ہے۔ **كما جاء في بعض الرّوايات**(۲) فقط

حضور ﷺ کے زمانے میں مستورات پائجامہ پہنتی تھیں یا تہبند؟

سوال: (۲۸۸) زمانۂ رسول اللہ ﷺ میں مستورات پائجامہ پہنتی تھیں یا کچھ اور؟ اگر پائجامہ تھا تو کیسا؟ بہ نقل احادیث تحریر فرمائیں؟ (۴۱۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: زمانۂ رسول اللہ ﷺ میں غالب رواج ازار یعنی تہبند کا تھا، مردوں میں بھی اور

---

(۱) زاد المعاد في هدى خير العباد: ۱/۳۶، فصل في ذكر سراويله ونعله وخاتمه وغير ذلك، المطبوعة : المطبع النّظامي، كانفور .

(۲) عن سويد بن قيس رضي الله عنه قال: أتانا النّبيّ صلّى الله عليه وسلم فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيْلَ . (سنن ابن ماجة، ص:۲۵۶، كتاب اللّباس ، باب لبس السّراويل)

عورتوں میں بھی (۱) لیکن اس میں اسراف نہ تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلی دار پائجامہ مستورات پہن سکتی ہیں یا نہیں؟

سوال: (۲۸۹) کلی دار پائجامہ جو عموماً لکھنؤ کی طرف مستورات میں زیادہ رائج ہے، مستورات کو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات بہ احتمال کشف ستر منع فرماتے ہیں، مگر یہ وجہ کوئی معقول معلوم نہیں ہوتی ہے، کیوں کہ کشف؛ ستر کا اس غرارے دار پائجامے میں بھی ہے جو مردوں میں رائج ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض محتاط بزرگ اٹھتے بیٹھتے خیال رکھتے ہیں، علی ہذا سب سے زیادہ کشف ستر کا خیال تہبند میں ہی ہے، جو عموماً بہ وقت رسول اللہ ﷺ عرب میں مستعمل تھا اور غالباً اب بھی ہے، پنجاب میں بہت رائج ہے۔ اگر وجہ اسراف ہو تو یہ بھی صحیح نہیں، کیوں کہ چھوٹی مہری کی چار پائجامے پھٹتی ہیں جب تک یہ ایک باقی رہتا ہے۔ بینوا توجروا (۴۱۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: عورتوں کو ایسا غرارہ دار پائجامہ پہننا جس میں علاوہ کشف ستر کے اسراف یقینی ہے ناجائز ہے، اور یہ شبہ کہ مرد جو غرارہ دار پائجامہ پہنتے ہیں اس کے اندر بھی احتمالِ کشف ہے صحیح نہیں کہ عورت حرہ (آزاد عورت) کا تمام بدن عورت (ستر) ہے اور اس کو ستر جملہ اعضاء کا ضروری ہے، سوائے اس کے جو فقہاء نے مستثنیٰ فرمایا ہے، پس عورت کی ساق بھی واجب الستر ہے (۲) بہ خلاف

---

(۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

عن أمّ سَلَمَةَ رضي الله تعالیٰ عنها قالت لرسول الله صلّی الله علیه وسلّم : حین ذکرَ الإزارَ، فالمرأةُ؟ یا رسولَ الله ! قال: تُرخي شِبرًا، فقالت: إذًا تنکشف أقدامهنّ قال فیُرخین ذِراعًا، رواه أبو داوٗد (مشکاة)

حضور ﷺ نے لنگی کا بیان فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (زوجۂ مطہرہ) نے عرض کیا کہ عورت کتنی نیچی رکھے؟ آپ نے فرمایا (کہ نصف ساق سے) ایک بالشت، اُنہوں نے عرض کیا کہ کبھی کبھی قدم کھل جائے گا فرمایا: تو ایک ہاتھ۔

اِس حدیث سے اُس زمانے میں لنگی کا رواج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (**القول الصّواب في تحقیق مسئلة الحجاب**، ص: ۲۰، تیسرا حصہ، تحقیق لباس ازواج مطہرات وبنات مقدسات، مطبوعہ، مطبع احمدی لکھنؤ)

(۲) **وَلِلْحُرَّةِ ولو خُنثیٰ جَمِیْعُ بَدَنِهَا حتّی شعرها النّازل في الأصحّ خلا الوجه و الکفین .... والقدمین (الدرّالمختارمع الشّامي: ۷۱/۲، کتاب الصّلاة ــ باب شروط الصّلاة ، مطلب في ستر العورة)**

مرد کے کہ اس کی ساق عورت (ستر) نہیں اور فَخِذ (ران) کے عورت ہونے میں بھی اختلاف ہے، اگر چہ مذہب حنفیہ فخذ رجل (مرد کی ران) کے عورت (ستر) ہونے کا ہے، لیکن اختلاف مجتہدین(۱) موجب خفت ضرور ہے، بہر حال عورت کو مرد پر اس بارے میں قیاس کرنا نہایت غلط ہے۔ قال علیه الصّلاة و السّلام : المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشّیطان رواه التّرمذي (۲) علاوہ بریں ایسا غرارہ دار پائجامہ جیسا کہ عورات مذکورہ پہنتی ہیں مردوں کو بہ درجۂ اولیٰ حرام و ناجائز ہے۔

اور اسراف ہونے کا یہ شبہ کہ چھوٹی مہری کی چار پائجامہ پھٹتی ہیں الخ بھی صحیح نہیں، کیونکہ شریعت میں جو اسراف ممنوع ہے اس میں لحاظ اس وقت کا ہے کہ جس وقت اس کو استعمال کیا جاوے، کپڑا موافق شریعت کے ہونا چاہیے، اس میں یہ وجہ؛ جوازِ امرِ خلافِ شریعت (خلافِ شریعت امر کے جواز) کی نہیں ہوسکتی کہ خلاف شریعت امر کرنے میں یہ نفع ہے اور موافق شریعت ہونے میں یہ نقصان ہے، پس بہ وقت استعمال جس کپڑے میں اسراف ہے وہ حرام ہے اگر چہ وہ دیر میں پھٹے اور جو کپڑا موافق شریعت کے ہو وہ جلدی پھٹ جاوے —— دیر میں پھٹنے کی وجہ سے اسراف جائز نہیں ہوسکتا۔ فقط

مستورات کا لباس کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: (۲۹۰)......(الف) مستورات کے لیے شرعاً کیسا لباس پہننا جائز ہے؟

(ب) عورتوں کو گھگرا پہن کر کنویں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) گھگرا پہن کر کنویں پر جانے میں یہ احتمال ہے کہ اگر عورت حائضہ ہوگی تو شاید کوئی قطرہ خون کا کنویں میں گر جاوے، کیوں کہ گھگرا میں روک نہیں ہوتی۔ (۱۳۴۲/۳۰۱ھ)

الجواب: (الف ـ ج) لباس عورتوں کا ایسا ہونا چاہیے جس میں پردہ پورا ہو، باقی کوئی خاص

---

(۱) وهي للرّجل ما تحت سرّته إلی ما تحت ركبته ، وشرط أحمد ستر أحد منكبيه أيضًا ، وعن مالك : هي القبل والدّبر. فقط (الدر مع الشّامي: ۲/۷۰، كتاب الصّلاة ـ مطلب في ستر العورة)

(۲) عن عبدالله رضي الله عنهٗ عن النّبيّ صلّی الله علیه وسلّم قال: المرأة عورة الحديث. (جامع التّرمذي: ۱/۲۲۲، أبواب الرّضاع ـ بابٌ)

ہیئت اور صورت لباس کی شریعت میں معین نہیں ہے، بلکہ جیسا لباس جس ملک میں مروج ہو درست ہے، بہ شرطیکہ اس میں پردہ پورا ہو خواہ گھگرا ہو یا پائجامہ، البتہ اس میں شک نہیں ہے کہ پائجامہ بہتر ہے گھگرا سے، اگر چہ جواز میں اس کے بھی کچھ تامل نہیں ہے، اور پردہ کا مسئلہ جداگانہ ہے، عورتوں کے لیے پردہ ضروری ہے اور فرض ہے، بلا پردہ باہر نکلنا حرام ہے اس کی تاکید عورتوں کو کی جائے کہ حتی الوسع بلا پردہ وغیرہ کے باہر نہ نکلیں، عرب کا لباسِ غالب زمانۂ رسول اللہ ﷺ میں بھی کُرتا اور تہبند کا تھا، عورتوں کا لباس بھی ایسا ہی تھا اور ظاہر ہے کہ رومال اس میں بھی نہیں ہوتا اور وہ مثل گھگرا کے ہوتا ہے، پس ایسے خیالات کا ہونا کہ خونِ حیض کے قطرات گریں گے یہ توہمات کے قبیل سے ہے ایسے توہمات شریعت میں معتبر نہیں ہیں۔ فقط

سوال: (۲۹۱) عورت کو تنگ پائچے کی ازار یعنی شلوار پہننی چاہیے یا دراز پائچہ کی؟

(۱۲۹۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: عورت کا لباس پورے پردہ کا موافق شریعت کے ہونا چاہیے، ایسی شلوار نہ ہونی چاہیے جس سے بے پردگی ہو، اور جس کپڑے میں پردہ پورا ہو وہ جائز ہے۔ فقط

ساڑی اور گھاگرا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۹۲)...... (الف) ساڑی کا استعمال مسلمان عورتوں کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز ہے تو فضیلت ساڑی میں ہے یا تہبند، کرتا، اوڑھنی میں؟

(ب) ساڑی کا مخترع کون ہے؟ اور آنحضرت ﷺ نے ساڑی کے متعلق کچھ فرمایا ہے یا نہیں؟ (۳۳۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) جس جگہ ساڑی کا رواج ہو تو عورتوں کو اس کے پہننے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے، البتہ کوئی لباس ہو یہ ضروری ہے کہ کشف عورت اس میں نہ ہو، اور عورتوں کے لیے افضل وہ لباس ہے جس میں ستر زیادہ ہو جیسے کرتا، ازار، خمار۔

(ب) یہ معلوم نہیں کہ مخترع اس کا کون ہے، آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عام رواج اس کا معلوم نہیں ہوتا، باقی عام الفاظ حدیث سے اجازت اس کی ضرور نکلتی ہے، بہ شرطیکہ بدن پورا

مستور رہے(۱)

سوال: (۲۹۳) عورتوں کو ساڑی و گھگرا مانند ہنود کے پہننا کیسا ہے؟ (۴۲۳/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مردوں اور عورتوں کو تشبّہ بالکفّار جائز نہیں۔ (من تشبّه بقوم فهو منهم)

عورتوں کو لہنگا پہننا

سوال: (۲۹۴) عورت کو لہنگا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۶۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: لہنگے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے، پس جب کہ سترِ عورت اس میں پورا ہے اور کسی شہر اور قوم میں اس کا رواج ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے: كُلْ ما شئت، والْبَسْ ماشئتَ ما أخْطأَتْكَ اثنتان: سَرَفٌ وَ مَخِيلَةٌ، الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ۳۷۷، كتاب اللّباس، الفصل الثّالث) فقط

ایسا لباس پہننا جس میں گھٹنے کھلے رہیں جائز نہیں

سوال: (۲۹۵) طلبائے اسکول کو ایسا لباس پہننا جس میں گھٹنے کھلے رہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۷۳۹ھ)

الجواب: جس لباس میں گھٹنے کھلے رہیں مردوں کے لیے وہ لباس جائز نہیں ہے، کیونکہ گھٹنے بھی عورت (ستر) میں داخل ہیں، ستر ان کا لازم ہے۔ قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الرّكبة من العورة (۲) كذا نقله في الشّامي (۳) فقط

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كُلْ ما شئتَ، والبس ما شئتَ ما أَخْطَأَتْكَ اثنتان: سَرَفٌ أومَخليةٌ، رواه البخاري (صحيح البخاري: ۸۶۰/۲، أوائل كتاب اللّباس)

(۲) عن عقبة بن علقمة قال: سمعت عليًّا رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الرّكبة من العورة (سنن الدّارقطني: ۸۵/۱، كتاب الصّلاة — باب الأمر بتعليم الصّلوات والضّرب عليها وحدالعورة الّذي يجب سترها، المطبوعة: المطبع الفاروقي، دهلي)

(۳) وهي للرّجل ما تحت سرته إلى ما تحت رُكبته (درّمختار) فالرّكبة من العورة لرواية الدّارقطني: ما تحت السرّة إلى الرُّكبة من العورة (الدرالمختار ور دّالمحتار: ۷۰/۲، كتاب الصّلاة — باب شروط الصّلاة — مطلب في سترالعورة)

انگریزی لباس پہننے والی عورت کو طلاق دینا

سوال: (٢٩٦) ایک عورت انگریزی لباس پہنتی ہے، اگر وہ انگریزی لباس کو نہ چھوڑے تو اس کو طلاق دینا لازم ہے یا کیا؟ (٢٥٨/٣٢-١٣٣٣ھ)

الجواب: اس وجہ سے طلاق نہ دینا چاہیے۔ فقط

عورتوں کو کھڑا جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (٢٩٧) عورت کو کھڑا جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اکثر دیہات میں یہ رواج ہے اور اکثر وہ جنگل کا کام کرتی ہیں، لیکن وہ خاص اپنے ہی کھیت میں کرتی ہیں اور بغیر اس جوتا کے اور جوتوں سے کام ہرگز نہیں کرسکتیں، آیا اس میں کچھ تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (٣٢٣/٣٣-١٣٣٤ھ)

الجواب: کھڑا جوتا عورتوں کو نہ چاہیے (١) کیونکہ اس میں مشابہت مردوں کی ہے اور حدیث شریف میں اس پر وعید آئی ہے (٢) فقط

سوال: (٢٩٨) عورتوں کو کھڑا جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (٦٢٥/١٣٣٧ھ)

الجواب: کھڑے جوتے مثل مردوں کے عورتوں کو پہننا ناجائز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عن ابن أبي مليكة قال: قيل لعائشة رضي الله عنها: إن امرأةً تلبس النّعل، فقالت: لعن رسول

---

(١) کھڑا جوتا یعنی اونچی ایڑی والا جوتا، پہلے اونچی ایڑی والا جوتا صرف مرد استعمال کرتے تھے، عورتیں استعمال نہیں کرتی تھیں، اب عورتوں کے جوتے بھی اونچی ایڑی والے ہوتے ہیں، اس لیے اونچی ایڑی والے جوتے مردوں کے ساتھ خاص نہیں رہے، مردانہ جوتوں کی طرح زنانہ جوتے بھی اونچی ایڑی والے ہوتے ہیں اس لیے عورتیں زنانہ جوتے جو معمولی اونچی ایڑی والے ہوتے ہیں ان کو پہن سکتی ہیں، البتہ نہایت باریک اور بہت اونچی ایڑی والے جوتے جن میں گرنے کا خطرہ رہتا ہے مسلمان خواتین کو استعمال نہیں کرنے چاہئیں، کیوں کہ اس میں فساق وفجار اور کفار کی مشابہت ہے۔ ١٢ محمد امین پالن پوری

(٢) **عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لعن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم المتشبّهين من الرّجال بالنّساء و المتشبّهات من النّساء بالرّجال (صحيح البخاري: ٨٧٤/٢، كتاب اللّباس ــ باب: المتشبّهين بالنّساء والمتشبّهات بالرّجال)**

اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم الرَّجُلَةَ من النّساء رواه أبو داوٗد .

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال : لعن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم الرّجل يلبس لِبْسَةَ المرأ ةِ، والمرأ ة تلبس لِبْسَةَ الرّجل (۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسا جوتا و لباس پہننا جو مردوں کا ہو، درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۲۹۹) عورتوں کو کھڑا جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: کھڑا جوتا چونکہ مردوں کے لیے مخصوص ہے اور جب عورت اس کو پہنے گی تو مردوں کے ساتھ مشابہت لازم آوے گی جو کہ ممنوع ہے، چنانچہ ایسی عورت کے لیے حدیث شریف میں وعید وارد ہے جو کہ جوتا میں مردوں کی مشابہت کرتی ہے۔ کما في المشكاة في باب التّرجل : عن ابن أبي مليكة قال: قيل لعائشة رضي اللّٰه عنها: أن امرأة تلبس النّعل (أي الّتي يختصّ بالرّجال فما حكمها؟) قالت: لعن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم الرَّجُلةَ من النّساء الخ (۲) (مرقاة: ۴/ ۴۳۷)

مردوں کو آہنی کڑے پہننا

سوال: (۳۰۰) مرد کو مسی (تانبے کے) اور آہنی کڑے پہننا ہاتھوں میں درست ہے یا نہیں؟ (۹۰۲/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: مرد کو آہنی کڑے وغیرہ پہننا حرام ہے (۳) فقط

جس جگہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا لباس ایک ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۳۰۱) بعض جگہ ہندو اور مسلمان یکساں لباس استعمال کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) سنن أبي داوٗد: ص: ۵۶۶، كتاب اللّباس – باب في لباس النّساء .

(۲) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح : ۳۱۳/۸، كتاب اللّباس، باب التّرجل، الفصل الثّاني

(۳) کیونکہ آہنی کڑے پہننا ہندوؤں اور سکھوں کا شیوہ ہے۔ اور حدیث میں ہے: من تشبّه بقوم فهو منهم (عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، سنن أبي داود، ص: ۵۵۹، كتاب اللّباس، باب في لُبس الشُّهرة)

حدیث شریف میں ہے: من تشبّہ بقوم فھو منھم(۱)(۲۵۰۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے موقع پر حکم تشبّہ کا جاری نہیں ہوتا؛ کیونکہ جس ملک میں جولباس مسلمانوں میں مروج ہے اگرچہ ہندوؤں میں بھی ویسا ہی ہو، وہ بہ وجہ تشبّہ بالکفار مستعمل ومروج نہیں ہے۔ (یعنی مسلمان اس لباس کو کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی غرض سے استعمال نہیں کرتے، بلکہ مسلمانوں کا لباس ہونے کی وجہ سے استعمال کرتے ہیں۔

لیکن ایسی صورت میں شریعتِ اسلامیہ کا حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کو لباس میں امتیازی شان اختیار کرنی چاہیے، تاکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لباس میں فرق ظاہر ہو، چنانچہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مشرکین بھی پگڑیاں باندھتے تھے تو آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھا کرو، تاکہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ہو۔ عن رکانة رضي اللّٰه عنه عن النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال: فَرْقُ ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس. رواه التّرمذي (مشكاة المصابیح، ص:۳۷۴، كتاب اللّباس، الفصل الثّاني) محمد امین پالن پوری)

دستار کا شملہ چھوڑنے کا مسنون طریقہ

سوال: (۳۰۲) عمامہ کا شملہ آگے ہو یا پیچھے؟ دوشملہ چھوڑنا کیسا ہے آگے اور پیچھے؟ ایک شخص مکروہ کہتا ہے۔ (۲۸۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی میں ہے کہ شملہ کمر پر مابین کتفین ڈالنا مستحب ہے۔ وعبارته: وأنّ المستحبّ إرسال ذَنب العمامة بین الکتفین (۲) اور حدیث ترمذی میں ہے: کان النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم إذا اعتمَّ سدل عمامته بین کتفیه (۳) روایت شامی اور حدیث ترمذی سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ ایک شملہ عمامہ میں چھوڑا جائے اور وہ مابین الکتفین ہو، لیکن ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کو آگے اور

(۱) سنن أبي داؤد: ص: ۵۵۹، کتاب اللّباس– باب في لبس الشّھرة .
(۲) حاشیة ابن عابدین علی الدرّ المختار: ۱۰/۴۰۴، کتاب الخنثیٰ– مسائل شتّی .
(۳) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال : کان النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم الحدیث (جامع التّرمذي: ۱/۳۰۴، أبواب اللّباس– باب ماجاء في العمامة السّوداء)

پیچھے دونوں طرف چھوڑا(۱) سوممکن ہے کہ بہ وجہ ضرورت ایسا ہوا ہو مثلاً یہ کہ عمامہ باندھنے کے بعد کچھ زائد بچ گیا تو اس کو آگے کی طرف چھوڑ دیا، یا بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہو، بہر حال جواز اس کا بھی ثابت ہے، لہٰذا محل طعن نہیں ہے۔ فقط

دستار کے اوپر پھندنا چھوڑنا

سوال: (۳۰۳) فریق ثانی مصر ہے کہ عمامہ کے اوپر کسی طرف پھندنا چھوڑنا قبیح ونا جائز ہے، مولوی صاحب اس کو مباح فرماتے ہیں۔ (۱۴۲۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کو قبیح ونا جائز نہیں کہہ سکتے، البتہ سنت ومستحب ہونا اس کا بھی ثابت نہیں ہے۔ فقط

دستار کے نیچے ٹوپی پہننا بہتر ہے

سوال: (۳۰۴) اگر عمامہ باندھا جائے تو ٹوپی بھی ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۹/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ٹوپی کا ہونا بھی بہتر ہے(۲) فقط

دستار کی مقدار

سوال: (۳۰۵) عمامہ کا طول کتنا ہو؟ حدیث بھی اس کی بابت کوئی ہے؟ شملہ نہ ہو تو خلاف سنت ہے؟ اور زیادہ سے زیادہ کتنا شملہ ہو؟ (۱۰۵۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: عمامہ کے طول میں کوئی شرعی تحدید نہیں ہے، جس قدر میسر ہو اور معروف ومروّج ہو درست ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا طول سات ذراع اور بارہ ذراع منقول ہے۔ وقد قال الجزري في تصحيح المصابيح قد تتبعت الكتب و تطلبت من السّير والتّواريخ لأقف

---

(۱) عن عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه يقول: عمّمني رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فسد لها من بين يديّ ومن خلفي (سنن أبي داؤد، ص:۵٦۴، كتاب اللّباس – باب في العمائم)

(۲) عن ركانة رضي اللّه عنه عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس (مشكاة المصابيح، ص:۳۷۴، كتاب اللّباس، الفصل الثّاني)

علی قدر عمامة النبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم، فلم أقف علی شيء حتی أخبرني من أثق به أنّه وقف علی شيء من کلام النّووي ذکر فیه أنّه کان له صلّی اللّٰه علیه وسلّم عمامة قصیرة، وعمامة طویلة، وأن القصیرة کانت سبعة أذرع، والطّویلة اثنا عشر ذِراعًا (۱)(مرقاة) اور درمختار میں ہے کہ شملہ چھوڑنا مستحب ہے، اس میں تین قول ہیں: وسط ظہر تک یا موقع جلوس تک یا ایک بالشت (۲)

سر پر رومال اوڑھنا عمامہ کے حکم میں ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۰۶) عمامہ تو سات یا گیارہ گز کا ہوتا ہے، آج کل امام جو کوئی رومال وغیرہ امامت کے وقت لپیٹ لیتے ہیں اس کو عمامہ کیسے کہیں گے؟ (۷۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: سات یا گیارہ گز کی تحدید شارع نے نہیں لگائی، عرف میں جس کو عمامہ کہتے ہیں اسی پر عمامہ کا اطلاق کیا جاوے گا۔ فقط

نماز میں دستار نہ باندھے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۷) جب دستار موجود ہے اور اس کو نہ باندھے تو یہ کیسا ہے؟ (۴۲۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: عمامہ اگر موجود ہے اور نہ باندھا تو یہ خلاف اولیٰ ہے۔ کما في شرح منیة المصلي المعروف بکبیري، ص:۳۳۷، والمستحبّ أن یصلی الرّجل في ثلاثة أثواب: إزار و قمیص و عمامة ولو صلّی في ثوب واحد متوحّشا به جمیع بدنه کما یفعله القصار في المقصرة جاز من غیر کراهة الخ (۳)

سوال: (۳۰۸) نماز کے وقت عمامہ نہ باندھے تو کیا نقصان ہے؟ عمامہ کس مقدار کا ہو اور

---

(۱) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: ۲۵۰/۸، کتاب اللّباس — الفصل الثّاني .

(۲) و إرسال ذنب العمامة بین کتفیه إلی وسط الظّهر، وقیل : لموضع الجلوس، وقیل : شبر (الدرّ مع الردّ: ۴۰۳/۱۰-۴۰۴ کتاب الخنثیٰ ، مسائل شتّٰی)

(۳) غنیة المستملي شرح منیة المصلّي، ص:۳۰۳، فصل في صفة الصّلاة .

شملہ کتنا ہو؟ (٥٨/٤٤-١٣٤٥ھ)

الجواب: بغیر عمامہ کے بھی نماز بلا کراہت ہوجاتی ہے، باقی عمامہ کے ساتھ افضل اور مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ اکثر عمامہ باندھتے تھے اور عمامہ کی کوئی مقدار لازمی نہیں ہے، آنحضرت ﷺ سے بھی مختلف مقدار کے عمامے ثابت ہیں، جیسی عادت اور عرف ہو ویسا عمامہ باندھے، اور شملہ کمر تک ہو۔ فقط

مردوں کو پھولوں کا ہار اور گجرا استعمال کرنا

سوال: (٣٠٩) پھولوں کا ہار اور گجرا مردوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (٢٥١٥/١٣٤٠ھ)

الجواب: یہ اچھا نہیں ہے کہ اس میں تشبّہ بالنّساء وغیرہ ہے۔ فقط

کن کن جگہوں میں عطر لگانا مسنون ہے؟

سوال: (٣١٠) عطر کن کن جگہوں میں ملنا مسنون ہے؟ (١٣٠/٤٤-١٣٤٥ھ)

الجواب: احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو کو پسند فرماتے تھے(١) لہٰذا جہاں مناسب سمجھیں اور جس وقت مناسب سمجھیں عطر لگانا پسندیدہ ہے۔ فقط

مردوں کو سونا چاندی پہننا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (٣١١) مردوں کو سونا چاندی کتنا پہننا جائز ہے؟ (١٨٠/٢٩-١٣٣٠ھ)

الجواب: مردوں کو سونا چاندی پہننا درست نہیں ہے۔ کما في الدرّالمختار: ولایتحلّی الرّجل بذهب وفضّة إلخ(٢)

---

(١) عن أنس رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: حبّب إليّ من الدّنیا النّساء والطیب وجُعِل قرة عیني في الصّلاة (سنن النّسائي: ٢/٧٧، کتاب عِشرة النّساء، باب حبّ النّساء)

(٢) الدرّالمختار مع الردّ: ٩/٤٣٦، کتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس.

البتہ گھڑی کی زنجیر اور بٹن سونے یا چاندی کے درست ہیں (۱) اگرچہ تقویٰ واحتیاط ترک میں ہے، اور بہ قدر چار انگشت کے طلائی ونقرئی کام کا کپڑا درست ہے، اس سے زائد درست نہیں، اور انگشتری مہر کی بہ قدر تین چار ماشہ درست ہے (۲) فقط

مردوں کو ہیرے والی انگوٹھی پہننا

سوال: (۳۱۲) مردوں کو ہیرا وغیرہ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۶۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: انگوٹھی پر اگر نگین ہیرا یا عقیق وغیرہ کا ہو تو اس کو بعض فقہاء نے جائز لکھا ہے (۳)

زر بھری ہوئی ٹوپی پہننا

سوال: (۳۱۳) مردوں کو خالص زر بھری ہوئی ٹوپی پہننا کیسا ہے اور کتنا درست ہے؟ (۱۸۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: خالص زر بھری ہوئی ٹوپی مردوں کو درست نہیں ہے، البتہ مقدار چار انگشت تک جس میں نقرئی یا طلائی کام ہو درست ہے (۴) اور ترک اس کا بھی اولیٰ ہے۔فقط

---

(۱) اصح یہ ہے کہ مردوں کو گھڑی کی زنجیر اور سونے چاندی کے بٹن پہننا ممنوع ومکروہ تحریمی ہے۔عین الہدایہ میں ہے: گھڑی کی زنجیر وحلقہ سونے، چاندی کا ہے تو مردوں کو اس کا استعمال ممنوع ومکروہ تحریمی ہے (عین الہدایہ شرح الہدایہ: ۴/۲۱۶، كتاب الكراهية ، فصل في الأكل والشّرب) اور مردوں کو سونے، چاندی کے بٹن پہننا حرام ہے اس کی دلیل آگے آرہی ہے۔ محمد امین پالن پوری

(۲) قوله : (ولا يزيده على مثقال) وقيل: لايبلغ به المثقال. ذخيرة (الشّامي:۹/۴۴۰، كتاب الحظر والإباحة ــ فصل في اللّبس)

(۳) ورد النّصّ بجواز التّختُّم بالعقيق وقال عليه الصّلاة والسّلام : تختموا بالعقيق فإنّه مبارك الحديث. وفي الحاوي : ولا بأس أن يتّخذ الرّجلُ خاتم فضة ، فإن جعل فصّه من عقيق أو ياقوت أوفيروزج أو زمرّد فلا بأس به (تكملة البحرالرّائق:۹/۳۵۰، كتاب الكراهية، فصل في اللّبس)

(۴) في الفتاوى الهندية : يكره أن يلبس الذّكور قلنسوة من الحرير، أوالذّهب ، أوالفضّة، أو الكرباس الّذي خيط عليه إبريسم كثير أوشيء من الذّهب أوالفضّة أكثر من قدر أربع أصابع اهـ(ردّالمحتار: ۹/۴۳۱، كتاب الحظر والإباحة ــ فصل في اللّبس)

مردوں کو سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۱۴) سونے چاندی کے بٹن مردوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہیں تو کس مقدار کے؟ (۳۲/۱۸۷-۱۳۳۳ھ)

الجواب: چاندی سونے کے بٹن مردوں کو استعمال کرنا درست ہے، اور اس کی کوئی مقدار معین نہیں ہے کہ اس مقدار تک جائز ہوں، اور اس سے زائد ناجائز ہوں، شامی میں ہے: **وفي التّاترخانية عن السّير الكبير: لا بأس بأزرار الدّيباج والذّهب إلخ** (۱) اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سونے چاندی کے بٹن مردوں کو بلا تامل جائز ہیں۔

اضافہ از مرتب:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بھی پہلے یہی رائے تھی، پھر حضرتؒ نے اس سے رجوع فرمایا ہے۔ امداد الفتاوی میں ہے:

سوال (۱۳۷): امور مذکورۂ ذیل دریافت طلب ہیں، مفصل مدلل جواب سے مشرف فرماویں "صفائی معاملات" کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا، چاندی کے بوتام یعنی بٹن مطلقاً جائز ہیں، خواہ کتنے ہی وزن میں ہوں، اور ان کے ساتھ زنجیر خواہ ایک ہو یا زیادہ، اور زنجیر کے ساتھ گھونگھریاں بھی ہوں یا نہ ہوں بلا کراہت جائز ہیں، بندہ نے اس کے جزئیہ کو بعض کتب فقہ میں تلاش کیا تو میرے خیال میں اس کے متعلق درّ مختار کی یہ عبارت آئی: **في التّاترخانية عن السِّير الكبير: لابأس بأزرار الدّيباج والذّهب** (الدرّالمختار مع الشامي: ۹/۴۳۲، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس) اور عالم گیری کی یہ عبارت: **في السِّير الكبير: لابأس بلُبس الثّوب فى غير الحرب إذا كان أزراره دِيباجًا أو ذهبًا كذا في الذّخيرة** (الفتاوى الهندية: ۵/۳۳۲، كتاب الكراهية، الباب التّاسع فى اللّبس ما يكره من ذلك و ما لايكره)

بندہ اس عبارت کا جو مطلب سمجھا ہے وہ عرض کرتا ہے، مراد اَزرارِ ذہب سے کلابتون کی گھنڈی ہے جو کپڑے کے ساتھ سلی ہوئی ہوتی ہے، نہ خالص سونے کا بٹن جو علیحدہ ہوتا ہے بہ قرینہ أزرار الدّيباج کے، اور بہ قرینہ اس کے کہ جہاں ملبوسات میں فضہ اور ذہب مذکور ہے مانند درّ مختار کے: **لا يكره علَم الثّوب من الفضّة ويكره من الذّهب** (الدرّالمختار مع الشامي: ۹/۴۳۲، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس)

---

(۱) الدرّ مع الردّ: ۹/۴۳۲، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس.

اس سے مراد کلابتون ہے، نہ خالص قطعۂ ذہب وفضہ، چوں کہ یہ تو زیور میں داخل ہوگا، اور زیور سونے چاندی کا مطلقاً مرد کے واسطے منع ہے سوائے چند اشیاء کے جو خاصہ آثار کے ساتھ ان کی رخصت ثابت ہے، اور بوتام ان مستثنیات سے نہیں ہے۔ جیسا درّ مختار اور شامی سے واضح ہے: فی الدّر المختار: ولا يتحلّى الرّجلُ بذهبٍ و فِضّةٍ مُطلقًا إلّا بخاتَمٍ و مِنطقةٍ وحِليةِ سيفٍ منها أي الفضّة إذا لم يرد به التزيُّن . و في الشّامي: قوله: (منها أي الفضّة) لامن الذّهب "دُرر" وقال في "غرر الأفكار": حال كون كلّ من الخاتم و المِنطقة و الحلية منها : أي الفضّة لورود آثار اقتضت الرّخصةُ منها في هذه الأشياء خاصّةً اهـ(الدرّالمختار والشّامي: ۹/۴۳۶ — ۴۳۷، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس)

اور أزرار الذّهب سے کلابتون کی گھنڈی مراد لی جاوے تو یہ البتہ تابع کپڑے کے ہے، بہ خلاف بوتام کے کہ یہ اس زمانے میں مستقل زیور ہوگیا ہے، چوں کہ اس کی آرائش کے واسطے بعض لوگ دو، تین، چار زنجیریں لگاتے ہیں، اور بعض زنجیر میں ذی روح کی تصویر بناتے ہیں، اور بعض گوگھریاں لگاتے ہیں؛ جو وقت تیز چلنے کے بجتی ہیں، اور بعض جواہر کا جڑاؤ اُن میں کراتے ہیں، اور پہننے کا اطلاق اُن پر کیا جاتا ہے، کہتے ہیں: ''سونے کے بٹن پہنے'' یا ''چاندی کے بٹن پہنے'' اور بوتام علیحدہ بھی کپڑے سے ہوسکتے ہیں، مانند خالص ریشمی ازار بند کے جو باوجود تابع ہونے سروال کے ناجائز ہے۔ یہ سب علامات بوتام کے مستقل زیور ہونے کے ہیں، اور اگر أزرار الذّهب میں کلابتون کی گھنڈی اور خالص سونے کا بٹن دونوں کا احتمال ہے، تو قاضی خاں کے اس قول سے: و لا رخصة للرّجل فيما يتّخذ من الذّهب والفضّة مُفضّضًا أومذهبًا ما خلا الخاتم من الفضّة و حِلية السّيف والسّلاح لرخصة جاء ت فيه اهـ (الفتاوى الخانية مع الهندية: ۳/۴۱۳، كتاب الحظر والإباحة، باب ما يكره من الثّياب والحلي والزّينة وما لايكره الخ) بٹن کا احتمال مرتفع ہوگیا، پس گھنڈی باقی رہی۔

اور اگر امور مذکورہ سے قطع نظر کر کے أزرار الذّهب سے خالص سونے کے بٹن مراد لیے جاویں جب بھی اُن کا ترکِ استعمال اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ کلمۂ لابأس سے مستفاد ہے۔ شامی کے باب مکروهات الصّلاة میں مذکور ہے: قال في النّهاية: لأن لفظ لابأس دليل على أن المستحبَّ غيرُه، لأن البأسَ الشِّدّةُ (كتاب الصّلاة: ۲/۳۷۳)

علاوہ اس کے اس زمانہ میں اکثر لوگ واسطے فخر اور زینت اور بڑائی کے پہنتے ہیں جو سبب ممانعت کا ہے، نہ واسطے اظہارِ نعمت کے، اسی واسطے اس کو اکثر علماء وصلحاء نہیں پہنتے، بلکہ اکثر جہال وفساق پہنتے ہیں۔

اب عرض یہ ہے کہ سونے چاندی کے بوتام کا جواز عبارتِ مذکورہ سے ہی ہے تو اس کی تشریح اور شبہات کا دفع مفصل فرمائیں، یا اور نصوص اور تصریحاتِ فقهيه سے اس کے جواز کی تفصیل تحریر فرماویں، تاکہ تحیر دور ہو،

اور اطمینان حاصل ہو۔

الجواب: مدّت ہوئی حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمہ اللہ کا قول کہ اس اَزرار سے مراد کلابتون کی گھنڈی ہے، بٹن اُس میں داخل نہیں، اُن کے صاحب زادے قاری عبد السلام مرحوم سے سن کر ''صفائی معاملات'' کے اس مسئلے میں مجھ کو تردّد ہو گیا ہے، اور اس وقت احتیاط کے درجے میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

(امداد الفتاوی: ۴/ ۱۳۰-۱۳۲، سونے، چاندی، پیتل لوہے، کا استعمال -عنوان: سونے، چاندی کے بٹن)

نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے درج ذیل فتوی سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کو خالص سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز نہیں ہے:

سوال (۱۵۲): شیروانی کے بٹن جن کا پیندا پیتل کا اور اوپر کا حصہ سینگ کا، اور ان کے کنارے چاندی کے پتر کی گوٹ لگی ہوتی ہے؛ جو شاید بٹن کا آٹھواں حصہ بھی نہیں ہوتی؛ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ بٹن حضور والا کو اثنائے سفر حیدر آباد میں بھی دکھائے تھے۔

الجواب: في الدّرالمختار: بعد ما ذكر حكم المُفَضَّض و شرط جواز استعماله من اتقاء موضع الفضّة ما نصّه (وحلّ الشّرب من إناء مُفَضَّض............ والرّكوب على سَرْج مُفَضَّض والجلوس على كرسي مُفَضَّض ولكن بشرط أن يُتَّقى أي يُجتنب موضعَ الفضّة ......) وكذا الإناء المضبَّب بذهب أو فضّة و الكرسى المضبَّب بهما و حِلية مرآة و مُصحَف بهما. في ردّالمحتار: قوله: (و حِلية مرآة) الّذي في المنح والهداية وغيرهما: حلقة بالقاف، قال: في الكفاية: والمراد بها اللّتي تكون حوالى المرآة لا ما تأخذ المرأة بيدها فإنّه مكروهٌ اتّفاقًا.

(الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/ ۴۱۷-۴۱۸، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

یہ چاندی کا پتر جو مثل گوٹ کے ہے، مثل حلقۂ آئینہ کے ہے؛ جس کے جوازِ استعمال کی شرط یہ ہے اس کو ہاتھ نہ لگے، اور یہ اس گوٹ میں ممکن نہیں، لہٰذا اس کا استعمال ناجائز ہے (امداد الفتاوی: ۴/ ۱۳۸، سونے، چاندی پیتل، لوہے کا استعمال، مطبوعہ: زکریا بک ڈپو دیوبند)

تانبے اور پیتل کے بٹن استعمال کرنا

سوال: (۳۱۵) تانبے، پیتل کے بٹن استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۴۱/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: مکروہ ہیں (۱) فقط

---

(۱): حضرت مفتی صاحبؒ نے تانبے، پیتل کے بٹن استعمال کرنے کو مکروہ لکھا ہے، بہ ظاہر اس کی بنیاد شامی کی یہ عبارت ہے: والتّختُم بالحديد والصّفر والنّحاس والرّصاص مكروه للرّجال ==

مردوں کے لیے گھڑی کی چین سونے چاندی کی استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۱۶) سونے کی چین جو گھڑی میں لگائی جاتی ہے یا سونے کے بٹن یا چاندی کی چین اور چاندی کا بٹن لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۶۵۷-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سونے اور چاندی کے بٹن کو درمختار میں درست لکھا ہے(۱) **لابأس بأزرار الدّيباج والذّهب** (۲) اور سونے چاندی وریشم کی چین کا بھی جواز شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے(۳)

== والنّساء الخ (ردّالمحتار: ۹/ ۴۳۸، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس) مگر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس عبارت کا مطلب یہ تحریر فرمایا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے لیے لوہا، پیتل، تانبا اور رانگ کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے، انگوٹھی کے علاوہ لوہے، پیتل، تانبے اور رانگ کا زیور عورتوں کے لیے جائز ہے، اور دلیل یہ پیش فرمائی ہے کہ نصوص میں مفہومِ مخالف معتبر نہیں، فقہاء کی روایات میں معتبر ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اس دلیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عورتوں اور مردوں کے لیے تانبے، پیتل وغیرہ کے بٹن استعمال کرنا جائز ہے — نیز علماء وصلحاء بلانکیر سونا، چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کے بٹن استعمال کرتے ہیں، علماء وصلحاء کا یہ تعامل بھی جواز پر دلالت کرتا ہے، حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا استدلال ملاحظہ فرمائیے:

سوال: (۱۴۵) بہشتی زیور میں پیتل،، رانگ، گلٹ وغیرہ کے جواز کا مسئلہ نظر سے گزرا، جزئی اس مسئلہ کی ارقام فرمائے۔

الجواب: **فی الدّرالمختار: و لا يتختّمُ إلّا بالفضّة .... فيَحرُمُ بغيرها كحجر...... و ذهب وحديد وصُفر و رَصاص و زُجاج الخ (الدرّ مع الردّ: ۹/ ۴۳۷-۴۳۸، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللّبس) وفی ردّ المحتار عن الجوهرة: التّختُم بالحديد والصّفر والنّحاس والرّصاص مكروه للرّجال والنّساء الخ (ردّالمحتار: ۹/ ۴۳۸، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس) قلت: و قد تقرّر في محلّه أن مفاهيم الرّوايات حجةٌ.** بناء بر جزئی وکلی مذکورین کے ثابت ہوا کہ بجز انگشتری کے دوسرا زیور، حدید (لوہا) وصفر (پیتل) ونحاس (تانبا) ورصاص (رانگ) کا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ (امداد الفتاوی: ۴/ ۱۳۵-۱۳۶، سونے، چاندی، پیتل، لوہے کا استعمال، مطبوعہ: زکریا، دیوبند)

(۱): اس مسئلے میں اختلاف ہے، اور اصح عدم جواز ہے دیکھئے سوال (۳۱۴) کا اضافہ۔۱۲

(۲) **الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/ ۴۳۲، كتاب الحظر والإباحة — فصل في اللّبس.**

(۳): مگر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاوی میں تحریر فرمایا ہے کہ ''جس گھڑی کا کیس چاندی کا ہو اس کا استعمال جائز نہیں قیاسًا علی المرآة من الفضّة (امداد الفتاوی: ۴/ ۱۳۳، سونے، چاندی، پیتل، لوہے کا استعمال) اسی طرح گھڑی کی چین کو کیس پر قیاس کرتے ہوئے ناجائز قرار دینا اصح معلوم ہوتا ہے۔ محمد امین پالن پوری

بقی الکلام في بَنْدِ الساعة الذی تربط به و یُعَلِّقه الرجل بِزِرِّ ثوبه، والظّاهر أنّه کبَنْدِ السُّبْحة الّذي تُرْبط به إلخ(۱)

سوال: (۳۱۷) مردوں کے لیے سونے چاندی کے بٹن اور گھڑی کی چین کا استعمال کیسا ہے؟ (۲۱۵۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مردوں کے لیے چاندی سونے کے بٹن اور گھڑی کی چین کا استعمال جائز ہے(۲) درمختار میں ہے: ولابأس بأزرار الدّیباج والذّهب إلخ(۳) اور شامی میں ہے:

بقی الکلام في بَنْدِ السَّاعة الّذي تُرْبَط به ویُعَلِّقه الرّجل بِزِرِّ ثوبه . والظّاهر أنّه کَبَنْدِ السُّبْحَة الّذي تُرْبَط به إلخ (۱)

مردوں کو سونے چاندی کی زنجیر والے بٹن لگانا

سوال: (۳۱۸) سونے چاندی کے بٹن معہ زنجیر لگانا مرد کے واسطے کیسا ہے؟ (۲۲۲۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درست ہیں(۴) کما في الدرّالمختار: ولابأس بأزرار الدّیباج والذّهب (۵)

(۱) الشّامي: ۴۳۱/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس .

(۲) اصح یہ ہے کہ مردوں کو سونے چاندی کے بٹن اور گھڑی کی چین استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔۱۲ محمد امین پالن پوری

(۳) الدرّالمختار مع الشّامي : ۴۳۲/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس .

(۴) اصح یہ ہے کہ درست نہیں، احسن الفتاوی میں ہے:

سوال: ایک عالم مرد کے لیے سونے، چاندی کے بٹن جائز بتاتے ہیں، اور ''فتاوی رشیدیہ'' کا حوالہ دیتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ بینوا، توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب: جائز نہیں۔ قال الحصکفیّ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ : لا بأس بأزرار الدّیباج والذّهب (الدّر مع الشّامی: ۴۳۲/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس) بعض نے اس سے سونے کے بٹنوں کا جواز سمجھا ہے جو صحیح نہیں، اس لیے کہ اَزرار گھنڈی کو کہتے ہیں، بٹن کو نہیں، گھنڈی کپڑے کے تابع ہوتی ہے، بٹن تابع نہیں، اس لیے سونے یا چاندی کے تار کی گھنڈی جائز ہے؛ بٹن جائز نہیں واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی: ۷۰/۸، کتاب الحظر والإباحة – احکام لباس وزینت، عنوان: مرد کے لیے سونے، چاندی کے بٹن، مطبوعہ: زکریا بک ڈپو دیوبند)

(۵) الدرّ مع الردّ : ۴۳۲/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس .

اور زنجیر تابع ہے لہٰذا وہ بھی درست ہے۔ فقط

مردوں کو موتی وغیرہ جواہرات پہننا حرام ہے

سوال: (۳۱۹) مرد کو سچے موتی یا جواہرات: عقیق وفیروزہ وغیرہ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں بعد نقل اختلاف کے ہے: **فالمعتمد في المذهب حرمة لبس اللؤلؤ ونحوه على الرّجال لأنّه من حلی النّساء إلخ** (۱) یعنی معتبر مذہب یہ ہے کہ مردوں کو موتی وغیرہ جواہرات پہننا اور استعمال کرنا حرام ہے۔

مردوں کو صرف ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگوٹھی پہننا درست ہے

سوال: (۳۲۰) مرد کو تولہ بھر کی انگوٹھی پہننی جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: چاندی کی انگوٹھی تولہ بھر کی مردوں کو پہننا ناجائز اور حرام ہے، صرف ایک مثقال کے برابر یعنی ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگوٹھی مہر کی مردوں کو درست ہے۔ **کذافي الدرّ المختار** (۲)

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے

سوال: (۳۲۱) انگشتری نقرئی وطلائی پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس وزن تک؟ (۲۱۹۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: انگشتری طلائی مردوں کو پہننا درست نہیں ہے، اور انگشتری نقرئی جس میں مہر ہو بوزن ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ تک درست ہے، لیکن جن لوگوں کو ضرورت مہر لگانے کی نہیں ہے ان کے لیے ترک بہتر ہے (۳)

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي : ۵۱۵/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

(۲) قوله (ولا يزيده على مثقال) وقيل : لايبلغ به المثقال. ذخيرة (الشّامي: ۴۴۰/۹، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في اللّبس) (۳) التَّختُّم إنّما يكون سنّةً إذا كانت له حاجةٌ إلى التّختّم بأن كان سلطانًا أو قاضيًا، أمّا إذا لم يكن محتاجًا إلى التّختّم فالتّرك أولى (الفتاوى السّراجية، ص: ۳۲۹، كتاب الكراهية والاستحسان، باب اللّبس، المطبوعة: مكتبة الإتحاد ديوبند)

سوال: (۳۲۲) مردوں کو سونا اور روپیہ (چاندی) کی انگوٹھی وغیرہ کس مقدار تک استعمال کرنا چاہیے؟ (۱۴۲۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مردوں کو سونے کی انگوٹھی تو درست ہی نہیں ہے اور چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال تک درست ہے۔ فقط

مستورات کو ناک میں زیور پہننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۲۳) نتھ، بلاق (۱) کیل وغیرہ جو عموماً ہندوستان میں مستورات ناک میں پہنتی ہیں، اگر بہ طور زینت کے ہوں تو شرعی فتویٰ کیا ہے؟ شرک وبدعت تو معلوم نہیں ہوتا، بہ ظاہر تو مباح معلوم ہوتا ہے۔ (۴۱۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: بہ طور زینت کے فقہاء نے ان چیزوں کو جائز فرمایا ہے (۲) اور اگر مبنیٰ ان زیورات کے استعمال کا کوئی دوسرا امر ہے اور رسوم کفار کا اتباع ہے، تو اس کی حرمت میں شک نہیں۔ فقط

عورتوں کا ناک کان چھیدنا اور ان میں زیورات پہننا

سوال: (۳۲۴) عورتوں کا کان اور ناک چھیدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کان اور ناک چھیدے ہوئے تھے یا نہیں؟ (۹۱۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث بخاری ومسلم میں ہے: ثمّ أتی النّساء فوعظهنّ وذكرهنّ وأمرهنّ بالصّدقة فرأيتهنّ يُهْوِيْنَ إلى آذانهنّ وحلوقهنّ يدفعنَ إلى بلالٍ الحديث. أي حليهن من القرط والقلادة (۳) (لمعات) اس حدیث سے کانوں کا زیور زمانۂ آنحضرت ﷺ میں

---

(۱) نتھ اور بلاق: ناک میں پہننے کا ایک زیور —— کیل: ناک میں پہننے کا زیور جو لونگ کی شکل کا ہوتا ہے۔ (فیروز اللغات)

(۲) و هل يجوز الخِزَامُ في الأَنْفِ؟ لم أره اور شامی میں ہے: قوله: (لم أرهُ) قلت: إن كان مما يتزيّن النّساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثَقْبِ القُرْطِ اهـ ط و قد نصّ الشّافعية على جوازه. مدني (الدرّ والردّ: ۵۱۶/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ...... وسئل ==

صحابیات کے کانوں میں ہونا ثابت ہوا، اور جب کانوں کا زیور ثابت ہوا تو چھیدنا کانوں کا بھی ثابت ہوا، رہا ناک کا چھیدنا اس کی نسبت درمختار میں یہ ہے: و هل يجوز الخِزَامُ في الأَنْفِ؟ لم أرهُ اور شامی میں ہے: قوله: (لم أرهُ) قلت: إن كان مما يتزيّن النّساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كَثَقْبِ القُرْطِ اهـ ط و قد نصّ الشّافعية على جوازه. مدني (۱) (شامي) (۵/۲۷۰، الحظر و الإباحة) پس اس عبارت شامی سے اس کا جواز معلوم ہوا۔ فقط

سوال: (۳۲۵) کان اور ناک چھیدنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: کتب فقہ سے بہ ظاہر جواز اس کا معلوم ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے: ولا بأس بِثَقْبِ أذنِ البنت الخ (۱) وفي الحديث ما يدلّ على هذا (۲) وهل يجوز الخِزَامُ في الأنف ؟ لم أرهُ (درمختار) قال في الشّامي: قلت: إن كان مما يتزينّ النّساءُ به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كَثَقْبِ القُرْطِ اهـ ط. وقد نصَّ الشّافعية على جوازه. مدني (۳) فقط

سوال: (۳۲۶) عورتوں کو ناک بندھوانا اور نتھ یا بلاق پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وهل يجوز الخِزَامُ في الأنف؟ لم أره الخ . ترجمہ: اور کیا درست ہے نتھ وغیرہ ناک میں؟ میں نے اس کو کہیں نہیں دیکھا، اس پر علامہ شامی نے طحطاوی سے نقل فرمایا: قلت: و إن كان مما يتزينّ النّساءُ به كما هو في بعض البلاد، فهو فيها كَثَقْبِ القُرْطِ. ط وقد نصّ الشّافعية على جوازه. مدني (۳) (شامي) اس کا حاصل یہ ہے کہ جن بلاد میں نتھ کی عادت ہے اور زینت میں داخل ہے وہاں جائز ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جائز ہے۔ فقط

== ابن عباس أشَهِدتَّ مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم العيد؟ قال : نعم ، خرج رسول الله صلّى الله عليه وسلم فصلّى ثم خطب .... ثم أتى النّساء فوعظهنّ الحديث. وبين السّطور تحت قوله صلّى الله عليه وسلّم آذانهنّ وحلوقهنّ أي حليهنّ من القرط والقلادة، لمعات (مشكاة المصابيح، ص: ۱۲۵، كتاب الصّلاة، باب صلاة العيدين، الفصل الأوّل)

(۱) الدرّ والردّ: ۹/۵۱۶ ، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع .

(۲) اس حدیث کی تخریج سابقہ سوال میں گزر چکی ہے۔

(۳) الدرّالمختار والشّامي: ۹/۵۱۶، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع .

پازیب وغیرہ زیورات کا حکم

سوال: (۳۲۷) زیورات میں عورتوں کو کس زیور کا استعمال ممنوع ہے؟ خصوصًا پازیب جس میں گھونگرو نہ ہوں اور آواز چلنے سے نہ نکلے، چھڑے جو پازیب کے اوپر پہنے جاتے ہیں چلنے سے قدرے آواز معلوم ہوتی ہے، جھانور جس میں آواز چلنے سے مانع نہ ہو، آرسی آئینہ دار(۱) درست ہیں یانہیں؟ (۲۵۰۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جس زیور میں گھونگرو اور باجا نہ ہو اس کا استعمال عورتوں کو درست ہے، پازیب بلا آواز و بلا باجا اور جھانور بلا باجا اور چھڑے وغیرہ درست ہیں، اور آرسی آئینہ دار درست نہیں ہے(۲)

سونے چاندی کے سوا کس کس چیز کا زیور پہننا درست ہے؟ اور عورتوں کو کیسا لباس پہننا چاہیے؟

سوال: (۳۲۸) عورتوں کو چاندی سونے کے سوا کس کس چیز کا زیور پہننا درست ہے؟ عورتوں کو کرتا میں چاک کھولنا اور گریبان بٹن کا کرنا اور کف لگانا اور گریبان اور کف میں بٹن لگانا درست ہے یانہیں؟ اور عورتوں کو کرتا کتنا نیچا پہننا چاہیے؟ اور عورتوں کو صدری پہننا کیسا ہے؟ (۱۰۱۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شامی میں جوہرہ سے منقول ہے: والتّختّم بالحديد والصّفر والنّحاس

---

(۱) آرسی آئینہ دار: ایک زیور جو عورتیں ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنتی ہیں، اس میں شیشہ جڑا ہوتا ہے۔
(فیروز اللغات)

(۲) عن عامر بن عبدالله قال: علي بن سهل بن الزّبير أخبره أنّ مولاةً لهم ذهبت بابنة الزّبير إلى عمر بن الخطّاب رضي الله عنه وفي رِجلها أجراس فقطعها عمر، ثم قال: سمعتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: إنّ مع كلّ جرسٍ شيطانًا.

و بُنَانة مولاةِ عبدالرحمن بن حسّان الأنصاري عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: بينما هي عندها إذ دُخِل عليها بجارية وعليها جلاجل يصوِّتْن، فقالت لا تدخِلْنَها عليّ إلّا أن تقطعوا جلاجلها، وقالت: سمعتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: لا تدخل الملائكة بيتًا فيه جَرَس (سنن أبي داوٗد: ص:۵۸۱، كتاب الخاتم، باب ما جاء في الجلاجل)

والرّصاص مکروہ للرّجال والنّساء الخ (۱) یعنی انگوٹھی بنانا لوہے اور پیتل اور تانبے اور رانگ کی مکروہ ہے مردوں اور عورتوں کو، پس معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا زیور اور انگوٹھی چھلاّ وغیرہ عورتوں کو بھی مکروہ ہے (۲) عورتوں کو کرتا میں چاک کھولنا اور گریبان میں آگے کو شق کرنا اور بٹن لگانا اور کف لگانا اور صدری پہننا سب درست ہے، پردہ ہونا چاہیے، اور کرتا کے نیچے ہونے کی کچھ تحدید نہیں ہے، ستر ہو جانا چاہیے۔

پیتل، لوہے وغیرہ کے زیور پر سونے چاندی کا ملمع ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۲۹) اگر پیتل و لوہے وغیرہ کے زیور پر سونے یا چاندی کا ملمع ہو تو اس کا استعمال عورتوں کے لیے کیسا ہے؟ (۲۱۵۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر پیتل یا لوہے وغیرہ کے زیور پر سونے یا چاندی کا ملمع ہو تو اس کا استعمال عورتوں کے لیے جائز ہے، شامی میں ہے: **لابأس بأن یتّخذ خاتم حدید قد لوی علیه فضّة وألبس بفضّة حتّی لا یری تاتر خانیة** (۳)

عورتوں کو شیشہ اور کانچ کی چوڑیاں پہننا درست ہے

سوال: (۳۳۰) کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید

---

(۱) ردّالمحتار: ۴۳۸/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.

(۲) فتاویٰ رشیدیہ اور بہشتی زیور میں عورتوں کے لیے ان چیزوں کا زیور پہننا جائز لکھا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: زیور پیتل، تانبا وغیرہ کا عورتوں کو پہننا درست ہے یا نہیں؟

جواب: زیور سب قسم کا عورتوں کو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: عورتوں کو سوائے سونے چاندی کے اور دوسری چیزوں کے زیورات پہننا جائز ہیں یا نہیں؟

جواب: عورتوں کو سب قسم کا زیور پہننا جائز ہے، بہ شرطیکہ اس میں مشابہت کسی بد دین کی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رشیدیہ: ص: ۵۹۴–۵۹۵، کتاب: جواز وحرمت کے مسائل، مطبوعہ: جسیم بک ڈپو، دہلی)

نیز بہشتی زیور میں ہے: چاندی، سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے، جیسے پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ، مگر انگوٹھی سونے، چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں (اختری بہشتی زیور، تیسرا حصہ، ص: ۶۲، لباس اور پردے کا بیان، مسئلہ نمبر: ۵)

(۳) الشّامي: ۴۳۹/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.

کہتا ہے کہ شیشہ کی چوڑیاں پہننی جائز نہیں اور عمر کہتا ہے کہ جائز ہیں، اور زید استدلال پکڑتا ہے کہ شیشہ کی چوڑیاں بجتی ہیں، اور دیہات میں رواج ہے کہ عورتیں چوڑیاں ہاتھ بھر کر پہنتی ہیں، اس واسطے زیادہ آواز ہوتی ہے، اور عمر کہتا ہے کہ کیا بجنا صرف ان ہی چوڑیوں پر منحصر ہے، چونکہ جس زیور سے خواہ چاندی کا ہو یا سونے کا جس سے صوت ظاہر ہو کر غیر مردوں تک پہنچاوے گی وہ حرام ہوگا۔ بینوا توجروا (۳۲۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شیشہ اور کانچ کی چوڑیاں عورتوں کو پہننا درست ہے، زید کا قول اور استدلال غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سونے چاندی کی کمانی کا چشمہ استعمال کرنا درست نہیں

سوال: (۳۳۱) سونے چاندی کی کمانی کا چشمہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۵۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سونے چاندی کی کمانی کا چشمہ لگانا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **وكره الأكل والشّرب والإدهان والتّطيب من إناء ذهب وفضّة للرّجل والمرأة ………… وكذا يكره الأكل بملعقة الفضّة والذّهب والاكتحال بميلهما وما أشبه ذلك من الاستعمال كمكحلة ومرآة وقلم و دواة ونحوها** (۱) فقط

سوال: (۳۳۲) چشمہ سنہرا جس کی کمانی سونے کی ہو یا سونے کے پانی کی قلعی ہو جیسے انگریزی چشمہ کی کمانی جس کو عرف میں گولڈ روڈ (Gold road) کہتے ہیں مردوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۶۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسی عینک جس کی کمانی سونے کی ہو مردوں کو بلکہ عورتوں کو بھی استعمال کرنا درست نہیں ہے، اور اگر صرف اس پر پانی سونے کا ہے تو درست ہے۔ فقط

پلنگ کے پایوں پر چاندی کا خول چڑھانا

سوال: (۳۳۳) پلنگ کے پایے لکڑی کے ہوں اور ان پر چاندی کا خول بنوا کر چڑھا دیا

(۱) الدرّ المختار مع الردّ: ۴۵۱/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

جاوے تو ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ یہ صورت خول کی از قسم مُفَضَّض یا مُضَبَّب ہوگی یا نہیں؟
(۲۰۷۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر کل پایہ پر خول چاندی کا چڑھا دیا گیا تو وہ کل پایہ چاندی کا ہے، استعمال اس کا ناجائز ہے۔ ولایخفی أن الکلام في المفضّض و إلا فالّذي کلّه فضّة یحرم استعماله بأي وجه کان کما قدّمناه ولو بلا مس بالجسد (۱)(وحلّ الشّرب من إناء مفضض أي مزوّق بالفضّة) کذا في المنح وفسّره الشمنی بالمرصع بها (۲) غرض یہ ہے کہ جس پایہ کے کل پر خول چاندی کا ہے تو کل پایہ چاندی کا کہلایا جاوے گا، مُفَضَّض اور مُضَبَّب کے حکم میں نہیں ہے۔ فقط

سونے چاندی کی سرمہ دانی اور آئینہ کا حکم

سوال: (۳۳۴) سرمہ دانی اور آئینہ وغیرہ سونے چاندی کا مردوں اور عورتوں کو استعمال کرنا کیسا ہے؟ (۵۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: سرمہ دانی اور آئینہ وغیرہ سونے چاندی کا مردوں اور عورتوں دونوں کو حرام ہے۔ درمختار و شامی میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ حدیثِ ممانعت آئینۂ ذہب وفضہ کی مطلق ہے، مرد وعورت کی اس میں تخصیص نہیں، زیور کی خصوصیت عورتوں کے لیے ثابت ہوگئی ہے۔ وکره الأکل والشّرب والإدهان والتّطیب من إناء ذهب وفضّة للرّجل والمرأة لإطلاق الحدیث. وکذا یکره الأکل بملعقة الفضّة والذّهب والاکتحال بمیلهما وما أشبه ذلك من الاستعمال .

قوله: (لإطلاق الحدیث) هوماروی عن حذیفة رضي اللّٰه عنه أنّه قال: سمعت رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم یقول: لا تلبسوا الحریر ولا الدّیباج ، ولا تشربوا في آنیة الذّهب والفضّة، ولا تأکلوا في صِحافها، فإنّها لهم في الدّنیا ولکم في الآخرة رواه البخاري(۳) فقط

---

(۱) ردّالمحتار: ۴۱۸/۹، أوائل کتاب الحظر والإباحة .
(۲) الدرّالمختار والردّ: ۴۱۷/۹، أوائل کتاب الحظر والإباحة .
(۳) الدرّالمختار وردّالمحتار: ۴۱۵/۹، أوائل کتاب الحظر والإباحة .

سونے چاندی کے نب والا قلم اور دوات استعمال کرنا درست نہیں

سوال: (۳۳۵) قلم کے آگے سنہری نب ہوتا ہے، جس میں علی العموم ۱۴ حصہ وزنی سونا اور ۱۰ حصہ وزنی دوسری دھات ہوتی ہے، نب کے سرے پر ایک اور نہایت سخت قیمتی دھات ہوتی ہے جو دیر سے فرسودہ (کہنہ) ہوتی ہے، چونکہ ایک ہی نب کئی سال کام آتا ہے، سونے کی ملاوٹ صرف اس واسطے ہوتی ہے کہ کوئی اور سستی دھات نہیں ملتی جسے سیاہی زنگ آلودہ نہ کرے، تَـرَفُّـہ اور تفاخر کا شائبہ نہیں، قلم کی ضرورت فقط یہ ہے کہ اس سے وقت بہت بچ جاتا ہے، روشنائی اندر سے آتی ہے۔ میں نے حدیث اور فتاوی بہت سے دیکھے ہیں، عدم جواز پر دل مطمئن نہیں ہوتا، کیونکہ سونے کا استعمال ضرورۃً ہے نہ تفاخراً، لیکن استفتاء کر رہا ہوں نہ افتاء، کسی دلیل سے بحث نہیں کرتا، خود تو میں نے استعمال چھوڑ بھی دیا ہے، لیکن دوسروں کو منع کرنے سے جھجکتا ہوں، کیونکہ میرے دل میں شک ہے۔ (۵۲۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اولاً معلوم کرنا چاہیے کہ یہ قاعدہ مسلمہ اور مصرح بہا ہے کہ غالب فضہ بہ حکم فضہ ہے اور غالب ذہب بہ حکم ذہب ہے (۱) **لأن لـلأ كثـر حكم الكل** (۲) اور یہ بھی مسلم ہے کہ چاندی اور سونے کا برتن اور سرمہ دانی اور سلائی اور چمچہ و پیالہ وقلم ودوات وغیرہ سب حرام ہیں، عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی (۳) عورتوں کے لیے صرف زیور کی اجازت ہے، دیگر اشیائے استعمالی سونے چاندی کی کسی کے لیے درست نہیں ہیں اور یہ بھی شامی میں تصریح ہے کہ یہ جو شرعًا اجازت ہے کہ تلوار کے قبضہ اور لگام اور زین اور کرسی وغیرہ پر اگر سونا و چاندی لگا ہوا ہو تو استعمال ان اشیاء کا درست ہے بہ شرطیکہ ان مواقع کو نہ چھوئے جن پر چاندی و سونے کا کام ہے (۴) تو یہ حکم خاص اس صورت میں ہے

---

(۱) وغـالـب الـفضّة والذّهب فضّة وذهب إلخ (الـدرّالـمختار مع الشّامي: ۲۱۱/۳، كتاب الزّكاة ــ باب زكاة المال)

(۲) ردّالمحتار مع الشّامي: ۳۵۶/۹، أوائل كتاب الذّبائح .

(۳) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۱۵/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۴) و حـلّ .... الـرّكـوب عـلـى سَـرْج مُـفَضَّض والجلوس على كرسي مُفضَّض ولكن بشـرط أن يُتَّـقـى أي يُـجتـنـب مـوضـعُ الفضّة .... وكذا الإناء المضبب بذهب أو فضّة والكرسي المضبب بهما وحِلية مِرآة ومصحف بهما، كما لو جله أي التفضيض ==

کہ چاندی سونے کا کام اوپر ہوا ہو اور اندر لوہا وغیرہ ہو، اور جب کہ وہ کل چیز سونے یا چاندی کی بنی ہوئی ہو تو استعمال اس کا ہر حال حرام ہے، خواہ اس جگہ کو ہاتھ لگے یا نہ لگے۔ **قال في الشّامي: ولايخفى أن الكلام في المفضض و إلاّ فالّذي كلّه فضّة يحرم استعماله بأي وجه كان إلخ** (۱) پس جب یہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ نب قلم کا جو ایک مستقل چیز ہے اگر وہ سونے کا بنا ہوا ہو، یا اس چیز سے کہ اکثر اس میں سونا ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے کہ ۱۴ حصہ سونا اور ۱۰ حصہ دوسری دھات ہوتی ہے، تو استعمال اس نب کا حرام ہے، درمختار میں ہے: **وكره الأكل والشّرب والإدهان والتّطيب من إناء ذهب و فضّة للرّجل والمرأة لإطلاق الحديث وكذا يكره الأكل بملعقة الفضّة والذّهب والاكتحال بميلهما وما أشبه ذلك من الاستعمال كمكحلة ومرآة وقلم ودواة ونحوها إلخ** (۲) فقط

سوال: (۳۳۶)...... (الف) سونے چاندی کے نب قلم میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) چاندی سونے کے قلم دوات سے مرد یا عورت کو لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) جائز نہیں ہے۔

(ب) جائز نہیں ہے۔ **ويكره للذّكر والأنثىٰ الكتابة بالقلم المتّخذ من الذّهب أو الفضّة أو من دواة كذلك إلخ** (۳) (درّمختار) فقط

سونے کے دانت لگوانا

سوال: (۳۳۷)...... (الف) سونے کے دانت لگوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(ب) نیز غسل کی حالت میں دانت سونے کے چڑھے رہنے میں کوئی مانع غسل تو نہیں؟

(۱۱۶۲/۱۳۳۸ھ)

== في نَصْل سيف وسكين أو في قَبضتهما أو لجام أو ركاب ولم يضع يده موضع الذّهب والفضّة (الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/۴۱۷–۴۱۸، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

(۱) ردّالمحتار: ۹/۴۱۸، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/۴۱۵، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۳) الدرّمع الردّ: ۹/۵۱۶، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

الجواب: (الف۔ب) چاندی کے دانت بنوانا بالاتفاق درست ہیں اور سونے کے دانت بنوانا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہیں اور باوجود دانتوں کے رہنے کے غسل صحیح ہے، شامی میں ہے: وفي التّاتر خانية: و على هذا الاختلاف إذا جدع أنفه أو أذنه أو سقط سنه ، فأراد أن يتّخذ سنا آخر، فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضّة فقط وعند محمّد من الذّهب أيضًا اهـ(١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (٣٣٨) زید کہتا ہے کہ سونے کے دانت لگانا جائز ہے اور ترمذی شریف کی حدیث سے استدلال کرتا ہے، یہ شرعًا صحیح ہے یا نہیں؟ (١٣٤٢/٢٥٩٤ھ)

الجواب: شامی میں ہے: وعلى هذا الاختلاف إذاجدع أنفه أو أذنه أو سقط سنه، فأراد أن يتّخذ سنًا آخر، فعند الإمام يتّخذ ذلك من الفضّة فقط وعند محمّد من الذّهب أيضًا اهـ (١) اس سے معلوم ہوا کہ اس میں امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا اختلاف ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چاندی کا دانت بنایا جائے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سونے کے دانت کی بھی اجازت دیتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ سونے کا دانت بنانے کی بھی گنجائش ہے، مگر احوط یہ ہے کہ چاندی کا بنائے۔ فقط

سوال: (٣٣٩) سونے کے دانتوں کے متعلق فقہاء نے جواز کہیں نہیں لکھا، البتہ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کے تار سے دانتوں کو باندھنا جائز ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ (١٣٤٥/٦٣٦ھ)

الجواب: علامہ شامی وغیرہ کا رجحان سونے کے دانت کے جواز کی طرف ہے۔ درمختار میں اس میں اختلاف نقل کیا ہے: ولايشد سنه المتحرّك بذهب بل بفضّة وجوّزهما محمّد إلخ (٢) (درمختار) اور شامی میں ہے کہ وظاهر كلامه جواز الأنف منهما اتفاقًا إلخ(٢) پس بناءً علیہ اس کے جواز پر فتوی دیا جاتا ہے۔

سوال: (٣٤٠) سونے کے دانت کسی ضرورت سے لگانے جائز ہیں یا نہیں؟ (١٣٤٧-٤٦/٣١٨٥ھ)

---

(١) ردّالمحتار: ٤٤١/٩ كتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس .
(٢) الدرّ مع الردّ: ٤٤٠/٩–٤٤١ كتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس .

الجواب: درمختار کتاب الحظر والإباحۃ میں ہے: **ولا یشد سنه المتحرك بذهب بل بفضّة وجوّزهما محمّد إلخ** (۱) اور شامی میں تاتارخانیہ سے منقول ہے: **فعند الإمام یتّخذ ذلك من الفضّة فقط وعند محمّد من الذّهب أیضًا إلخ** (۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دانت ہلتے ہوں تو ان کو چاندی سے باندھنا چاہیے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے سے باندھنا بھی جائز ہے، بہرحال اگر ضرورت ہو تو سونے سے باندھنا اور سونے کی کمانی دانتوں میں لگانا جائز ہے۔

گھوڑے بیل وغیرہ کو سونا چاندی کا زیور پہنانا

سوال: (۳۴۱) گھوڑے بیل وغیرہ کو سونے چاندی کا زیور پہنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۹۲۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: چاندی کا جائز ہے سونے سے احتراز کرے۔ **لأن ما حرم لبسه............حرم إلباسه** (۲) (درّمختار)
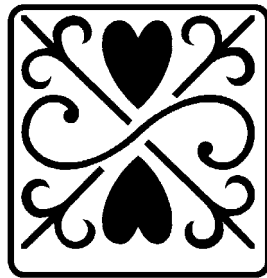
(۱) الدرّ مع الردّ: ۹/۴۴۰–۴۴۱ کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.

(۲) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۹/۴۴۲، کتاب الحظر والإباحة – فصل في اللّبس.

پردہ اور ستر کے احکام

پردہ کی شرعی حیثیت اور اہمیت

سوال: (۳۴۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ پردے کا مسلمانوں میں کب حکم ہوا؟ اور عمل درآمد کب ہوا؟ مفصل قرآن شریف وحدیث نبوی سے ثابت کیا جاوے؟

دیگر آں کہ آج کل پردہ کا مسلمانوں میں ضعف ہے، اور دن بہ دن غیر قوموں کے میل جول سے پردہ کا ــــ جو مسلمانوں کے لیے مستحکم چیز تھی اور اپنی شان اور ناموس کی عفت اور پاک دامنی کا خیال کرتے تھے ــــ اب تنزل ہے، یہی چیز ہے کہ مسلمانوں میں اب تک اس کا یعنی پردہ کا خیال کسی قدر ہے، اور اہل پنجاب تو عموماً پردہ کی طرف سے نہایت بے پرواہیں، اللہ تعالیٰ توفیقِ نیک عطا فرمائے۔ آمین بینوا توجروا (۵۰۸/ ۲۹-۱۳۳۰)

الجواب: پردے کے متعلق ایک تحریر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز کی ہے، اس کی کسی قدر عبارت لکھ دینا کافی ہے، جب وہ رسالہ (۱) طبع ہوکر شائع ہوجائے گا اس سے مکمل تحقیق پردے کی ان شاء اللہ پوری ہوجاوے گی، اور مخالفین کے شکوک وشبہات کا جواب بہ احسنِ وجوہ معلوم ہوجاوے گا، سردست عبارت ذیل پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۱۳)

---

(۱) یہ رسالہ "لطائف رشیدیہ" کے نام سے شائع شدہ ہے، اور مفتی صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس کی تصحیح ہم نے لطائف رشیدیہ سے کی ہے، اور آخر میں صفحہ اور باب کا حوالہ بھی درج کردیا ہے۔ ۱۲

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿ یٰٓاَ یُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ الآیة ﴾ (سورۂ احزاب، آیت: ۵۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محل فتنہ میں مطلقًا مُنہ ڈھکنے کا صاف حکم دیدیا ہے، چنانچہ صاحبِ کشاف اس کے معنی لکھتے ہیں: ﴿ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ﴾ یرخینها علیهنّ و یغطّین بها وجوههنّ وأعطافهنّ (۱) پس اس سے مثل آفتاب کے روشن ہوگیا کہ قرار فی البیوت عامۂ مؤمنات پر فرض ہے، اور گھر سے نکلنا موجبِ معصیت ومحلِ اندیشہ وفتنہ وفساد ہے کہ غضِّ بصر اس حالت میں سخت دشوار ہے، اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: المرأة عورةٌ فإذا خرجت استشرفها الشّیطان (۲) یعنی عورت سراپا ستر ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ منتظرِ اصدار معاصی رہتا ہے، اس حدیث میں آپ نے تمام بدنِ عورت کو عورت (ستر) فرمایا، اور کسی عضو کا استثناء نہیں فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ سب بدن اس کا عورت ہے، اور فرمایا کہ مطلقًا اس کے خروج پر شیطان کو استشراف ہوتا ہے کہ اس سے عورت کو اور لوگوں کو اس کے ذریعہ سے معصیت میں ڈالے، اور خروج کو مقید کسی قید کے ساتھ نہیں کیا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ نظر کرنا مرد کا عورت کی طرف اور عورت کا مرد کی طرف محل اندیشہ ہے، چنانچہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں وارد ہے: عن أمّ سَلَمَةَ رضي اللّٰهُ عنها قالت: کنتُ عند النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم، وعنده مَیمُونةُ فأقبلَ ابنُ أمّ مکتومٍ رضي اللّٰه عنه وذلك بعد ما أمِرْنَا بالحجابِ فقال: احْتَجِبَا منه، فقلنا: یا رسول اللّٰه! ألیس أعمی لا یُبْصِرُنَا وَلَا یَعْرِفُنَا؟! فَقَالَ النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم: أ فَعَمْیَاوَانِ أنتُما؟ ألستُمَا تُبْصِرَانِهِ؟ (۳) یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تشریف لائے —— یہ قصہ پردے کی فرضیت کے بعد

(۱) الکشّاف عن حقائق غوامض التّنزیل للزمخشري رحمة اللّٰه علیه: ۵۶۰/۳، المطبوعة: دارالکتاب العربي – لبنان، بیروت.

(۲) عن عبداللّٰه رضي اللّٰه تعالیٰ عنه عن النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال: المرأة عورة الحدیث (جامع التّرمذي: ۲۲۲/۱، أبواب الرّضاع – بابٌ)

(۳) سنن أبي داوٗد: ص: ۵۶۸، کتاب اللّباس – باب في قوله تعالیٰ: ﴿ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ﴾

کا ہے ـــــ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ اس سے پردہ کرو اور آڑ میں ہو جاؤ، میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں کہ نہ ہم کو دیکھے نہ پہچانے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اندھا ہے تم تو اندھی نہیں ہو، تم تو دیکھتی ہو اس کو؟! انتھٰی.

الحاصل اس صورت میں دیکھو کہ کس طرح آپ ﷺ نے مرد کی طرف مستورات کے نظر کرنے سے تحذیر فرمائی، اور نیز لفظ ﴿اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ﴾ (سورۂ احزاب، آیت: ۵۹) سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف اس کا جاننا کہ یہ فلاں عورت ہے باعث فتنہ ہے اگر چہ چہرہ نہ دیکھے، چنانچہ وَلَا یَعْرِفُنَا اس پر عذر میں پیش کرنا صاف دلیل ہے، اور جب ازواج مطہرات کو بہ حضور رسول اللہ ﷺ مرد کی طرف دیکھنے میں اندیشہ تھا، اور وہ دیکھنا حضرت ﷺ نے ناجائز رکھا تو کوچہ و بازار کا نظارہ باہمی عامہ مرد و زن کیا کچھ موجب فساد ہوگا؟! خصوصاً جب کہ حسبِ عادت ہر دو فریق لباسِ آراستہ کے ساتھ نکلیں۔

حضرت ﷺ فرماتے ہیں: كل عين زانية، والمرأة إذا استعطرت فمرّت بالمجلس فهي كذا و كذا يعني زانية (۱) یعنی ہر آنکھ زنا کار ہے اور جو عورت خوشبو لگا کر مجلسِ رجال پر گذرے وہ بھی زانیہ ہے، اور مثل اس کے بہت سی احادیث ہیں کہ جن سے ممانعت خروج نساء کی ثابت ہوتی ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ جب خروج نساء کا بہ نظر سیر و تماشا ہوگا تو زینت کے ساتھ ہوگا؛ نہ پھٹے پرانے کپڑوں میں اور میلے سڑے لباس میں، چنانچہ باہر پھرنے والی عورتوں کا حال خود مشاہد ہے(۲) انتھٰی ما قال رحمه الله. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پردۂ شرعی اور نامحرم کی تعریف

سوال: (۳۴۳)......(الف) پردۂ شرعی کس کو کہتے ہیں؟

(ب) چند عورتیں ہیں جب ان کے شوہر کے قریبی رشتہ دار گھر میں آتے ہیں تو ان کے گھر کی

---

(۱) عن أبي موسىٰ رضي الله تعالىٰ عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: كل عين الحديث (جامع التّرمذي: ۲/۱۰۷، أبواب الآداب — باب ما جاء في كراهية المرأة متعطّرة)

(۲) لطائف رشیدیہ، ص ۳۷-۳۸، مسئلہ اثبات پردہ مروجہ شرفائے ہند از کتاب وسنت ۱۲

عورتیں گھونگھٹ کرلیتی ہیں؛ پردۂ شرعی ہوا یا نہیں؟

(ج) نامحرم کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کے سامنے آنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کون کون لوگ نامحرم ہیں؟ (۳۰۶/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف) پردۂ شرعی یہ ہے جو مروج ہے کہ گھر سے باہر نہ پھرنا اور غیر محرم کے سامنے نہ آنا۔

(ب) پردۂ شرعی ہوگیا۔

(ج) نامحرم وہ ہے جس سے نکاح جائز ہو، اوپر کے سوال میں سوائے شوہر کے شوہر کا ہم زلف و بہنوئی و بھائی سب نامحرم ہیں۔

شرعی پردہ کس قدر ہے؟ اور نقاب رکھنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۴۴) عورتوں کے لیے شرعی پردہ کس قدر ہے؟ چہرہ پر نقاب رکھنا کیسا ہے؟ (۶۶۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: شرعی پردہ یہ ہے کہ غیر محرموں سے اپنا تمام بدن چھپائے، اور چہرہ اگرچہ عورت (ستر) میں داخل نہیں ہے، مگر فتنہ کی وجہ سے چہرہ کو بھی ڈھکنا چاہیے، اور اجنبیوں کے سامنے چہرہ نہ کھولنا چاہیے خواہ نقاب رکھے، یا چادر وغیرہ سے چھپائے (۱)

برقع کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: (۳۴۵)...... (الف) اگر عورت اپنا بدن کرتا و پاجامہ سے، مُنہ رومال سے، ہاتھ دستانوں سے، پاؤں جرابوں سے چھپا کر ان کے اوپر زیور پہن کر، یا اور کسی قسم کی اعلی زیبایش لگا کر،

---

(۱) فإن خاف الشّهوة أوشك امتنع نظره إلى وجهها، فحلّ النّظر مقيد بعدم الشّهوة، و إلاّ فحرام، وهذا في زمانهم، وأمّا في زماننا فمنع من الشّابة (الدرّالمختار) قوله: (وأمّا في زماننا فمنع من الشّابة) لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة كما قدمه في شروط الصّلاة (الدرّالمختار و ردّ المحتار: ۴۵۱/۹، كتاب الحظر والإباحة — فصل في النّظر والمسّ)

پاؤں میں طلائی یا نقرئی نقش ونگار کی جوتی پہن کر، بغیر برقع چادر اوڑھے دن کے وقت کسی ضرورت سے باہر چلے پھرے تو جائز ہے یا نہیں؟

(ب) طلائی یا نقرئی بیل بوٹے کا برقع بہ طور زیبائش پہن کر عورت کا باہر چلنا پھرنا درست ہے یا نہیں؟

(ج) آج کل دستور ہو گیا ہے کہ عوام جاہل یا بدکار لوگ برقع پہننے والی عورت کی طرف خواہ مخواہ متوجہ ہوتے ہیں، برعکس اس کے بے برقع والی عورت خواہ کیسی ہی حسین خوب صورت ہو، مگر اس کی جانب چنداں خیال نہیں ہوتا جس قدر کہ برقع والی عورت کی طرف ہوتا ہے، ایسی حالت میں برقع ہی ہونا چاہیے یا بجائے برقع میلا کچیلا چادر اوڑھ کر چلنا پھرنا چاہیے؟

(د) برقع مروجہ کب سے شروع ہوا اور اس کا موجد کون ہے؟

(ھ) ہر امیر غریب عورت کے لیے ایک ہی قیمت اور رنگ کا برقع ہونا ضروری ہے یا کہ ہر ایک عورت اپنی حیثیت کے موافق اعلی وادنی بنا سکتی ہے؟

(و) ریشم حریر وغیرہ کا برقع بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور برقع پر ریشم یا طلائی ونقری بیل بوٹے بنانا کیسا ہے؟

(ز) برقع کے سر پر طلائی نقرئی نقش ونگار کی ٹوپی چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

(ح) عورت کا ایسے کپڑے پہننا جن سے بدن کا کوئی حصہ برہنہ نہ رہے، مگر اعضاء: ہاتھ، چھاتی وغیرہ علیحدہ علیحدہ نظر آویں جائز ہے یا نہیں؟

(ط) صرف بدن کا رنگ ہی چھپانا فرض ہے یا کہ اعضاء کی شکل وشباہت کا چھپانا بھی فرض ہے؟

(ی) ہر وہ زیور جس کے ظاہر کرنے سے عورت کا بدن ہرگز نظر نہ آوے اور نہ اس زیور کی جھنکار وغیرہ سننے میں آوے تو ایسے زیور کا پہننا درست ہے یا نہیں؟

(ک) برقع پہن کر باہر جانا چاہیے یا چادر پہن کر؟ (۱۰۵۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) ناجائز ہے۔

(ب) یہ بھی ناجائز اور ممنوع ہے۔

(ج) دو امر کا لحاظ کرنا چاہیے ایک یہ کہ باہر نکلنے میں فتنہ نہ ہو، دوسرے یہ کہ بدن اور منہ چھپا

ہوا ہو جس میں یہ امور اچھی طرح حاصل ہوں وہ کرنا چاہیے، دراصل باہر نکلنا ہی موجب فتنہ ہے۔

(د) یہ معلوم نہیں ہے۔

(ھ-ز) دراصل عورت کو اس طرح باہر نکلنا ہی نہ چاہیے اور اگر بہ ضرورت نکلے تو زیب و زینت نہ ہو، برقع ہو یا چادر سادہ و بے زیب میلی کچیلی ہو۔

(ح-ط) ایسے کپڑے پہن کر باہر نکلنا بالضرور موجب فتنہ ہے اور یہی دلیل حرمت کی ہے۔

(ی) گھر میں پہننا درست ہے اور باہر پہن کر نہ نکلے۔

(ک) برقع ہو یا چادر میلا کچیلا ہونا چاہیے اور بلا ضرورت شدیدہ باہر نکلنا ہی نہ چاہیے اگر نکلے تو برقع ہو یا چادر میلا کچیلا سادہ ہونا چاہیے(۱) فقط

پردہ فرض ہے یا سنت یا مباح؟

سوال: (۳۴۶) گوشہ عورتوں کے لیے فرض ہے یا سنت یا مباح یا بدعت؟

(۱۱۷۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: عورتوں کے لیے پردہ فرض ہے اور باہر پھرنا بلا پردہ حرام ہے۔

سوال: (۳۴۷) عورتوں پر غیر محرم سے پردہ فرض ہے یا نہیں؟ (۱۵۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فرض ہے۔ فقط

کتنی عمر کے لڑکوں سے پردہ فرض ہے؟

سوال: (۳۴۸) ایک عورت اپنے لڑکے کی عمر ۱۹ سال بتاتی ہے، اس سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۵۷۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شریعت میں پندرہ برس کی عمر میں لڑکا بالغ ہو جاتا ہے، اور تمام احکام بالغوں کے اس پر مرتب ہو جاتے ہیں، پس جب کہ عمر اس لڑکے کی موافق بیان اس کی والدہ کے ۱۹ برس کی ہے تو اس سے پردہ کرنا اور اس کو عورتوں میں نہ آنے دینا ضروری ہے، جیسا کہ درمختار میں اشباہ سے نقل

(۱) ﴿ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى ﴾ (سورۂ احزاب، آیت: ۳۳)

کیا ہے: وفي الأشباه: يدخل على النّساء إلى خمسة عشر سنة حسْبُ (۱)(درّمختار) یعنی لڑکا صرف پندرہ برس کی عمر تک یعنی اس سے پہلے پہلے عورتوں میں داخل ہوسکتا ہے، غرض یہ ہے کہ اس کے بعد اس سے پردہ کرنا ضروری وفرض ہے۔ فقط

سوال: (۳۴۹) وجوب پردہ از طفلان کی حد شرعی بلوغ ہے یا عمر کے حساب سے ہے؟ اگر عمر کے حساب سے ہے تو کتنی عمر میں وجوب پردہ کا حکم ہے؟ (۱۴۷٦/۱۳۴۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ لڑکا پندرہ برس کی عمر تک عورتوں پر داخل ہوسکتا ہے اور جس وقت پورے پندرہ برس کا ہوجائے یا اس سے پہلے علامت بلوغ کی یعنی احتلام وغیرہ ظاہر ہوجائے تو اس سے پردہ کرنا واجب ہے۔

سالی کو بہنوئی سے پردہ کرنا چاہیے

سوال: (۳۵۰) حقیقی سالی کو اپنے بہنوئی سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ اگر چاہیے تو کس حد تک؟ (۳۲/۱۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شرعی پردہ کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۳۵۱) زید کی سالی اپنی بہن یعنی منکوحۂ زید کی حیات میں زید سے پردہ کرے یا نہ کرے؟ (۱۵۵۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: حقیقی سالی چونکہ محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہے، لہٰذا اس سے پردہ کرنا چاہیے، خواہ اس کی بہن یعنی منکوحۂ زید زندہ ہو یا نہ ہو۔

سوال: (۳۵۲) ایک شخص کی دو دختر ہیں، اب عمر کا نکاح چھوٹی لڑکی سے ہوا، اور زید کا نکاح بڑی دختر سے ہوا؛ تو زید کی زوجہ کو عمر سے اور عمر کی زوجہ کو زید سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور فتنہ کا بھی بہت کچھ اندیشہ ہے۔ (۱۴۳۱/۱۳۴۱ھ)

---

(۱) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۷۴/۲، كتاب الصّلاة – باب شروط الصّلاة– مطلب في النّظر إلى وجه الأمرد .

وفي الشّامي أيضًا: ۴۴۵/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ .

الجواب: ان کو پردہ کرنا چاہیے خصوصًا خوف فتنہ کی صورت میں بہت احتیاط لازم ہے۔ فقط

سلہج (سالے کی بیوی) کو خاوند کے بہنوئی سے پردہ کرنا چاہیے

سوال: (۳۵۳) حقیقی سلہج کو اپنے خاوند کے بہنوئی سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۱۴ھ)

الجواب: پردہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چچا، ماموں، خالہ اور پھوپھی زاد بھائیوں سے پردہ کرنا چاہیے

سوال: (۳۵۴)......(الف) لڑکی کو اپنے چچازاد بھائی سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟
(ب) خالہ زاد بھائی بہن اور ماموں، پھوپھی زاد بہن بھائی کو پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۱۴ھ)

الجواب: (الف) چاہیے۔ فقط (ب) چاہیے۔ فقط

پیر سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے

سوال: (۳۵۵) زید کی زوجہ اور اس کا پیر دونوں جوان ہیں، اور پیر مذکور مہینوں سے زید کے گھر مقیم ہے، بلا تکلف اس کے گھر میں آتا جاتا ہے، اس کا شوہر منع نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ پیر اجنبی نہیں ہے، پیر کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۳-۳۲/۲۱۲۸ھ)

الجواب: پیر سے پردہ کرنا ایسا ہی ضروری اور فرض ہے جیسا کہ تمام اجنبی مردوں سے خواہ پیر کتنا ہی صالح کیوں نہ ہو، پیر سے پردہ نہ کرنا اور ایسی بے تکلفی جو سوال میں درج ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۳۵۶) عورت کو پیر سے پردہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جو پیر عورت کو بے پردہ بیعت کرے اور حلقہ کرائے ایسے پیر کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۱/۱۵۵۶ھ)

الجواب: شرعًا پیر سے بھی پردہ ہے، اور جو پیر اپنی مریدنیوں سے پردہ نہ کرائے اور بے حجاب ان کو حلقہ وغیرہ میں بٹھائے وہ عاصی و فاسق ہے، لائق پیر بنانے کے نہیں ہے، اور بیعت ہونا اس سے درست نہیں ہے۔ فقط

نوکروں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے

سوال: (۳۵۷) نوکر کے سامنے عورتوں کو چہرہ اور کف دست کھولنا کیسا ہے؟ (۱۲٦۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نوکر اجنبی مرد ہے عورتوں کو اس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور چہرہ اور کف دست وغیرہ اس کے سامنے کھولنا درست نہیں ہے۔ فقط

بیوی یا شوہر کی وفات کے بعد پردے کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۵۸) بعد وفات بیوی کے یا شوہر کے باہم پردے کا کیا حکم ہے؟ (۱۵۵۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: عورت بعد موتِ شوہر اپنے شوہر متوفی کا مُنہ دیکھ سکتی ہے، بلکہ غسل بھی دے سکتی ہے، کما في العالمغيرية : و يجوز للمرأة أن تغسل زوجها الخ (۱) اور مرد اپنی عورت متوفیہ کو غسل نہیں دے سکتا، لیکن اس کو اپنی زوجہ کا مُنہ دیکھنا درست ہے۔ كذا في الدرّ المختار وغيره (۲) صحیح مذہب حنفیہ کا یہ ہے جو لکھا گیا۔

خاوند کے بھتیجے سے پردہ کرنا چاہیے

سوال: (۳۵۹) عورت کو شوہر کے بھتیجے سے یعنی چچی کو چچا کی حیات میں بھتیجے سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۵۵۳/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الفتاوى الهندية: ۱/۱٦۰، كتاب الصّلاة ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز الخ ——— الفصل الثّاني في غسل الميّت .

(۲) ويمنع زوجها من غسلها ومسّها لا من النّظر إليها على الأصحّ .... وهي لا تمنع من ذلك ولو ذمية بشرط بقاء الزّوجية (الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳/۷۵-۷٦، كتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة عند الميّت)

الجواب: چچا کی زوجہ سے یعنی چچی سے بعد مرنے چچا کے اور بعد عدت گذرنے کے بھتیجے کا نکاح درست ہے، اور پردہ چچی سے چچا کی حیات میں کرنا چاہیے۔

پڑوسیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے

سوال: (۳۶۰) زید کہتا ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھنا اچھا ہے، اور خدا اور رسول ﷺ کا یہی حکم ہے، جو نامحرم ہو حتی المقدور اس سے پردہ کرنا چاہیے، عمر کہتا ہے کہ پڑوسی سے پردہ کرنے کا حکم حدیث میں نہیں ہے، اگرچہ غیر محرم ہو، کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۵۶۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: قول زید اس بارے میں صحیح ہے، غیر محرم اگرچہ پڑوسی ہو اور ایک احاطۂ مکان میں رہتا ہو اس سے بھی پردہ کرنا لازم ہے، ظاہر ہے کہ شوہر کا بھائی اکثر عادۃً ایک مکان میں رہتا ہے، اور پڑوسیوں سے زیادہ پڑوسی اور قریب تر ہوتا ہے، جب کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے بھی پردہ کا حکم فرمایا تو اجنبی اور غیر محرم پڑوسیوں سے بہ درجۂ اولیٰ حکم پردہ کا ثابت ہو گیا ہے(۱)

پرورش کردہ یا منکوحہ کے ہمراہ آئے ہوئے لڑکے سے پردہ کا حکم

سوال: (۳۶۱)...... (الف) ایک شخص نے تین یا چار سال کا لڑکا کسی غیر قوم کا لے کر پرورش کیا، اب وہ جوان ہے اس سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(ب) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا، اس کے ہمراہ سات آٹھ سال کا لڑکا آیا اب وہ جوان ہو گیا ہے اس سے پردہ کرنا چاہیے یا نہ؟ (۲۲۰۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف-ب) دونوں صورت میں ان لڑکوں سے پردہ کا حکم ہے، سوائے محارم کے سب عورتوں کو پردہ کرنا چاہیے۔ فقط

---

(۱) عن عقبة بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: إيّاكم والدّخولَ على النّساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أفرأيت الحموَ؟ قال: الحمو: الموت (صحيح البخاري: ۲/۷۸۷، كتاب النّكاح– باب لا يخلُوَنَّ رجل بامرأة إلا ذو محرم والدّخول على المُغيبة)

طلاق شدہ عورت کا اپنے سابق خاوند سے پردہ کرنا فرض ہے

سوال: (۳۶۲) زید جو کہ نہایت بوڑھا ضعیف ہے، اس کی عورت ہندہ نے خواہش ظاہر کی جو کہ کم سن اور تندرست ہے کہ مجھ کو طلاق دے دو، تا کہ میں دوسرا عقد کرلوں، چنانچہ زید نے اس کو طلاق دے دی اور ہندہ نے اپنا دوسرا عقد دوسرے سے کرلیا، دوسرے شوہر کے پاس رہتی ہے، لیکن زید نے اس کو اپنی دکان کی حفاظت کے لیے رکھ لیا ہے، اگر کبھی بیمار ہوجاتا ہے تو اس کی تیمارداری کرتی ہے، ہاتھ پاؤں کو تیل کی مالش کردیا کرتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ زید نے ہندہ کو طلاق دے دی اور ہندہ نے بعد عدت کے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا، تو زید اس عورت سے بالکل اجنبی ہوگیا، پس نوکر رکھنا بہ غرض حفاظت دکان وغیرہ تو اس کو جائز ہے، لیکن اس کے سامنے بے پردہ آنا یا اس کے ہاتھ پیر کو مالش کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

باپ کے چچازاد بھائی سے پردہ کرنا لازم ہے

سوال: (۳۶۳) ہندہ کو شرعاً اپنے باپ کے چچازاد بھائی بکر سے پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ (۳۶۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ہندہ کو بکر سے اس صورت میں پردہ کرنا لازم ہے۔

سوتیلی ساس سے پردہ کا حکم

سوال: (۳۶۴) خاکسار نے بعد انتقال زوجۂ اوّل دوسرا عقد کرلیا ہے، مرحومہ کی دختر کا شوہر یعنی میرا داماد میری موجودہ زوجہ کا محرم ہے یا نہیں؟ پردۂ شرعی پر ضرورۃً اکتفاء کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۸۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: سائل کا داماد بہ صورت مذکورہ سائل کی زوجہ ثانیہ کا محرم نہیں ہے، البتہ بہ ضرورت اور عدم خوف فتنہ پردۂ شرعی پر اکتفاء کرنا درست ہے۔

دیوروغیرہ اجنبی کی طرح ہیں

سوال: (۳۶۵) دیوروغیرہ کی غیرمحرمیت اجنبیٔ محض سے کم ہے یا مساوی ہے؟

(۱۵۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ومن محرمه هي من لايحلّ له نكاحها أبدًا بنسب أوبسبب ولو بزنًا (۱) (درّمختار) اس سے معلوم ہوا کہ عدم محرمیت میں دیوروغیرہ اجنبی ہی کے مساوی ہیں۔فقط

جیٹھ، دیور، خسر اور خاوند کے نانا سے پردہ ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۶۶) متعلقین غیرمحارم کو دخول میں استیذان کی ضرورت ہے یا نہیں؟ نیز زوج کے متعلقین کو مثل بھائی وغیرہ آمدوشد میں اجازت ہے یا نہیں؟ (۹۰۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شرعًا زوج کے بھائی سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ محارم میں سے نہیں ہے، اورحدیث شریف میں بھی صراحۃً شوہر کے بھائی سے پردہ کا حکم وارد ہوا ہے (۲) اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو محارم میں سے نہ ہو اس سے پردہ کرنا چاہیے، خسر سے پردہ نہیں ہے کیونکہ وہ محارم میں سے ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۶۷)......(الف) عورت اپنے دیور، جیٹھ کے سامنے آسکتی ہے یا نہیں؟

(ب) تنہا مکان میں بہو کے سامنے اس کا خسر جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۲۹۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) دیور، جیٹھ وغیرہ سے شریعت میں پردہ ہے، پردہ کرنا چاہیے۔

(ب) احتیاط بہتر ہے اگرچہ شرعًا وہ محرم ہے، لیکن احتیاط کرنا اچھا ہے۔فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع الردّ: ۹/۴۴۷، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ .

(۲) عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال : إيّاكم والدّخولَ على النّساء ، فقال رجل من الأنصار: يا رسول اللّٰه! أفرأيت الحموَ؟ قال: الحمو: الموت (صحيح البخاري: ۲/۷۸۷، كتاب النّكاح – باب لا يخلوَنّ رجل بامرأة إلا ذومحرم والدّخول على المُغيبة)

سوال: (۳۶۸) دولہن کو دولہا کے باپ اور نانا و چھوٹے بھائی کے سامنے بلا حجاب آنا اور سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۹۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: دولہا کا باپ اور نانا تو دولہن کے محرم شرعی ہیں ان سے بلا حجاب رہنا اور سامنے آنا اور سفر کرنا درست ہے، اور شوہر کا بھائی غیر محرم ہے اس سے پردہ کرنا چاہیے، اور اس کے ساتھ تنہا سفر نہ کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۳۶۹) اگر شوہر زوجہ کو خسر سے بات کرنے سے منع کرے اور وہ اس پر عمل نہ کرے تو شوہر کو کیا کرنا چاہیے؟ (۹۷۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: خسر یعنی شوہر کا باپ محارم میں سے ہے شرعاً اس سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے، اور کلام کرنا درست ہے۔

سالی کی بالغ بیٹی، چچی، ممانی اور خالو، پھوپھا سے پردہ کرنا

سوال: (۳۷۰) زید سے زید کی حقیقی سالی کی دختر بالغہ کو شرعاً گوشہ لازم آتا ہے یا نہیں؟ (۱۷۳۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: پردہ لازم ہے کیونکہ پردہ سوائے محرمات ابدیہ کے سب سے کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۳۷۱) زید سے زید کی تائی اور چچی اور ممانی کو پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور ہندہ کو اپنے خالو اور پھوپا اور بہنوئی سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۸۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: چونکہ دلیل ان سب مذکورات سے پردہ کرنے کی مشترک ہے، اس لیے ایک ہی جواب کافی ہے، وہ یہ کہ ان سب سے پردہ شرعی کرنا چاہیے کیونکہ یہ محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہیں۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ الآية﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۲۴) فقط

باپ اور بھائی سے پردہ نہیں ہے

سوال: (۳۷۲)...... (الف) لڑکی کو اپنے باپ سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(ب) حقیقی بہن کو اپنے بھائی سے پردہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) باپ سے پردہ نہیں ہے۔ فقط

(ب) پردہ نہیں ہے۔ فقط

فتنہ کا خوف ہو تو محرم سے پردہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۷۳) ایک عورت ہندہ کا عینی بھائی یا چچا شراب خوار زانی فاسق مخمور رہتا ہے، لہٰذا ہندہ اس سے پردہ کرتی ہے، زید کہتا ہے کہ پردہ کرنا شرعًا جائز ہے کیونکہ فاسق کا اعتبار نہیں، اور ہندہ اگر پردہ نہ کرے گی تو اس کی عفت وحیا میں فرق آوے گا، عمرو کہتا ہے کہ یہ محرم ہیں ان سے کسی صورت میں پردہ نہیں ہے بلکہ پردہ کرنا بے حیائی ہے؟ (۱۰۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اپنے محرم سے پردہ نہیں ہے، اور عینی بھائی اور چچا محرمات ابدیہ میں سے ہیں، لہٰذا ان سے پردہ لازم نہیں ہے، لیکن موضعِ فتنہ وخوفِ فتنہ میں فقہاء نے محارم سے بھی پردہ کا حکم فرمایا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: ومن محرمه هي من لايحل له نكاحها أبدًا بنسب أو سبب ولو بزنا إلى الرّأس والوجه والصّدر والسّاق والعضد إن أمن شهوته وشهوتها أيضًا إلخ (۱) پس اگر ہندہ کو خوف فتنہ ہے تو پردہ کرنا اس کا حق بہ جانب ہے اس پر ملامت نہیں ہوسکتی۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۳۷۴) اگر اپنے ولی محرم کا فسق اس درجہ بڑھ گیا ہو کہ محارمات سے اس کا ابتلا معلوم ہوجائے تو شرعًا اس سے پردہ واجب ہے یا نہیں؟ (۶۷۲/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: محرم اگر فاسق ہے تو اگرچہ شرعًا پردہ اس سے واجب نہیں ہے، لیکن اگر اندیشہ ہو تو احتیاط پردہ کرنے میں ہے۔

سوتیلی ماں سے پردہ لازم نہیں مگر احتیاط ضروری ہے

سوال: (۳۷۵) زید کی بیوی مرگئی، اور باپ عمر کا بھی انتقال ہوگیا، زید کی سوتیلی ماں موجود ہے اور وہ زید کے پاس رہتی ہے، اور رات کو ایک دالان میں سوتے ہیں اور دونوں جوان ہیں، یہ تخلیہ ان کو جائز ہے یا نہ؟ اگر نا جائز ہے تو ان کے رشتہ داروں اور عزیز واقارب کو ایسے معاملات دیکھنا اور

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۹/ ۴۴۷، كتاب الحظر والإباحة — فصل في النّظر والمسّ.

ان سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (۴۱۳/۴۱۴-۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شامی نے کافی حاکم سے نقل فرمایا ہے کہ باپ کی زوجہ کے ساتھ خصوصًا جب کہ دونوں جوان ہوں خلوت کرنا ایک مکان میں جب کہ خوفِ فتنہ ہونا جائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ عبارتِ شامی یہ ہے: **ولعلّ وجهَهُ خشيةُ الفتنة: حيث كانوا رجالاً معها في بيت واحد، و إن كانوا محارم لها بكونهم أولاد زوجها، كما قالوا: بكراهة الخلوة بالصّهرة الشّابّة. وفي البحر عن المعراج: وكذلك حكم السُّترة إذا مات زوجها، وله أولاد كبار أجانب اهـ فسمّاهم أجانب لما قلنا الخ** (۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ جس طرح زید اور زوجۂ عمر تخلیہ کے ساتھ ایک جگہ سوتے اور رہتے ہیں، خصوصًا جب کہ وہ پہلے سے متہم ہوں اور خوفِ فتنہ ہو اس طرح دونوں کا ایک جگہ رہنا اور سونا درست نہیں ہے، رشتہ داروں اور عزیز وا قارب کا کام اتنا ہے کہ وہ دونوں کو سمجھا دیویں کہ اس طرح تنہائی میں نہ رہیں، باقی چونکہ باپ کی زوجہ محرمات ابدیہ میں سے ہے، اس لیے دوسروں کو خواہ مخواہ بدظنی بھی نہ کرنی چاہیے، اور متارکت ان سے نہ کرنی چاہیے، کیونکہ درحقیقت پردہ زوجۂ اب سے لازم نہیں ہے کیونکہ وہ محارم میں سے ہے، اور فقہاء کی یہ عبارت بھی ہے: **إذ لا يجب عليها الاستتار من أولاد زوجها إلخ** (۱) لیکن بوجہ خوف فتنہ واحتیاط ان کو منع کیا جاتا ہے اور ایک جگہ سونے کو منع کیا جاتا ہے، الحاصل ان کو یہ مسئلہ بتلا دینا چاہیے کہ اتہام کے موقع سے بچنا چاہیے (۲) نہ یہ کہ درحقیقت ان کو زنا کار سمجھ کر ان سے متارکت کلیہ کرنا ضروری ہو۔

مدخولہ زوجہ کی لڑکی سے پردہ نہیں

سوال: (۳۷۶) ہندہ بیوہ نے زید جوان سے اپنا نکاح کرلیا، ہندہ کے پہلے شوہر سے ایک لڑکی جوان ہے، جس کا نکاح ہو چکا ہے، مگر رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے وہ لڑکی ہندہ کے پاس ہے،

(۱) ردّالمحتار: ۱۸۱/۵، کتاب الطّلاق — مطلب: الحقّ أن على المفتي أن ينظر في نصوص الوقائع ، قبيل فصل في ثبوت النّسب .

(۲) روى الخرائطي في مكارم الأخلاق عن عمر من قوله بلفظ من أقام نفسه مقام التّهمة فلايلومنّ من أساء الظن به (كشف الخفاء ومزيل الإلباس: ۳۳۳/۲)

ایسی حالت میں ہندہ کولڑکی کو رخصت کر دینا چاہیے یا نہ؟ اگر نہیں تو ہر دو صورت میں پردہ زید سے کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِکُمۡ مِنۡ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِھِنَّ الآیۃ﴾ (سورۂ نساء، آیت:۲۳) اس آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ عورت مدخولہ کی لڑکی محرمات ابدیہ میں سے ہے، لہٰذا اس سے پردہ نہیں ہے وہ مثل دختر کے ہے، البتہ اندیشہ اور خوفِ فتنہ کی صورت میں اس لڑکی کو اس کے شوہر کے گھر رخصت کر دینا مناسب ہے۔ فقط

رضاعی رَبِیۡبَہ سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں

سوال: (۳۷۷) زید کی زوجہ ہندہ، دونوں کی لڑکی خدیجہ ہے زید کا انتقال ہوا، ہندہ نے نکاح ثانی بکر سے کیا، بکرو ہندہ سے لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی، فاطمہ نے دودھ خدیجہ کا چند ماہ پیا، خدیجہ بیوہ ہوگئی، اس نے عمر کے ساتھ نکاح کیا، اب فاطمہ کا پردہ عندالشرع عمر سے درست ہے یا نہیں؟ (۹۸۰/۱۳۴۲ھ)

الجواب: صورتِ سوال سے ظاہر ہے کہ نسباً فاطمہ خدیجہ کی بہن اخیافی ہے، کیونکہ ماں دونوں کی ہندہ ہے، اور رشتۂ رضاعت سے فاطمہ خدیجہ کی دختر رضاعی ہے، پس خدیجہ نے جو نکاح بعد میں مسمّٰی عمر سے کیا تو فاطمہ عمر کی ربیبہ رضاعی ہوئی، اور بہ قاعدہ: یحرم من الرّضاع ما یحرم من النّسب(۱) فاطمہ عمر کی محرمہ ہوئی، لہٰذا فاطمہ کو عمر سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

رضاعی باپ سے پردہ کرنا ضروری نہیں

سوال: (۳۷۸) محمودہ کا شوہر؛ بکر سے جو محمودہ کا رضاعی باپ ہے پردہ کرانا چاہتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۳۲۵۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: رضاعی باپ سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر فتنہ کا خوف ہے تو پردہ کرنا چاہیے۔ فقط

(۱) ردّالمحتار: ۲۹۷/۴، کتاب النّکاح — باب الرّضاع.

ایک ہی مکان میں رہنے والوں کے درمیان پردہ کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۷۹) مردوں کو غیر محرمات کی طرف نظر کرنی مطلقاً حرام ہے یا صرف بہ نظرِ شہوت؟ اگر مطلقاً حرام ہے تو پھر اس صورت میں جب کہ زید کے تمام کنبہ والے مع محرمات و غیر محرمات کے ایک ہی مکان میں زندگی بسر کرتے ہیں تو شرعاً کیا حکم ہے؟ جب کہ بار بار مکان میں آمد و رفت کی ضرورت پڑتی ہے، اور اگر بہ نظرِ شہوت حرام ہے تو محرمات و غیر محرمات میں دریں باب کیا حکم ہے یعنی کیا فرق ہے؟ اور آیت کریمہ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الآية﴾ (سورۂ نور: آیت: ۳۰) جس میں کسی قسم کی قید نہیں ہے کیا معنی ہوں گے؟ (۵۹۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **و تمنع المرأة الشّابّة من كشف الوجه بين الرّجال، لا لأنّه عورة، بل لخوف الفتنة إلخ ولايجوز النّظر إليه بشهوة إلخ. وفي ردّالمحتار: والتّقييد بالشّهوة يفيد جوازه بدونها، لكن سيأتي في الحظر تقييده بالضّرورة، وظاهره الكراهة بلاحاجة داعية. قال في التّاتر خانية: وفي شرح الكرخي: النّظر إلى وجه الأجنبية الحرّة ليس بحرام، ولكنّه يكره لغير حاجة إلخ(۱)(شامي: ۱/ ۲۷۲)**

وفي الحظر والإباحة من الدرّالمختار: و ينظرمن الأجنبية إلخ إلى وجهها وكفيها فقط للضّرورة إلخ فإن خاف الشّهوة أوشكّ امتنع نظره إلى وجهها، فحلّ النّظر مقيد

(۱) ترجمہ: اور جوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جاوے مردوں کے درمیان، اس وجہ سے نہیں کہ اس کا چہرہ عورت (ستر) ہے بلکہ بہ خوفِ فتنہ منع کا حکم ہے...... اور جائز نہیں بہ شہوت نظر کرنا عورت کے چہرے کی طرف الخ

اور ردالمحتار میں ہے: اور شہوت کے ساتھ مقید کرنا؛ شہوت کے بغیر جواز کا فائدہ دیتا ہے، لیکن کتاب الحظر میں آرہا ہے کہ دیکھنے کو ضرورت کے ساتھ مقید کیا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ ضرورت کے بغیر دیکھنا مکروہ ہے۔ تاتر خانیہ میں ہے: شرح الکرخی میں مذکور ہے کہ آزاد اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا حرام نہیں ہے، لیکن بلاضرورت دیکھنا مکروہ ہے۔ (**الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۲/ ۷۲-۷۳، كتاب الصّلاة – باب شروط الصّلاة – مطلب في النّظر إلى وجه الأمرد**)

بعدم الشّهوة و إلا فحرام، وهذا في زمانهم، وأمّا في زماننا فمنع من الشّابّة . قهستاني وغيره إلخ (۱) ان عبارات سے سوال کی شقوں کا جواب حاصل ہے۔ اور آیت: ﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الآية ﴾ (سورۂ نور: آیت: ۳۰) میں غضِ بصر بہ وقت عدمِ شہوت محمول بر استحباب ہے (۲)

---

(۱) ترجمہ: اور مرد اجنبی عورت کے صرف چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کو ضرورت کے وقت دیکھ سکتا ہے...... پھر اگر شہوت کا خوف یا شک ہو تو مرد کا عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا ممنوع ہے۔ الحاصل دیکھنے کی حلت عدم شہوت کے ساتھ مقید ہے، ورنہ حرام ہے، اور یہ یعنی عدم شہوت کی صورت میں دیکھنے کی حلت ان کے زمانے میں تھی، اور ہمارے زمانے میں جوان عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع ہے۔ قہستانی وغیرہ (الدرّ المختار مع الشّامي: ۹/۴۵۰-۴۵۱، كتاب الحظر و الإباحة – فصل في النّظر و المسّ)

(۲) مفسرِ قرآن حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند ہدایت القرآن میں ارقام فرتے ہیں: جیٹھ، دیور، بہنوئی، چچا، ماموں اور پھوپھی خالہ کے لڑکے بھی غیر محرم ہیں، کیوں کہ ان سے نکاح جائز ہے، مگر ہمارے معاشرہ میں ان سے کامل پردہ مشکل ہے۔

اوّل تو ہندوستانی مسلمانوں کی معیشت کمزور ہے، ہر ایک کا گھر علاحدہ نہیں ہوسکتا۔

دوم ہندو معاشرہ کا مسلمانوں کے معاشرہ پر اثر پڑا ہے، اور اختلاط عام ہوگیا ہے، اس لیے ان کے معاملہ میں بھی دو شرطوں کے ساتھ تخفیف مناسب معلوم ہوتی ہے:

اوّل: بغیر اجازت لیے یہ لوگ اچانک گھر میں نہ آئیں، جب بھی آئیں پہلے آگاہ کریں، تاکہ عورت خود کو سنبھال لے اور مذکورہ اعضاء (یعنی چہرہ، ہتھیلی اور پیر) کے علاوہ باقی جسم کو ڈھانک لے۔

دوم: یہ لوگ تنہائی میں جمع نہ ہوں، اور بے تکلفی سے باتیں نہ کریں۔ حدیث میں ہے کہ عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو! ایک انصاری نے پوچھا: جیٹھ، دیور کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیٹھ، دیور "موت" ہیں! یعنی بڑا فتنہ ہیں، کیونکہ جیٹھ، دیور کی بھاوج سے بے تکلفی ہوتی ہے، اس لیے فتنہ پیش آنے میں دیر نہیں لگتی، اور یہی حکم سالیوں کا ہے، ان کے ساتھ بھی بہنوئی کی بے تکلفی ہوتی ہے، اس لیے فتنہ پیش آتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیٹھ، دیور اگرچہ غیر محرم ہیں، مگر چوں کہ ان کے ساتھ ہر وقت رہنا ہوتا ہے، اس لیے ان کے ساتھ تنہائی اور بے تکلفی تو جائز نہیں، مگر باقی پردے میں تخفیف ہے۔ واللہ اعلم (ہدایت القرآن، سورۂ نور، آیت: ۳۱، زیرِ طبع — احقر نے یہ مضمون مسودہ سے نقل کیا ہے) محمد امین پالن پوری

مدت گذر جانے کے بعد بھی پھوپھا اور ان کے بیٹے وغیرہ سے پردہ کرنے کا حکم ہے

سوال: (۳۸۰) ہندہ کے انتقال کے وقت اس کی لڑکی خولہ کی عمر تقریبًا ایک سال تھی، خولہ کو اس کے مختلف رشتہ داروں مثلاً خالو، ماموں، پھوپھی نے پرورش کیا، خولہ چونکہ معتد بہ رقم کی مالک تھی؛ چنانچہ اس کی پرورش، شادی وغیرہ میں خرچ خولہ ہی کا ہوا، شادی کے دو سال قبل سے خولہ پھوپھی کے گھر رہتی تھی، چنانچہ پھوپھی نے اپنے بیٹے، داماد اور خود پھوپھا سے خولہ کا پردہ نہیں کرایا، خولہ کے شوہر زید نے اب آواز پردہ کرنے کی اٹھائی تو اس کے متعلقین یہ کہہ کر دبا رہے ہیں کہ دو برس سے کیوں چپ تھے؟ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۱/۲۴۴۹ھ)

الجواب: بطلان اس امر کا ظاہر ہے کہ جو غلطی کسی شخص سے ہو جاوے، یا خلاف شریعت کوئی کام ہو جاوے تو ہمیشہ کو اس پر قائم رہے، بلکہ جس وقت وہ امر خلاف شریعت کو چھوڑ دے، اور اتباعِ حق کرے بہتر ہے اور عینِ صواب ہے۔ والحقّ أحقّ أن یتبع .

پردہ کا حکمِ شرعی کسی رواج سے ساقط نہیں ہو سکتا

سوال: (۳۸۱) کسی سنی مسلمان نے اپنے مکان کی کھڑکیوں سے دوسرے سنی مسلمان کے مکان کو بے پردہ کر دیا، اور اس بے پردگی سے ہر دو فریق راضی ہو گئے، اس قسم کا عام طور سے رواج ہے تو ایسے رواج کو شرع روک سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۴ھ)

الجواب: پردہ کا حکم شرعی کسی رواج کی وجہ سے ٹوٹ نہیں سکتا۔ فقط

عورتوں کو بے پردہ رکھنے کا کوئی عذر معتبر نہیں

سوال: (۳۸۲) مالیگاؤں کے مسلمان اکثر عورتوں کو بے پردہ رکھتے ہیں اور عذرات لغو بیان کرتے ہیں، ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۲۱۵۵ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (سورۂ احزاب، آیت:۳۳) اور ٹھہرو تم اے عورتو! اپنے گھروں میں اور باہر زینت کے ساتھ نہ نکلو اور زینت کو ظاہر نہ کرو، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اول تو گھروں میں رہنا چاہیے اور اگر بہ ضرورت باہر نکلیں تو شرعی پردہ کے ساتھ برقع یا کپڑا اوڑھ کر نکلیں۔ فقط

والدین کا بیٹے کی بیوی کو پردہ نہ کرنے پر مجبور کرنا

سوال: (۳۸۳) زید اپنی زوجہ کو پردہ میں رکھنا چاہتا ہے، اور والدین اس کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنی زوجہ کو باہر پھراوے اور کام خانگی کراوے، اس صورت میں زید کے لیے کیا حکم ہے؟

(۹۲۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: واجبات اور ضروریات شرعیہ کو والدین کے کہنے کی وجہ سے چھوڑنا درست نہیں ہے۔ **فإنّه لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۱)

بلا پردہ غیر محارم کے سامنے آنا خاوند کی اجازت سے بھی درست نہیں

سوال: (۳۸۴) کن کن مردوں سے عورت کو پردہ جائز نہیں اور کن سے جائز ہے؟ اور جن سے پردہ جائز ہے ان کے سامنے آنے کو خاوند اجازت دے سکتا ہے یا نہ؟ (۲۶۱۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: سوائے محارم کے سب سے پردہ کا حکم ہے، اور جن لوگوں سے پردہ کا حکم ہے، یعنی محارم کے سوا دوسرے مردوں سے تو ان کے سامنے آنا بلا پردہ شوہر کی اجازت سے بھی درست نہیں ہے۔ **لأنّه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۱) فقط

غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا کب منع ہے؟

سوال: (۳۸۵) مسئلہ شرعی اس بارے میں کیا ہے کہ عورت کو جو غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا منع ہے تو اتنا سفر مراد ہے کہ قصر صلاۃ کا حکم عائد ہوتا ہو، یا دس بارہ میل کا سفر بھی تحت النّهي داخل

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۳۲۱ كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني.

ہے؟ غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے اور نہ کرنے میں عزیمت اور رخصت کا اگر کچھ فرق ہو تو تحریر فرما دیں۔(۱۵۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کے متعلق مختلف احادیث میں بہ الفاظ مختلفہ نہی وارد ہے کسی میں مطلقًا(۱) کسی میں بہ قیدِ یـومٍ ولیـلةٍ (۲) کسی میں بہ قیدِ یـومیـن (۳) وغیرہ وغیرہ(۴) ادھر معتبر کتب فقہ میں تصریح ہے کہ مدتِ سفر سے کم کے لیے غیر محرم کے ساتھ بھی خروج جائز ہے۔ في الهداية: يباح لها الخروج إلى ما دون السّفر بغيرمحرم(۵) وفي الخانية: والحرة لا تسافر ثلا ثة أيّام بغيرمحرم انتهٰى (٦)(خانية، ج:۳) حضرات علماء نے ان روایات فقهيه و حديثيه کی تطبیق کے سلسلہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ احادیث میں ممانعت کا منشا تو صرف اس سلسلہ کا

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهماقال: قال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم: لا تُسافِرُ المرأة إلا مع ذي مَحْرَم الحديث (صحيح البخاري: ۲۵۰/۱، كتاب المناسك ــ أبواب العمرة ــ باب حج النّساء)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال : لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرةَ يوم و ليلة إلاّ مع ذي محرم عليها (الصّحيح لمسلم: ۴۳۴/۱، كتاب الحجّ ــ سفر المرأة مع محرم إلى حجّ وغيره)

(۳) عن قَزَعَة مولٰى زياد قال: سمعت أبا سعيد رضي الله عنه وقد غزا مع النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم ثنتى عشرة غزوة، قال: أربع سمعتهنّ من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ، أو قال : يحدثهنّ عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم فأعْجَبْنَنِيْ و آنَقْنَنِي أن لا تسافر امرأة مسيرةَ يومين ليس معها زوجها أوذو محرم الحديث (البخاري: ۲۵۱/۱، كتاب المناسك ــ أبواب العمرة ــ باب حجّ النّساء)

(۴) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لايحلّ لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرًا يكون ثلاثة أيّام فصاعدا إلا ومعها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، ذومحرم منها (الصّحيح لمسلم: ۴۳۴/۱، كتاب الحجّ ــ سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره)

(۵) الهداية: ۲۳۳/۱، كتاب الحجّ .

(٦) الفتاوى الخانية مع الفتاوى الهندية: ۴۰۷/۳، كتاب الحظر والإباحة ــ باب فيما يكره من النّظر والمسّ للأقارب والأجانب ومالا يكره .

سدِّ باب ہے کوئی تحدید مقصود نہیں (۱) اور روایاتِ فقہیہ میں انتہائے حکم شرعی کا اعلان، لہٰذا اب یوں ہی کہا جاوے گا کہ خروج مع غیر المحرم کراہت سے تو کسی حال میں بھی خالی نہیں، البتہ شدت ممانعت مدت سفر یعنی مسافت موجب قصر صلاۃ ہی کے ساتھ مختص ہے۔ قال الطّيبي في شرح المشكاة: وليس المراد بقوله مسيرة يوم وليلة التحديد الخ. وقال المحقّق ابن الهمام: وحاصله أنّه نبه بمنع الخروج أقلّ كل عدد على منع خروجها عن البلاد مطلقًا، إلابمحرم إلخ. نقله صاحب المرقاة في شرح المشكاة (۲)

---

(۱) حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے فیض الباری میں اور طرح تطبیق دی ہے کہ نہی کا منشا خوفِ فتنہ ہے ایک رات ہو یا زیادہ، بلکہ فتنہ سخت ہو تو مسجد اور بازار جانا بھی محرم کے بغیر درست نہیں ورنہ صنعاء یمن سے ایک عورت تنہا مکہ کا سفر کرسکتی ہے۔ اور تجربہ شاہد ہے کہ ہوائی جہاز کے سفر میں کوئی فتنہ نہیں ہے، پس کوئی عورت بلا محرم ہوائی جہاز کا سفر کرنا چاہے تو ایرہوسٹس کی نگرانی میں سفر کرنے کی گنجائش ہے، ہوائی جہاز تک محرم پہنچائے اور منزل پر ایرہوسٹس محرم یا شوہر کو سونپے، ایسا ایرلائنز کی طرف سے انتظام ہوتا ہے۔ فیض الباری میں ہے:

ولما لم يكن عندالمصنّف رحمه اللّٰه تعالىٰ في القصر والإتمام حديث أخرج له حديث الحجّ والسّفر للحاجات العامّة كقولهٖ : لا تسافر المرأة ثلا ثًا ، فإنّه لم يقع في مسألة الإتمام والقصر، بل ورد في سفر الحاجات ، واختلف فيه الرّوايات وفي بعضها مسيرة يوم و ليلة وهوعندي مختلف باختلاف الأحوال. والأحاديث في هذا الباب صدرت عن حضرة الرّسالة تارة كذا وتارة كذا وليست محمولة على اختلاف الرّواة وفي كتب الحنفية عامّة عدم جواز السّفر إلا مع محرم .

قلت: ويجوز عندي مع غير محرم أيضًا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت له مادة كثيرة في الأحاديث ، أمّا في الفقهِ فهو مسائل الفتن .

وفي حاشية البدر السّاري: يقول العبد الضّعيف : منها (الأحاديث) أمر النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم أبا العاص أن يرسل زينب رضي اللّٰه عنها مع رجل لم يكن لها محرما ، ومجىء عائشة رضي اللّٰه عنها في قصّة الإفك (فيض الباري على صحيح البخاري: ۲/۳۹۷، أبواب التقصير، باب في كم يقصّر الصّلاة)

(۲) مرقاة المفاتيح ، شرح مشكاة المصابيح : ۵/۲۶۹، كتاب المناسك، الفصل الأوّل .

فتنہ کا خوف نہ ہو تو غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۸۶) زید اپنی لڑکی کو دوسرے ملک میں جہاں اس کا خاوند ہے وہاں اقاربِ خاوند کے ساتھ مثلاً خاوند کے چچا یا اس کے پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ بھیجتا ہے، چونکہ خاوند اس کو بلا رہا ہے اور فتنہ سے بھی مامون ہے، اور جو فقہاء منع لکھتے ہیں وہ فتنہ کی وجہ سے ہے، اور اسی طرح حدیث میں بھی جو نہی وارد ہوئی ہے وہ فتنہ کی وجہ سے ہے، اور صورت مسئولہ میں فتنہ نہیں تو چاہیے کہ یہ جائز ہو۔ (۲۵۳۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب حدیث وفقہ سے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت مطلقًا معلوم ہوتی ہے اس میں گنجائش تاویل کی نہیں ہے، اور اگر ایسا ہوتا تو فقہاء یہ قید لگا دیتے کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا درست ہے، حالانکہ فقہاء مطلقًا منع فرماتے ہیں، اور کسی حال اجازت نہیں دیتے(۱) کذا في الدرّالمختار وغیرہ (۲) فقط

عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر کرنا

سوال: (۳۸۷) زید اپنی لڑکی کو افریقہ بھیجنا چاہتا ہے تو وہ اپنے شوہر کے چچا کے ساتھ جو نامحرم ہے سفر کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۲۴۰۵/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) البتہ حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو عورت بلا محرم سفر کرسکتی ہے، فیض الباری میں ہے: قلت: و یجوز عندي مع غیر محرم أیضًا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت له مادة کثیرة في الأحادیث. (فیض الباری: ۲/۳۹۷)

(۲) وجاز سفر الأمة وأمّ الولد والمکاتبة والمبعضة بلا محرم ، هذا في زمانهم ، أمّا في زماننا فلا لغلبة أهل الفساد و به یفتی، ابن کمال (الدرّالمختار) وفي الشّامي: وفیه إشارة إلی أن الحرّة لا تسافر ثلا ثة أیام بلامحرم (الدّرُّالمختار و ردّالمحتار: ۹/۴۷۵، کتاب الحظر والإباحة ــ فصل في البیع)

الجواب: عورت کو نامحرم کے ساتھ سفر کرنا ناجائز ہے۔قال في الشّامي: قوله: (في سفر) هو ثلاثة أيّام ولياليها إلخ و روى عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما اللّٰه كراهة خروجها وحْدها مسيرة يوم واحد، و ينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزّمان إلخ و يؤيده حديث الصّحيحين: لا يحلّ لامرأة تؤمن باللّٰه واليوم الآخر أن تُسافر مسيرة يوم وليلة إلّا مع ذي محرم عليها وقال أيضًا: لكن أشار به: إلى أن ما استفيد من المقام من عدم جواز السّفر للمرأة إلّا بزوج أومحرم خاص بالحرة إلخ(۱) فقط

سوال: (۳۸۸) کیا عورت اپنے دیور وخلیرے (خالہ زاد) بھائی کے ساتھ سفر کرسکتی ہے؟ اور پردہ کا کیا حکم ہے؟ (۲۵۵۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ لوگ غیر محرم ہیں اور غیر محرم کے ساتھ عورت کو سفر کرنا درست نہیں ہے۔فقط

مستورات کا پردے میں رہ کر نامحرم مرد سے پڑھنا

سوال: (۳۸۹) عورتوں کو پردہ میں بیٹھ کر غیر مرد سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۸۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر خوف فتنہ کا نہ ہوتو درست ہے۔

خواتین کا پردے میں رہ کر اپنے استاذ سے بات کرنا

سوال: (۳۹۰)......(الف) اگر لڑکی بالغہ کسی بزرگ سن رسیدہ عالم سے درسیات عربی و فارسی اپنے مکان میں پردہ سے پڑھتی ہو اور بعد فارغ ہونے کے ان کو اندر مکان کے بلاکر پردہ سے بات کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر نابالغہ لڑکی کسی نوجوان عالم سے سامنے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھے؛ تو بعد بالغ ہونے کے ان سے پردہ سے بات کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۲۶۰۰/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) ردّالمحتار: ۳/۴۱۱-۴۱۲، کتاب الحجّ، مطلب في قولهم: يقدَّم حقّ العبد على حقّ الشّرع.

الجواب: (الف) اگر خوفِ فتنہ نہ ہو اور پردہ سے بات کرے تو درست ہے۔

(ب) اس میں بھی وہی امر ملحوظ رہے کہ خوفِ فتنہ نہ ہو اور پردہ سے کوئی ضروری بات ہو تو درست ہے، لیکن احتیاط کرنا اچھا ہے۔

بالغہ لڑکی کا تنہائی میں غیر محرم عالم سے قرآن پڑھنا

سوال: (۳۹۱) اگر بالغہ لڑکی نوجوان عالم سے گھر میں قرآن پڑھے جب کہ گھر میں سوائے لڑکیوں کے اور کوئی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ (۲۶۰۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں احتیاط کرنی چاہیے۔ فقط

مستورات کو مردوں کے بیانات سننا درست ہے

سوال: (۳۹۲)......(الف) کیا مردوں کے لکچر (بیان) شرعاً عورتوں کو سننے جائز ہیں یا نہیں؟

(ب) کیا مذہبی لکچروں اور سیاسی لکچروں میں فرق ہے؟ (۸۱۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف-ب) مردوں کے مواعظ اور تقاریر عورت کو سننا درست ہے، اور شریعت میں ثابت ہے اور وہ امور سیاسیہ جو موافق شریعت ہیں وہ بھی مذہبی ہی ہیں، ان کا سننا بھی درست ہے: **كما في حديث الشّيخين: ثمّ أتى النّسآء فوعظهنّ وذكّرهُنّ وأَمَرَهُنّ بالصّدقة** (۱)

مستورات کا مجالسِ وعظ میں شرکت کرنا

سوال: (۳۹۳) اس زمانۂ پر آشوب میں عورتوں کا نماز جمعہ وغیرہ اور مجالسِ وعظ وغیرہ میں جانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۴۳/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خرجتُ مع النبيّ صلّى الله عليه وسلّم يوم فطر أو أضحى فصلّى ثم خَطَبَ، ثم أتى النّساء الحديث (صحيح البخاري: ۱/۱۳۳، كتاب العيدين — باب خروج الصبيان إلى المصلّى، والصّحيح لمسلم: ۱/۲۸۹، كتاب العيدين، فصل في الصّلاة قبل الخطبة بغير أذان ولا إقامة وتذكير الرّجال والنّساء وأمرهنّ بالتّصدّق)

الجواب: درمختار میں ہے: **و یکرہ حضورھنّ الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقًا ولو عجوزًا لیلاً علی المذھب المفتی به لفساد الزّمان واستثنی الکمال بحثًا العجائز المُتَفَانِیَةَ** (۱) یعنی مکروہ ہے حاضر ہونا عورتوں کا جماعت میں اگر چہ جمعہ کے لیے ہو، اور عیداور وعظ کے لیے ہو مطلقًا، اور اگر چہ بوڑھی عورت ہو، اور رات کا وقت ہو مذہب مفتیٰ بہ کے موافق بہ وجہ فساد زمانہ کے، اور محقق ابن ہمام نے نہایت بوڑھی عورتوں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے، پس یہی حکم ہے عورتوں کے بارے میں جو کہ درمختار میں مذکور ہے۔

(اِسی قسم کا ایک مسئلہ جس کے بارے میں لوگ کثرت سے سوال کرتے ہیں یہاں درج کیا جاتا ہے:)

مستورات کا دعوت وتبلیغ کے لیے سفر کرنا

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (مفتیٔ اعظم گجرات) کا فتویٰ:

سوال: (۱۶۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی اہلیہ کو لے کر تبلیغی جماعت میں جاسکتا ہوں؟ عورتوں کو جماعت میں لے جانا چاہیے یا نہیں؟ فقط

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا: عورتوں کو جماعت میں لے جانا مطلوب اور پسندیدہ نہیں ہے، اور ﴿وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۱۹) کا مصداق ہے، عورتیں غیر محتاط ہوتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۱۰/ ۴۹۸)

(فتاوی رحیمیہ کامل: ۲/ ۱۳۶-۱۳۷، باب الدّعوة والتّبلیغ)

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ (صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) کا فتویٰ اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ (مفتیٔ اعظم مظاہر علوم سہارنپور) نیز حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ (ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور) کی تائید وتصدیق

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۲/ ۲۶۳، کتاب الصّلاة - باب الإمامة.

(۵۷۷/د)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کیا عورتوں کا تبلیغ کے لیے سفر کرنا مع محرم کے درست ہے؟

المستفتی:

حافظ عبدالرحیم مسجد کوٹھے والی صدر بازار دہلی

۱۳۷۱/۲/۱۷ھ

(۱۰۹/د)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں تبلیغ کے لیے عورتیں سفر نہ کرتی تھیں، اور نہ آپ ﷺ نے اور نہ صحابہ نے تبلیغ کے لیے عورتوں کو سفر کرنے کا حکم فرمایا نہ خود تبلیغ کے لیے سفر میں روانہ کیا اس عمل سے ثابت ہے کہ عورتوں کو تبلیغ کے لیے سفر کرنا جائز نہیں، خیر القرون کے زمانہ میں اگر کسی عورت کو کسی مسئلہ کی ضرورت ہوتی تھی تو آنحضرت ﷺ یا ازواج مطہرات یا صحابہ کی بیویوں سے آکر دریافت کرلیتی تھیں، تبلیغ مردوں کے ذمے اُس زمانے میں مقرر تھی، اور عورتیں پردہ کے ذریعہ سے احکام کو معلوم کر کے دین کی باتیں سیکھتی تھیں، مردوں کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی عورتوں کو دین سے واقف کرائیں آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام تبلیغ کے لیے سفر کرتے تھے، جہاد میں جاتے تھے، لیکن عام طور پر سب عورتوں کو اپنے ساتھ نہ لے جاتے تھے۔

جب اُس خیر کے زمانے میں یہ صورت حال رہی ہے تو اس شر اور فتنوں کے زمانے میں عورتوں کو تبلیغ کے لیے سفر کرنا اگرچہ محرم کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟! یہ خیال کہ عورتوں کو کس طرح تبلیغ ہوگی؟ اس بنا پر صحیح نہیں کہ ان کے مرد اُن کو تبلیغ کریں اور دین کے احکام ان کو سکھائیں، اور خود مرد دین کی باتیں دوسرے واقف کاروں سے سیکھیں یا سیکھنے اور سکھلانے کے لیے سفر کریں ورنہ عام طور پر عورتوں کا تبلیغ کے لیے سفر کرنا فتنے کے دروازوں کا کھول دینا ہے جو آج دنیا

پر نظر ڈالنے سے مشاہد بھی ہے۔ فقط واللہ اعلم

سید مہدی حسن غفرلہٗ
(صدر مفتی دارالعلوم دیوبند)
۱۳۷۱/۲/۲۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ (مفتیٔ اعظم مظاہر علوم سہارنپور)
الجواب صحیح: عبداللّطیف (ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور)

نوٹ: ان دونوں حضرات کی تصدیق مظاہر علوم سہارنپور کے دارالافتاء کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

(مفتی) حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہٗ
۱۴۳۲/۳/۲۳ھ

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کا فتوی

سوال: عورتوں کا تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغ کے لیے اپنے محارم کے ساتھ تین دن، دس دن، سال کے لیے اپنے ضلع یا اپنے صوبہ یا اپنے ملک یا دوسرے مما لک میں نکلنا کیسا ہے؟ جب کہ موجودہ دور کے حالات بھی آپ حضرات کے سامنے ہیں، اگر ان کا نکلنا جائز ہے، پھر تو کوئی حرج نہیں، اور اگر جائز نہیں تو پھر جو لوگ اپنی عورتوں کو لے جاتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وہ گنہ گار ہوں گے یا نہیں؟ مسئلہ کی مکمل وضاحت مطلوب ہے۔ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: عورتوں کا گھروں سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے(۱) اس لیے حضرات فقہائے

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه عن النّبي صلّى الله عليه وسلّم قال : المرأةُ عورةٌ فإذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيطَانُ رواه التّرمذي (مشكاة المصابيح، ص:۲۶۹، كتاب النكاح، باب النّظر إلى المخطوبة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت ستر (یعنی چھپانے کی چیز) ہے، پس جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔
(جامع التّرمذی: ۲۲۲/۱، أبواب الرّضاع، بابٌ)

کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس پر بہت سخت پابندی لگائی ہے اور دینی کاموں کے لیے بھی عورتوں کے نکلنے کو بالاتفاق حرام قرار دیا ہے۔

قال العلّامة الخوارزمي ناقلا عن فخر الإسلام رحمهما اللّٰه تعالٰى : والفتوى اليوم على الكراهة في الصلوات كلّها لظهور الفساد،فمتى كره حضور المسجد للصلاة لأن يكره حضور مجالس العلم خصوصًا عند هؤلاء الجهال الّذين تحلّوا بحلية العلم أولى.

(الكفاية مع فتح القدير :۱/ ۳۱۸،كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

وقال العلّامة الحصكفي رحمه اللّٰه تعالٰى : ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد و وعظ مطلقًا ولو عجوزًا ليلاً على المذهب المفتٰى به لفساد الزّمان واستثنٰى الكمالُ بحثًا العجائزَ المُتَفَانِيَةَ (۱)

وقال الإمام الطّحطاوي رحمه اللّٰه تعالٰى: (قوله ولو لجمعة وعيد و وعظ) قال في مجموع النّوازل يجوز للزّوج أن يأذن لها بالخروج إلى زيارة الأبوين وعيادتهما وتعزيتهما أوأحدهما و زيارة المحارم فإن كانت قابلة أو غاسلة أو كان لها علٰى آخر حقّ أوعليها حقّ تخرج بالإذن و بغير الإذن والحجّ على هذا وفيما عدا ذلك من زيارة الأجانب وعيادتهم والوليمة لا يأذن لها ولا تخرج ولو أذن لها وخرجت كانا عاصيين وتمنع من الحمام و إن أرادت أن تخرج إلى مجلس العلم بغير رضى الزّوج ليس لها ذلك فإن وقعت لها نازلة إن سأل الزّوج من العالم وأخبرها بذلك لا يسعها الخروج ، و إن امتنع من السؤال يسعها الخروج من غير رضى الزّوج ، و إن لم يقع لها نازلة و أرادت أن تخرج لمجلس العلم لتعليم المسألة من مسائل الوضوء والصّلاة إن كان الزّوج يحفظ المسائل ويذكرها معها له أن يمنعها، و إن كان لا يحفظها الأولى أن يأذن لها أحيانًا، و إن لم يأذن لها فلا شيء عليه ولا يسعها الخروج مالم تقع نازلة اهـ قوله: (ولوعجوزًا) اسم لمؤنث غيرلازم التاء كما في الرّضى، وفي القاموس: لايقال: عجوزة

(۱)الدرمع الرد: ۲/۲۶۳،كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلّى الشّافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصّلاة مع الشّافعي أم لا ؟

أو لغة رديئة من إحدى وخمسين إلى آخر العمر قهستاني، وقوله" ليلا " بيان للإطلاق أيضًا. قوله (على المذهب المفتى به): قد يقال: هذه الفتاوى الّتي اعتمدها المتأخرون مخالفة لمذهب الإمام وصاحبيه، فإنّهم نقلوا أن الشّابّة تمنع مطلقًا اتفاقا و أما العجوز فلها حضور الجماعة عند الإمام في الصلوات إلا في الظهر والعصر والجمعة فالإفتاء بمنع العجائز في الكل يخالف الكل وما في الدّرالمنتقى يوافق ما هنا حيث قال: وفي الكافي وغيره: أما في زماننا فالمفتٰى به منع الكل في الكلّ حتّى في الوعظ ونحوه (۱) (حاشية الطّحطاوي على الدر:۱/ ۲۴۵)

وقال شّمس العلماء العلّامة ابن نجيم رحمه اللّٰه تعالٰى : قال المصنّف في الكافي والفتوى اليوم على الكراهة في الصّلوات كلّها لظهور الفساد ومتى كره حضور المسجد للصلاة فلأن يكره حضور مجالس الوعظ خصوصًا عند هؤلاء الجهّال الذين تحلّوا بحلية العلماء أولى . ذكره فخرالإسلام اهـ(۲)(البحرالرّائق:۱/ ۳۵۸)

وقال العلامة عالم بن العلاء رحمه اللّٰه تعالٰى : والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهورالفساد ومتى كره حضورُالمسجد للصلاة لأن يّكره حضور مجالس الوعظ خصوصًا عند هؤلاء الجهّالِ الّذين تحلّوا بحلية العلماء أولى(۳)

(الفتاوى التتارخانية:۱/ ۶۲۸)

وقال الحافظ العيني رحمه اللّٰه تعالٰى: (قال: ويكره لهنّ حضورالجماعات) أي يكره للنّساء يعني الشّواب منهنّ وهي جمع شابّة وهذه اللّفظة بإطلاقها تتناول الجمع والأعياد والكسوف والاستسقاء وعن الشّافعي رحمه اللّٰه تعالٰى يباح لهنّ الخروج(لما

(۱) الطحطاوي على الدر:۱/۳۸۳-۳۸۴،كتاب الصّلاة، باب الإمامة .

(۲) البحرالرائق:۱/ ۶۲۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۳) الفتاوى التتارخانية : ۲/۲۸۱،كتاب الصّلاة ، بيان ما يمنع صحّة الاقتداء وما لا يمنع، الفصل الثّامن في الحث على الجماعة، هل يجوز للنّساء حضور المساجد إلخ. المطبوعة: زكريا بک ڈپو دیوبند۔

فيه) أي في حضورهنّ الجماعة(من خوف الفتنة) عليهنّ من الفسّاق، وخروجهنّ سبب للحرام وما يفضي إلى الحرام فحرام، وذكر في كتاب الصلوات مكان الكراهة الإساءة والكراهة فحش.

قلت: المراد من الكراهة التّحريم ، ولا سيّما في هذا الزّمان لفساد أهله .

(ولا بأس للعجوز أن تخرج في الفجر والمغرب والعشاء) لحصول الأمن، وفي المغرب اختلاف الرّوايات، وفي المنظومة: ألحق المغرب بالعشاء كما ذكره المصنّف والمبسوط لشمس الأئمة، وفي المختلف: ألحق العصر والمغرب بالظّهر كما في مبسوط شيخ الإسلام ويحتمل أن ذلك بناء على أن المغرب تنشر فيه الفسقة أيضًا كالعصر في بعض البلاد، قيل: هذا كلّه في زمانهم، أما في زماننا فيكره خروج النّساء إلى الجماعة لغلبة الفسق والفساد ، فإذا كره خروجهنّ للصلاة فلأن يكره حضورهنّ مجالس العلم خصوصًا عند هؤلاء الجهّال الّذين تحلّوا بحلية أهل العلم أولى (۱)
(البناية: ۲/۴۲۰)

وقال العلاّمة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالیٰ : و إذا منعت حضورالجماعة فمنعها من حضور الوعظ والاستسقاء أولى ، و أدخله العيني في الجماعات وما قلناه أولى(۲)
(منحة الخالق بهامش البحر:۱/۳۵۹)

وقال العلاّمة منلا مسكين رحمه اللّٰه تعالیٰ : ومتى كره حضور المسجد للصلوات لأن يكره حضورهنّ مجالس الوعظ خصوصًا عند هؤلاء الجهّال الّذين تحلّوا بحلية العلماء أولى . ذكره فخرالاسلام .

وقال العلاّمة أبوالسّعود رحمه اللّٰه تعالیٰ : (قوله ومتى كره حضورالمسجد إلخ) أي كراهة تحريمية دلّ على ذلك قوله في النّهر ولا يحضرن أي لا يحلّ لهنّ أن يحضرن

---

(۱) البناية شرح الهداية المشهور بالعيني : ۱/۷۳۹-۷۴۰،المطبوعة: المطبع العالی نول كشور لكناؤ.
(۲) منحة الخالق على البحرالرائق :۱/ ۶۲۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

لکن ذکر بعده عن کتاب الصلاة أنه ذکر الإساء ة الّتي هي أدون من الکراهة .

(فتح المعین علی منلا مسکین:١/٢١٥،کتاب الصّلاة، باب الإمامة)

وقال العلاّمة أبوبکربن علی الحداد رحمه اللّٰه تعالیٰ : والفتوی الیوم علی الکراهة في الصلوات کلّها لظهور الفسق في هذا الزّمان ولا یباح لهنّ الخروج إلی الجمعة عند أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ کذا في المحیط فجعلها کالظّهر وفي المبسوط جعلها کالعیدین حتّی أنه یباح لهنّ الخروج إلیها بالاجماع(١)(الجوهرة:١/٢٧)

وقال العلاّمة السّهارنفوری رحمه اللّٰه تعالیٰ معزیا لشرح النّقایة : والفتوی الیوم علی الکراهة في الصلوات کلّها لظهور الفساد، ومتی کره حضورهنّ في المسجد للصلاة فلأن یکره حضورهنّ في مجالس الوعظ خصوصًا عند هؤلاء الجهّال الّذین تحلّوا بحلیة العلماء أولی هکذا قال المشایخ رحمهم اللّٰه ، ولو شاهدوا ما شهدنا من حضورهنّ بین مجالس وعاظ زماننا متبرجات بزینتهن لأنکروا کل الإنکار رحم اللّٰه معاشرالأبرار (بذل المجهود: ١/٣١٩،کتاب الصّلاة،باب التّشدید في ذلك أي في خروج النّساء إلی المساجد)

نصوص مذکورہ کا حاصل

عورتوں کا گھروں سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے۔اس لیے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مسجد کی جماعت، جمعہ،طلب علم اور وعظ سننے کے لیے عورتوں کے نکلنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔

جب ایسی اہم عبادات وضرورات دین کی خاطر تھوڑے سے وقت کے لیے قریب تر مقامات تک نکلنے پر بھی اس قدر پابندی ہے تو تبلیغ کے لیے کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں اور چلّوں کے لیے دور دراز مقامات میں جانا بہ طریق اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے۔

(احسن الفتاوی:٨/٥٥-٥٨،کتاب الحظر والإباحة ،پردہ ودیگر متعلقہ مسائل،عنوان:خواتین کا تبلیغی جماعت میں نکلنا جائز نہیں)

---

(١) الجوهرة النّیّرة : ١/٦٠، کتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، المطبوعة : المطبع المجتبائي، دهلی .

اسکول میں پڑھنے والی لڑکیوں اور پڑھانے والی عورتوں کو بہ وجہ ضرورت دیکھنا

سوال: (۳۹۴) اسکول میں بہ وجہ ضرورت لڑکیوں پر جو مراہقہ ہیں نظر پڑتی ہے، اور ایک عیسائی کی عورت اسکول میں پڑھاتی ہے اس پر بھی نظر پڑتی ہے؛ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۵۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: غض بصر بہر حال احوط ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ الآية﴾ (سورۂ نور: آیت: ۳۰) اگر اتفاقی نظر پڑ جاوے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے پھر فورًا نظر پھیر لے، اور شہود کے دیکھنے پر اس کا قیاس نہیں ہوسکتا، اور انکار منکر کے لیے جانا اور دیکھنا بھی امر معروف میں داخل ہے، اس پر بھی قیاس صورتِ موجودہ کا نہیں ہوسکتا۔

کیا خوب صورت عورتوں کو دیکھنا عبادت ہے؟

سوال: (۳۹۵) جب کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خوب صورت چیز کی طرف دیکھنا عبادت ہے (۱) اس اعتبار سے نامحرم عورت کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے یہ خیال صحیح ہے یا کیا؟

(۱۴۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الآية﴾ (سورۂ نور، آیت: ۳۰) اور فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآية﴾ (سورۂ طٰہٰ، آیت: ۱۳۱) اور حدیث شریف میں اجنبیہ عورت کو بالقصد دیکھنے سے منع فرمایا گیا ہے (۲) پس یہ خیال جو سوال میں مذکور ہے غلط ہے ایسا عقیدہ نہ رکھنا چاہیے۔ فقط

---

(۱) اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

(۲) عن ابن بُرَيدة عن أبيه رفعه قال: يا عليّ ! لَا تُتْبِعِ النّظرةَ النظرةَ، فإن لك الأولى، وليستْ لك الآخرةُ (جامع التّرمذي: ۱۰۶/۲، أبواب الآداب – باب ما جاء في نظرة الفجاء ة)

توبہ کے بعد نامحرم عورتوں کو دیکھنا

سوال: (۳۹۶) ایک شخص نامحرم عورتوں کی طرف دیکھتا تھا، اس پر ایک مقدمہ قائم ہوگیا، اس نے توبہ کی اور وعدہ اللہ سے کیا کہ میں آئندہ کسی نامحرم عورت کو نہ دیکھوں گا، مقدمہ فتح ہوگیا، اور اب بھی اس نے نامحرم عورتوں کے دیکھنے کی عادت نہیں چھوڑی ہے، تو یہ شخص اس نظر کرنے کی وجہ سے پہلے گنہ گار تھا یا نہیں؟ اور اب بھی گنہ گار ہے یا نہیں؟ (۴۶۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: چہرہ محل فتنہ ہے بالقصد دیکھنا چہرہ اجنبیہ کا نہیں چاہیے، جیسا گناہ پہلے تھا ویسا ہی پیچھے بھی ہے، توبہ واستغفار کرتا رہے اور اس عادت مذمومہ کو چھوڑ دے۔ فقط

نامحرم عورت کو اس غرض سے دیکھنا کہ یہ کون عورت ہے؟ اور پڑوسی کے مکان میں دیکھنا

سوال: (۳۹۷)......(الف) نامحرم عورتوں کو اس غرض سے دیکھنا کہ یہ کون عورت ہے جائز ہے یا نہ؟ اور ضعیفہ کو بے وجہ دیکھنا کیسا ہے؟

(ب) اگر ہم سایہ کے مکان میں جب کہ پردہ دری نہ ہو دیکھنا اس کو ناگوار ہو تو کیا حکم ہے؟ (۶۴۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) نامحرم کو اس غرض سے بھی دیکھنا درست نہیں اور ضعیفہ کا حکم بھی یہی ہے۔

(ب) اگر صاحبِ مکان کو ناگوار ہے تو دیکھنا نہ چاہیے۔

لڑکیوں کو اسکول میں تعلیم دینا

سوال: (۳۹۸) گورنمنٹ می خواہد کہ در ملک بنگال برائے تعلیم دختران مسلمانان جابجا اسکولہا قائم نماید، و در آں درس گاہ تعلیم بنگالہ وغیرہ دادہ آید، و برائے نگرانی انسپکٹر در سہ ماہ آمدہ امتحان کند، بایں ہمہ وجوہ دختران را برائے تعلیم در اسکول دادن جائز است یا نہ؟ (۹۳۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: تعلیم نسواں مطلقاً ممنوع نیست، بلکہ تعلیم مسائل دینیہ جماعت نساء را ضروری است،

ولیکن دراسکولہا داخل کردن دختران خود رابغرض تعلیم خوب نیست کہ دریں صورت خوف فتنہ است ۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۳۹۸) گورنمنٹ ملک بنگال میں مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے جا بہ جا اسکول قائم کرنا چاہتی ہے، اوراس درس گاہ میں بنگلہ زبان وغیرہ کی تعلیم ہوگی، اورانسپکٹر کی نگرانی میں سہ ماہی امتحانات ہوں گے، ان وجوہ کے پیش نظر بچیوں کواسکول میں تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: تعلیم نسواں کی مطلقًا ممنوع نہیں ہے، بلکہ دینی مسائل کی تعلیم دینا گروہ خواتین کو ضروری ہے، لیکن اسکولوں میں اپنی لڑکیوں کوتعلیم کی غرض سے داخل کرنا ٹھیک نہیں کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے ۔ فقط

لڑکیوں کی تعلیم مدارس میں مناسب نہیں

سوال: (۳۹۹) مسلمانان قصبہ میر پور ریاست جموں؛ مروجہ تعلیم نسواں کے خلاف مختلف روایات اوراپنے قیاسی اجتہاد سے عمل پیرا ہیں، حضور مہاراجہ صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر نے اپنی غریب اور جاہل مسلم رعایا کی بہبودی کو مدنظر فرما کراسلامیہ زنانہ مدرسہ کا گزشتہ سال اجرا فرمایا، اور باوجودمخالفت کے بھی مسلمانوں نے اپنی لڑکیوں کوداخل مدرسہ کردیا، لیکن اب مروجہ نصاب تعلیم کے ماتحت لازم ہے کہ لڑکوں کے مدارس کی طرح لڑکیوں کے مکاتب میں بھی علاوہ مذہبی تعلیم کے زبان اردو کی نوشت وخواند سکھلائی جائے، لیکن مسلمانان قصبہ ہٰذا بغیر کوئی شرعی دلیل پیش کرنے کے اردو لکھائی اور پڑھائی کی مخالفت کر کے قواعد وضوابط محکمۂ تعلیم ریاست ہٰذا کونقصان پہنچا رہے ہیں، خاکسارہ اس امر کے متعلق گزارش کرتی ہے کہ لڑکیوں کو کتابت سکھانے اورمروجہ تعلیم دلوانے کے خلاف یا حق میں اگر کوئی صریح نص قرآنی یا حدیث موجود ہوتو جواب باصواب سے احقرہ کو مستفید فرمایا جائے ۔ بینوا توجروا (۱۳۴۳/۴۶۴ھ)

الجواب: لڑکیوں کو کتابت سکھانا اورضروری مسائل دینیہ کی تعلیم دینا ممنوع نہیں ہے، بلکہ مہارت حاصل کرنا نوشت وخواند وحساب وغیرہ میں بھی شرعًا ممنوع نہیں ہے، البتہ بحث اس میں ہے کہ طریق تعلیم ایسا ہوجس سے ان کے اخلاق وعادات وچال چلن وغیرہ پر آئندہ کو برا اثر نہ پڑے اور بے پردگی کی عادت ہوکر ہمیشہ کو وہ بے پردہ پھرنے کو جائز نہ سمجھیں، اسی طرح دوسری

ہوا آزادی کی ان میں سرایت نہ کرے، اس لیے لڑکیوں کی تعلیم مدارس میں مناسب نہیں ہے، بلکہ گھروں میں ہی رہتے ہوئے ان کے محارم باپ بھائی یا والدہ وغیرہ ان کو ضروری تعلیم دیں اور کتابت سکھادیں، اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، بلکہ دینی ضروری مسائل کی تعلیم وتعلم ایک حد تک فرض اور ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اضافہ از مرتب:

عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا بہترین طریقہ

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر بستی میں مقامی طور پر ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے کہ عورتیں اور لڑکیاں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ آمد ورفت کریں، اور ایسی قابل اعتماد رفاقت اختیار کریں کہ وہ بدنامی سے بالکل محفوظ رہیں، اور ان کی عصمت و پاک دامنی، عزت وآبرو پر کوئی داغ دھبہ نہ آنے پائے، اور شام تک اپنے گھر واپس پہنچ جائیں، ان کے بڑے اور اولیاء بھی ان کی تعلیم اور آمد ورفت کی پوری نگرانی کریں، عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا یہ طریقہ ان شاء اللہ فتنوں سے محفوظ ہوگا (فتاویٰ رحیمیہ کامل: ۱۰۴/۲، تعلیم وتعلم کا بیان، مطبوعة: مکتبة الإحسان، دیوبند)

لڑکیوں کا اجلاسِ عام میں قراءت، اشعار وغیرہ پڑھنا

سوال: (۴۰۰) زنانہ مدرسہ جس میں ایسی لڑکیاں جو سن شعور کو پہنچی ہوں، مراہقہ ہوں، اور کمسن ہوں، ایک امتحانی جلسۂ عام میں جس میں شہر کے عمائد ونوجوان جمع ہوں اور درمیان ان کے صرف ایک پردہ حائل ہو، ایسے موقع پر ناظم مدرسہ لڑکیوں کے نام مع ولدیت بہ آواز بلند پکارے اور لڑکیاں پردہ کے پیچھے کھڑی ہوکر بلند آواز سے قراءت اور اشعار نعتیہ سنائیں، اور لڑکیوں کی خوش الحانی پر مجمع عام سے واہ واہ، شاباش، مرحبا، جزاکِ اللہ کی آوازیں پیہم چلی آئیں، ایسی کارروائی جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسی کارروائی سے جس میں خوف فتنہ ہو احتراز کرنا مناسب ہے، اور اگرچہ فی الحال یہ امر ممنوع نہ ہو، لیکن آئندہ کی کسی خرابی کے پیش آنے کے خوف کی وجہ سے ایسے امور سے اہل اسلام کو احتراز لازم ہے۔ فقط

پردہ کے سلسلہ میں باپ وغیرہ کی لاپروائی باعث گناہ ہے

سوال: (۴۰۱) اگر باپ اپنی لڑکیوں کے پردہ کرانے میں بے پروائی کرے تو گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۷۸۴ھ)

الجواب: بے شک یہ حق باپ کے ذمہ ہے کہ اپنی اولاد کو حکم شریعت سے آگاہ کرے، اور بالغ لڑکیوں کو پردہ کا حکم کرے اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا گنہ گار ہوگا۔

سوال: (۴۰۲) جن کی عورتیں بن سنور کر گھونگرودار زیور پہن کر گلیوں میں پھریں، اور عالم سید ہو کر منع نہ کرے تو ایسے عالم کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۰/۱۹۸۴ھ)

الجواب: ان عورتوں کو گھونگرودار زیور پہن کر باہر نکلنے سے منع کر دینا چاہیے، پھر اگر وہ نہ مانیں تو مواخذہ ان کے ذمے ہے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پردہ کرنے کی وجہ؟

سوال: (۴۰۳) جب ازواج مطہرات مثل ماں کے ہیں تو پردہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟ جیسے ماں سے پردہ نہیں ویسے ہی ان سے بھی نہ ہونا چاہیے۔ (۱۳۳۷/۱۲۲۴ھ)

الجواب: حق تعالیٰ نے جیسا کہ ازواج مطہرات کو مؤمنین کی ماں فرمایا: ﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (سورۂ احزاب، آیت:۶) میں، اسی طرح دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (سورۂ احزاب، آیت:۵۳) پس معلوم ہوا کہ ماں فرمانا ان کو بہ اعتبار تعظیم و حرمتِ نکاح کے ہے، اور پردہ میں وہ مثل اجنبیات کے ہیں۔ کذا في معالم التنزیل (۱)

---

(۱) قوله عزّ وجلّ: ﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (سورۂ احزاب: آیت:۶) ...... و هنّ أمّهات المؤمنین في تعظیم حقهنّ، و تحریم نکاحهنّ علی التّأبید، لا في النّظر إلیهنّ، والخلوة بهنّ، فإنّه حرام في حقهنّ کما في حقّ الأجانب، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (سورۂ احزاب: آیت:۵۳)

(معالم التّنزیل للبغوي رحمة الله علیه: ص:۷۰۴، سورة الأحزاب)

محارم عورتوں کا ستر

سوال: (۴۰۴) عورت کو اپنے محرم سے کس قدر بدن چھپانا واجب ہے؟

(۱۳۳۴-۳۳/۶۷۲ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **ومن محرمه .... إلى الرأس والوجه والصّدر والسّاق والعضد إن أمن شهوته و شهوتها أيضًا إلخ** (۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مرد کو اپنے محرم کے سر اور چہرہ اور سینہ اور ساق اور بازو کو دیکھنا درست ہے، بہ شرطیکہ شہوت کا خوف نہ ہو۔

حجاب اور سترِ عورت میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۰۵) حجاب اور سترِ عورت ایک چیز ہے یا دو؟ اور حجاب فرض ہے یا واجب؟ بعضے فرض کہتے ہیں اور بعض واجب۔ (۱۳۳۳-۳۲/۴۱۵ھ)

الجواب: حجاب فرض ہے، اگر کہیں وجوب کا لفظ ہے تو اس سے مراد بھی فرضیت ہے اور سترِ عورت اور حجاب علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ فقط

اضافہ از مرتب:

سترِ عورت کے احکام اور حجابِ نساء میں فرق

مرد وعورت کا وہ حصۂ بدن جس کو عربی میں عورت اور اردو فارسی میں ستر کہتے ہیں جس کا سب سے چھپانا شرعی، طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے، اور ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض جس پر عمل ضروری ہے، وہ سترِ عورت یعنی اعضائے مستورہ کا چھپانا ہے، یہ فریضہ تو ابتداءِ آفرینش سے فرض ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں فرض رہا ہے، بلکہ شرائع کے وجود سے بھی پہلے جب جنت میں شجر ممنوعہ کھالینے کے سبب حضرت آدم وحواء علیہما السلام کا جنتی لباس اُتر گیا اور ستر کھل گیا تو وہاں بھی آدم علیہ السلام نے ستر کھلا رکھنے کو جائز نہیں سمجھا، اسی لیے آدم وحواء دونوں نے جنت کے پتے اپنے ستر پر باندھ لیے ﴿وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۲۲) کا یہی مطلب ہے، دنیا میں آنے کے بعد آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء ﷺ

---

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۹/ ۴۴۷، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

تک ہر پیغمبرِ دین کی شریعت میں ستر چھپانا فرض رہا ہے، اعضاء مستورہ کی تعیین اور تحدید میں اختلاف ہوسکتا ہے، کہ ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟ مگر اصل فرضیت سترِ عورت کی تمام شرائع انبیاء میں مسلمہ ہے، اور یہ فرض ہر انسان مرد وعورت پر فی نفسہٖ عائد ہے، کوئی دوسرا دیکھنے والا ہو یا نہ ہو، اسی لیے اگر کوئی شخص اندھیری رات میں ننگا نماز پڑھے، حالانکہ ستر چھپانے کے قابل کپڑا اُس کے پاس موجود ہو تو یہ نماز بالاتفاق ناجائز ہے، حالانکہ اس کو ننگا کسی نے دیکھا نہیں۔ (البحر الرائق) اسی طرح نماز اگر کسی ایسی جگہ پڑھی جہاں کوئی دوسرا آدمی دیکھنے والا نہیں اس وقت بھی اگر نماز میں ستر کھل گیا تو نماز فاسد ہوجاتی ہے (کما في عامّة کتب الفقه)

خارج نماز لوگوں کے سامنے ستر پوشی کے فرض ہونے میں تو کسی کا اختلاف ہی نہیں، لیکن خلوت میں جہاں کوئی دوسرا دیکھنے والا موجود نہ ہو وہاں بھی صحیح قول یہی ہے کہ خارج نماز بھی بلاضرورت شرعیہ یا طبعیہ کے ستر کھول کر ننگا بیٹھنا جائز نہیں۔ (کما في البحر عن شرح المنیة)

یہ حکم تو سترِ عورت کا تھا، جو اوّلِ اسلام سے بلکہ اوّلِ آفرینش سے تمام شرائع انبیاء میں فرض رہا ہے، جس میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں، خلوت وجلوت میں بھی برابر ہیں، جیسے لوگوں کے سامنے ننگا ہونا جائز نہیں، ایسے ہی خلوت وتنہائی میں بھی بلاضرورت ننگا رہنا جائز نہیں۔

دوسرا مسئلہ: حجاب اور پردہ کا ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں، اس مسئلہ میں بھی اتنی بات تو انبیاء وصلحاء اور شرفاء میں ہمیشہ سے رہی ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کا بے محابا اختلاط نہ ہو، حضرت شعیب علیہ السلام کی دولڑکیوں کا قصہ جو قرآن کریم میں پارہ ۲۰ میں آیا ہے اس میں لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے بستی کے کنویں پر گئیں جہاں لوگوں کا ہجوم تھا وہ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے تو قرآن کریم میں ہے کہ یہ لڑکیاں ایک طرف الگ کھڑی ہوگئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کا اس وقت اتفاقی طور پر مسافرانہ انداز میں وہاں گذر ہوا تو ان لڑکیوں کو علیحدہ کھڑے دیکھ کر سبب پوچھا تو لڑکیوں نے دو باتیں بتلائیں۔

اوّل یہ کہ اس وقت یہاں مردوں کا ہجوم ہے ہم اپنے جانوروں کو پانی اس وقت پلائیں گے جب یہ لوگ فارغ ہوکر چلے جائیں گے۔

دوسری بات یہ بھی بتلائی کہ ہمارے والد بوڑھے ضعیف ہیں جس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے نکلنا یہ عرف وعادت کے اعتبار سے عورتوں کا کام نہیں تھا، مگر والد کے ضعف ومجبوری اور کسی دوسرے آدمی کے موجود نہ ہونے کے سبب یہ کام ہمیں کرنا پڑ گیا۔

یہ حال قرآن میں حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کا بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس زمانے اور ان کی شریعت میں بھی عورتوں مردوں کا دوش بہ دوش چلنا اور بے محابا اختلاط پسند نہیں تھا، اور ایسے کام جن

میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہو وہ عورتوں کے سپرد ہی نہیں کیئے جاتے تھے، بہر حال اس مجموعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو باقاعدہ پردہ میں رہنے کا حکم اس وقت نہیں تھا، اسی طرح ابتداء اسلام میں بھی یہی صورت جاری رہی، ۳ھ یا ۵ھ میں عورتوں پر اجنبی مردوں سے پردہ کرنا فرض کردیا گیا، جس کی تفصیلات آگے آتی ہیں۔

اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ سترِ عورت، اور حجابِ نساء یہ دو مسئلے الگ الگ ہیں، سترِ عورت ہمیشہ سے فرض ہے، حجابِ نساء ۵ھ ہجری میں فرض ہوا، سترِ عورت مرد وعورت دونوں پر فرض ہے، اور حجاب صرف عورتوں پر، سترِ عورت لوگوں کے سامنے اور خلوت دونوں میں فرض ہے، حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں، یہ تفصیل اس لیے لکھی گئی کہ ان دونوں مسئلوں کو خلط ملط کردینے سے بہت سے شبہات مسائل اور احکامِ قرآن کے سمجھنے میں پیدا ہوجاتے ہیں۔ (معارف القرآن: ۸/ ۲۱۱-۲۱۳، سورۂ احزاب، آیت: ۵۵)

نیز حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری صدر المدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند بیان فرماتے ہیں:

مرد اور عورت کا ستر ایک ہے

ستر: مرد اور عورت کا ایک ہے، ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ستر ہے، یعنی چھپانے کا بدن ہے، اس کو بے ضرورت کسی کے سامنے کھولنا جائز نہیں، ایک عورت دوسری عورت کے سامنے جسم کا یہ حصہ بے ضرورت نہیں کھول سکتی، مجبوری کی بات الگ ہے، جیسے بچہ کی ولادت ہے یا کوئی آپریشن کرانا ہے تو وہ الگ مسئلہ ہے لیکن بے ضرورت نہیں کھول سکتی۔ مرد وعورت دونوں کا یہی ستر ہے۔

عورت کے لیے حجاب ہے اور وہ تین مرحلوں میں ہے

پھر مرد کے لیے کوئی حجاب نہیں، لیکن عورت کے لیے ستر کے علاوہ حجاب بھی ہے اور وہ حجاب تین مرحلوں میں ہے:

پہلا حجاب: اللہ سے بندی کا حجاب ہے، جب عورت نماز کے لیے کھڑی ہو تو چہرہ جتنا وضو میں دھونا فرض ہے اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک اور دونوں پیر ٹخنوں سے نیچے تک کھلے رہ سکتے ہیں۔ یہ تین اعضاء نماز کے حجاب میں داخل نہیں، لیکن اگر کوئی عورت ہاتھ میں دستانے اور پیر میں موزے پہن کر نماز پڑھے تو اچھی بات ہے، ضروری نہیں، کیونکہ یہ نماز کے حجاب میں داخل نہیں، البتہ ٹخنے چھپانے ضروری ہیں اگر وہ کھلے رہیں گے تو عورت کی نماز نہیں ہوگی، ایسے ہی کان چھپانے بھی ضروری ہیں اگر ان کو کھلے رکھ کر نماز پڑھے گی تو نماز نہیں ہوگی۔ صرف تین اعضاء ہی کھلے رہ سکتے ہیں باقی بدن چھپا کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ یہ بندی کا اللہ سے حجاب ہے۔

دوسرا حجاب: محارم کا حجاب ہے، یعنی ان لوگوں کے ساتھ ہے جن سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے، ان کے سامنے پیٹ اور اس کے مقابل کی پیٹھ نہیں کھول سکتی، اس کے علاوہ باقی بدن کھول سکتی ہے، سینہ، سینے کے مقابل کی پیٹھ، سینہ سے اوپر کا حصہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پنڈلیاں یہ سب اعضاء محارم کے سامنے عورت کھول سکتی ہے لیکن کھول سکنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کھول کر رہے۔

پنڈلی، سر اور گردن وغیرہ میں تو آپ کو کوئی اشکال نہیں ہوگا لیکن سینہ اور اس کے مقابل کی پیٹھ حجاب میں نہ ہونے پر آپ کو اشکال ہوسکتا ہے، پس جاننا چاہیے کہ یہ ایک معاشرتی ضرورت ہے، عورت گھر میں چھاتی کھول کر بچہ کو دودھ پلاتی ہے اور اسی گھر میں باپ، خسر اور بھائی ہیں، پس اگر سینہ کو حجاب میں لیا جائے گا تو عورت بچہ کو دودھ کیسے پلائے گی؟ اس ضرورت سے سینہ کو محارم کے حجاب سے باہر رکھا گیا ہے، اور جب سینہ کا حصہ باہر رکھا گیا تو اس کے مقابل کی پیٹھ کو بھی باہر رکھا گیا۔ اور پیٹ کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لیے پیٹ کو اور اس کے مقابل کی پیٹھ کو حجاب میں لیا۔ غرض یہ ایک معاشرتی ضرورت ہے اگر اس پر پابندی لگائی جائے گی تو کام نہیں چلے گا۔

تیسرا حجاب: اجنبیوں کا حجاب ہے، اور وہ پورے بدن کا حجاب ہے، اس میں کوئی استثناء نہیں، ہاتھ، پاؤں، چہرہ سب کا حجاب ہے بلکہ آواز کا بھی حجاب ہے، عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آواز اجنبیوں کو نہ سنائے، ٹیلی فون پر بھی نہ سنائے، کوئی دروازے پر دستک دے تو بھی نہ سنائے، ہاں مجبوری ہو تو ٹھیک ہے، فون کی گھنٹی بج رہی ہے اور گھر میں کوئی مرد نہیں، تو عورت فون اٹھا کر جواب دے سکتی ہے، مگر سریلی آواز میں جواب نہ دے کراری آواز میں جواب دے یہ حکم قرآن میں ہے: ﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ ﴾ کراری آواز میں جواب دے کہ صاحب خانہ گھر میں نہیں۔ عورت کا یہ پوچھنا کہ تم کون ہو؟ تمہارا نسب نامہ کیا ہے؟ تم کہاں سے بول رہے ہو؟ یہ سب غلط ہے، عورتوں کو اس سے کیا لینا ہے، بس اتنا کہہ دے کہ صاحب خانہ گھر میں نہیں، اور اگر گھر میں کوئی مرد ہے یا سمجھ دار بچہ ہے تو وہ فون اٹھا کر جواب دے، عورتیں فون نہ اٹھائیں۔ مگر آج کل ایسی مصیبت آئی ہوئی ہے کہ کسی کے گھر فون کرو پہلے عورت فون اٹھاتی ہے، وہ دنیا بھر کی تفصیل پوچھتی ہے، پھر شوہر کو دیتی ہے، وہ بھی وہیں بیٹھا ہے۔ یہ اسلامی معاشرہ کے خلاف ہے، عورتوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حجاب کے اس تیسرے مرحلے کا ذکر سورۃ الاحزاب میں ہے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾: اے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں سے، بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے چہرے پر اپنی چادریں کھینچ لیں، یعنی جب کسی ضرورت سے گھر سے نکلیں تو اوڑھنا چہرے پر کھینچ لیں، یہ چہرے کا حجاب ہے اور جب چادریں اپنے چہرے پر کھینچ

لیں گی تو ہاتھ تو چھپے ہوئے ہوں گے ہی، اگر چھپے ہوئے نہ ہوں تو کوئی خاص حکم ان کے بارے میں نہیں دیا، اسی طرح پیروں کے بارے میں بھی کوئی خاص حکم نہیں دیا، صرف چہرے کے بارے میں حکم دیا کہ عورتیں چہرے پر چادر کھینچ کر گھر سے نکلیں، کیونکہ چہرہ مجمع المحاسن ہے سارے جسم کی بیوٹی (خوب صورتی) چہرے میں اکٹھا ہوتی ہے، اور وہ پانچ حواس خمسہ جن سے علم حاصل کیا جاتا ہے جو انسان کا کمال ہیں، وہ سب چہرے میں جمع ہیں، اس لیے سارے جسم کی خوب صورتی چہرے میں آجاتی ہے، اس لیے خاص طور پر اسی کے حجاب کا حکم دیا اور ہاتھوں اور پیروں کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ (علمی خطبات: ۲/۱۱۱-۱۱۴)
نیز یہ مضمون **تحفة الألمعي شرح سنن التّرمذي** میں بھی ہے: ۲/۲۰۴-۲۰۵، عنوان ہے: بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر نہیں ہوتی۔

کیا ستر چھپانا ہر وقت فرض ہے؟

سوال: (۴۰۶) مرد کو ستر عورت صرف نماز کے واسطے فرض ہے یا ہر وقت کے لیے؟
(۵۰۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہر وقت بجز وقت پیشاب، پاخانہ یا صحبت کے۔

نظر بر قدم رکھنا

سوال: (۴۰۷) میں ہر روز صبح وشام برائے سیر وتفریح جنگل جاتا ہوں، اور ہر طرف درختوں پر نظر ڈالتا ہوں تاکہ دماغ اور نظر قوی ہو جائے اور خوب علم دین حاصل کروں تو کیا ایسے وقت بھی نظر برقدم رکھنا مستحب ہے یا کیا؟ (۱۲۱۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: سیر وتفریح کے لیے جس وقت جنگل کو جانا ہو تو درختوں اور سبزی کو دیکھنا جائز ہے، اور جب کہ نیت نیک ہو تو ثواب کی امید رکھنی چاہیے، اور نظر بر قدم اس لیے بہتر ہے کہ اجنبیہ عورت وغیرہ پر نظر نہ پڑے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سامنے کی چیز کو بھی نہ دیکھے کہ کیا آ رہا ہے۔ فقط

پہلوانوں کی کشتی دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۰۸) کشتی پہلوانوں کی دیکھنی جن کے گوڈا (گھٹنا) سے اوپر رانیں کھلی ہوئی ہیں،

جائز ہے یا نہیں؟ (۹/۷۹-۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ران عورت (ستر) ہے، ایسی کشتی میں شریک ہونا جس میں نظر عورت (ستر) کی طرف ہو، جائز نہیں۔ فقط

لنگوٹ باندھ کر ڈنڈ کرنا اور کشتی لڑنا

سوال: (۴۰۹) ایک مرد کو دوسرے مرد کے سامنے لنگوٹا باندھ کر ڈنڈ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا کرنے والے کی نسبت شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۴۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ران کسی کے سامنے نہ کھولے، کیونکہ ران بھی عورت (ستر) میں داخل ہے(۱) پس جو شخص ایسا کرے وہ عاصی ہے اس کو چاہیے کہ اس سے توبہ کرے۔ فقط

سوال: (۴۱۰) عمر ایک پہلوان ہے، جس کا ذریعۂ معاش فن کشتی لڑنا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ پہلوان کشتی لڑتے وقت صرف جانگیا (لنگوٹ) باندھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: کشتی کرنا فی حد ذاتہ ممنوع نہیں ہے، لیکن اس وقت کشفِ عورت حرام ہے، اور ہار جیت میں کچھ لینا دینا بھی حرام اور ممنوع ہے۔ فقط

بالکل برہنہ ہوکر سونا اور جماع کرنا

سوال: (۴۱۱)...... (الف) اپنے گھر کے صحن میں کہ وہاں اور کوئی نہ ہو، بالکل برہنہ ہوکر سونا جائز ہے یا نہ؟

(ب) نیز زوجین اپنے گھر کے صحن میں تنہا بالکل برہنہ ہوکر جماع کر سکتے ہیں یا نہ؟

(۴۲۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) مکروہ ہے۔ والرّابع : ستر عورته و وجوبه عام و لو في الخلوة على

---

(۱) عن ابن عباس وجرهد ومحمد بن جحش رضی الله عنهم عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم : الفخذ عورة الحديث (صحيح البخاري: ۱/۵۳، كتاب الصّلاة، باب ما يذكر في الفخذ)

الصّحیح إلا لغرض صحیح إلخ(۱)(درّمختار)

(ب) یہ بھی مکروہ ہے۔ فقط

سوال: (۴۱۲) زوجہ وشوہر ننگے ہوکر مباشرت کر سکتے ہیں یا نہیں؟(۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خلوت میں کر سکتے ہیں مگر خلاف ادب اور خلاف مستحب ہے۔

ننگا صحن میں نہانا مکروہ ہے

سوال: (۴۱۳) بلا حجاب عورت کو صحن میں نہانا کیسا ہے؟(۸۸۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: عورت ہو یا مرد ننگا صحن میں نہانا مکروہ ہے۔ فقط

اجنبی کے گھر اور صحن کو دیکھنا

سوال: (۴۱۴) اجنبی کے گھر اور صحن کو بھی دیکھنا منع ہے یا نہیں؟(۴۶۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مکان اور صحن کو دیکھنا منع نہیں ہے، مقصود یہ ہے کہ نامحرم کو نہ دیکھے اور پردہ دری کسی کی نہ کرے۔ فقط

ولادت کے وقت زچہ کا ستر دیکھنا

سوال: (۴۱۵) پیدائش کے وقت عورتوں کو عورت کے ستر پر نظر کرنا کیسا ہے؟(۱۱۹۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی حالت میں درست ہے۔ کما لا یخفی (۲)

ملازمت کے لیے برہنہ ہوکر ڈاکٹری معائنہ کرانا

سوال: (۴۱۶) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ جو شخص اسکول میں ملازمت کرنا چاہے اس کو برہنہ ہوکر

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۲/۶۹-۷۰، کتاب الصّلاة، باب شروط الصّلاة، مطلب في ستر العورة.

(۲) ینظر الطّبیب إلی موضع مرضها بقدر الضّرورة ، إذ الضّرورات تتقدّر بقدرها، وکذا نظر قابلة وختان الخ (الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/۴۵۱-۴۵۲ ، کتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ)

معائنہ ڈاکٹری کرانا ہوتا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: روایاتِ فقهیه اس بارے میں یہ ہیں: والرّابع: ستر عورته ووجوبه عام الخ (درّمختار) أي في الصّلاة وخارجها (۱) (شامي) عليه غُسل وثمّه رجال لايَدَعُه وإن رأَوهُ (درّمختار) قوله: (لايَدَعُه وإن رأوه) قال في شرح المنية: وهو غير مسلَّم، لأن ترك المنهي مقدَّم على فعل المأمور وللغسل خلف وهو التيمّم فلا يجوز كشف العورة لأجله عند مَن لايجوز نظره إليها بخلاف الختانِ الخ (۲) (شامي) وكذا نقل المنع عن الحلية (۳)

الحاصل نصوص وآیات (۴) واحادیث (۵) وروایاتِ فقهیه سے یہ ثابت ہے کہ اپنے اختیار سے برہنہ ہوکر معائنۂ ڈاکٹری کرانا شرعاً جائز نہیں ہے، اور جب کہ ضرورات وفرائض شرعیہ میں مثل غسل جنابت کے برہنہ ہوکر لوگوں کے سامنے غسل کرنا صحیح مذہب کے موافق جائز نہیں ہے؛ تو ملازمت مذکورہ کی وجہ سے برہنہ ہوکر معائنہ کرانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟! اور کوئی وجہ جواز کی اپنے اختیار سے معلوم نہیں ہوتی اضطرار اور عدم اختیار کا قصہ جدا ہے۔ فقط

بلاضرورت اجنبی عورتوں سے باتیں کرنا

سوال: (۴۱۷) کیا اجنبی عورتوں سے بلاضرورت شرعی دیر تک باتیں کرتے رہنا جائز ہے؟ (۵۷۰/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) الدرّالمختار والشامی: ۶۹/۲، کتاب الصّلاة، باب شروط الصّلاة، مطلب في ستر العورة.

(۲) ردّالمحتار: ۲۵۹/۱، کتاب الطّهارة، مطلب في أبحاث الغسل.

(۳) وكذا استشكله في الحلية بما في النّهاية عن الجامع الصّغير للإمام التمرتاشي عن الإمام البقّالي: لو كان عليه نجاسة لا يمكن غسلها إلّا بإظهار عورتهٖ يصلی معها، لأن إظهارها منهيٌّ عنه والغسل مأمور بهٖ، وإذا اجتمعا كان النّهي أولٰى (الشّامي: حوالۂ بالا)

(۴) ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ الآية﴾ (سورۂ نور، آیت: ۳۰)

(۵) عن أبي سعيد الخدري عن أبيه رضي الله عنهما أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: لاينظر الرجل إلى عورة الرّجل ولا المرأة إلى عورة المرأة الحديث (الصّحيح لمسلم: ۱۵۴/۱ كتاب الحيض باب تحريم النّظر إلى العورات)

الجواب: خلوت میں اجنبی عورتوں کے ساتھ باتیں کرتے رہنا درست نہیں ہے۔

بھابھی کو خط لکھنا اور بھابھی اور سالی سے ہم کلام ہونا

سوال: (۴۱۸) بھائی حقیقی کی زوجہ یعنی بھابھی کو اس مضمون کا خط لکھنا کہ میں فلاں جگہ پہنچ گیا ہوں، اپنی خیریت سے مطلع کرو، اور بھائی کی اجازت ضروری ہے یا بلا اجازت بھی لکھ سکتا ہے؟ اور بھابھی اور سالی سے ہم کلام ہونا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۰۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس مضمون کا خط لکھنے میں اور خیریت طلب کرنے میں کچھ ممانعت نہیں ہے، اور اس میں بھائی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے، اور بہ ضرورت بھابھی اور سالی سے ہم کلام ہونا درست ہے۔ فقط

سوال: (۴۱۹) اپنی سالی سے بات کرنا یا اس کو کچھ دینا بہ شرطیکہ بدنیتی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز ہے۔

اجنبی عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں

سوال: (۴۲۰) اصلاح الرسوم میں ہے کہ مرد کو عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں، یہ مقید ہے یا مطلق؟ (۳۵۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ مسئلہ مقید ہے یعنی مرد کو اجنبیہ عورت سے بدن دبوانا درست نہیں، بہ خلاف زوجہ کے کہ مطلقًا درست ہے اور محرمات سے بہ شرط امن شہوت درست ہے۔ قال في الدرّ المختار: وما حلّ نظره ممّا مرّ من ذكر أو أنثى حلّ لمسه إذا أمن الشّهوة على نفسه وعليها (۱)

بہو سے گفتگو کرنا اور خدمت لینا

سوال: (۴۲۱) زید اگر اپنی بہو کے ساتھ گفتگو کرے یا اس سے خدمت جائز اور ناجائز لے تو

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۹/۴۴۸، کتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

اس پر کیا جرم ہے؟ (۱۲۱۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بہ وقت ضرورت زید کو اپنی بہو کے ساتھ کلامِ مباح جائز ہے۔ و یجوز الکلام المباح مع امرأة أجنبية(۱) (شامي عن القنية: ۵/ ۲۵۷) اور خوفِ فتنہ نہ ہو اور زید کا فاسق ہونا ثابت نہ ہو تو خدمات جائزہ اس سے لے سکتا ہے۔ کما في الشّامي عن القنية في عكس هٰذه الصّورة: ماتت عن زوج وأم، فلهما أن يسكنا في دار واحدة إذا لم يخافا الفتنة الخ (۱) اس مسئلہ کے آخر میں صاحب شامی فرماتے ہیں: والعلّة تفيد أن الحكم كذلك في بنتها ونحوهااھ۔ (یعنی یہی حکم ہے بیوی کی بیٹی وغیرہ محارم عورتوں کا) (۱) (۵/ ۲۵۷)

بیٹی، بہن، والدہ وغیرہ سے سر میں تیل لگوانا یا دیگر خدمات لینا

سوال: (۴۲۲) اپنی دختر یا بہن یا والدہ وغیرہ سے سر میں تیل ڈلوانا یا موچنے (۲) سے بال چنوانا یا پانی اور کھانا مانگنا، یا باتیں کرنا، یہ خدمات لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۹۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ان خدمات کے لینے میں شرعًا کچھ حرج نہیں ہے جب کہ وہ بہ خوشی و رضا یہ کام کریں۔ کما هو معروف (۳) فقط

عورت کا اپنے مکان میں ننگے سر رہنا

سوال: (۴۲۳) جو عورت اپنے مکان میں ننگے سر رہتی ہو، اور خاوند بھی اس سے ناراض ہو، جب کہ مکان کے اندر اس کے شوہر کے چھوٹے بھائی بالغ بھی آتے ہیں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۳۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

---

(۱) الشّامي: ۹/ ۴۴۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

(۲) موچنا: بال چننے کا اوزار، بال اُکھاڑنے کا آلہ۔ (فیروز اللغات)

(۳) ماتت عن زوج وأم، فلهما أن يسكنا في دار واحدة إذا لم يخافا الفتنة الخ (کوئی عورت: شوہر اور ماں چھوڑ کر مرگئی ہو تو وہ دونوں یعنی داماد اور ساس ایک گھر میں رہ سکتے ہیں جب دونوں کو فتنہ کا خوف نہ ہو) اس مسئلہ کے آخر میں صاحب شامی فرماتے ہیں: والعلّة تفيد أن الحكم كذلك في بنتها ونحوها (یعنی یہی حکم ہے بیوی کی بیٹی وغیرہ محارم عورتوں کا)

الجواب: گھر میں جب کہ کوئی اجنبی مرد سوائے شوہر کے نہ ہو تو گرمی کے وقت برہنہ سر رہنا بھی جائز ہے، لیکن ہر وقت اس طرح رہنا خصوصًا جب کہ شوہر اس سے منع کرے اور جب کہ شوہر کے بھائی بھی آتے جاتے ہوں اس طرح رہنا نہ چاہیے، اور دوپٹا اوڑھے رکھنا چاہیے اور اس قسم کے امور میں خاوند کی اطاعت لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
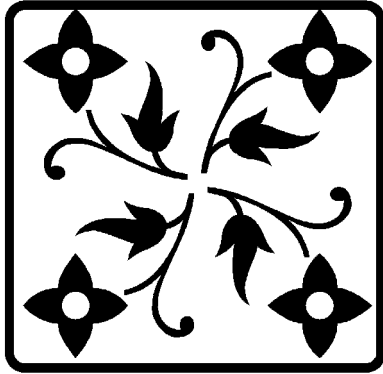
بالوں اور ختنہ کے احکام

بال رکھنے کی مقدار

سوال: (۴۲۴) مرد کو سر کے بال کس مقدار رکھنے جائز ہیں؟ (۳۱۶۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: عن أنس رضي الله عنه قال: كان شعر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إلى نصف أذنيه(۱) (شمائل ترمذي، باب ما جاء في شعر النبيّ صلّى الله عليه وسلّم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بال نصف کانوں تک تھے، پس یہ مقدار مسنون ہوئی، اگرچہ اس سے کمی زیادتی کرنا بھی جائز ہے۔ فقط

سوال: (۴۲۵) بال رکھنا کیسا ہے؟ (۱۲۹۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بالوں کے رکھنے میں مختلف اوقات میں مختلف کیفیات کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے، کبھی آپ کے موئے مبارک مونڈھوں تک ہو گئے ہیں اور کبھی کانوں تک اور کبھی بین بین (۲) پس ان امور میں زیادہ تشدد نامناسب ہے۔

---

(۱) شمائل ترمذي، ص:۳۔

(۲) عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال : كان شعر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إلى نصف أذنيه .

وعن عائشة رضي الله عنها قالت: كنت أغتسل أنا و رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من إناء واحد وكان له شعر فوق الجمة و دون الوفرة.

وعن قتادة قال: قلت لأنس رضي الله عنه: كيف كان شعر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم؟ قال: لم يكن بالجعد ولا بالسّبط، كان يبلغ شعره شحمة أذنيه (شمائل التّرمذي، ص:۳، ==

سر کے بال کتروانا اور منڈانا

سوال: (۴۲۶) بالوں کو قصر کرانا چاہیے یا منڈانا؟ (۵۹۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بالوں کو کتروانا بھی درست ہے اور حلق کروانا بھی درست ہے جیسی مصلحت ہو اور ضرورت ہو کرے۔ فقط

بالوں کی بدہیئتی سے بچنے کا حکم

سوال: (۴۲۷) جب زید کے سر کے بال بہ قدر تین چار جَوْ بڑھ جاتے ہیں تو وہ بہ قدر دو جَوْ سر کے دونوں طرف بال چھوڑ کر خوبصورتی کے لیے باقی بال بنواتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۲۲۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر تمام سر کے بال برابر برابر کتروادے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے، لیکن بڑے چھوٹے کرانا اور ایک جگہ سے کتروانا اور دوسری جگہ سے بڑھانا یہ اچھا نہیں ہے —— اور انگریزی بال اس کا نام ہونا یہ دوسری وجہ ممانعت اور کراہت کی ہے کہ اس میں تَشَبُّہ بالنَّصاریٰ ہے، اور اسی طرح لباس میں نصاریٰ کا تَشَبُّہ ممنوع ہے اگرچہ بعض لباس میں ہو۔ فقط

سر کے کچھ بال منڈانا

سوال: (۴۲۸) ایسی کوئی حدیث ہے جس کا مندرجہ ذیل مضمون ہو یعنی سارے سر کے بال منڈو، یا تمام سر کے بال رکھو۔ (۳۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم رأى صبيًا

= باب ما جاء في شعر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم)

وعن قتادة سألت أنس بن مالك رضي الله عنه عن شعر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقال: كان شعر رسول الله صلّى الله عليه وسلم رَجِلاً ليس بالسّبط ولا الجعد بين أذنيه وعاتقيه.

و عن أنس رضي الله عنه كان يضرب شعر النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم منكبيه (صحيح البخاري: ۸۷۶/۲، كتاب اللّباس – باب الجعد)

قد حُلق بعض رأسه وتُرك بعضه، فنهاهم عن ذلك، وقال: احلقوا كلّه أو اتركوا كلّه (۱) رواه مسلم(مشكاة شريف، ص:۳۸۰، باب الترّجل، مطبع أحمدي)فقط

سوال: (۴۲۹) سرِ کودک دریں دیار ہمگی می تراشند، وسرِ دختر چیزے می تراشند و چیزے می گزارند، ایں جائز است یا نہ؟ فرق در کودک و دختر است یا نہ؟ (۴۱۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مذکر ومؤنث دریں امر یکساں اند، تراشیدن بعض موئے سر وگزاشتن بعض چنانچہ در طفل مذکر ممنوع است در دختر ہم ممنوع است۔ فقط

ترجمہ: سوال: (۴۲۹) ہمارے دیار میں لڑکے کے سر کو مکمل منڈواتے ہیں، اور لڑکی کے سر کو کچھ منڈواتے ہیں اور کچھ چھوڑ دیتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہ؟ لڑکے اور لڑکی (کے بالوں میں) فرق ہے یا نہ؟

الجواب: لڑکا اور لڑکی اس حکم میں برابر ہیں، سر کے کچھ بال کو کاٹنا اور کچھ رکھنا جس طرح لڑکے میں ممنوع ہے، لڑکی میں بھی ممنوع ہے۔ فقط

سر کے بال آگے اور پیچھے سے منڈانا

سوال: (۴۳۰) سر کے بال اگر رکھے جائیں تو کہاں تک؟ اور آگے پیچھے سے حجامت کرانے میں کیا حکم ہے؟ (۱۵۲۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: سر کے بال اگر رکھے جائیں تو تمام سر پر بال رکھے جائیں، اور کانوں تک یا اس سے کچھ نیچے رکھنا جائز ہے اور آگے پیچھے سے منڈوانے نہ چاہیے۔ فقط

اچھی نیت سے انگریزی بال رکھنا اور ڈاڑھی منڈانا

سوال: (۴۳۱) انگریزی بال رکھنا، ڈاڑھی منڈانا، بڑی بڑی مونچھیں رکھنا کیسا ہے؟ اگر عیب

---

(۱) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈا ہوا تھا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا تھا، پس آپ نے لوگوں کو اس سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ پورے سر کو مونڈ دو یا پورے سر کو چھوڑ دو۔ (مشکاۃ، ص: ۳۸۰، الفصل الأوّل)

ہے تو کیوں؟ اللہ تعالیٰ نیت کو دیکھتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: إنّما الأعمال بالنيات.

(۷۴۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ امور حرام اور معصیت ہیں، حرام فعل میں نیت نیک نہیں ہوسکتی، حدیث: إنّما الأعمال بالنيات (بخاری: ۲/۱) کا یہ مطلب ہے کہ عبادت میں بدون نیک نیتی کے ثواب نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۴۳۲) ڈاڑھی منڈوانا ضرورت کے وقت جائز ہے کہ نہیں؟ (۲۱۹/۷-۱۳۳۷ھ)

الجواب: کسی حال جائز نہیں ہے۔ فقط

پشت اور سینہ کے بال مونڈنا

سوال: (۴۳۳) سینہ کے بال منڈوانے یا کتروانے کا کیا حکم ہے؟ (۶۷۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: سینہ کے بال منڈوانے یا کتروانے مباح ہیں، لیکن بلا ضرورت ایسا فعل اچھا نہیں ہے (۱) فقط

سوال: (۴۳۴) پشت، سینہ وغیرہ کے بال مونڈنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

ماتھا، رخسار اور گردن پر استرا پھیرنا

سوال: (۴۳۵) ماتھا یا رخسار یا گردن پر استرا پھیرنا کیسا ہے؟ (۱۴۳۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اچھا نہیں ہے اگرچہ جائز ہے۔ فقط

پنڈلی کے بال اتارنا

سوال: (۴۳۶) پنڈلی کے بال اتارنا کیسا ہے؟ (۲۷۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر ضرورت ہو تو پنڈلی کے بال اتارنا منع نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) وفي حلق شعر الصّدر والظّهر ترك الأدب (ردّالمحتار: ۴۹۸/۹، كتاب الحظر والإباحة — فصل في البيع)

انگریزی بال رکھنا

سوال: (۴۳۷) انگریزی بال سر پر رکھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۹/۴۹۴ھ)

الجواب: انگریزی طرز کے بال سر پر رکھنا ظاہر ہے کہ خلاف شرع امر کا ارتکاب ہے، اور حدیث شریف سے ممانعت اس طرح بال رکھنے کی ثابت ہے(۱) پس مسلمانوں کو اس تَشَبُّہِ ممنوع سے احترازِ کلی لازم ہے۔ فقط

ہنود کی طرح چوٹی رکھنا کیسا ہے؟

سوال: (۴۳۸) یہاں کے مسلمانوں کو مثل ہنود کے بیچ سر کے چوٹی رکھتے ہوئے دیکھ کر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟

(۱۳۳۸/۱۷۵۶ھ)

الجواب: یہ کسی کا مذہب نہیں ہے جاہلوں کی حرکت ہے جو کہ اپنے مذہب سے بھی واقف نہیں ہیں۔ فقط

سوال: (۴۳۹) چوٹی کے بال یعنی سر کے اگلے حصہ میں رکھنا کس قسم کا گناہ ہے؟ اور کس وجہ سے منع ہے؟ (۱۳۴۵-۴۴/۵۶۰ھ)

الجواب: حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے(۲) اور غالبًا یہ تَشَبُّہ بِالکفّار کی وجہ سے منع فرمایا ہے، بہر حال اگر وجہ ممانعت نہ معلوم ہو تو آنحضرت ﷺ کا ارشاد کافی ہے۔ فقط

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما أنّ النبيّ صلّى الله عليه وسلّم رأى صبيًا قد حُلق بعض رأسه وتُرك بعضه، فنهاهم عن ذلك، وقال: احلقوا كلّه أو اتركوا كلّه، رواه مسلم (مشكاة المصابيح، ص:۳۸۰، كتاب اللّباس — باب التّرجل، الفصل الأوّل)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم عن القزع، قيل لنافع: ما القزع؟ قال يُحلق بعض رأس الصّبي و يترك البعض، متفق عليه (مشكاة المصابيح: ص:۳۸۰، كتاب اللّباس — باب التّرجل، الفصل الأوّل)

عورتوں کی طرح چوٹی باندھنا کیسا ہے؟

سوال: (۴۴۰) عورتوں کی طرح مردوں کو چوٹی رکھنا کیسا ہے؟ اور اس کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں یا نہیں؟ (۲۱۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مردوں کو عورتوں کی طرح چوٹی رکھنے کی حرمت اس حدیث سے ثابت ہے: عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما لعن النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم المتشبّهين من الرِّجال بالنّساء والمتشبّهات من النّساء بالرّجال رواه البخاري (۱) وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم الرجلَ يلبس لِبْسة المرأة والمرأةَ تلبس لبسةَ الرّجل رواه أبوداوٗد (۲) اسی طرح دیگر احادیث میں وارد ہے۔ ایک روایت میں ہے: عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم أتِي بمخنّث قد خضب يديه و رجليه بالحناء فقال النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم: ما بال هٰذا ؟ فقيل يتشبه بالنّساء، فأمربه ، فنُفى إلى النقيع، الحديث (۳) الغرض ان احادیث اور دیگر اس قسم کی روایات سے مرد کو عورتوں کی سی چوٹی باندھنے کی ممانعت ظاہر ہے۔ فقط

خط بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۴۱) سر کے بالوں کا کٹانا مشین وغیرہ سے اور پیشانی پر سے بالوں کو مونڈوا کر کے اس کو مربع کرنا اور ریش کے بال جو کہ رخساروں پر ہوتے ہیں ان کو منڈوانا یعنی خط کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۶۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: تمام سر کے بالوں کا کاٹنا مشین وغیرہ سے درست ہے، اور حلق بعض کا اور چھوڑنا

(۱) صحيح البخاري: ۸۷۴/۲، كتاب اللّباس – باب المتشبهين بالنّساء والمتشبّهات بالرّجال .
(۲) سنن أبي داؤد: ص: ۵۶۶، كتاب اللّباس – باب في لباس النّساء .
(۳) سنن أبي داؤد: ص: ۶۷۴، كتاب الأدب – باب الحكم في المخنّثين .

بعض کا اچھا نہیں ہے، اگر حلق کرائے تو کل سر کے بالوں کا حلق کرائے اور اگر رکھے تو کل سر کے بال رکھے، اور رخساروں کے بال حلق کرانا درست ہے، مگر بہتر نہیں ہے۔ کما قالوا: وفي حلق شعر الصّدر والظّهر ترك الأدب (۱) (شامي) وفيه أيضًا: ولايحلق شعر حلقه، وعن أبي يوسف رحمه اللّٰه لابأس به ط. وفي المضمرات: ولابأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث إلخ (۲) اور ظاہر ہے کہ لابأس اکثر خلاف ادب پر بولا جاتا ہے۔ فقط

سوال: (۴۴۲) رخساروں کے بالوں کا جن کو خط کہتے ہیں منڈانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حلق کے بالوں کا منڈانا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا۔ (۳۹۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: رخساروں کے بالوں کو بنوانا شامی میں جائز لکھا ہے، اور حلق کے بالوں کو بنوانا مختلف فیہ لکھا ہے، بہتر یہ ہے کہ نہ بنوائے جاویں۔ شامی میں ہے: ولايحلق شعر حلقه . وعن أبي يوسف رحمه الله لابأس به وفي المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنّث تاتر خانية (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قلمیں بنوانا اور گردن و گلے کے بال منڈوانا

سوال: (۴۴۳) سر کی حد کہاں سے کہاں تک ہے جس جگہ تک منڈوانا اور کتروانا چاہیے؟ اور اس میں ڈاڑھی کس جگہ سے شروع ہے کہ جس جگہ سے اس کا منڈوانا اور کتروانا منع ہے، اور بچے جو قلمیں بنواتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ گردن اور حلق اور لب زیریں کے بال منڈوانا کیسا ہے؟

(۲۱۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: سر اور ڈاڑھی کی حد معلوم ومعروف ہے، ہر ایک شخص جانتا ہے کہ چہرہ کی حد طولا وعرضًا چھوڑ کر جو جگہ سر کے بالوں کے اُگنے کی جگہ ہے وہ سر ہے۔ جیسا کہ درمختار میں وجہ کی حد یہ لکھی ہے: من مبدأ سطح جبهته .... إلى أسفل ذقنه .... طولاً .... ومابين

(۱) ردّالمحتار: ۴۹۸/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .
(۲) الشّامي: ۴۹۷/۹ ، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .
(۳) ردّالمحتار: ۴۹۷/۹ ، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

شحمتی الأذنین عرضًا (۱) پس اس کے اوپر جو حصہ ہے وہ سر کے بالوں کا ہے، اسی طرح ڈاڑھی کے بالوں کی جگہ معروف ہے اور مشاہدہ سے معلوم ہے، پس بچے جو قلمیں بنواتے ہیں وہ بھی ناجائز ہے، اور حلق اور لب زیریں کے نیچے کے بال ڈاڑھی کے منڈوانے بھی ناجائز ہیں۔ قال في الشّامي: ولا یحلق شعر حلقه. وعن أبي یوسف رحمه اللّٰه لا بأس به إلخ (۲) اور ظاہر ہے کہ لفظ لا بأس سے بھی کراہت کی نفی نہیں ہوتی۔ تنبیه: نَتْفُ الفَنِیْکَیْنِ بدعةٌ وهما جانبا العَنْفَقَةِ وهي شَعرُ الشَّفة السُّفلٰی إلخ (۲) (شامي)

چھوٹی لڑکی کا سر منڈانا

سوال: (۴۴۴) چھوٹی لڑکی کا سر منڈانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس عمر تک؟ (۲۰۷۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں ہے، حکم یہ ہے کہ بالغہ عورت کا سر بلا عذر نہ منڈایا جائے (۳) اور قریب البلوغ کا بھی یہی حکم ہوگا، اس کے سوا درست ہے۔

سوال: (۴۴۵) لڑکیوں کا سر منڈانا کئی سال تک درست ہے؟ (۱۴۲۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: بلوغ سے پہلے بہ ضرورت مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

ڈاڑھی کو رنگنا اور سفید رکھنا

سوال: (۴۴۶) ڈاڑھی کو رنگت دینی کیسی ہے؟ اور سفید رکھنی کیسی؟ (۴۸۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ڈاڑھی کو خضاب مہندی وغیرہ کا درست ہے، اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور سفید رکھنا

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱/۱۸۸-۱۸۹ کتاب الطّهارة – أرکان الوضوء أربعة .

(۲) الشّامي: ۹/۴۹۷، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

(۳) و إذا حَلَقت المرأةُ شعرَ رأسها، فإن کان لِوَجَع أصابَها فلا بأس به، و إن حَلقت تُشَبِّه الرّجال فهو مکروه (تکملة البحر الرائق: ۹/۳۷۵، کتاب الکراهیة، فصل في البیع)

وعن علي رضي اللّٰه عنه قال: نهٰی رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم أن تَحْلِق المَرْأةُ رأسَها (مشکاة المصابیح: ص:۳۸۴، کتاب اللّباس، باب التّرجل)

بھی درست ہے۔ حدیث سے سفید رکھنا بھی ثابت ہے(۱) اور خضاب مہندی وغیرہ کا بھی ثابت ہے(۲)

مہندی وغیرہ کا خضاب جائز ہے

سوال: (۴۴۷) خضاب کیوں لگاتے ہیں؟ خضاب کرنا کیسا ہے؟ اور کس رنگ کا کرنا چاہیے؟
(۴۴۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خضاب، مہندی وغیرہ کا لگانا جائز اور ثابت ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا ہے(۳) سیاہ خضاب کی ممانعت احادیث شریف میں آئی ہے(۴) پس اگر خضاب کرے تو مہندی وغیرہ کا کرے، سیاہ نہ کرے، اور اگر بالکل خضاب نہ کرے بالوں کو سفید رکھے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، مسلمانوں کو دین کے مسائل سیکھنے چاہئیں، ان کی وجہ دریافت کرنے

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لا تنتفُوا الشّيب، فإنّه نور المسلم ، من شاب شيبة في الإسلام كتب الله له بها حسنة، وكفر عنه بها خطيئة، ورفعه بها درجة ، رواه أبو داوُد (مشكاة المصابيح: ص:۳۸۲، كتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الثّاني)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: مرّعلى النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم رجل قد خضب بالحناء، فقال ما أحسن هذا. الحديث (مشكاة المصابيح: ص:۳۸۲، كتاب اللّباس – باب التّرجل)

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: مرّ على النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم رجل قد خضب بالحناء ، فقال: ما أحسن هذا، قال: فمرّ آخر قدخضب بالحناء والكتم فقال: هذا أحسن من هذا، ثم مرّ آخر قدخضب بالصفرة فقال: هذا أحسن من هذا كله ، رواه أبوداوُد (مشكاة المصابيح: ص:۳۸۲، كتاب اللّباس –باب التّرجل ، الفصل الثّاني)

وعن قتادة رضى الله عنه قال: قلت لأنس بن مالك رضى الله عنه : هل خضب رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم؟ قال: لم يبلغ ذلك؛ إنّما كان شيبا في صُدغيه، ولكن أبوبكر خضب بالحناء والكتم (شمائل التّرمذي: ص:۴، باب ماجاء في شيب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم)

(۴) عن جابر رضي اللّٰه عنه قال : أُتِي بأبي قُحافة يوم فتح مكة و رأسه ولحيته كالثغامة بياضًا، فقال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم: غيّروا هذا بشيء واجتنبوا السواد، رواه مسلم (مشكاة المصابيح : ص:۳۸۰ ، كتاب اللّباس – باب الترجل ، الفصل الأوّل)

کے درپے نہ ہونا چاہیے، بالاجمال یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام بہ ذریعہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے بتلائے ہیں ان میں حکمت ہے؛ اگرچہ وہ حکمت ہماری سمجھ میں نہ آوے۔ فقط

سیاہ خضاب کرنا مکروہ ہے

سوال: (۴۴۸) سیاہ خضاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **و یکرہ بالسّواد** (۱) اور مکروہ ہے خضابِ سیاہ۔ فقط

سوال: (۴۴۹) سیاہ خضاب کرنا کیسا ہے؟ (۱۷۳۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: **قال في الدرّالمختار: ویکرہ بالسّواد، وقیل: لا، مجمع الفتاوی، وفي الشّامي: وإن لیزین نفسہ للنّساء فمکروہ، وعلیہ عامة المشایخ، و بعضھم جوّزہ بلا کراھة إلخ** (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے اکثر مشائخ کے نزدیک، اور بعض عدم کراہت کے بھی قائل ہیں بہر حال اجتناب بہتر ہے۔ فقط

سوال: (۴۵۰) سیاہ خضاب کرنا شرعًا کیا حکم رکھتا ہے؟ (۱۳۴۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: عبارتِ درمختار اس بارے میں یہ ہے کہ **یستحبّ للرّجل خضاب شعرہ و لحیتہ ولو في غیر حرب في الأصحّ ، والأصحّ أنّہ علیہ الصّلاة والسّلام لم یفعلہ، و یکرہ بالسّواد، وقیل: لا. مجمع الفتاوی** (۳) اور شامی میں ہے: **قولہ: (ویکرہ بالسّواد) أي لغیر الحرب. قال في الذّخیرة : أمّا الخضاب بالسّواد للغزو لیکون أھیب في عین العدو فھو محمود بالاتّفاق وإن لیزین نفسہ للنّساء فمکروہ ، وعلیہ عامّة المشایخ ، و بعضھم جوّزہ بلا کراھة، روی عن أبي یوسف رحمہ اللّٰہ أنّہ قال: کما یعجبنی أن تتزین لی یعجبھا أن أتزین لھا** (۴) اس عبارت درمختار اور شامی سے معلوم ہوا کہ حنفیہ میں سے اکثر مشائخ خضاب سیاہ کو بلا ضرورتِ حرب مکروہ تحریمی فرماتے ہیں، اور بعض مشائخ جواز بلا کراہت کے قائل

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۵۱۸/۹ ،کتاب الحظر والإباحة ، فصل في البیع .

(۲) الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۵۱۸/۹ ،کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

(۳) الدرّمع الردّ: ۵۱۸/۹ ،کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

(۴) الشّامي: ۵۱۸/۹ ،کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

ہیں، جیسا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، پس احوط ترک خضاب اسود ہے، لیکن چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اس لیے اس میں نزاع کی ضرورت نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ احادیث میں جو وعید خضاب اسود میں وارد ہے، وہ کراہت تحریمی کو ہی مرجح ہے، اس لیے ترک خضاب اسود کے احوط ہونے میں تردد نہیں ہوسکتا۔ فقط

سوال: (۴۵۱) سیاہ خضاب کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ سیاہ خضاب لگانا گناہ کبیرہ ہے، اور حدیث ابو ہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہم سے استدلال کرتا ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہیں، زید اس کے خلاف ہے، شرعی فیصلہ سے معزز فرمائیں۔ (۱۳۴۳/۹۴۰ھ)

الجواب: مشکاۃ شریف میں یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **عن النبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال: یکون قوم في آخر الزّمان یخضبون بهذا السّواد کحواصل الحمام لایجدون رائحة الجنة رواه أبو داوٗد والنّسائي** (۱) اس لیے اکثر علماء سیاہ خضاب کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں، اور مرتکب مکروہ تحریمی کا مثل مرتکب حرام کے فاسق ہوجاتا ہے، اس حدیث سے بے شک سیاہ خضاب کا گناہ کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے، اور حنفیہ نے اس میں یہ تفصیل کی ہے کہ لڑائی میں دشمن کے مقابلہ میں درست ہے اور ویسے مکروہ تحریمی ہے جو کہ عملاً حرام کے مثل ہے۔ **و یکره بالسّواد وقیل: لا (درّمختار) قوله: (و یکره بالسّواد) أي لغیر الحرب. قال في الذّخیرة: أمّا الخضاب بالسّواد للغزو لیکون أهیب في عین العدو فهو محمود بالاتفاق، وإن لیزین نفسه للنّساء فمکروه، وعلیه عامة المشایخ، وبعضهم جوّزه بلا کراهة، روی عن أبي یوسف رحمه اللّٰه أنّه قال: کما یعجبنی أن تتزین لي یعجبها أن أتزین لها إلخ** (۲) **(شامي)** پس معلوم ہوا کہ اگرچہ بعض ائمہ سے جواز بھی منقول ہے، لیکن اکثر مشائخ اور **عامّة الفقهاء** کا مذہب یہی ہے کہ سوائے جنگ کے موقع کے ویسے سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے۔ فقط

علاج کی غرض سے سیاہ خضاب کرنا

سوال: (۴۵۲) ایک شخص کو مرض نزلہ کا ہوا کہ اس کے دانت جاتے رہے، ایک شخص نے اس

---

(۱) مشکاۃ المصابیح، ص: ۳۸۲، کتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الثّاني .

(۲) ردّالمحتار: ۹/ ۵۱۸، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

کو بتلایا کہ وسمہ یعنی نیل کا خضاب کرتا رہے تو مرض نزلہ سے فائدہ رہے گا، اور بصارت بھی قوی رہے گی، لہٰذا ایسے مرض نزلہ کی وجہ سے سیاہ خضاب کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ مرض نزلہ کے بہت سے علاج اس سے بہتر موجود ہیں، لہٰذا یہ وجہ جواز خضاب سیاہ کی نہیں ہوسکتی۔ فقط

جوان بیوی کی دل جوئی کے لیے سیاہ خضاب کرنا

سوال: (۴۵۳) عمر نے اپنی زوجہ کے مرنے کے بعد ایک بیوہ پچیس سالہ سے عقد ثانی کیا، اب وہ عورت اصرار کرتی ہے کہ تم اپنی ڈاڑھی کو سیاہ خضاب لگاؤ، ایسی حالت میں عمر کو سیاہ خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۴۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: شامی میں ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کے لیے سیاہ خضاب کرنا مکروہ ہے: و إن لیزین نفسه للنّساء فمکروہ، وعلیه عامة المشایخ، وبعضهم جوزہ بلا کراهة، روی عن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالیٰ أنّه قال: کما یُعجبني أن تتزیّن لی یعجبها أن أتزیّن لها(۱) (شامي)

سوال: (۴۵۴) ایک شخص ضعیف العمر کی شادی جوان عورت سے ہوجائے، اور وہ عورت کے لحاظ سے خضاب سیاہ یعنی وسمہ لگائے تو اس وجہ سے خضاب سیاہ درست ہے یا نہیں؟

(۱۵۲۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: شامی کی عبارت ذیل سے سیاہ خضاب کرنا بہ غرض مذکور ممنوع معلوم ہوتا ہے۔ وإن لیزین نفسه للنّساء فمکروہ ، وعلیه عامّة المشایخ (۲) یعنی اگر اس لیے خضاب سیاہ کرے کہ عورتوں کی نظر میں مزین ہو تو مکروہ تحریمی ہے، اس کے بعد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت جواز کی نقل کی ہے (۳) مگر اکثر مشائخ کا مذہب ممانعت کا ہے اور یہی احوط ہے یعنی ترکِ

---

(۱) ردّالمحتار: ۵۱۸/۹ ، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

(۲) الشّامي: ۵۱۸/۹ ، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

(۳) روی عن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالیٰ أنّه قال : کما یعجبني أن تتزین لي یعجبها أن أتزین لها (الشّامي: ۵۱۸/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع)

خضاب سیاہ احوط ہے کیونکہ حدیث شریف میں اس پر وعید شدید وارد ہے(۱) فقط

جائز اور ناجائز خضاب کی تفصیل

سوال: (۴۵۵) کس کس چیز کا خضاب لگانا جائز ہے؟ اور کس چیز کا حرام یا مکروہ؟ سیاہ خضاب کا کیا حکم ہے؟ اور سیاہ خالص اور غیر خالص میں بہ اعتبار جواز وعدم جواز کے کچھ فرق ہے یا نہیں؟ زعفران کے خضاب کا کیا حکم ہے؟ (۳۴۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: خضاب کرنا مستحب اور سنت ہے اور سیاہ خضاب حرام ہے اور سرخ اور زرد وسبز درست ہے، زعفران کا بھی درست ہے، شرح شرعۃ الاسلام میں ہے: **والخضاب سنة الخ ولا يختضب بالسّواد إلخ فقدجاء فيه وعيد عظيم إلخ وقال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم: هو خضاب أهل النّار. وفي لفظ آخر: الخضاب بالسّواد خضاب الكفار، و يقال: أوّل من خضب بالسّواد فرعون كذا في الإحياء ويختضب بالصّفرة والحمرة الخ** (۲) **وفي الحديث: أن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم يُصفّر لحيته بالوَرْس والزّعفران الحديث**(۳)

سوال: (۴۵۶) وسمہ(۴) اور حنا ملا کر سفید ریش و بُرُوْت (ڈاڑھی و مونچھ) میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور درصورت جائز ہونے نیل اور حنا بہم آمیختہ (باہم ملا ہوا) کے، اس حدیث کی کیا تاویل ہوگی؟ **عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم: يكون قوم في آخر الزّمان يخضبون بهذا السّواد كحواصل الحمام لايجدون رائحة الجنة رواه**

---

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: يكون قوم في آخر الزّمان يخضبون بهذا السّواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنّة رواه أبوداوٗد والنّسائي (مشكاة المصابيح: ص: ۳۸۲، كتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الثّاني)

(۲) شرح شرعة الإسلام: ص:۲۹۴-۲۹۶، فصل في سنن اللّباس و أحبّه.

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم يلبس النّعال السبتيّة و يصفّر الحديث (سنن النسائي: ۲/ ۲۴۸، كتاب الزّينة – تصفير اللّحية بالورس والزّعفران)

(۴) وسمہ: نیل کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے۔ (فیروز اللغات)

أبو داؤد و النّسائي (۱) اورطبرانی نے روایت کیا: من خضب بالسّواد سوّدالله وجهه يوم القيامة (۲) نیل میں رنگت نیلی ہے، حنا کے ساتھ مل کر سرخی سیاہی کی رنگت ہوجاتی ہے، فقہاء حنا اور کتم اور وسمہ کو جائز لکھتے ہیں، فتاوی عالمگیری، ترجمہ درمختار وغیرہ میں خضاب وسمہ وحنا کو ہر حالت میں خواہ جہاد پر ہو یا نہ ہو مباح اور جائز ارقام فرماتے ہیں، زید اور بکر میں اس مسئلہ پر تنازعہ ہے کہ حنا یا وسمہ خواہ فردًا ہو یا مجموعۃً حرام قطعی ہے، بکر کہتا ہے کہ جائز ہے۔ (۹۵۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: سیاہ خضاب عندالحنفیہ بھی مکروہ ہے، اور احادیث مذکورہ کی وجہ سے اس سے اجتناب لازم ہے، درمختار میں ہے: و يكره بالسّواد (۳) البتہ جس میں سیاہی غالب نہ ہو سرخی غالب ہو تو وہ جائز ہے اور یہی مطلب ہے ان روایات کا جن میں حنا وکتم کے ساتھ خضاب کو جائز لکھا ہے، شامی میں ہے: و ورد أن أبا بكر رضي الله عنه خضب بالحناء والكتم (۴)

سوال: (۴۵۷) خضاب وسمہ اور حنا کا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۹۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اصل یہ ہے کہ سیاہ خضاب ممنوع ہے، اور احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہے، اور اس پر وعید آئی ہے۔ جیسا کہ مروی ہے: عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: يكون قوم في آخر الزّمان يخضبون بهذا السّواد كحواصل الحمام لايجدون رائحة الجنّة رواه أبو داؤد والنّسائي (۵) اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی کہ وہ سیاہ خضاب کرے گی، ان کو جنت کی خوشبو بھی نہ آوے گی، اس وجہ سے حنفیہ نے سیاہ خضاب کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔ كما في الشّامي: قوله: (و يكره بالسّواد) أي لغير الحرب. قال في الذّخيرة: أمّا الخضاب بالسّواد للغزو ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود

---

(۱) مشكاة المصابيح: ص: ۳۸۲ كتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الثّاني.

(۲) أخرج الطبراني: ابن أبي عاصم عن أبي الدرداء رفعه من خضب الحديث (مرقاة المفاتيح، شرح المشكاة: ۳۰۴/۸، كتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الثّاني)

(۳) الدرّالمختار مع الردّ: ۵۱۸/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

(۴) الشّامي: ۵۱۸/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

(۵) مشكاة المصابيح: ص: ۳۸۲ كتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الثّاني.

بالاتفاق، و إن ليزين نفسه للنّساء فمكروه ، وعليه عامة المشايخ الخ (۱)(شامی) پس جب کہ یہ محقق ہوا کہ خضاب بالسواد غیر حرب میں عند عامة المشايخ مکروہ تحریمی ہے، تو اب یہ دیکھنا ہے کہ جس چیز سے خضاب سیاہ حاصل ہو وہ خضاب مکروہ ہوگا، اور وسمہ حنا کے ساتھ شامل کر کے خضاب کرنے سے خضاب سیاہ ہوتا ہے، لہٰذا وہ ممنوع ومکروہ ہوگا، اور حدیث جو کہ اس کے جواز کی ہے اس کی تاویل کی جاوے گی۔ لتقدّم المحرم على المبيح (۲) قال في المرقاة شرح المشكاة: فإن الحناء إذا خضب به مع الكتم جاء أسود، وقد صحّ النّهي عن السّواد، ولعل الحديث بالحناء أو الكتم على التّخيير، و لكن الرّوايات على اختلافها بالحناء و الكتم انتهٰى فيكون التّقدير بالحناء تارةً فيكون لونه أحمر وبالكتم أخرى فيكون لونه أخضر (۳)

مستورات کو مہندی لگانا مستحب ہے

سوال: (۴۵۸) مہندی لگانا مسنون سنا جاتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱/۱۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مہندی لگانا عورتوں کو مستحب ہے، حدیث شریف میں آیا ہے (۴) فقط

بجّو وغیرہ کے بالوں کا برش بالوں کی صفائی کے لیے استعمال کرنا

سوال: (۴۵۹) بجو کے بالوں کا برش سر اور ڈاڑھی میں صفائی کے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا

(۱) ردّالمحتار: ۹/۵۱۸، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

(۲) قاعدة :إذا اجتمع الحلال والحرام أوالمحرم والمبيح غلب الحرام والمحرم (قواعد الفقه، الرّسالة الثّالثة: ص:۵۵– رقم القاعدة:۱۴)

(۳) مرقاة المفاتيح، شرح المشكاة : ۸/۳۰۳، كتاب اللّباس– باب التّرجل، الفصل الثّاني .

(۴) عن عائشة رضي الله عنها أن هندا بنت عتبة قالت: يا نبي الله ! بايِعنى، فقال : لا أبايعكِ حتّى تغيرى كفيكِ ، فكأنّهما كفّا سَبُعٍ ، رواه أبو داوٗد .

وعنها قالت: أوْمَتْ امرأة من وراء ستربيدها كتاب إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقبض النّبيّ صلّى الله يده، فقال ما أدرى أيد رجل أم يد امرأة ؟ قالت: بل يد امرأة، قال: لو كنتِ امرأة لغيرتِ أظفاركِ يعنى بالحناء، رواه أبوداوٗد والنّسائي (مشكاة المصابيح، ص: ۳۸۳، كتاب اللّباس– باب التّرجل، الفصل الثّاني)

نہیں؟ (۲۸۱۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بال ہر ایک جانور کے خواہ وہ مأکول اللحم ہو یا نہ ہو پاک ہیں سوائے خنزیر کے، لہٰذا بجو کے بالوں کا برش سر اور ڈاڑھی کے بالوں پر استعمال کرنا درست ہے۔ فقط

مستورات بالوں کو کھلا چھوڑیں یا جوڑا باندھیں؟

سوال: (۴۶۰) عورتیں بال گوندھ کر پیچھے کی جانب کھلا چھوڑ دیں یا لپیٹ دیں، جس کو ہماری طرف جوڑا کہتے ہیں، اور یہاں شاید مینڈھی کہتے ہیں، گویا لپیٹ دینے پر ایک دومشت کے قریب اونچا ہو جاتا ہے، ان صورتوں میں کون صورت جائز اور کون ناجائز ہے؟ (۶۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: عورت کے لیے مینڈھیاں گوندھنا یا پیچھے چوٹی گوندھ کر چھوڑنا جیسا کہ عموماً مروج ہے یا کسی وقت بال کھلے چھوڑ دینا بھی اگر ضرورت ہو جائز ہے، ان سب صورتوں میں کوئی صورت ممنوع شرعاً نہیں ہے۔

جمعہ کے دن حجامت بنوانا افضل ہے

سوال: (۴۶۱) جمعہ کے دن حجامت بنوانا سنت ہے یا نہیں؟ (۳۰۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جمعہ کے دن افضل اور مستحب ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: **ويستحبّ قلم أظافيره الخ يوم الجمعة الخ ويستحب حلق عانته وتنظيف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرّة والأفضل يوم الجمعة الخ**(۱) فقط

حالت جنابت میں حجامت بنوانا

سوال: (۴۶۲) جس شخص پر غسل واجب ہے اس کو حجامت کی اگر ضرورت ہو تو پہلے غسل کرے یا حجامت بنوائے؟ (۱۴۸۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: حالت جنابت میں قبل غسل بھی حجامت بنوانا درست ہے، اور بعد غسل کے ہو تو اچھا ہے۔

---

(۱) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۹۵-۴۹۷، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی کا طریقہ

سوال: (۴۶۳) عورتوں کو موئے زیر ناف اور موئے بغل خلاف سنت مقراض (قینچی) سے کترنا یا اُسترا سے صاف کرنا گناہ ہے یا نہیں؟ اگر موچنا(۱) وغیرہ سے بہ خیال تکلیف کام نہ لے سکے اور ہڑتال وغیرنہ ملے تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۵۱۰ھ)

الجواب: موئے زیر ناف میں مرد کے لیے حلق اور عورت کے لیے نتف (نوچنا) سنت ہے، لیکن اگر عورت بہ وجہ مجبوری اور ضرورت کے حلق کرے تب بھی کچھ گناہ نہیں ہے، البتہ طریق سنت کے خلاف ہے۔ قال في الهندية: والسّنة في عانة المرء ة النتف الخ(۲) فقط

زیر ناف کی صفائی کی مدت

سوال: (۴۶۴) زیر ناف کے بال کتنے دنوں کے بعد کاٹنے چاہیے؟ (۱۴۳۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے (۳)

صابون وغیرہ سے زیر ناف کی صفائی

سوال: (۴۶۵) ایک شخص بہ وجہ ضعیفی اور بڑا پیٹ ہونے کے موئے زیر ناف اچھی طرح

---

(۱) موچنا: بال اکھاڑنے کا آلہ، بال چننے کا اَوزار۔ (فیروز اللغات)

(۲) ردّالمحتار: ۴۹۷/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع .

اور بغل کے بال مونڈنا جائز اور اکھاڑنا اولیٰ ہے۔ شامی میں ہے: قوله: (وتنظیف بدنه) بنحو إزالة الشّعر من إبطیه، ویجوز فیه الحلق والنّتف أولیٰ، وفي المجتبیٰ عن بعضهم: وکلاهما حسن (ردّالمحتار: ۴۹۷/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع)

(۳) عن أنس رضي الله عنه قال وَقّت لنا في قصّ الشّارب، وتقلیم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانة أن لا نترك أکثر من أربعین لیلة، رواه مسلم (مشکاة المصابیح، ص:۳۸۰، کتاب اللّباس– باب التّرجل ، الفصل الأوّل)

و یستحبّ حلق عانته و تنظیف بدنه بالاغتسال في کلّ أسبوع مرّة، و الأفضل یوم الجمعة، وجاز في کلّ خمسة عشرة ، وکره ترکه وراء الأربعین (الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۹۷/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البیع)

صاف نہیں کرسکتا، اکثر استرا لگ جاتا ہے، ایسی صورت میں صابن بال صاف کرنے والا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۹۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں صابون بال اڑانے والا استعمال میں لاسکتا ہے۔ فقط

سوال: (۴۶۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص بہت بوڑھا ہوگیا ہے اور مرض راشہ بہت ہے، اور اس کی بیوی بھی نہیں، زیر ناف کے بال استرا سے صاف پاک نہیں کرسکتا، اس کے واسطے کیا حکم شرع شریف کا ہے؟ (۱۶۷۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ کسی دوا یا چونا وغیرہ سے صاف کرلے درست ہے۔ فقط

عورتوں کو پیشانی کے بال صاف کرنا جائز نہیں

سوال: (۴۶۷) بعض عورتوں کی پیشانی کے بال آگے تک اُگے ہوئے ہوتے ہیں کیا ان کا دور کرنا جائز ہے؟ (۲۰۰۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے(۱) فقط

---

(۱) عورت کے پیشانی کے بال آگے تک اُگے ہوئے ہوں تو اصح قول کے اعتبار سے ان کو دور کرنا جائز ہے۔ احسن الفتاوی میں ہے:

سوال: عورت کے لیے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حدیث میں نَـامِصَة اور مُتَنَـمِّصَة پر لعنت وارد ہوئی ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب: عورت کے لیے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے، اور اگر ڈاڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا ازالہ مستحب ہے۔

نَـامِصَة اور مُتَنَـمِّصَة پر لعنت کا مورد یہ ہے کہ ابرو کے اطراف سے بال اُکھاڑ کر باریک دھاری بنائی جائے، کما یدل علیه التّعلیل بتغییر خلق اللّٰه .

ابرو بہت زیادہ پھیلے ہوئے ہوں تو ان کو درست کرکے عام حالت کے مطابق کرنا جائز ہے، غرضیکہ تزیین مستحب ہے، اور ازالۂ عیب کا استحباب نسبۃً زیادہ مؤکد ہے، اور تلبیس وتغییرِ خلق ناجائز ہے۔

قال العلّامة ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالٰی تحت قوله : (والنّامصة الخ) ذکرهُ فی ”الاختیار“أیضا: وفی المُغرب: النَّمْصُ: نَتْفُ الشَّعر، ومنه المِنماصُ المِنقاشُ اهـ ==

دوسرے کی کنگھی استعمال کرنا

سوال: (۴۶۸) ایک شخص کی کنگھی دوسرا شخص استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مالک کی اجازت سے کرسکتا ہے۔

ڈاڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہے

سوال: (۴۶۹)......(الف) ڈاڑھی رکھنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو مع حوالہ تحریر ہو۔

(ب) ترکی مسلمان ڈاڑھی منڈاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ (۵۳۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف) حدیث شریف میں ہے: أوفروا اللّحی وأحفوا الشّوارب وفي روایة: أنهكوا الشّوارب واعفوا اللّحی، متّفق علیه (۱) بخاری شریف اور مسلم شریف میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور موچھوں کو کترواؤ، اور ایک روایت میں ہے کہ موچھوں کو خوب کترواؤ اور ڈاڑھیوں کو چھوڑو اور بڑھاؤ، اور کتب فقہ میں ہے کہ

== ولعلّهٗ محمولٌ علی ما إذا فَعَلَتْهُ لِتتزیّن للأجانب، وإلّا فلو کان في وجهها شعرٌ یَنْفِر زوجُها عنها بسببهٖ ففي تحریم إزالتهٖ بُعْدٌ لأن الزّینة للنّساء مطلوبة للتّحسین، إلّا أن یُحمل علی ما لاضرورةَ إلیه لما فی نَتْفهٖ بالمِنصاص من الإیذاء، وفی ”تبیین المحارم“ إزالة الشّعر من الوجه حرامٌ، إلّا إذا نَبَتَ للمرأة لِحیةٌ أوشواربُ فلا تحرُمُ إزالتهُ بل تُستحبُ اهـ وفي ”التّاتر خانیة“ عن ”المُضمرات“: و لا بأس بأخذ الحاجبینِ و شَعر وجههٖ ما لم یُشْبه المُخنَّثَ اهـ. و مثلهٗ في ”المجتبیٰ“ تأمل (الشّامي: ۹/۴۵۵، کتاب الحظر والإباحة، فصل في النّظر و المسّ). واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی: ۸/۷۵-۷۶، کتاب الحظر والإباحة - بالوں کے احکام، عنوان: عورت کا چہرے کے بال صاف کرنا)

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم خالفوا المشرکین أوفروا اللّحی واحفوا الشّوارب الحدیث، متّفق علیه (مشکاة المصابیح، ص: ۳۸۰ کتاب اللّباس - باب التّرجل، الفصل الأوّل)

منڈانا ڈاڑھی کا اور کتروانا ڈاڑھی کا جب کہ قبضہ سے کم ہو حرام ہے(۱)

(ب) یہ کام وہ برا کرتے ہیں اور خلاف شرع کرتے ہیں، اس کی وجہ انہیں سے پوچھنا چاہیے، بہت سے ان میں سے نماز بھی نہ پڑھتے ہوں گے اور روزہ بھی نہ رکھتے ہوں گے، تو ان کا فعل کیسے حجت ہوسکتا ہے؟!

سوال: (۴۷۰) زید کہتا ہے کہ ڈاڑھی رکھنے کا حکم کہیں قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، علماء اپنی طرف سے یہ مسئلہ نکال کر لوگوں کو حکم کرتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟(۱۲۰۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ڈاڑھی رکھنے کا حکم حدیث شریف سے ثابت ہے۔ **واعفوا اللّحي:** اور بڑھاؤ ڈاڑھیوں کو، یہ صاف حکم ہے ڈاڑھی کے رکھنے کا، پس یہ قول زید کا جو سوال میں ہے غلط ہے۔فقط

ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

سوال: (۴۷۱) ڈاڑھی رکھنا سنت ہے یا واجب؟ جو شخص ہمیشہ ڈاڑھی منڈائے یا کتروائے اور اس کو گناہ بھی نہ سمجھے وہ کس گناہ کا مرتکب ہے؟ اور منڈانا اور کتروانا برابر ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھی ہے یا نہیں؟(۲۸۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جیسا کہ مقتضائے امر اعفوا اللّحی (۲) کا ہے اور جو شخص ہمیشہ ڈاڑھی صاف کراوے وہ فاسق ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور قبضہ سے کم کرانا ڈاڑھی کا حرام ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ سے کم کبھی ڈاڑھی کو نہیں کرایا ہے۔فقط

ڈاڑھی اور مونچھ کی مقدار

سوال: (۴۷۲) جو لوگ شریعت کے موافق ڈاڑھی مونچھ نہ رکھتے ہوں اور بینک سے سود

---

(۱) قوله: (والسّنة فيها القَبضة) وهو أن يقبض الرّجل لحيته، فما زاد منها على قبضة قطعه، وفي الدرّالمختار: يحرم على الرّجل قطع لحيته (الدرّ والردّ: ۴۹۸/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

(۲) مشكاة المصابيح، ص:۳۸۰، كتاب اللّباس، باب التّرجل، الفصل الأوّل.

لیتے ہوں اور پابند صوم وصلاۃ نہ ہوں وہ لوگ متشرع ہیں یا فاسق؟ اور ڈاڑھی مونچھ کی درازی کتنی ہونی چاہیے؟ (۱۰۱۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ لوگ جن کا ذکر سوال میں ہے، وہ لوگ معاصی کبائر کے مرتکب ہیں متشرع نہیں ہیں بلکہ فساق وفجار ہیں، شرعاً ان پر فساق کا لفظ عائد ہوتا ہے اور وہ سخت گنہ گار اور عاصی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: احفوا الشّوارب واعفوا اللّحی الحدیث أو کما قال صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم(۱) یعنی مونچھوں کو کترواؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، مونچھوں کو اس قدر کتروانا چاہیے کہ ہونٹ اوپر کے کھلے رہیں اور باریک سی لکیر مونچھوں کی رہے، اور ڈاڑھی کو ایک قبضہ کے برابر رکھنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۴۷۳) ڈاڑھی کا بڑھانا کہاں تک جائز ہے؟ (۱۱۹۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ڈاڑھی کی حد ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی ہے اس سے کم کرانا درست نہیں ہے اور زیادہ کرنا جائز ہے(۲) درمختار میں ہے: وأمّا الأخذ منها (أي اللّحية) وهي دون ذلك (أي القبضة) كما يفعله بعض المَغَارِبَة و مُخَنَّثَةُ الرِّجال فلم يُبحه أحد (۳) اور حدیث شریف میں ہے: واعفوا اللُّحٰی الحديث أو كما قال صلّى اللّٰه عليه وسلّم یعنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ فقط

سوال: (۴۷۴) ضروری ڈاڑھی کس قدر طویل ہونی چاہیے؟ (۲۱۵۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ضروری ڈاڑھی اس قدر رہے کہ ایک مشت سے کم نہ ہو، منڈوانا ڈاڑھی کا اور خش خشی

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: خالفوا المشركين أوفروا اللُّحٰی واحفوا الشّوارب وفي رواية: أنْهِكوا الشّوارب واعفوا اللُّحٰی. متفق عليه (مشكاة المصابيح، ص: ۳۸۰، كتاب اللّباس - باب التّرجل، الفصل الأوّل)

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشت سے زائد ڈاڑھی طول وعرض دونوں جانب سے کاٹتے تھے۔ عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه أن النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم كان يأخذ من لحيتهٖ من عرضها و طولها (جامع التّرمذي: ۲/۱۰۵، أبواب الآداب، باب ما جاء في الأخذ من اللِّحية) اور شامی میں ہے: فما زاد منها على قبضة قطعه (الدرّالمختار والشّامي: ۹/۴۹۸، كتاب الحظر والإباحة - فصل في البيع) پس ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کاٹنا سنت ہے۔

(۳) الدرّالمختار مع الشّامي: ۳/۳۵۴-۳۵۵، كتاب الصّوم - باب ما يفسد الصّوم و مالا يفسده، مطلب في الأخد من اللّحية.

کرانا حرام ہے، اور جب کہ یہ حرام ہوا تو رکھنا ڈاڑھی کا فرض ہوا، کیونکہ حرام فعل کا چھوڑنا بھی انسان پر فرض ہے، مثلاً زنا و چوری حرام ہے تو اس کا چھوڑنا فرض اور ضروری ہوا، یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ''ترک حرام فرض ہوتا ہے اور ترک فرض حرام ہوتا ہے''۔ فقط

ہر جانب سے ڈاڑھی ایک مشت ہونی چاہیے

سوال: (۴۷۵) ڈاڑھی کا وہ حصہ کہاں سے کہاں تک ہے جو چار انگشت سے کم نہ ہو؟

(۱۷۳۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ڈاڑھی کا تمام حصہ چار انگشت سے کم نہ ہونا چاہیے، کسی جانب سے بھی ڈاڑھی کو چار انگشت سے کم نہ رکھا جاوے۔ **والسّنّة فيها القبضة** (۱)

ایک مشت ڈاڑھی کہاں سے ناپی جائے؟

سوال: (۴۷۶) بعض کا قول ہے کہ یک مشت ڈاڑھی رکھنا مسنون ہے، اگر یہ صحیح ہے تو یک مشت کہاں سے لی جائے گی؟ بینوا توجروا (۱۷۸۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: **قال في الدرّالمختار: والسّنة فيها القَبضة الخ وفي الشّامي: وهو أن يقبض الرّجل لحيته، فما زاد منها على قبضة قطعه إلخ** (۲) (شامي) اور یہ قبضہ ٹھوڑی سے نیچے سے لیا جائے گا۔ فقط

ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنا حرام ہے

سوال: (۴۷۷) ڈاڑھی کی حد شریعت نے کہاں تک رکھی ہے؟ اگر کوئی حد مقررہ سے کم رکھے تو کیا وہ ڈاڑھی منڈانے کے برابر ہے؟ (۳۴۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ڈاڑھی کی حد ایک قبضہ ہے، قبضہ سے کم کرنا درست نہیں ہے، اور حد مشروع سے کم

---

(۱) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۹/۴۹۸، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

(۲) الدرّالمختار والشّامي: ۹/۴۹۸، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ منڈوانا اگر چہ منڈوانے والا زیادہ برا ہے کہ وہ تَشَبُّه بالکفّار بھی کرتا ہے اور یہ خود حرام ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الآية ﴾ (سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۷۸) ڈاڑھی کے بالوں کو طولاً و عرضاً اس قدر تراشنا کہ قبضہ سے چھوٹے ہو جاویں خواہ بہ مقدار ایک انچ کے باقی رہیں یا ایک جَوْ کے؛ جائز و سنت ہے یا ممنوع؟ اور جو اس کے سنت ہونے کا فتویٰ دے وہ کیسا ہے؟ (۱۳۳۸/۲۲۲۹ھ)

الجواب: ڈاڑھی کو ایک قبضہ سے کم کرانا ممنوع ہے اور سنت ایک قبضہ رکھنا ہے (۱) كما في الدرّالمختار: والسّنة فيها القبضة (۲) وفيه أيضًا: وأمّا الأخذ منها وهي دون ذلك ...... فلم يُبِحه أحد (۳) اس سے معلوم ہوا کہ قبضہ سے کم رکھنا ڈاڑھی کا ناجائز ہے اور جو شخص جائز یا سنت کہتا ہے وہ خطا پر ہے۔ فقط

ڈاڑھی منڈانے والا متقی نہیں بلکہ فاسق ہے

سوال: (۴۷۹) جو مسلمان ڈاڑھی مونچھ منڈاتا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو ایسا شخص متقی ہے یا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۸۹۱ھ)

الجواب: وہ متقی نہیں ہے بلکہ فاسق و عاصی ہے۔ فقط

ڈاڑھی منڈانا اور خشخشی کرانا گناہ کبیرہ اور حرام ہے

سوال: (۴۸۰) ڈاڑھی منڈانا گناہ صغیرہ ہے یا گناہ کبیرہ؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۶۵۰ھ)

الجواب: گناہ کبیرہ ہے۔ فقط

---

(۱) یہاں ''سنت'' سے فقہاء والی سنت مراد نہیں، بلکہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا پسندیدہ طریقہ مراد ہے۔

(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۹۸/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

(۳) الدرّالمختار مع الشّامي: ۳۵۴/۳-۳۵۵ كتاب الصّوم - باب ما يفسد الصّوم ومالا يفسده، مطلب في الأخذ من اللّحية.

سوال: (۴۸۱) ڈاڑھی کا منڈانا یا خش خشی کرانا حرام ہے یا جائز ہے؟ حرمت یا جواز ہر دو سے بہ حوالہ قرآن وحدیث مطلع فرماویں، کوئی قوم بہ وقت جہاد یا ہمیشہ ڈاڑھی منڈاوے تو ہم میں اور ترکوں میں کیا کچھ فرق ہے؟ اگر کوئی قوم سوائے امام صاحب کے اور کسی امام کی پیرو ہو تو کس امام کے نزدیک ڈاڑھی منڈانا جائز ہے؟ (۱۰۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ڈاڑھی کا منڈانا اور خش خشی کرانا ناجائز اور حرام ہے۔ **و أمّا الأخذ منها وهي دون ذلك ...... فلم يُبحه أحدٌ** (۱) اور حدیث شریف میں ہے: **اعفوا اللّحٰی** (۲) یعنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور اگر کوئی قوم یا افراد اس حکم شرعی کا خلاف کریں تو وہ گنہ گار ہیں، ان کے فعل سے دوسروں کو حجت پکڑنا نہ چاہیے۔ (اور کسی امام کے نزدیک ڈاڑھی منڈانا جائز نہیں) فقط

سوال: (۴۸۲) ایک انگل تک ڈاڑھی رکھنا یا بالکل منڈوانا دونوں برابر ہیں یا کم وبیش؟ (۵۵۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ترک سنت (یعنی واجب) میں اور گناہ میں دونوں برابر ہیں، البتہ منڈوانے میں چونکہ تَشَبُّہ بالکفّار بھی ہے، اس لیے وہ اور زیادہ قبیح اور مذموم اور معصیت ہے۔ فقط

ڈاڑھی منڈانے اور خش خشی کرانے کی سزا

سوال: (۴۸۳) جو لوگ ڈاڑھی شرعی نہ رکھتے ہوں، بلکہ منڈاتے اور خش خشی کراتے ہوں، وہ گنہ گار ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو آخرت میں کس سزا کے مستحق ہوں گے؟ (۱۴۱۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، ڈاڑھی منڈانے والا فاسق ہے، جو عذاب فساق، فجار کو قیامت میں ہوگا، اس کے لیے بھی وہی عذاب ہے، اور قینچی سے خش خشی کرانا ڈاڑھی کا بھی حکم میں منڈوانے کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الدرّ المختار مع الردّ: ۳/۳۵۴-۳۵۵ کتاب الصّوم – باب ما يفسد الصّوم و ما لا يفسده، مطلب في الأخذ من اللّحية .

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: خالفوا المشركين أفروا اللُّحٰى واحفوا الشّوارب الحديث، متّفق عليه (مشكاة المصابيح، ص:۳۸۰ كتاب اللّباس – باب التّرجل ، الفصل الأوّل)

سوال: (۴۸۴) ڈاڑھی کا کٹوانا کیسا گناہ ہے؟ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ جیسا اپنی ماں کے ساتھ ستر دفعہ زنا کرلیا، دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسی سخت بات نہ کہنی چاہیے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۱۳۴۵/۱۵۵ھ)

الجواب: ڈاڑھی کا منڈوانا اور کتروانا جب کہ وہ قبضہ سے کم ہو حرام ہے، حدیث شریف میں ہے: اعفوا اللُّحی و احفوا الشّوارب (۱) یعنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ، اور درمختار میں ہے: وأمّا الأخذ منها وهي دون ذلك (۲) یعنی ڈاڑھی کا کتروانا جب کہ وہ قبضہ سے کم ہو کسی نے جائز نہیں رکھا، پس جب کہ یہ فعل بھی حرام ہے اور زنا بھی حرام ہے تو اگر کسی نے ایسا کہہ دیا تو اس میں کچھ خرابی نہیں ہے، ایک حدیث شریف میں ایسا آیا ہے کہ سود کے ستر جزو ہیں ان میں سے کمتر ایسا ہے جیسا اپنی ماں سے زنا کیا (۳) البتہ خاص ڈاڑھی کتروانے یا منڈوانے میں ایسا لفظ نہیں آیا، لیکن جب کہ دونوں فعل حرام ہیں تو اگر حرمت میں ایسی تشبیہ دی جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

مجاہد کو بھی ڈاڑھی منڈانا روا نہیں

سوال: (۴۸۵) جس وقت آدمی جہاد پر جائے اس کے لیے ڈاڑھی منڈانا روا ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۹/۱۴۸۷ھ)

الجواب: ڈاڑھی اس وقت بھی منڈانا نہ چاہیے۔ فقط

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: خالفوا المشركين أوفروا اللُّحى واحفوا الشّوارب الحديث، متّفق عليه (مشكاة المصابيح، ص: ۳۸۰، كتاب اللّباس – باب التّرجل، الفصل الأوّل)

(۲) الدرّالمختارمع الرد: ۳/۳۵۴–۳۵۵ كتاب الصّوم – باب ما يفسد الصّوم وما لايفسده، مطلب في الأخذ من اللّحية .

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الرّبا سبعون جزءً، أيسرها أن ينكح الرّجل أمه (مشكاة المصابيح : ص:۲۴۶، كتاب البيوع – باب الرّبا. وسنن ابن ماجة، ص:۱۶۴، أبواب التّجارات – باب التّغليظ في الرّبا)

ڈاڑھی منڈانے کو سنت کہنا گناہ کبیرہ ہے

سوال: (۴۸۶) ایک دفعہ بکر نے ڈاڑھی منڈانے کو سنت طریقہ کہا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۸۴۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ڈاڑھی منڈانے کو سنت طریقہ کہنا یہ سخت گناہ تھا اور خوفِ کفر تھا، الغرض بکر کو جلد توبہ کرنی لازم ہے اور فوراً تجدیدِ اسلام وتجدیدِ نکاح کرنا ضروری ہے (احتیاطاً)۔ فقط

ڈاڑھی شرعی مقدار سے کم ہو تو بالوں کو یکساں کرانا کیسا ہے؟

سوال: (۴۸۷) ریش کم سے کم کس قدر لمبی ہو؟ اور زیادہ کہاں تک بڑھا سکتا ہے؟ اگر شرعی مقدار سے کم ہو تو کیا اس میں چھوٹے بڑے بالوں کا یکساں کرادینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۰۷۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ریش کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ ایک قبضہ کے برابر رکھنا مسنون ہے، اور اس سے کچھ زیادہ بھی ہو تو کچھ گناہ نہیں ہے، لیکن قبضہ سے کم کرانا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **و أما الأخذ منها وهي دون ذلك ...... فلم يُبحه أحد إلخ** (۱) یعنی کتروانا ڈاڑھی کا جب کہ وہ قبضہ سے کم ہو کسی نے جائز نہیں رکھا، پس معلوم ہوا کہ جب ڈاڑھی قبضہ سے کم ہو تو پھر کتروانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نیچے کے ہونٹ کے بال کاٹنا کیسا ہے؟

سوال: (۴۸۸) نیچے کے لب سے بعض آدمی بال منڈاتے ہیں، جو ٹھوڑی سے اوپر ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ڈاڑھی میں شامل ہیں اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۷۱۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی جلد خامس حظر واباحہ میں ہے: **نَتْفُ الفَنِيكَيْنِ بدعةٌ وهما جانبا العَنْفَقَةِ**

---

(۱) **الدرّالمختار مع الشّامي: ۳/۳۵۴-۳۵۵ كتاب الصّوم - باب ما يفسد الصّوم ومالا يفسده، مطلب في الأخذ من اللّحية.**

وهي شَعر الشَّفة السُّفلىٰ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ نیچے کے ہونٹ کے بال نہ کاٹے۔

کسی کی ڈاڑھی منڈنا یا کترنا حجام کے لیے جائز نہیں

سوال: (۴۸۹) ہم لوگوں کی حجامت بناتے ہیں، بعض لوگ ڈاڑھی منڈواتے ہیں اور بعض کترواتے ہیں کیا حکم ہے؟ (۸۳۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسا کرنا نہ چاہیے، اگر کوئی مسلمان ڈاڑھی منڈائے یا خلاف شریعت کرائے تو نہ کی جائے، ایسا پیشہ اختیار کرنا نہ چاہیے۔ فقط

حجام ڈاڑھی مونڈنے سے گنہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۹۰) مسلمان حجام مسلمان کی ڈاڑھی مونڈنے سے گنہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟

(۵۳۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: گنہ گار ہوتا ہے۔ فقط

مونچھوں کو کس قدر کتروانا چاہیے؟

سوال: (۴۹۱) مونچھوں کو کس قدر کتروانا اور کس قدر چھوڑنا چاہیے؟ (۹۶۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مونچھوں کو بالکل کتروا دینا چاہیے کہ ہونٹ پر بال نہ آویں اور ہونٹ کھلا رہے جیسا کہ معروف ہے۔ فقط

مونچھیں کاٹنا سنت ہے یا منڈانا؟

سوال: (۴۹۲) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ تمام مونچھیں جڑ سے قینچی سے کاٹی جائیں یا کیا؟ (۴۷۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مونچھوں کے بارے میں دونوں قول ہیں حلق بھی اور قص بھی، شامی میں ہے: وعبارۃ

---

(۱) الشّامي: ۹/۴۹۷، كتاب الحظر والإباحة ــ فصل في البيع.

المجتبی بعد ما رمز للطّحاوي: حلقه سنة، ونسبه إلی أبي حنيفة رحمه الله و صاحبيه، والقصّ منه حتی يوازی الحرف الأعلی من الشَّفة العُليا سنة بالإجماع اهـ (۱) پس یہ ثانی قول ہی معمول بہ ہے۔ (یعنی مونچھیں کاٹنا ہی سنت ہے)

ختنہ کیوں کرایا جاتا ہے؟

سوال: (۴۹۳) ختنہ کیوں کرائے جاتے ہیں؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ بچہ کو تکلیف دینا میری سمجھ میں نہیں آتا؟ (۹۹۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّی اللّٰه عليه وسلّم: الفِطرة خمسٌ: الختان، والاستحداد، وقصُّ الشّارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط (۲) اس حدیث سے واضح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ختنہ کرانے کو فطرت اسلامی وطریقۂ اسلام مقرر فرمایا ہے، پس بہ حکم ﴿مَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَـنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (سورۂ حشر، آیت: ۷) اہل اسلام کو آنحضرت ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہیے، اور فقہاء رحمہم اللہ نے ختنہ کو شعارِ اسلام فرمایا ہے، پس اگر حکمت اس کی کسی کی سمجھ میں نہ بھی آوے تب بھی بہ اتباع نبی کریم ﷺ اس کو شعارِ اسلام سمجھ کر لازم پکڑنا چاہیے، اور تشبّہ بالکفّار سے بچنا چاہیے۔ فقط

زخم کی وجہ سے چمڑی کٹ کر گرگئی ہو تو ختنہ کرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۹۴) لڑکے نابالغ کے سرِ ذکر پر زخم ہوگیا، اور چمڑا کٹ کر اس قدر گرگیا ہے کہ سرِ ذکر بخوبی کھل گیا ہے اور حشفہ پورا نہیں کھلا؛ تو اس کے لیے ختنہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۵۳۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: صبي حشفته ظاهرة بحيث لو رآه إنسان ظنه مختونًا ولا

(۱) ردّالمحتار: ۹/۴۹۷، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

(۲) مشكاة المصابيح: ص: ۳۸۰، کتاب اللّباس، باب التّرجل.

تقطع جلدة ذكره إلا بتشديدٍ آلمه، ترك على حاله كشيخ أسلم، و قال أهل النّظر: لا يطيق الختان ترك أيضًا (۱) اس سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں پورا حشفہ نہیں کھلا (پس) ختنہ ہونا چاہیے۔ فقط

جس کا حشفہ ظاہر ہو اس کا ختنہ ضروری نہیں

سوال: (۴۹۵) جس کا چمڑا خود اوپر چڑھ کر جگہ صاف ہو جاوے اس کو ختنہ کی ضرورت ہے یا نہ؟ (۱۸۳۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جس کا ختنہ ظاہر ہے اس کو ختنہ کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جو شخص مختون پیدا ہوا ہے اس کا ختنہ ضروری نہیں

سوال: (۴۹۶) جو شخص مختون پیدا ہو تو پھر دوبارہ اس کے ختنہ کرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۲۳۸۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس کا ختنہ کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا ضروری ہے

سوال: (۴۹۷) جوان کے ختنہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور کس طرح کرنا چاہیے؟ (۹۹۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ينظر الطّبيب إلى موضع مرضها بقدر الضّرورة، إذ الضّرورات تتقدر بقدرها، و كذا نظر قابلة وختان الخ (۲) وأيضًا فيه : ومن بلغ غير

---

(۱) ترجمہ: جس بچہ کی سپاری اس طرح ظاہر ہو کہ اگر آدمی اس کو دیکھے تو گمان کرے کہ اس کا ختنہ ہو چکا ہے، اور اس کے ذَکر کی کھال شدید تکلیف پہنچائے بغیر کاٹنا ممکن نہ ہو تو اس کو اسی حال پر چھوڑا جائے جیسے کوئی بوڑھا مسلمان ہوا اور اہلِ بصیرت نے کہا کہ یہ بوڑھا ختنہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا بھی ختنہ نہ کیا جائے۔
(الدرّ المختار مع الشّامي: ۱۰/۳۹۸، کتاب الخنثٰی – مسائل شتّٰی)

(۲) الدرّ المختار: ۹/۴۵۱–۴۵۲، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

مختون أجبره الحاكم عليه إلخ (۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ جوان کو ختنہ کرانا دوسرے شخص سے جو ختنہ کرنا جانتا ہے جائز ہے، جب کہ خود وہ اپنا ختنہ نہ کرسکتا ہو، اور نہ اس کی منکوحہ یا باندی ختنہ کرسکتی ہو۔ فقط

سوال: (۴۹۸) زید بالغ ہوگیا، مگر ختنہ نہیں ہوا، اب ختنہ کرانا چاہیے یا نہیں؟

(۱۰۷۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ختنہ کرانا چاہیے، درمختار میں ہے: وكذا نظر قابلة وختان إلخ (۲)

سوال: (۴۹۹) ایک شخص کہتا ہے کہ ختنہ کرانا لڑکے کا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، چنانچہ ایک آدمی کا بچہ بڑا ہوگیا، ابھی تک اس نے ختنہ نہیں کرایا اس پر ختنہ واجب ہے یا نہیں؟

(۱۳۰۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ختنہ کرانا لڑکوں کی سنت ہے اور احادیث سے ثابت ہے (۳) بلکہ درمختار میں فرمایا ہے کہ ختنہ شعائر اسلام سے ہے۔ الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الإسلام وخصائصه (۴) اور وقت ختنہ کرنے کا عندالبعض سات برس کی عمر سے بارہ برس تک (۵) اور اگر کوئی لڑکا بالغ ہوگیا اور اس کا ختنہ نہیں ہوا تو اس کا بھی ختنہ کرانا چاہیے، اگر وہ خود کرسکتا ہے خود کرے ورنہ بہ ضرورت دوسرے سے کرائے اور یہ جائز ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: وكذا يجوز نظر قابلة وختان (۶) فقط

---

(۱) ردّالمحتار: ۱۰/۳۹۹، كتاب الخنثیٰ – مسائل شتّٰی.

(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۹/۴۵۲، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: الختان سنة للرّجال، مَكْرَمَةٌ للنّساء (المعجم الكبير للحافظ أبي القاسم سليمان أحمد الطبراني: ۱۲/۱۴۱، رقم الحديث: ۱۲۸۲۸، ۱۱/۱۸۶، رقم الحديث: ۱۱۵۹۰)

(۴) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۹۸، كتاب الخنثیٰ – مسائل شتّٰی.

(۵) و وقته غير معلوم، وقيل: سبع سنين كذا في المُلتقیٰ، وقيل: عشر، وقيل: أقصاه اثنتا عشرة سنة، (الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۹۸، كتاب الخنثیٰ – مسائل شتّٰی)

(۶) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۹/۴۵۲، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

عورت کا ختنہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۰۰) عورت کا ختنہ کرنا کیسا ہے؟ (۳۳/۹۱۰-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **وختان المرء ة لیس سنة بل مَکرمَةً للرّجال إلخ** (۱) اور شامی نے بھی عورت کے ختنہ کا غیر مسنون ہونا راجح کیا ہے (۲) فقط

سوال: (۵۰۱) جس طرح مردوں کے واسطے ختنہ کرانا سنت ہے اسی طرح عورت کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۹۳۵ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کا ختنہ کرانا معمول نہیں ہے، سلف سے خلف تک ایسا ہی معمول رہا ہے اور اب تک ہے، اس سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ عورتوں کے لیے ختنہ سنت نہیں ہے اور حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ رجال کے لیے سنت ہے، اور عورتوں کے لیے سنت نہیں ہے، بلکہ مکرمہ ہے رجال کے لیے (۳) درمختار میں ہے: **وختان المرأة لیس سنة بل مکرمة للرّجال (درّمختار) قوله: (بل مکرمة للرّجال) لأنه ألذُّ في الجماع زیلعي** (۴) **(شامي)** فقط

عورت کا ختنہ عورت ہی کرسکتی ہے

سوال: (۵۰۲) عورتوں کے ختنہ کیوں کرائے جاتے ہیں؟ اور کس طرح کرائے جاویں؟ اور

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۹۸-۳۹۹، کتاب الخنثٰی – مسائل شتّٰی .

(۲) قوله: (وقیل سنة) جزم به البزازي معللاً بأنه نصّ علی أن الخنثٰی تختن، و لو کان ختانها مکرمة لم تختن الخنثٰی لاحتمال أن تکون امرأة ولکن لا کالسّنة في حقّ الرّجال اهـ

أقول: ختان الخنثٰی لاحتمال کونه رجلا، وختان الرجل لا یترك، فلذا کان سنة احتیاطًا ولا یفید ذلك سُنّیته للمرأة، تأمّل (ردّالمحتار: ۱۰/۳۹۹، کتاب الخنثٰی – مسائل شتّٰی)

(۳) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: الختان سنة للرّجال، مَکْرَمَةٌ للنّساء (المعجم الکبیر للحافظ أبي القاسم سلیمان أحمد الطّبراني: ۱۲/۱۴۱، رقم الحدیث: ۱۲۸۲۸، ۱۱/۱۸۶، رقم الحدیث: ۱۱۵۹۰- المطبوعة: دارالإحیاء التّراث العربي، بیروت)

(۴) الدرّالمختار والشّامي: ۱۰/۳۹۸-۳۹۹، کتاب الخنثٰی – مسائل شتّٰی .

کتنی عمر میں ہونے چاہئیں؟ (۲۷۶۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عورت کا ختنہ عورت ہی کرسکتی ہے، اور جب کہ عورت ختنہ کرنے والی اور جاننے والی نہ ہو تو ختنہ نہ کرایا جائے، کیونکہ عورتوں کا ختنہ ضروری نہیں ہے، اس لیے متروک ہوگیا ہے۔ درمختار میں ہے: **وختان المرأة ليس سنة بل مكرمة للرّجال إلخ قوله: (بَلْ مَكْرُمَةً للرّجال) لأنّه ألذّ في الجماع(۱)(شامی) و وقته غير معلوم(۱)(درّمختار) وقيل: سبع سنين إلخ(۱)**

قوی عذر کے بغیر ختنہ ترک کرنا درست نہیں

سوال: (۵۰۳) ایک شخص نے ایک لڑکے کا ختنہ قبل از بلوغ حسب دستور کیا، اور وہ لڑکا ختنہ کے بعد ہی دو روز میں بعارضہ تپ شدید فوت ہوگیا، کچھ عرصہ کے بعد دوسرے لڑکے کا ختنہ کیا، اور وہ لڑکا بھی اسی طور سے دو تین روز تپ شدید لاحق ہوکر قضا کرگیا، کچھ زمانہ گزرا تھا کہ تیسرے لڑکے کا ختنہ کیا گیا، وہ بھی دو تین روز تک سخت بخار میں مبتلا ہوکر گزر گیا، اب نوبت چوتھے لڑکے کی آئی ہے، مگر والدین کو تجربۂ سابقہ سے گمان غالب ہوتا ہے کہ جس طرح پیشتر اس کارروائی سے متواتر تین بچوں کے فوت ہوجانے کا صدمہ اٹھانا پڑا، شاید اب کی دفعہ بھی ختنہ کی خوشی کے ساتھ ہی بچہ کی موت کا غم دیکھنا نہ پڑے، اس لیے موجود لڑکے کے ختنہ میں والدین کو تامل ہوتا ہے، آیا شرعًا ایسی حالت میں ترک ختنہ یا تاخیر درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (۴۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **والأصل أن الخِتان سنة كما جاء في الخبر، وهو من شعائر الإسلام وخصائصه، فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم الإمام فلا يترك إلا لعذر وعذر شيخ لايطيقه ظاهرٌ، و وقته غير معلوم، وقيل: سبع سنين كذا في الملتقى، وقيل: عشر، وقيل: أقصاه اثنتا عشرة سنة، وقيل: العبرة بطاقته وهو الأشبه وقال أبوحنيفة رحمه الله تعالىٰ: لا علم لي بوقته إلخ (۲)** اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ختنہ کرانا سنت ہے، اور وہ شعارِ اسلام میں سے ہے، بلا عذر قوی ترک اس کا درست نہیں ہے، اور ایسا بوڑھا

---

(۱) الدرّالمختار والشّامي: ۱۰/ ۳۹۸–۳۹۹، كتاب الخنثىٰ – مسائل شتّى .
(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/ ۳۹۸ ، كتاب الخنثىٰ – مسائل شتّى .

جس میں طاقت ختنہ کی نہیں ہے عذر اس کا ظاہر ہے ـــــ اور وقت اس کا معین نہیں ہے الخ یعنی قبل بلوغ جب چاہے ختنہ کرادے الخ، پس صورت مسئولہ میں ترک ختنہ جائز نہیں ہے، لیکن تاخیر بلوغ تک درست ہے، اچھے موسم میں اور جب کہ وہ لڑکا متحمل اس کا ہو سکے ہوشیار شخص سے ختنہ کرایا جاوے۔ فقط

جو بچہ چلنے پھرنے سے عاجز ہے اس کا ختنہ کرانا

سوال: (۵۰۴) ایک لڑکے کی عمر دس سال ہے، اور چلنے پھرنے سے قطعًا محتاج ہے، اس کے والدین کا ارادہ ختنہ کرانے کا ہے، اس کا ختنہ کرانا چاہیے یا نہیں؟ (۱۶۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر اس میں طاقت ختنہ کرانے کی ہے تو ختنہ کرایا جائے۔ فقط

بالغ نومسلم کا بھی ختنہ کرانا ضروری ہے

سوال: (۵۰۵) ہم دو بھائی نومسلم ہیں، ایک کی عمر ۲۵ سال، اور دوسرے کی عمر ۲۲ سال، اگر ہم لوگوں کو ختنہ کرانا جائز ہے تو ختنہ کرالیں یا جو حکم ہو؟ (۶۴۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: چونکہ ختنہ شعارِ اسلام سے ہے، لہٰذا ختنہ آپ صاحبوں کو ضرور کرانی چاہیے، ضرورت کی وجہ سے غیر کا نظر کرنا درست ہے۔ في الدرّ المختار: **وكذا نظر قابلة وختان الخ** (۱) اگر خود ختنہ کرنے کی ہمت ہو تو سب سے اولیٰ اور افضل ہے۔ فقط

سوال: (۵۰۶) جب کوئی غیر مذہب شخص بالغ مسلمان ہو، اگر اس کا ختنہ نہ کرایا جاوے تو اس کے اسلام میں کچھ فرق رہتا ہے یا کیا؟ تیس چالیس برس کی عمر میں ختنہ کرانے کا کیا حکم ہے؟

(۸۳۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار مسائل شتی میں ہے: **والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الإسلام وخصائِصه ـــــ إلى أن قال ـــــ فلا يترك إلا لعذر وعذر شيخ**

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۵۲/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في النّظر والمسّ.

لایطیقہ ظاہر إلخ (۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ختنہ سنت ہے اور اسلام کی خاص علامات میں سے ہے، بدون عذر قوی کے ترک نہ کیا جاوے، اور ایسا بوڑھا جس میں طاقت ختنہ کی نہ ہو معذور ہے، پس جو شخص ایسا معذور نہ ہو یعنی بوڑھا نہ ہو اس کو ختنہ کرانا ضرور چاہیے، اگرچہ ترک ختنہ سے وہ کافر نہ ہوگا، اور اس کے اسلام میں فرق نہ آوے گا، لیکن تارک سنت اور تارک شعار اسلام ہو کر گنہ گار ہوگا، لہٰذا حتی الوسع نومسلموں کے ختنہ ضرور کرائے جاویں، چالیس پچاس برس کی عمر میں وہ ایسا معذور نہیں ہے کہ ترکِ ختنہ اس کو درست ہو۔ فقط

ختنہ کی تقریب میں اقرباء اور احباب کی دعوت کرنا اور نیوتا لینا

سوال: (۵۰۷)......(الف) ختنہ کے وقت احباب واقرباء کو بلانا اور نیوتا وغیرہ لینا اور دعوت کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ بندہ کا خیال ہے کہ ختنہ کے وقت بجائے رسوم کے خیرات کرنا اچھا ہے یہ خیال کیسا ہے؟

(ب) ختنہ کے موقع پر سنت کیا ہے؟ (۴۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) ختنہ کی تقریب میں اقرباء واحباب کو بلانا اور دعوت کرنا درست ہے اور نیوتا لینے دینے کو بھی فقہاء نے جائز لکھا ہے (۲) البتہ جبر نہ ہو اور نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع بے جا ہے،

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي : ۱۰/۳۹۸، كتاب الخنثٰى – مسائل شتّٰى .

(۲) نیوتا: شادی بیاہ کی تقریبوں میں نقدی (وغیرہ) دینے لینے کی رسم (فیروز اللغات)

وفي الفتاوى الخيرية: سئل فيما يرسله الشّخص إلى غيرہٖ في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب: إن كان العرف بأنّهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به إن مثليًا فبمثلهٖ وإن قيميًا فبقيمتهٖ ، وإن كان العرف خلاف ذٰلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة في سائر أحكامه إلخ .

ترجمہ: فتاوی خیریہ میں ہے: دریافت کیا گیا اس ساز وسامان کے بارے میں جس کو ایک شخص دوسرے کو شادی بیاہ کی تقریبوں میں دیتا ہے، آیا اس کا حکم قرض کے حکم جیسا ہے کہ اس کو واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ الجواب: اگر عرف ورواج یہ ہے کہ لوگ بدل کے طور پر اس کو دیتے ہیں تو اس کو واپس کرنا ==

یہ جہالت کی بات ہے، اور یہ جو آپ کا خیال ہے یہ بھی اچھا ہے۔

(ب) حدیث سے ختنہ کے وقت کوئی تقریب خاص ثابت نہیں ہے، باقی خوشی کے موقع پر دعوت وغیرہ کرنا شرعًا درست ہے، اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور سنت بھی نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۵۰۸) ختنہ پر دعوت کرنا کیسا ہے؟ آج کل علاقۂ ہذا میں اس مروجہ کھانے کو عوام ضروری سمجھتے ہیں، اسی واسطے بعض بچے بے ختنہ سن بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں شرعًا کیا حکم ایسی حالت میں ہوگا؟ (۱۱۷۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ختنہ پر دعوت کرنا درست ہے، لیکن اس کو ضروری سمجھنا یا اس وجہ سے ختنہ نہ کرانا ممنوع وقبیح ہے ایسی رسومات کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط

مردہ بچہ کی ناف نہ کاٹی جائے

سوال: (۵۰۹) لڑکا بعد پیدا ہونے کے مرگیا، اس کی ناف کاٹنا چاہیے یا نہیں؟ ایک عالم کہتا ہے کہ ناف کاٹنا چاہیے کیوں کہ نجس چیز رہتے ہوئے نماز نہ ہوگی، دوسرا عالم منع کرتا ہے، اس لیے کہ وہ مردہ ہے اور مردہ پر ہتھیار چلانا ناجائز ہے؟ (۹۵۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: دوسرا قول صحیح ہے، طفل میت جو کہ زندہ پیدا ہوکر مرگیا، اور حالت حیات میں اس کی ناف نہ کاٹی گئی ہو؛ تو بعد مرنے کے اس کی ناف نہ کاٹی جاوے جیسا کہ کتب فقہ کی اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے: **ولایسرّح شعره أي یکره تحریمًا ولایقص ظفره إلا المکسور ولا شعره ولا یختن إلخ** (۱) (درّمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

== ضروری ہے، اگر ذوات الامثال میں سے ہے تو اس کا مثل اور ذوات القیم میں سے ہے تو اس کی قیمت بدل کے طور پر دی جائے گی، اور اگر عرف ورواج اس کے خلاف ہے اس طرح کہ لوگ وہ ساز وسامان ہبہ کے طور پر دیتے ہیں اور اس کا بدل دینے کی طرف نظر نہیں کرتے تو اس کا حکم تمام احکام میں ہبہ کے حکم جیسا ہے (یعنی اس کا عوض دینا ضروری نہیں) (ردّالمحتار مع الدرّالمختار: ۴۳۴/۸، کتاب الهبة)

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۸۴/۳، کتاب الصّلاة ــ باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة عند المیّت.

کھیل، تماشے اور تصاویر وغیرہ کے احکام

کبڈی اور گیند بلاّ سے کھیلنا کب جائز ہے؟

سوال: (۵۱۰) امام غزالی علیہ الرحمہ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ تمام دن میں بچوں کو ایک گھڑی کھیلنے کی اجازت دینا چاہیے، تو کس قسم کے کھیل کی؟ (۱۴۴۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مطلب یہ ہوگا کہ طبیعت بچوں کی خوش رہے، اس لیے کوئی کھیل مباح یا صرف چلنا پھرنا دوڑنا کچھ ہو جانا چاہیے تا کہ ہر وقت پڑھنے سے دماغ مشوش نہ ہو، مباح کھیل بھی بعض ہیں جیسے کبڈی کھیلنا، گیند بلا سے کھیلنا وغیرہ بدون شرط ہار جیت کے۔ فقط

نکاح میں ناچ، آتش بازی اور ڈھول باجا وغیرہ بجانا حرام ہے

سوال: (۵۱۱) نکاح میں ڈھول باجا رقص وغیرہ آلاتِ لہو ولعب کا بجانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نکاح میں بہ غرض اعلان صرف دف بجانا مباح ہے اور باجا اور رقص وغیرہ سب حرام ہیں۔ فقط

سوال: (۵۱۲) شادی بیاہ میں ناچ باجا آتش بازی وغیرہ بہ غرض اعلانِ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ اشیائے محرمہ جائز نہیں ہیں، البتہ اگر بہ ذریعہ دف کے اعلان کیا جاوے تو مضائقہ

نہیں ہے۔ کما ورد: أعلنوا هذا النّكاح ولو بالدّف أو كما قال صلّى الله عليه وسلّم(۱)

حمد ونعت کے ساتھ دف بجانا سوئے ادبی ہے

سوال: (۵۱۳) ایک جماعت باوضو حلقہ باندھے ہوئے حمد ونعت رسول اللہ ﷺ با مناقب اولیاء کرام یا تعریف بزرگانِ دین میں قصائد پڑھیں اور ہمراہ دف بجائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور دف کی شکل کس طور کی رہنی چاہیے؟ (۱۳۸۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: دف اور مزامیر کی حرمت نصوص میں وارد ہے(۲) اور حمد ونعت کے ساتھ محرمات شرعیہ کو جمع کرنا اور بھی زیادہ مذموم وقبیح ہے اور سوئے ادبی ہے۔ فقط

تھیٹر کا تماشا کرانا اور دیکھنا

سوال: (۵۱۴) ......(الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا کرشمہ اور مفصل زندگی کا نقشہ (ب) ڈاکٹر پیرس کا نورتھ پول کو تلاش کرنے کا تماشا۔ (ج) ڈاکٹر فاسٹ یعنی شیطان کے غلام کا تماشا۔ (د) عجائبات کرشمہ جنت ودوزخ وغیرہ، پس سوال یہ ہے کہ تھیٹر کا تماشا کرانا اور دیکھنا جس میں انبیاء علیہم السلام کے تماشے اور مذاہب کے تماشے کیے جاتے ہیں جائز ہے؟ اور وہ روپیہ جو اس تماشے سے حاصل ہو حرام ہے یا حلال؟ بعض حضرات اس کو حرام فرماتے ہیں اور سیکریٹری صاحب حلال کہتے ہیں۔ (۵۹۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف-د) شرعاً کھیل اور تماشے سب حرام اور مذموم ہیں، آیات واحادیث وکتب فقہ سے حرمت لہو ولعب کی ثابت ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ (سورۂ لقمان، آیت:۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلام : لهو المؤمن باطل إلاّ في ثلاث: تأديبه فرسه وفي رواية ملاعبته بفرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع أهله (شامی) اور

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: أعلنوا هذا النّكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدّفوف، رواه التّرمذي (مشكاة المصابيح، ص:۲۷۲، كتاب النّكاح - باب إعلان النّكاح، الفصل الثّاني)

(۲) مزامیر کی حرمت کی تفصیل سوال (۵۴۴-۵۴۶) میں ملاحظہ فرمائیں۔

درمختار میں ہے: ودلّت المسئلة أن الملاهي كلّها حرام الخ (۱) پس محقق ہوا کہ تھیٹر کا تماشا کرنا اور کروانا اور دیکھنا اور شریک ہونا اس میں سب ناجائز ہے، خصوصًا انبیاء علیہم السلام کے تماشے کرنا اور ان کو آلۂ لہو ولعب بنانا یا دین اسلام کو لہو ولعب بنانا سخت معصیت اور مفضی إلی الکفر ہے، پس اس میں کسی قسم کی اعانت کرنا اور تماشا دیکھنے والوں کو ترغیب دے کر بھیجنا اور شریک تماشا کرنا حرام ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) پس وہ آمدنی جو بہ ذریعۂ حرام حاصل ہو وہ بھی حرام ہے۔ فقط

سوال: (۵۱۵) ایک مجلس میں ایک تماشا اس طرح کیا جاتا ہے کہ ایک عورت کو ایک یہودی کی بیٹی بنا کر اسلام کا گرویدہ ظاہر کیا جاتا ہے، اور اس کے سامنے دو شخص جن میں سے ایک کا فرضی نام ایمان اور دوسرے کا شیطان رکھا جاتا ہے؛ پیش کیے جاتے ہیں، عورت مذکورہ کی طرف سے ایمان کی محبت اور صداقت کا اظہارِ یقین ہوتا ہے اور ایمان اس کی تائید کرتا ہے، اور شیطان اسلام کے خلاف سخت سے سخت اور ناجائز سے ناجائز حملے اور اعتراض پیش کرتا ہے، اور ایمان ان کا جواب دیتا ہے، آخر میں اسلام کی فتح ہوتی ہے، اور شیطان ناکام قرار دیا جاتا ہے، لیکن اسی تماشا میں یہودی کی لڑکی کا پارٹ ایک رقاصہ کرتی ہے جو بدچلن اور بدفعل ہونے کے علاوہ قرآن مجید کی آیتیں طبلے اور ہارمونیم پر گاتی ہے، اور بسا اوقات الفاظ قرآن غلط بھی پڑھتی ہے، اور ایمان اور شیطان کا تمثل دو شخص کرتے ہیں وہ بھی اعمال ناشائستہ کے مرتکب ہوتے ہیں، تو ایسا تماشا دیکھنا اور کرنا جائز ہے یا نہیں؟ باجوں سے قطع نظر کر کے اس میں اسلام کی اور مذہب کی توہین ہے یا نہیں؟ (۱۰۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال في الدرّالمختار: ودلّت المسئلة أن الملاهي كلها حرام، و يدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر إلخ (۱) وفي الشّامي: قال عليه الصّلاة والسّلام: لهو المؤمن باطل إلا في ثلاث الحديث (۱) پس معلوم ہوا کہ اس قسم کا تماشا کرنا اور اس کو دیکھنا اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ وہ لہو ولعب ہے، اور اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اسلام اور ایمان کے ساتھ تماشا اور لہو ولعب کیا جاتا ہے، اس میں بے شک استہزاء کرنا اور کرانا ہے اسلام کے ساتھ اور وہ حرام ہے، پس بند کرنا اس کو ضروری ہے: قال عليه الصّلاة والسّلام: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده،

(۱) الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان، رواه مسلم(۱) فقط

صحابی کا ڈراما کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۱۶) پٹیالہ کے مقامی مسلم اسکول نے ہِرَقْل اور سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈراما کیا، ایک شخص کو نقل میں ہِرَقْل بنایا، اور ایک شخص کو سفیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اور نامۂ مبارک عربی میں پڑھا گیا اور ترجمان نے اس کا ترجمہ کر کے سنایا، ہِرَقْل اور سفیر نے مکالمہ کیا، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۲/۱۵۲۳ھ)

الجواب: جاء في الحديث: دع ما يُريبك إلى ما لا يُريبك(۲) وقال الله تعالىٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الآية﴾ (سورۂ لقمان، آیت:۶) اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی نقلیں اتارنا لَهْوُ الْحَدِيْث میں داخل ہے اور ممنوع ہے، پس جب کہ کوئی غرض صالح اس قسم کی نقل اتارنے سے نہ ہو اور محض تماشا مقصود ہو تو فعل مذکور شرعًا جائز نہیں ہے، نیز اگر کوئی اچھی غرض اور نیت بھی اس میں ہو تب بھی اس سے بچنا چاہیے کہ اس میں استہزاء بالشریعۃ کا راستہ کھلتا ہے۔ فقط

میلہ یا نمائش میں جانا کیسا ہے؟

سوال: (۵۱۷) میلہ یا نمائش وغیرہ میں بہ غرض خرید اشیاء جانا کیسا ہے؟ (۶۷۶/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جہاں محض نمائش ہو اور کوئی میلہ وعرس نہ ہو اس میں بہ غرض خریدنے یا فروخت کرنے اشیاء کے جانا درست ہے، سیر کی غرض سے جانا اچھا نہیں، اور جس جگہ کوئی میلہ بھی پہلے سے ہے، اس میں نمائش بھی ہے اس میں جانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الصّحيح لمسلم: ۱/۵۱، كتاب الإيمان — باب بيان كون النّهي عن المنكر من الإيمان الخ.

(۲) عن أبي الحوراء السّعدي قال: قلت لحسن بن علي رضي الله عنهما: ما حفظتَ من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم؟ قال: حفظتُ من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: دَعْ ما يُريبُك إلى ما يُريبك الحديث (جامع التّرمذي: ۲/۷۸، أبواب صفة القيامة، بابٌ، قبيل أبواب صفة الجنّة)

کفار کے میلوں میں شریک ہونا کیسا ہے؟

سوال: (۵۱۸) جو بازار یا میلہ بتوں کی پرستش اور اس کی تقریب میں ہوا کرتا ہے، اس میں مسلمانوں کو شریک ہونا اور کسی قسم کی اعانت کرنا اور اظہارِ مسرت کرنا بہ حالت موجودہ جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر عدم جواز مسلمانوں کو اس شر سے محفوظ رکھنے کے لیے کوئی میلہ یا بازار مسلمانوں کے لیے قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کی مخالفت کرنا مسلمانوں کا کیسا ہے؟ (۵۲۰/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: کفار کی پرستش کے میلوں میں مسلمانوں کو شریک ہونا اور کسی قسم کی اس میں اعانت کرنا اور اظہارِ مسرت کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اظہار مسرت میں خوف کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور مسلمانوں کو کوئی بازار قائم کرنا اور اس میں بیع و شراء کرنا جائز ہے، اور اس کی مخالفت کرنا کفار کے ساتھ ہو کر نا جائز ہے۔ **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾** (سورۂ مائدہ، آیت: ۲) فقط

کفار کے مذہبی میلوں میں خرید و فروخت کے لیے جانا

سوال: (۵۱۹) ہندو کے میلوں میں خرید و فروخت کے لیے جانا درست ہے کہ نہیں؟ (۲/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: کفار کے مذہبی میلوں میں جانا اور کچھ خرید و فروخت کرنا درست نہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔ فقط

سوال: (۵۲۰) ہنود کے میلے میں بہ غرض تجارت دکانیں لے جانا اور بہ غرض بیع و شراء جانا جائز ہے یا نہ؟ خصوصًا اس صورت میں جب کہ وہ میلہ ان کی پوجا اور بتوں کی جگہ سے ایک آدھ میل کے فاصلہ پر ہو؟ (۱۴۶/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: **من كَثَّرَ سواد قوم فهو منهم** (۱) لہٰذا شرکت ایسے مجامع

---

(۱) أخرجه الحافظ ابن حجر في فتح الباري شرح صحيح البخاري من أبي يعلى عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعًا بلفظ: من كَثَّرَ سوادَ قومٍ فهو منهم (فتح الباري: ۱۳/ ۴۷، كتاب الفتن، باب من كره أن يكثر الفتن والظّلم، المطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت) ==

اورمیلوں میں بہ غرض تجارت وبیع وشراء بھی درست نہیں ہے۔

پٹا (لکڑی کا تماشا) کھیلنا

سوال: (۵۲۱) جو شخص دین کے علم سے واقف نہ ہو اس کے لیے کھیل جو اکثر ماہ محرم کے شروع عشرہ میں ہوتا ہے جس کو پٹا کہتے ہیں اور باجا ڈھول بھی ہوتا ہے یہ کھیل بھی درست ہے یا نہیں؟ (۹۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کھیل کود، لہو ولعب کسی قسم کا بھی درست نہیں ہے حرام ہے۔ درمختار میں ہے: أن الملاهي كلها حرام (۱)

سوال: (۵۲۲) پٹا کھیلنا کیسا ہے؟ (۹۱۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: عموماً پٹا کھیلنا لہو ولعب ہے اور لہو ولعب شرعاً حرام وممنوع ہے۔ فقط

سوال: (۵۲۳) پٹا وغیرہ کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: پٹا وغیرہ کھیلنا درست نہیں ہے، لیکن اگر کسی غرض صحیح اور نیت صالحہ کے ساتھ ہو اور لہو ولعب کی غرض سے نہ ہو جیسا کہ عموماً فساق وفجار کھیلتے ہیں تو درست ہے۔

سرکس دیکھنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۲۴) سرکس کا تماشا دیکھنا کیسا ہے؟ دیکھنے والا کہتا ہے کہ سرکس دیکھنا حدیث سے ثابت ہے۔ (۱۶۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: بہ حکم: كل لهو المسلم حرام (۲) ونیز بہ حکم آیت کریمہ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الآية﴾ (سورۂ لقمان، آیت:۶) شرکت اس میں درست نہیں ہے۔

== من سوّدَ مع قومٍ فهو منهم (كنز العمّال: ۶/۹، كتاب الصّحبة، من قسم الأقوال، رقم الحديث: ۲۴۶۷۶، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۲) الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۸۱/۹، كتاب الحظر والإباحة — فصل في البيع .

بائس کوپ کا حکم

سوال: (۵۲۵) بائس کوپ (۱) کے تماشا کی مشین جاری کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۳۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شرعاً اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، احادیث وروایاتِ فقهیه سے اس کی حرمت ظاہر وباہر ہے اس میں کسی اہل علم واہل تدین کو خلاف نہیں ہوسکتا، درمختار میں ہے: **و في السّراج ودلّت المسئلة أن الملاهي كلها حرام، و يدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللّهو والغناء ينبت النّفاق في القلب كما ينبت الماءُ النّباتَ إلخ** (۲) فقط

ہولی کھیلنا حرام ہے

سوال: (۵۲۶) اہل اسلام کے لیے ہولی کھیلنا کیسا ہے؟ (۲۶۹۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسلمانوں کو ہولی کھیلنا حرام ہے، اور ہنود کے ساتھ ہولی کھیلنے والا شخص فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے، اور ہرگز ہنود کو اجازت نہ دے کہ وہ اس پر رنگ ڈالیں۔ فقط

کُشتی لڑنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۲۷) کشتی بلاشرط یا شرط سے لڑنا لڑانا اور اس کے بعد دونوں کو یا ایک کو لوگوں کی طرف سے بہ طور اِنعام کے کچھ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ لہو ولعب ہے اور جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ کسی نیت صحیحہ کے ساتھ ہو اور کسی فعل حرام مثل کشف عورت وغیرہ کا ارتکاب نہ ہو تو اس صورت میں مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: (۵۲۸) مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں کشتی لڑنا درست ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص

---

(۱) بائس کوپ (Biscope) بچوں کو تماشا دکھانے کی مشین جس میں ہر طرف شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں، بچے ان شیشوں میں دیکھتے ہیں تو فلم میں جو کھیل تماشے ہوتے ہیں وہ نظر آتے ہیں۔۱۲

(۲) **الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحَظر والإباحة.**

ورزش جسمانی کے لیے کشتی کرتا ہے تو کس طریقے سے کرے؟ (۱۳۴۳/۲۲۵۶ھ)

الجواب: کشتی کرنا جیسا کہ عام طور سے بہ طریق لہو ولعب و کشف عورت وغیرہ مروج ہے شریعت میں جائز نہیں ہے، اس لیے کہ لہو ولعب شریعت میں حرام ہے۔ قال في الدر المختار: إنّ الملاهي كلها حرام (۱) البتہ اگر تنہائی میں بہ غرض ورزش و حصول قوت بہ مقابلہ اعدائے دین کی جائے تو جائز ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ﴾ (سورۂ انفال، آیت: ۶۰) فقط

کُشتی کا دنگل قائم کرنا اور ٹکٹ مقرر کرنا

سوال: (۵۲۹)...... (الف) آج کل عموماً لنگوٹ یا جانگھیا باندھ کر کشتی لڑی جاتی ہے، جس میں بے ستری ہوتی ہے، اس طرح کشتی لڑنا اور دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) دنگل کشتی کا قائم کرنا اور اس میں ٹکٹ مقرر کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۲/۱۶۴۴ھ)

الجواب: (الف) في الحديث: الفخذ عورة (۲) پس کشتی کرنا لنگوٹ وغیرہ باندھ کر جس میں کشفِ عورت ہو جائز نہیں ہے، اور کشتی کرنا اگر اچھی نیت سے ہو تو وہ اگر چہ درست ہے، لیکن لہو ولعب کے طریقے سے جیسا عموماً مروج ہے جائز نہیں ہے۔

(ب) اور دنگل قائم کرنا اور ٹکٹ مقرر کرنا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ دنگل وغیرہ قائم کرنا لہو ولعب و تماشا ہے اور لہو ولعب حرام ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ﴾ (سورۂ لقمان، آیت: ۶) درمختار میں ہے: ودلّت المسئلة أن الملاهي كلها حرام وفي الشّامي: قال عليه الصّلاة والسّلام لهو المؤمن باطل إلّا في ثلاثٍ: تأديبه فرسَه و في رواية: ملاعبته بفرسه، ورميه عن قوسه، وملاعبته مع أهله (۳) (شامي) فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

(۲) عن زرعة بن عبدالرّحمٰن بن جرهد عن أبيه قال: كان جرهد، هذا من أصحاب الصّفة أنّه قال: جلس رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم عندنا و فخذي منكشفة، فقال: أمَا علمتَ أن الفخذ عورة (سنن أبي داوٗد: ص: ۵۵۷، كتاب الحمام، باب النّهي عن التّعرّی)

(۳) الدرّ والشّامي: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

کُشتی میں ہار جیت کے لیے روپیہ مقرر کرنا اور کُشتی جیتنے کے لیے اکھاڑا پر قرآن ختم کرانا

سوال: (۵۳۰) ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کانٹے کی کشتی لڑنا جس میں مغلوب کرنا اور ذلیل کرنا مقصود ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور ہار جیت کے لیے روپیہ مقرر کرنا یعنی جو شخص کشتی جیتے وہ سو روپیہ پائے، دوسرے کشتی جیتنے کے لیے قرآن شریف کا ختم کرانا اکھاڑا پر جائز ہے یا نہیں؟

(۳۲۱۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: کشتی اور ورزش بہت مفید اور ضروری چیز ہے، اور جو لوگ کشتی لڑتے ہیں ان کے لیے ورزش کرنا لابدی اور ضروری ہے جو کہ صحت اور قوت کے لیے مفید ہے، لہٰذا کشتی لڑنا جائز بلکہ مستحسن ہے(۱) اور ورزش کرنا بہ اعتبار صحت وقوت کے ہر ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے، اس کی طرف سب کو توجہ کرنی چاہیے، البتہ ہار جیت کی وجہ سے کسی کو ذلیل کرنا اور طعن وتشنیع کرنا نہایت مذموم اور ناجائز ہے، جو شخص ایسا کرے گا، وہ گنہ گار ہوگا، اور کشتی جیتنے والے کو کچھ روپیہ بہ طور انعام کے دینا جیسا کہ امراء ورؤساء دیتے ہیں جائز ہے، البتہ ہار جیت کی وجہ سے آپس میں روپیہ لینا دینا ناجائز ہے۔

اور اکھاڑا پر ختم قرآن شریف کا کرانا نہیں چاہیے، اور نہ اس کی کچھ ضرورت ہے، بلکہ قرآن شریف کی بے ادبی کا خوف ہے، اس لیے اس کو ترک کرنا چاہیے۔ فقط

تاش کھیلنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۳۱) تاش کھیلنا خاص کر رمضان شریف میں روزہ کی حالت میں کیسا ہے؟ روزہ میں کچھ نقص تو نہیں آیا؟ (۴۰۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: حرام ہے، خصوصًا رمضان شریف میں زیادہ برا ہے کہ روزہ کی حالت میں کھیل میں

(۱) لیکن کُشتی کرنا لنگوٹ وغیرہ باندھ کر جس میں کشفِ عورت ہو جائز نہیں ہے، جیسا کہ سوال (۵۲۹) کے جواب میں گذرا۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

مشغول ہو۔ فقط

سوال: (۵۳۲) تاش کھیلنا اور دوسروں کو بلا کر کھلانا کیسا ہے؟ اور کھیلنے اور کھلانے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۴۶۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: تاش کھیلنا حرام ہے اور جو شخص تاش کھیلے اور کھلاوے وہ گنہ گار ہے۔ درمختار میں ہے: کل لهو المسلم حرامٌ (الحديث)(۱) فقط

سوال: (۵۳۳) غیبت سے بچنے کے لیے تاش کھیلنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۶۳۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔

سوال: (۵۳۴) تاش کھیلنا کیسا ہے؟ جوا ہے یا نہیں؟ اور آیت کریمہ: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ﴾ میں داخل ہے یا نہیں؟ (۲۸۵۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: تاش کھیلنا حرام ہے کیونکہ یہ ایک لہو ولعب ہے، اور تمام لہو ولعب شریعت میں حرام ہیں۔ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ (سورۂ لقمان، آیت: ۶) اور اگر تاش کھیلنے میں کوئی شرط ہار جیت کی لگائی جائے گی تو پھر وہ آیت: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الآية﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۹۰) میں داخل ہو جائے گا اور حرام قطعی ہوگا۔ فقط

بہ وقت ورزش بینڈ باجا بجانا حرام ہے

سوال: (۵۳۵)...... (الف) بعض اسلامیہ اسکولوں میں طلباء کو ورزش کراتے وقت بینڈ باجا بجایا جاتا ہے، اور اس کے جواز کے لیے مصری، ترکی، انگریزی فوجی طریقہ سے استدلال کیا جاتا ہے، آیا بینڈ باجا مطلقاً جائز ہے یا ناجائز؟ یا بعض جگہ جائز اور بعض جگہ ناجائز؟

(ب) نیز اسکولوں میں بعض وقت مجلس منعقد کی جاتی ہے جس میں انگریزی طرز کے ڈرامے کیے جاتے ہیں اور ہارمونیم برابر بجتا رہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۳۳۲۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) بینڈ باجا بجانا اور سننا حرام اور ناجائز اور معصیت ہے، اور محظوظ ہونا اس سے کفران نعمت ہے۔ درمختار میں فتاوی سراجیہ سے نقل کیا ہے: وفي السّراج: ودلّت المسئلة

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۸۱/۹، كتاب الحظر والإباحة — فصل في البيع.

أن الملاهي كلّها حرام إلخ قال ابن مسعود رضي الله عنه : صوت اللّهو والغناء ينبت النّفاق في القلب كما ينبت الماء النّبات. قلت: وفي البزّازية: استماع صوت الملاهي كضرب قَصَب ونحوه حرام لقوله عليه الصّلاة والسّلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذّذ بها كفر أي بالنّعمة ، فصرف الجوارح إلى غير ماخلق لأجله كفر بالنّعمة لاشكرفالواجب كلّ الواجب أن يجتنب كي لا يسمع لماروى أنّه عليه الصّلاة والسّلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعه الخ (١) اور مصری وترکی فوجی طریقہ سے مطلقًا باجا کے جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ لڑائی میں چونکہ مقابلہ دشمن سے ہوتا ہے، اور دشمن کو مغلوب ومرعوب کرنا مقصود ہوتا ہے، اس لیے وہاں دشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے اس قسم کی باتیں جائز ہوجاتی ہیں، مثلاً سیاہ خضاب کرنا مکروہ ہے، لیکن لڑائی میں فقہاء نے دشمن کو مرعوب کرنے اور اس پر ہیبت ڈالنے کے لیے سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے، بلکہ اس کو محمود فرمایا ہے، اور زینت کے لیے سیاہ خضاب کرنا مکروہ لکھا ہے (٢) اسی طرح ناخن کٹوانا اور مونچھیں کٹوانا مستحب اور سنت ہے، لیکن دارالحرب میں غازی کے لیے ناخن اور مونچھوں کو بڑھانا مستحب لکھا ہے۔ درمختار میں ہے: و يستحبّ قلم أظافيره إلا لمجاهد في دارالحرب فيستحبّ توفير شاربه وأظفاره إلخ اور شامی میں ہے: وفي المنح ذكر أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كتب إلينا: وَفِّرُوْا الأظافيرَ في أرض العدو فإنّها سلاح ، لأنّه إذا سقط السّلاح من يده وقرب العدوّ منه ربما يتمكن من دفعه بأظافيره وهو نظيرقص الشّارب فإنه سنة ، و توفيره في دارالحرب للغازي مندوب ليكون أهيب في عين العدوّ اهـ ملخّصًا (٣)

اسی طریقے سے اگر لڑائی کے موقع پر دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے اور اپنی فوج کو برانگیختہ کرنے کے لیے بینڈ باجا بجایا جائے تو جائز ہے، اور اگر محض لہو ولعب کی نیت سے بجایا جائے تو ممنوع

(١) الدرّ مع الشّامي: ٤٢٤/٩–٤٢٦، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(٢)(ويكره بالسّواد) أي لغير الحرب. قال في الذّخيرة: أمّا الخضاب بالسّواد للغزو ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود بالاتفاق وإن ليزين نفسه للنّساء فمكروه، وعليه عامة المشايخ. (الشّامي: ٥١٨/٩، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع)

(٣) الدرّالمختار والشّامي: ٤٩٥/٩، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

ہے، اور علاوہ لڑائی کے بینڈ باجا بجانا اور سننا مطلقًا ناجائز اور حرام ہے، اسکول میں ورزش کراتے وقت بھی باجا بجانا حرام اور ناجائز ہے، اور جو ماسٹر اور استاد اس میں ساعی ہوں گے وہ بھی گنہ گار ہوں گے اور یہ اعانت علی المعصیت ہوگی جو کہ ممنوع ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:٢) فقط

(ب) یہ بھی لہو ولعب ہے، اور ممنوع ہے۔ فقط

گھنٹہ بجانے والی گھڑیوں کا حکم

سوال: (٥٣٦) رسول اللہ ﷺ نے جو ممانعت جرس فرمائی ہے اس میں گھنٹہ بجانے والی گھڑیاں شامل ہیں یا نہیں؟ اور گھونگرو وغیرہ جو اکثر زیورات میں شامل ہوتے ہیں شامل ہیں یا نہیں؟

(١٢٠/٣٣-١٣٣٤ھ)

الجواب: گھنٹہ بجانے والی گھڑیاں جرس محرم میں داخل نہیں ہیں، اور گھونگرو و زیورات اس میں داخل ہیں کہ اس کی ممانعت صراحۃً وارد ہوئی ہے(١) اور گھڑی سے اندازہ اوقات کا ہوتا ہے اور اس امر کی شرعًا ضرورت ہے کما لا یخفی۔ اور ایسے امور میں مدار نیت پر ہے، بلکہ جملہ امور میں نیت کا اعتبار ہے، اگر گھنٹہ بجانے والی گھڑی سے بھی نیت اور غرض گھنٹہ کا سننا اور اس کی آواز متصل سے خوش ہونا ہے، تو وہ بھی ناجائز ہو جائے گا، اور اگر اوقات کا معلوم ہونا اور اوقاتِ نماز کی پابندی کا خیال اور نیت ہو تو ثواب حاصل ہوگا، جرس عرفًا خود معلوم ہے، لیکن ضرورت اور غیر ضرورت کی وجہ سے جواز وعدم جواز کا فرق ہو جاتا ہے، ریل کی گھنٹی بھی جرس ہے، مگر بہ وجہ ضرورت کے اور اطلاع

(١) عن ابن الزّبير أن مولاةً لهم ذهبت بابنة الزّبير إلى عمربن الخطّاب رضي الله عنه، وفي رجلها أجراس فقطعها عمر، وقال: سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: مع كل جرس شيطان ، رواه أبو داؤد .

وعن بُنانَة مولاةِ عبد الرحمن بن حَيّان الأنصاري كانت عند عائشة رضي الله عنها إذ دخلت عليها بجارية ، وعليها جلاجل يصوِّتنَ ، فقالت: لا تدخلنها عليّ إلا أن تَقطِعَنَّ جلاجلَها، سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: لا تدخل الملائكة بيتا فيه جرس رواه أبو داؤد (مشكاة المصابيح: ص: ٣٧٩، كتاب اللّباس – باب الخاتم – الفصل الثّاني)

کرنے کی نیت سے اس کا بجانا درست ہے، وقس علیہ. قاعدہ ہے: الضّرورات تبیح المحظورات (۱) ضرورتیں بعض ممنوعات کو بھی جائز کردیتی ہیں مگر فقہاء کے اقوال وتفاصیل کو اس میں پیش نظر رکھنا چاہیے، ممکن ہے جس کو ہم ضرورت سمجھیں وہ شرعاً ضرورت نہ ہو اور فقہاء اس کو ضرورت نہ سمجھیں، باقی اختلاف علماء سے مشوش نہ ہوں، اوّل تو اختلاف الأمة رحمة (۲) کو پیش نظر رکھیں، علاوہ بریں علماء میں سے ان علماء کے اقوال وافعال کو لیویں جو متبع سنت حنفی اہل سنت وجماعت جامع ظاہر وباطن ہوں، بندہ کی رائے میں آج کل حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ تھانوی کی تصانیف کو پیش نظر رکھیں اور وہ کتابیں منگوالیں، فہرست ان کتابوں کی تھانہ بھون سے منگا کر دیکھ لیں۔ فقط

نماز کی آگاہی کے لیے مسجد میں نقارہ بجانا

سوال: (۵۳۷) مسجد میں واسطے حاضری نمازیوں کے نقّارہ بجانا کیسا ہے؟ (۲۹/۷۰۷-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اذان کہیں، نقّارہ مسجد میں حاضری کے واسطے درست نہیں ہے۔

سوال: (۵۳۸) جو لوگ شہر سے میل دو میل کے فاصلہ پر کام کرتے ہیں، اور ان کو جمعہ کی اذان کی آواز نہیں پہنچتی ہے، اور بعض دفعہ ان کو یاد نہیں رہتا ہے کہ آج کیا دن ہے، اگر ایسے لوگوں کی

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۷۵/۵، کتاب الطّلاق ــ باب العدّة، فصل في الحداد .

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کے یہ کلمات ثابت نہیں، بلکہ حدیث کے کلمات یہ ہیں: اختلاف أصحابي لکم رحمةٌ. شامی میں ہے: قال في المقاصد الحسنة رواه البیهقي بسند منقطع عن ابن عباس رضي اللّٰه تعالیٰ عنهما بلفظ : قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم مهما أوتیتم من کتاب اللّٰه فالعمل به ، لا عذر لأحد من ترکه فإن لم یکن في کتاب اللّٰه فسنّة منّي ماضیة، فإن لم تکن سنّة منّي فما قال أصحابي، إن أصحابي بمنزلة النّجوم في السّماء فأیّما أخذتم به اهتدیتم واختلاف أصحابي لکم رحمة و أورده ابن الحاجب في المختصر بلفظ اختلاف أمّتي رحمة للنّاس وقال ملا علي القاري : إن السّیوطي قال : أخرجه نصر المقدسي في الحجّة والبیهقي في الرّسالة الأشعریّة بغیر سند. (ردّالمحتار: ۱۵۵/۱، مقدمة ــ مطلب: في حدیث اختلاف أمتي رحمة)

اطلاع کے لیے نقّارہ جمعہ کے دن وقت ۱۲ بجے کے بجادیا جاوے تو درست ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۰/۶۵۶ھ)

الجواب: صورتِ مذکورہ میں بہ غرضِ اطلاعِ نمازیاں نقّارہ بجانا درست ہے(۱)

سوال: (۵۳۹) بعد اذان کے نقّارہ بجانا واسطے اطلاع اور جمع کرنے نمازیوں کے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۷۹۵ھ)

الجواب: اذان کے بعد بہ غرضِ اطلاعِ نمازیاں نقّارہ بجانا ممنوع ہے ایسا کرنا نہیں چاہیے، اور اوقاتِ نماز میں شریعت میں وسعت ہے۔ فقط

سحر وافطار کی آگاہی کے لیے نقارہ بجانا

سوال: (۵۴۰) مسجد کے حجرہ کی چھت پر رمضان المبارک میں سحر کے واسطے نقارہ بجانا جائز ہے یا نہیں؟ یہ نقّارہ ۲ بجے سے سحر تک ایسا متواتر زور سے بجایا جاتا ہے کہ چار پانچ منٹ کو بھی بند نہیں ہوتا، جس سے نمازی اور مریض کو تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس کا انسداد ممکن ہے کہ ہر گھنٹہ میں کئی مرتبہ تین چار منٹ کے واسطے بجایا جاوے اور اخیر میں ممانعت کے واسطے دس بارہ منٹ بجتا رہے۔ شرعاً جو ارشاد ہو مطلع فرمائے۔ (۱۳۴۰/۱۸۷۳ھ)

الجواب: نقّارہ مذکورہ جو بہ غرضِ اطلاعِ وقت سحر وغیرہ بجایا جاتا ہے درست ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ ضرور لحاظ رکھنا چاہیے کہ نائمین (سونے والوں) ومصلیین (نمازیوں) ومرضیٰ (بیماروں) کو تکلیف وانتشار نہ ہو(۲) سو اس کی صورت وہ بہتر ہے جو سوال میں درج ہے کہ نقّارہ کے اوقات حسب ضرورت متعین کردیے جاویں، اور زیادہ ممتد نہ بجایا جاوے، بلکہ قدرِ حاجت پر اکتفا کیا جاوے۔ درمختار میں ہے: **ومن ذلك ضرب النّوبة للتّفاخر، فلو للتّنبيه فلا بأس به، كما إذا**

---

(۱) مگر بہتر یہ ہے کہ نقّارہ نہ بجایا جائے، بلکہ لاؤڈ اسپیکر سے اذان دی جائے، تاکہ اذان کی آواز دور تک پہنچ جائے۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

(۲) **أجمع العلماء سلفًا وخلفًا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أومصل أو قارئ إلخ (الشّامي: ۲/۳۷۷، كتاب الصّلاة، مطلب في رفع الصّوت بالذّكر)**

ضرب فی ثلا ثة أوقات الخ (۱) وفي ردّالمحتار: و ینبغي أن یکون بُوق الحَمَام یجوز کضرب النّوبة، وعن الحسن: لا بأس بالدُّف في العرس لِیَشتهِر الخ . أقول: وینبغي أن یکون طبل المُسحِّر في رمَضانَ لإ یقاظ النّائمین للسّحور کبُوق الحَمَام (۱) فقط

مدارس میں اوقات کی آ گاہی کے لیے گھنٹہ بجانا

سوال: (۵۴۱) عن علي بن سهل بن الزّبیر أخبره أن مولاةً لهم ذهبت بابنة الزّبیر إلی عمر بن الخطّاب رضي اللّٰه عنه و في رِجلها أجراسٌ فقطعها عمر، ثم قال: سمعتُ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم إن مع کل جرس شیطانًا (۲) (رواه أبو داوٗد، کتاب الخاتم: ۲/۲۲۹)

وعن عائشة رضي اللّٰه تعالٰی عنها...... وقالت: سمعتُ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم یقول: لا تدخل الملائکة بیتًا فیه جرس (۲) (رواه أبو داوٗد کتاب الخاتم: ۲/۲۳۰)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ گھنٹہ بجانا حرام ہے، مدارس عربیہ میں اوقات معلوم کرنے کو گھنٹہ بجانا جس طرح دارالعلوم میں بجتا ہے اس میں تردد معلوم ہوتا ہے، تحقیق سے مطلع فرمائیں۔

(۱۸۴۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ردالمحتار میں ہے: أقول: وهذا یفید أن آلةَ اللّهو لیست محرَّمةً لعینها، بل لقصد اللّهو منها: إمّا من سامعها، أومن المشتَغِل بها، وبه تُشعِر الإضافة ، ألا تری أنّ ضرب تلك الآلة بعینها حلّ تارةً وحرُم أخری باختلاف النّیة ، والأمور بمقاصدها — إلی أن قال — عن الإمام البَزْدَوِي وینبغي أن یکون بُوقُ الحَمَام یجوز کضرب النّوبة، وعن الحسن: لابأس بالدُّفّ في العُرْس لِیَشْتَهِرَ. وفي السّراجیة: هذا إذا لم یکن له جَلاجِلُ ولم یُضْرَبْ علی هیئة التّطرُّبْ. أقول: و ینبغي أن یکون طبلُ المُسَحِّرِفي رَمَضان لإیقاظ النائمین للسُّحور کبُوقِ الحَمَام الخ (۳) (کتاب الحظر والإباحة) پس اوّل تو یہ گھنٹہ مدارس

(۱) الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۹/۴۲۶-۴۲۷، کتاب الحظر والإباحة — قبیل : فصل في اللّبس
(۲) سنن أبي داوٗد: ص:۵۸۱، کتاب الخاتم — باب ما جاء في الجلاجل .
(۳) الشّامي : ۹/۴۲۶-۴۲۷، کتاب الحظر والإباحة — قبیل: فصل في اللّبس .

کا جرس اور جلاجل نہیں ہے، اور پھر یہ مثل بڑی گھڑی بجنے والی کے ہے کہ اس سے اوقات معلوم ہوتے ہیں، اور مقصود اس سے لہو نہیں ہے اور وجہِ ممانعتِ جرس لہو ولعب ہے، جیسا کہ إن مع كل جرس شيطانًا (۱) سے ظاہر ہے اور جب کہ دف بھی مزامیر میں سے ہے اور وہ بہ غرض صحیح نص سے جائز ہے (۲) تو یہ قاعدہ فقہاء کا مستنبط من الاحادیث ہے: إن آلة اللّهو ليست محرّمة لعينها بل لقصد اللّهو منها (۳) فقط

سوال: (۵۴۲) افتتاح مدرسہ اور جماعت کی تبدیل کے لیے گھنٹہ بجانا درست ہے یا نہ؟ (۱۳۴۵-۴۴/۴۶۱ھ)

الجواب: اوقاتِ مدرسہ کے افتتاح واختتام وتبدیلِ اسباق کی اطلاع کے لیے گھنٹہ بجانا درست ہے جیسا کہ عام مدارس اسلامیہ میں معمول ہے۔ وما رآه المؤمنون حسنًا فهو عندالله حسن ولا سيّما إذا فعله قوم من الصّلحاء الأخيار (۴)

قوالی کا حکم

سوال: (۵۴۳) قوالی دف کے ساتھ سننا اور مضامین قوالی بھی عارفانہ ہوں تو عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۸۰۷ھ)

الجواب: شرعًا یہ جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: وفي السّراج : ودلّت المسئلة أن الملاهي كلها حرام ، ويدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي اللّه عنه: صوت اللّهو والغناء ينبت النّفاق في القلب كما ينبت الماء النّبات. قلت :

---

(۱) سنن أبي داوٗد: ص:۵۸۱، كتاب الخاتم – باب ما جاء في الجلاجل .

(۲) عن عائشة رضي اللّه عنها قالت : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : أعلنوا هذا النّكاح واجعلوه في المساجد و اضربوا عليه بالدّفوف، رواه الترمذي (مشكاة المصابيح ، ص: ۲۷۲، كتاب النّكاح – باب إعلان النّكاح ، الفصل الثّاني)

(۳) الشّامي : ۹/۴۲۶-۴۲۷، كتاب الحظر والإباحة – قبيل: فصل في اللّبس .

(۴) عمدة القاري شرح البخاري: ۸/۶۱، كتاب الجنائز – باب من استعدّ الكفنَ في زمن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم فلم يُنكَرْ عليه .

وفي البزّازية : استماع صوت الملاهی کضرب قَصَب ونحوه حرام الخ(۱) فقط

سوال: (۵۴۴) بعض بعض عرسوں میں اولاً چند آیتیں قرآن شریف کی یا کوئی پوری سورت تبرکاً تلاوت کی جاتی ہیں، اس کے بعد اسی مجلس میں قوال میراثی کچھ غزلیں اور نعتیں مع آلات ملاہی مثل سارنگی، باجے وغیرہ پڑھتے ہیں، کیا ایسی مجالس اور عرس؛ شریعت میں عموماً اور مذہب حنفی میں خصوصاً جائز و درست ہیں یا حرام و ناجائز؟ اور ایسی مجالس میں اہل اسلام کا شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (۱۰۸۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: قلت: وفي البزّازية: استماع الملاهي کضرب قَصَب ونحوه حرام لقوله عليه الصّلاة والسّلام : استماع الملاهی معصية ، والجلوس عليها فسق الخ ، فالواجب کل الواجب أن يجتنب کی لا يسمع لما روی أنه عليه الصّلاة والسّلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعه إلخ (۲) پس معلوم ہوا کہ ایسی مجلس میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۵۴۵) قوالی یعنی حمد باری یا نعتِ نبی ﷺ یا بزرگان دین کی تعریف ڈھولک ستار سارنگی یا اور کسی قسم کے باجے کے ساتھ سننا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۸۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مزامیر کے ساتھ کسی قسم کے اشعار کا سننا اور اس مجلس میں بیٹھنا درست نہیں ہے، آیات واحادیث واقوال ائمۂ دین سے اس کی حرمت ثابت ہے، چنانچہ آیت کریمہ: ﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ﴾ (سورۂ لقمان، آیت:۶) سے مفسرین نے حرمت غناء ثابت فرمائی ہے اور مزامیر کی حرمت متفق علیہ ہے۔ فقط

سوال: (۵۴۶) قوالی سننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہیں؟ (۵۲۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: حنفیہ کا مسلک اس بارے میں احتیاط کا ہے کہ سماع مجرد سے بھی منع کرتے ہیں، اور مزامیر کی حرمت تو متفق علیہ ہے۔ درمختار میں ہے: وفي البزّازية: استماع صوت الملاهي

---

(۱) الدرّالمختار مع الشامي: ۹/۴۲۴–۴۲۵، أوائل کتاب الحظر والإباحة .

(۲) الدرّالمختار مع الشامي: ۹/۴۲۵–۴۲۶، أوائل کتاب الحظر والإباحة .

كضرب قصب ونحوه حرام لقولهٖ عليه الصّلاة والسّلام : استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذّذ بها كفر أي بالنّعمة، فصرف الجوارح إلى غير ماخلق لأجله كفر بالنعمة لاشكر، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كى لا يسمع ، لماروى أنّه عليه الصّلاة والسّلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعهٖ الخ(۱)

وفيه قبيله : قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللّهو والغناء ينبت النّفاق في القلب كما ينبت الماء النّبات(۲)

شامی میں ہے: قوله : (قال ابن مسعود رضي الله عنه) رواه في "السّنن" مرفوعًا إلى النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم بلفظ "إن الغناءَ يُنبت النّفاقَ في القلبِ إلخ" وقيل: إن تغنّى وحده لنفسه لدفع الوحشة لابأس به، وبه أخذ السّرخسى . و ذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا واحتج بقوله تعالىٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَالْحَدِيْثِ الآية﴾ (لقمان، الآية:٦) جاء في التّفسير: أن المراد الغناء وحمل ماوقع من بعض الصّحابة على إنشاد الشّعر المباح الّذي فيه الحِكَمُ والمواعظُ(۲) فقط

گراموفون میں قرآن پاک بھرنا اور سننا

سوال: (۵۴۷) گراموفون میں جو اکثر حفاظ وقاری خوش الحان ریکارڈ بھراتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور بہ خیال خوش الحانی اس کا سننا کیسا ہے؟ (۳۲/۱۲۷۹-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ فعل یعنی گراموفون میں قرآن شریف کا بھرنا اور اس کا سننا پسندیدہ نہیں ہے، یہ ظاہر ہے کہ باجا مذکور از قسم لہوولعب ہے جو بالکلیہ خود بہ استثناء بعض صور کے شریعت میں حرام ہے، پس قرآن پاک کو اس صورت وصوت میں لانا اور بہ ذریعۂ آلۂ لہو اس کا سننا ایسا ہے کہ ستار وسارنگی میں قرآن پاک گایا جائے اور اس کو سنا جاوے۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ .

سوال: (۵۴۸) فونوگراف باجا کے ذریعہ کلام اللہ اور نعت وغیرہ سننا جائز ہے یا نہیں؟ اور

(۱) الدرّالمختار مع الردّ:۹/ ۴۲۵–۴۲۶، أوائل كتاب الحظر والإباحة،قبيل فصل في اللّبس.
(۲) الدرّ والشّامي : ۹/۴۲۴، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

اس کے سماع کے شغل میں جماعت مفروضہ دانستہ ترک کرنی کیسی ہے؟ اور باجا سننے والا بھی ایک عالم اور مقتدائے خلق ہو کر مرتکب اس امر کا ہو تو کیا حکم ہے؟ (۸۹۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: کلام اللہ سننا باجا مذکورہ میں جائز نہیں ہے، اسی طرح نعت وغزل وغیرہ سننا بھی باجا مذکورہ میں درست نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جملہ مزامیر اور باجوں کے سننے سے منع فرمایا ہے(۱) اور قرآن شریف میں بھی اس کی ممانعت ہے کما حررہ الفقہاء(۲) اور جب کہ ترک جماعت اس کی وجہ سے ہو تو پھر یہ گناہ کبیرہ ہے، تارک جماعت بدون کسی عذر شرعی کے فاسق ہوجاتا ہے، پس عالم ومقتدا شخص کو ایسے امور سے بالخصوص اجتناب لازم ہے کہ اس سے دوسرے مسلمانوں کو گمراہی ہوتی ہے، اور شخص مذکور مصداق حدیث: فضلوا و أضلوا (۳) کا ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُوْلٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ الآية ﴾ (سورۂ لقمان، آیت: ۶) فقط

تیتر بازی اور مرغ بازی سکھانا

سوال: (۵۴۹) کوئی شخص تیتر بازی ومرغ بازی کا استاد ہے، لوگوں کو لڑانے کی ترکیب

---

(۱) استماع الملاهي كضرب قَصَب ونحوه حرام لقوله عليه الصّلاة والسّلام: استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق الخ، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لا يسمع لماروى أنه عليه الصّلاة والسّلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعه إلخ (الدرّالمختار مع الشامي: ۹/ ۴۲۵-۴۲۶ أوائل كتاب الحظر والإباحة)

(۲) وذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا واحتج بقوله تعالىٰ: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَالْحَدِيْثِ الآية ﴾ (لقمان، الآية: ۶) جاء في التّفسير: أن المراد الغناء (الشّامي: ۹/ ۴۲۴، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

(۳) عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: إن الله لا يقبض العلم انتزاعًا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتّخذ النّاس رؤسًا جهالا، فسُئِلوا فأفتوا بغيرعلم، فضلّوا و أضلّوا (صحيح البخاري: ۱/ ۲۰، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم وكتب عمر بن عبد العزيز الخ)

بتاتا ہے، مگر خود نہ تو لڑاتا ہے نہ لڑائی دیکھتا ہے؛ یہ سکھلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ بھی گناہ ہے، اس کو چھوڑنا چاہیے، بلکہ سکھلانا اس کا زیادہ گناہ ہے۔ فقط

کبوتر پالنا اور اڑانا کیسا ہے؟

سوال: (۵۵۰) کبوتر پالنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اڑانا کیسا ہے؟ (۱۲۹۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پالنا کبوتر کا درست ہے، لیکن اڑانا درست نہیں ہے (۱)

بلاشرط مرغ لڑانا کیسا ہے؟

سوال: (۵۵۱) بلاشرط کے مرغ لڑانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۹۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے (۲)

ناچنا اور گانا حرام ہے

سوال: (۵۵۲) ناچنا پیٹنا گانا جائز ہے یا حرام؟ (۱۲۸۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ فقط

سوال: (۵۵۳) گانا بجانا معہ ساز وسامان کیسا ہے؟ (۴۸۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: گانا بجانا مع باجا کے حرام ہے، احادیث وفقہ سے اس کی حرمت ثابت ہے (۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم رای رجلاً يَتْبع حمامة، فقال : شيطان يتبع شيطانة (مشكاة المصابيح، ص:۳۸٦، كتاب اللّباس، باب التّصاوير، الفصل الثّاني ، وأبو داوٗد: ص:٦٧٥، كتاب الأدب، باب في اللّعب بالحمام)

(۲) مشکاۃ کے حاشیہ میں ہے: قال النّووي : اتّخاد الحمام للفرخ والبيض أوالأنس جائز بلا كراهة، و أمّا اللّعب بها بالتّطيير فالصّحيح أنّه مكروه، فإن انضمّ إليه قمار و نحوه ردّت الشّهادة، طيبي (حاشيه:٦،ص:۳۸٦،باب التّصاوير، الفصل الثّاني)

(۳) استماع صوت الملاهي كضرب قصب و نحوه حرام لقوله عليه الصّلاة والسّلام : "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتّلذّذ بها كفر" أي بالنّعمة، فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنّعمة لاشكر (الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۲۵/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

سوال: (۵۵۴) ایک قسم کا گانا ہے جس کو اکثر ہنود کی عورتیں ونیز فاحشہ بازاری عورتیں گایا کرتی تھیں، اور اب بھی گاتی ہیں، اب تھوڑے زمانے سے مردوں میں بھی اس کا رواج ہوگیا ہے، اور اس میں وہ مسلمان بھی شرکت کرتے ہیں جو صوم وصلاۃ کے پابند ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

(۹۴۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: گانا بجانا شرعاً حرام ہے اور مرتکب اور شرکاء ایسی مجالس کے فساق وفجار اور شرار، بدکار ہیں، مسلمانوں کو ایسی مجالس میں شرکت سے احتراز کرنا لازم ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۶۸) فقط

سوال: (۵۵۵) ایک مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں یہ بیان فرمایا کہ جو شخص ڈھول باجا سنے، اور اس سے لذت حاصل کرے اس کی بی بی کو طلاق پڑ جاتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۳۰۰۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بے شک ڈھول باجا سننا اور اس سے لذت حاصل کرنا حرام ہے، اور وہ شخص فاسق ہوجاتا ہے، مگر اس کو کافر نہ کہا جاوے، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔

گانے کی اجرت میں کچھ دینا

سوال: (۵۵۶) گانا بجانا سننا اور اجرت میں کچھ دینا کیسا ہے؟ جو علماء جواز کا فتوی دیتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۸۰۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: گانا بجانا سننا حرام ہے اور ایسے لوگوں کو کچھ دینا بھی گناہ ہے، کوئی مسلمان متقی کبھی اس کو ثواب کا کام نہیں سمجھ سکتا اور اس کو جائز قرار نہیں دے سکتا اور جو ایسا کرے وہ جاہل وگمراہ ہے۔ فقط

مسجد کے سامنے باجا بجانا

سوال: (۵۵۷) مسجد کے روبرو باجا بجانا کیسا ہے؟ ایک مسجد کی تعمیر کے وقت زید اور بکر نے سرکار میں اس امر کا مچلکہ (عہد نامہ) دے دیا تھا کہ اگر مسجد کے روبرو باجا بجایا جائے تو وہ کوئی تعرض نہ کریں گے، اس صورت میں کیا مسجد کے روبرو باجا بجایا جاسکتا ہے؟ زید اور بکر کا یہ مچلکہ شریعت میں

کیا حکم رکھتا ہے؟ (٦٩٣/١٣٤١ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں ہے کہ اگر حکام اس کا انتظام کردیں کہ مسجد کے قریب باجا نہ بجے تو یہ امر نہایت اہم اور مستحسن ہے، بالخصوص اوقات نماز میں حتما باجا بجانے کو روک دینا لازم ہے، تاکہ اہل اسلام بہ اطمینان قلبی اپنے فریضۂ عبادت کو ادا کریں، مسلمانوں کو اس میں سعی اور کوشش لازم ہے، یعنی حتی الوسع باجا کے انسداد میں کوشش کریں، خصوصًا نماز کے اوقات میں باجا کے بند ہونے کی درخواست کریں، اور زید اور بکر کا یہ اقرار کرنا اور مچلکہ دینا کہ اگر مسجد کے روبرو باجا بجے گا تو وہ اس سے کچھ تعرض نہ کریں گے قابل اعتبار نہیں ہے، اور اس کی پابندی مسلمانوں پر لازم نہیں ہے، بلکہ اہل اسلام یہ عذر کریں کہ یہ اقرار ان کا عموما مخالف شریعت ہے، اس لیے اہل اسلام اس کے پابند نہ ہوں گے، البتہ یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو اس پر جنگ وجدال اور قتل وقتال نہ کرنا چاہیے، بلکہ بذریعہ حکام جہاں تک ہوسکے کوشش اس کے انسداد کی کریں، یا خود ہندوؤں سے اس کو مصالحۃً طے کرلیں کہ خصوصًا نماز کے اوقات میں اور مسجد میں نماز پڑھنے کی حالت میں وہ اس امر مخل عبادت سے باز رہیں، اس کے بعد واضح ہو کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ٢٨٦) پس اہل اسلام کوشش باجا کے انسداد میں کریں، لیکن لڑائی اور مار پیٹ نہ کریں کہ بہ صورت مجبوری اہل اسلام مجبور اور معذور ہیں، ہندوؤں کے اس فعل سے اہل اسلام پر کچھ عتاب اور عقاب نہیں ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى الآية﴾(١)

سوال: (٥٥٨) مساجد کے سامنے باجا بجانا شریعت اسلامیہ میں ممنوع ہے یا نہیں؟ بعض لیڈر یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں باجا کی ممانعت کا کوئی حکم نہیں ہے۔ (٨٤٥/٤٦-١٣٤٧ھ)

الجواب: مسلمانوں کو بے شک آداب مسجد کا خیال کرتے ہوئے اور نمازیوں کی نماز کو خلل سے بچانے کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اول تو باجا بجانے سے مطلقًا پرہیز کریں، اور بالخصوص مسجد کے سامنے اوقاتِ نماز میں اس فعل قبیح کو بالکل چھوڑیں، لیکن ظاہر ہے کہ کفار مشرکین احکام اسلام کے پابند نہیں ہیں، اور مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے کہ وہ ان کو روکیں، اس لیے مناسب یہ تدبیر ہے کہ بہ

---

(١) (سورۂ اَنعام، آیت: ١٦٤، سورۂ اِسراء، آیت: ١٥، سورۂ فاطر، آیت: ١٨، سورۂ زُمر، آیت: ٧) فقط

ذریعہ حکام ان کو اوقات نماز کے وقت مسجد کے قریب باجا بجانے سے رکوایا جائے، خود کوئی جھگڑا لڑائی اس وجہ سے نہ کی جائے، کیونکہ نماز ہر حال ہو جاتی ہے۔ فقط

ورزش کے لیے فٹ بال، ہاکی اور کرکٹ کھیلنا

سوال: (۵۵۹) فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، جو محض ورزش کے لیے کھیلیں اور ان میں کوئی امر خلاف شریعت نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور گھٹنے نہ کھلیں۔ (۱۳۴۲/۱۰۸۳ھ)

الجواب: اگر گھٹنے نہ کھلیں تو ورزش کے لیے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

فٹ بال وغیرہ کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۰)......(الف) بالغ لڑکوں کو فٹ بال کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) ہیڈ ماسٹر خود کھیل میں شریک نہیں ہوتا، لڑکوں کو کہتا ہے کہ تم کھیلو، وہ گنہ گار ہوا یا نہیں؟

(ج) یہ کھیل ورزش کے طور سے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۹۰۶ھ)

الجواب: (الف) ایسا کھیل بطور ورزش کے جائز ہے۔

(ب) گنہ گار نہیں ہوا۔ (ج) درست ہے۔

سوال: (۵۶۱) کھیل فٹ بال اور کبڈی وغیرہ کھیلنا درست ہے یا کیا؟ (۱۳۳۴-۳۳/۲۳۳ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: لهو المؤمن باطل إلّا في ثلاث: تأديبه فرسَهٗ وفي رواية: ملاعبته بفرسه، ورميه عن قوسه، وملاعبته مع أهله كفاية(۱)(شامي) اور درمختار میں ہے: ودلت المسئلة أن الملاهي كلها حرام الخ (۱) حدیث موصوف اور روایتِ فقهیه سے واضح ہے کہ لہو ولعب شرعًا دراصل ممنوع ہے، لیکن اگر کوئی غرض اس سے متعلق ہو جیسے کہ تیر کمان سے کھیلنا اور گھوڑے پر مشق سواری وغیرہ کرنا تو درست ہے، پس اگر کبڈی وغیرہ کھیلنے سے بھی مقصود صحت جسم وغیرہ ہو، تو درست ہے۔ فقط

سوال: (۵۶۲) چنڈول (گیند) اور فٹ بال کھیلنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں نماز فوت

---

(۱) الدرّ المختار و ردّ المحتار: ۹/۴۲۴، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

ہوجاتی ہے، نصاری جیسے کوٹ پتلون پہنتے ہیں اگر وجہِ عدمِ جواز مشابہتِ کفار ہے تو ریل میں سوار ہونا اور بندوق چلانا بھی مشابہ کفار کے ہے، اس میں شرعًا کیا حکم ہوگا؟ (۱۹۲۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسے لہو ولعب جس میں اوقات نماز اور جماعت کا خیال نہ رہے اور نماز و جماعت فوت ہوجائے شرعًا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس قسم کی ورزشوں کی اچھی نیت سے کرنے کی اس وقت اجازت ہوسکتی ہے کہ کسی حکم شرعی اور فرائض و واجبات دینیہ کا ترک اس سے لازم نہ آئے، ورنہ پھر بہ حکم: کل لهو المسلم حرام (۱) و بہ حکم حدیث: لهو المؤمن باطل (۲) حرام وممنوع ہوں گے، اور کوٹ پتلون وغیرہ پہننے میں مشابہت نصاری کی ہے، لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے، اور یہ گمان غلط ہے کہ ریل میں سوار ہونے اور بندوق چلانے میں بھی مشابہت نصاری کی ہے یہ خیال غلط ہے۔ فقط

سوال: (۵۶۳) مدارس اسلامیہ کے طلباء فٹ بال بہ طور ورزش اور تفریح کے کھیلتے ہیں، بعض مولوی صاحب حرمت کا فتوی دیتے ہیں یہ صحیح ہے یا کیا؟ (۱۱۲۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے کہ فٹ بال وغیرہ کھیل لہو ولعب ہے اور لہو ولعب سب حرام ہیں، سوائے ان کے جو حدیث میں مستثنیٰ ہوچکے ہیں، لیکن اس کھیل میں جیسا کہ حیثیت لہو ولعب کی ہے اسی طرح یہ ایک ورزش بھی ہے اور ورزش اگر اچھی نیت سے ہو تو ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (سورۂ انفال، آیت: ۶۰) کے حکم میں داخل ہوکر موجب اجر وثواب ہوسکتی ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ و إنّما لكل امرئ مانوى الحديث (۳) فقط

سوال: (۵۶۴) گیند کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں کشف عورت بھی ہوتا ہے اور نماز بھی ضائع ہوتی ہے؟ (۶۷-۴۶/۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر مقصود اس کھیل سے محض لہو ولعب ہے تو وہ موافق درمختار: و دلت المسئلة أن الملاهي كلها حرام إلخ (۴) حرام ہے، اور اگر مقصود لہو ولعب نہیں ہے بلکہ مستعد ہونا اور قوت حاصل

---

(۱) الدرّ مع الردّ: ۴۸۱/۹، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

(۲) ردّالمحتار: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

(۳) صحيح البخاري: ۲/۱، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم.

(۴) الدرّ مع الردّ: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

کرنا بہ غرض مقابلہ اعدائے دین کے ہے تو بہ موجب ارشاد: ﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ﴾ (سورۂ انفال، آیت: ٦٠) جائز ومباح بلکہ مستحب ہوگا، لیکن بہ شرط کشف عورت نہ ہو اور فرائض میں خلل نہ ہو۔ فقط

سوال: (۵٦۵) صحت بدن اور قوت جسم کے لیے فٹ بال کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۳۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ لهو المؤمن باطل إلّا في ثلاث: تأديبه فرسَه، وفي روايةٍ ملاعبته بفرسه، و رميه عن قوسه وملاعبته مع أهله (۱) (الحدیث) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے ان تین مواقع کے جن کا ذکر حدیث میں ہے لہو ولعب باطل ہے اور ناجائز ہے، البتہ اگر غرض صالح اور نیت نیک کے ساتھ اس قسم کا کھیل جو مثل تیراندازی کے ہو کھیلے تو درست ہے۔ فقط

اظہارِ مسرّت کے لیے تالیاں بجانا

سوال: (۵٦٦) آج کل جلسوں میں بہ طور اظہار مسرت وخوشی کسی مقرر کی تقریر کے دوران میں اکثر تالیاں بجاتے ہیں، شرعًا اس کے معیوب و مذموم ہونے کے بارے میں تَشَبُّـه وتقلیدِ یورپ کے علاوہ تقریر ذیل بھی کی جائے تو صحیح ہے یا نہیں؟ یعنی آیت کریمہ: ﴿ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَّ تَصْدِيَةً الآية ﴾ (سورۂ انفال، آیت: ۳۵) کی تفسیر سے بحث اور استدلال کیا جائے۔ (٦٨٦/۱۳۳۸ھ)

الجواب: واقعی مکاء وتصدیہ چونکہ فی نفسہ لہو ولعب ہیں اس لیے قطع نظر تَشَبُّـه کے بھی اس کا استعمال شایانِ شانِ مؤمن نہیں ہے، اور جملہ ملاہی کا حرام ہونا احادیث (۲) اور تصریحات فقہاء (۳)

---

(۱) ردّالمحتار: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة.

(۲) عن عبدالله بن عبدالرحمن بن أبي حسين رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: إن الله ليُدخل بالسهم الواحد ثلا ثةً الجنّة: صانعَهُ يحتسب في صنعته الخير، والرّامىَ به، والممدَّ به، قال: ارموا واركبوا ولأن ترموا أحب إلىّ من أن تركبوا، كل ما يلهو به الرّجل المسلم باطل إلا رميَه بقوسه، و تأديبَه فرَسَه و ملاعبتَه أهلَه؛ فانّهنّ من الحقّ (جامع التّرمذي: ۲۹۳/۱، أبواب فضائل الجهاد — باب ما جاء في فضل الرّمي في سبيل الله)

(۳) إن الملاهي كلها حرام (الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۲۴/۹، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

سے ثابت ہے، اور جن اشیاء کو حدیث میں استثناء کیا گیا ہے مکاء وتصدیہ اس میں داخل نہیں ہیں۔ فقط

پتنگ سازی اور پتنگ فروشی جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۷) پتنگ سازی اور پتنگ فروشی جائز ہے یا نہیں؟ اوران دونوں پیشہ والوں کا کھانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۵/۲۳۴ھ)

الجواب: یہ پیشے ناجائز ہیں اور کھانا بھی اچھا نہیں ہے۔ فقط

جوا کھیلنا

سوال: (۵۶۸) جوا اور فٹ بال کھیلنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۳/۲۲۹ھ)

الجواب: قمار وغیرہ جو کھیل ہار جیت کے ہیں وہ سب حرام ہیں۔ فقط

نردشیر اور شطرنج کھیلنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۶۹) نردشیر اور شطرنج کا کھیلنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۲۴ھ)

الجواب: نردشیر کے بارے میں یہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے: من لعب بالنرد شير فكأنّما صبغ يده في لحم خنزير ودمه ، رواه مسلم (۱) جو شخص نردشیر سے کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگا، اور شطرنج کے بارے میں یہ روایات ہیں: وعن علي رضي اللّٰه عنه أنه كان يقول: الشِّطْرنج هو مَيسِر الأعاجم (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شطرنج جوا عجمیوں کا ہے، وعن ابن شهاب أن أبا موسٰى الأشعري رضي اللّٰه عنه قال: لايلعب بالشِّطرنج إلاخاطيء . وعنه رضي اللّٰه عنه أنّه سئل عن لعب الشّطرنج ، فقال: هي من الباطل ولايحبّ اللّٰه الباطل(۲)

---

(۱) عن بريدة أن النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: من لعب الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ۳۸۶، كتاب اللّباس– باب التّصاوير، الفصل الأوّل)

(۲) مشكاة المصابيح ، ص: ۳۸۷، كتاب اللّباس– باب التّصاوير، الفصل الثّالث .

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شطرنج کے ساتھ وہی کھیلتا ہے جو خطاوار اور عاصی ہے، اور انہیں سے روایت ہے کہ ان سے شطرنج کے ساتھ کھیلنے کو کسی نے پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ یہ باطل ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا انتھیٰ (مشکاۃ)

سوال: (۵۷۰) شطرنج کے متعلق حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمہ نے کراہت کا فتویٰ دیا تھا، یہ کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی؟ (۱۳۴۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کراہت شطرنج کی کراہت تحریمی ہے۔ **لما في الشّامي : فهو حرام و كبيرة عندنا وفي إباحته إعانة الشيطان على الإسلام والمسلمين كما في الكافي . قهستاني**(۱)

سوال: (۵۷۱) شطرنج کھیلنا بغرض بڑھانے قوتِ دماغیہ یا بغرضِ اوقات بسری یا تفریحِ طبع کے جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ دلیل لاتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مباح ہے یہ کہاں تک صحیح ہے؟ (۱۵۶۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ہمارے مذہب میں شطرنج کھیلنا کسی غرض سے جائز نہیں ہے بلکہ مکروہ تحریمی ہے، جو کہ مثل حرام کے ہے، اور کھیلنے والے کو توبہ کرنا لازم ہے جیسا کہ ہر ایک گناہ کا حکم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور یہی اس کا کفارہ ہے۔ درمختار میں ہے: **وكره تحريمًا اللّعب بالنّرد وكذا الشِّطرنج الخ** (۲) اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے جو ایک روایت جواز کی ہے شامی نے اس کو رد کر دیا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ ممنوع ہے، اور شامی نے قہستانی سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، پس امام شافعی رحمہ اللہ کے مباح فرمانے سے حنفیوں کے لیے یہ جائز نہیں ہوسکتا ہے (۳) فقط

---

(۱) ردّالمحتار : ۴۸۱/۹ ، كتاب الحظر والإباحة ــ فصل في البيع .

(۲) الدرّالمختار مع ردّالمحتار : ۴۸۱/۹، كتاب الحظر والإباحة ــ فصل في البيع .

(۳) وأباحه الشّافعي و أبويوسف في رواية (الدرّالمختار) وفي الشّامي : قوله (والشِّطرنج) مُعرَّب شِدْرَنْج ، و إنّما كُرِه لأن من اشتغل بهٖ ذهب عَناؤه الدُّنيوي وجاء ہ العَناء الأخروي، فهو حرام وكبيرة عندنا، وفي إباحتهٖ إعانة الشّيطان الخ (الدرّ والردّ : ۴۸۱/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

گنجفہ کھیلنا حرام ہے

سوال: (۵۷۲) گنجفہ(۱) جب کہ دینی کاموں میں یعنی مذہبی کام نماز روزہ وغیرہ میں فرق نہ پڑے اور کسی قسم کا دنیاوی یا دینی حرج واقع نہ ہو، اس حالت میں گنجفہ واسطے تفریح کے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۳۰۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: گنجفہ حرام اور ناجائز ہے، ہر حالت میں۔ کتب فقہ میں مطلقاً ہر حالت میں لہو ولہب کو حرام لکھا ہے، اور اس سے لذت پانا اور تفریح حاصل کرنا کفران نعمت ہے۔ **و في السّراج ودلّت المسئلة أن الملاهي كلها حرام إلخ استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق و التّلذّذ بها كفر أي بالنّعمة ، فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنعمة لا شكر إلخ** (۲)

جنم اشٹمی کے دن ہلدی اور دہی کا مخلوط پانی ہندو مسلمان پر ڈال دے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۵۷۳) جنم اشٹمی (۳) کے دن اہل ہنود بالعموم ایک پانی چھڑکتے ہیں، جس میں دہی اور ہلدی مخلوط ہوتی ہے، اگر وہ کسی مسجد یا مسلمان پر ڈالا جائے تو کیا حکم ہے؟ اور نجس ہے یا نہیں؟ (۷۸۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شریعت کا حکم اس بارے میں یہ ہے کہ مسلمان اپنے اختیار سے اس پانی کو استعمال نہ کرے، اور کفار کو موقع نہ دے کہ وہ اس پانی کو اس پر ڈالیں۔ **كما ورد في الحديث: من تشبّه بقوم فهو منهم** (۴) لیکن اگر بدون اس کے اختیار کے اتفاقی طور سے اس پر وہ پانی گر گیا یا کسی ہندو

---

(۱) گنجفہ: ایک کھیل کا نام جس میں ۹۶ گول پتے ہوتے ہیں، اور تین کھلاڑی (فیروز اللغات)

(۲) الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۲۴/۹-۴۲۵، أوائل كتاب الحظر والإباحة .

(۳) جنم اشٹمی: ہندوؤں کا ایک تہوار، جو کرشن جی کے جنم کی خوشی میں مناتے ہیں۔ (فیروز اللغات)

(۴) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : من تشبّه بقوم فهو منهم (أبو داؤد: ص:۵۵۹، كتاب اللّباس، باب في لبس الشّهرة)

نے ڈال دیا تو اس مسلمان پر اس وجہ سے کچھ گناہ نہیں ہوا، اور چونکہ نجس (ناپاک) ہونا اس پانی کا یقینی نہیں ہے اس لیے بدن اور کپڑا یا مسجد وغیرہ جس پر وہ پانی گرا؛ ناپاک نہ ہوں گے، مگر چونکہ یہ شعار کفار ہے، اس لیے مسلمان اس رنگ کو اپنے بدن یا کپڑے یا مسجد سے دھو ڈالیں۔ فقط

فوٹو کھینچوانا کیسا ہے؟

سوال: (۵۷۴) فوٹو اور تصویر زیبائش کے لیے کھینچوانا کیسا ہے؟ (۳۲/۷۴۷-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فوٹو اور تصویر کھینچوانا مطلقاً حرام ہے، کسی وجہ سے درست نہیں ہے، احادیث میں اس پر سخت وعید وارد ہوئی ہے(۱)

سوال: (۵۷۵) فوٹو اتروانا کیسا ہے؟ اگر ممنوع ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(۳۲/۱۱۸۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فوٹو تصویر ہے، اور تصویر اتارنا یا اتروانا ایسا ہی ہے جیسا تصویر بنانا اور نکالنا، پس جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام ہے۔ فقط

سوال: (۵۷۶)......(الف) ذی روح کی تصویر بنانے کا خواہ دستی ہو یا عکسی، خواہ مجسم مورت ہو، خواہ کاغذ اور کپڑے وغیرہ پر ہو، اس کے رکھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(ب) جس گھر میں تصویر یا کتا ہو وہاں فرشتے آتے ہیں یا نہیں؟

(ج) تصویر کے محلل ومجوز پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(د) تصویر کی تحریم میں سلف سے لے کر خلف تک تمام فقہاء اور محدثین ومفسرین کی تغلیط

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: يخرج عُنق من النّار يوم القيامة لها عينان تُبصِران، وأذنان تَسمَعان، ولسان يَنطِق، يقول: إني وُكِّلتُ بثلا ثة: (۱) بكل جبار عنيد (۲) وكل من دعا مع الله إلهًا آخر (۳) وبالمصوّرين، رواه التّرمذي (مشكاة المصابيح: ص:۳۸۶، كتاب اللّباس ــ باب التّصاوير، الفصل الثّاني)

و عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال : سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: أشدّ النّاس عذابًا عندالله المصوّرون، متّفق عليه (مشكاة المصابيح: ص:۳۸۵، كتاب اللّباس ــ باب التّصاوير، الفصل الأوّل)

وتضلیل کرنے والے کا شرعًا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا (۲۴۲۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) ذی روح کی تصویر بنانی خواہ دستی ہو یا عکسی یا مجسم ہو یا کاغذ و پارچہ وغیرہ پر سب مطلقًا حرام ہے۔ قال في الشّامي: وظاهر کلام النّووي في "شرح مسلم" الإجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال: وسواء صنعه لما یمتهن أو لغیره فصنعته حرام بکلّ حال، لأن فیه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالیٰ: و سواء کان في ثوب أو بساط أو درهم و إناء وحائط وغیرها انتهیٰ (۱) (شامي)

وفیه أیضًا بعد أسطر: تنبیه: هذا کلّه في اقتناء الصّورة وأمّا فعل التّصویر فهو غیر جائز مطلقًا لأنّه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالیٰ کما مرّ (۲) اور تصویر کے رکھنے میں یہ تفصیل ہے کہ بہت چھوٹی صورت یا مقطوعة الرأس والوجه وغیرہ درست ہے (۳) اور بڑی تصویر غیر مقطوع الرأس وغیرہ کا رکھنا حرام ہے۔ وقد صرح في الفتح وغیره بأن الصّورة الصّغیرة لا تکره في البیت الخ ولو کانت تمنع دخول الملائکة کره إبقاؤها في البیت الخ (۲) (شامی)

(ب) حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو اس میں ملائکۂ رحمت داخل نہیں ہوتے۔ کما في حدیث مسلم: إنا لا ندخل بیتًا فیه کلب ولا صورة (۴) (شامي)

(ج) فاسق مردود الشہادۃ ہے۔

(د) ضال و مضل ہے۔ فقط

---

(۱) ردّالمحتار: ۳۶۰/۲، کتاب الصّلاة — باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها، مطلب: إذا تردّد الحکم بین سنة وبدعة الخ .

(۲) الشّامي: ۳۶۲/۲، کتاب الصّلاة— باب ما یفسد الصّلاة وما یکره فیها،قبیل مطلب: الکلام علی اتخاذ المِسبحة .

(۳) أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو مَمْحُوّةَ عضوٍ لا تعیش بدونه (الدرّالمختار) قال في الشّامي: قوله: (أو مقطوعة الرّأس) أي سواء کان من الأصل أو کان لها رأس و محي، و سواء کان القطع بِخَیْطٍ خِیْطَ علی جمیع الرّأس حتّی لم یبق له أثر أو یطیله بِمَغْرَةٍ أو بِنَحْتِهٖ أو بغَسْلِهٖ ، لأنّها لا تُعبد بدون الرأس عادةً الخ (الدرّ والشّامي: ۳۶۰/۲، کتاب الصّلاة ، أبواب ما یفسد الصّلاة و ما یکره فیها، مطلب: إذا تردّد الحکم بین سنة وبدعة)

(۴) الشّامي: ۳۶۱/۲ ، حوالۂ سابقہ۔

پاسپورٹ اور ویزا کے واسطے فوٹو کھینچوانا

سوال: (۵۷۷) یہاں (افریقہ) کی سرکار نے یہ قانون جاری کیا ہے کہ ہندوستانی تارکانِ وطن جن کا کاروبار عرصہ سے یہاں جما ہوا ہے، اپنی عورتوں کو جب ہندوستان سے یہاں لاتے ہیں تو ان عورتوں سے فوٹو طلب کیا جاتا ہے، ورنہ اس ملک میں داخل نہیں ہوسکتیں؟ (۳۱۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں ان کے فوٹو لیے جاویں تو ان پر کچھ مواخذہ نہیں ہے وہ مجبور ہیں۔

سوال: (۵۷۸) گورنمنٹ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ کوئی شخص ہندوستان سے باہر نہیں جاسکتا، تاوقتیکہ پروانۂ راہ داری (Visa) نہ لے، پروانۂ راہ داری کے لیے ضروری ہے کہ ایک تصویر کم از کم نصف اعلی بدن کی حاصل کرے، اس کی تین نقلیں پروانۂ راہ داری کی درخواست کے ساتھ بھیجے، جن میں سے ایک پروانہ کے ساتھ واپس کی جائے گی، جس کا حامل کو اپنے پاس رکھنا لازمی ہے، دو گورنمنٹ میں رکھ لی جائیں گی، اس صورت میں فوٹو کھینچوانے کی اجازت دی جائے گی یا کیا؟ (۷۷۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر یہ ایسا ضروری امر ہے کہ بدون اس فوٹو کے پروانۂ راہ داری نہیں مل سکتا تو بہ حکم الضّرورات تبیح المحظورات (۱) بہ حالت مجبوری فوٹو ساتھ بھیجنا جائز ہے، مگر بعد رفع ضرورت کے یہ جواز بھی مرتفع ہوجائے گا، کیونکہ یہ بھی قاعدہ فقہ کا ہے: الضّرورات تتقدّر بقدرها (۲) فقط

سوال: (۵۷۹) مجھے حج کے لیے جانا ہے، پاسپورٹ حاصل کرنے کے واسطے فوٹو کھینچوانے کا حکم ہے، اس صورت میں میرے لیے تصویر کھینچوانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۱۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر بدون فوٹو کھینچوانے کے کوئی صورت اجازت کی نہ ہو تو اس ضرورت سے فوٹو کھینچوانا درست ہے۔ فقط

---

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۱۷۵/۵، کتاب الطّلاق ـ باب العدّة، فصل في الحداد.

(۲) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۴۵۲/۹، کتاب الحظر والإباحة ـ فصل في النّظر والمسّ.

ذی روح کی تصویر کھینچنا، کھینچوانا اور رکھنا

سوال: (۵۸۰) تصویر کا رکھنا یا کھینچنا یا بنوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو اپنی تصویر کھینچواتے ہیں، یا دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں مثلاً اڈیٹر اور لیڈر کی تصاویر رکھنا یا کھینچنا درست ہے یا نہیں؟

(۱۲۵۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: تصویر ذی روح کا کھینچنا اور کھینچوانا اور رکھنا سب قطعاً ناجائز اور حرام ہے، اور ایسے لوگوں کے بارے میں وعید شدید حدیث شریف میں وارد ہے، صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: **أشدّ النّاس عذابًا عنداللّٰہ المصوّرون** (۱) ترجمہ سخت عذاب اللہ کے یہاں مصوروں پر ہے۔

دوسری روایت میں ہے: **أشدّ النّاس عذابًا یوم القیامة الّذین یضاھون بخلق اللّٰہ** (۲) ترجمہ سخت تر عذاب قیامت کے دن ان لوگوں پر ہے جو اللہ کے ساتھ پیدا کرنے میں اور تصویر بنانے میں مشابہت کرتے ہیں۔

اور شامی میں ہے: **وأمّا فعل التّصویر فھو غیر جائز مطلقًا لأنّہ مضاھاة لخلق اللّٰہ تعالٰی** (۳) پس کوئی اڈیٹر ہو یا لیڈر، اس حکم سے مستثنیٰ نہیں اور یہ فعل تصویر، یا رکھنا تصویر کا، یا دوسروں کو ترغیب دینا تصویر رکھنے کی درست نہیں ہے بلکہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ فقط

---

(۱) عن عبداللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول: أشدّ النّاس عذابًا عنداللّٰہ المصوّرون، متّفق علیہ (مشکاة المصابیح، ص: ۳۸۵، کتاب اللّباس — باب التّصاویر، الفصل الأوّل)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰہ عنھا قالت: قدم رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من سفر ...... وقال: أشدّ النّاس الحدیث (صحیح البخاري: ۲/۸۸۰، کتاب اللّباس — باب ما وُطِیء من التّصاویر)

(۳) ردّالمحتار: ۲/۳۶۲، کتاب الصّلاة — باب مایفسد الصّلاة وما یکرہ فیھا، قبیل مطلب: الکلام علی اتّخاذ المِسبحة.

سوال: (۵۸۱) تصاویر کاغذ جس کا سایہ زمین پر نہ گرے، بہ طور آرائش مکان کی دیواروں پر چسپاں کرنا، یا پیشواؤں کی تصاویر بہ طور یادگار بہ حفاظت رکھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: تصاویر ذی روح کا رکھنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

سوال: (۵۸۲) ...... (الف) عکسی فوٹو حیوانی یا انسانی لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مکانوں میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) طلباء کو فن مصوری سیکھنا، سکھلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۴۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) جائز نہیں ہے۔ (ب) ناجائز ہے۔

گروپ فوٹو کھینچوانا

سوال: (۵۸۳) فوٹو کھینچوانا یا ایک مجمع کے ساتھ فوٹو کھینچوانے میں شریک ہونا شرعًا کیسا ہے؟ (۴۵۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: تصویر بنانے والوں کے بارے میں حدیث صحیح میں یہ وعید وارد ہے: **إن أشدّ النّاس عذابًا عندالله المصوّرون** (۱) یعنی قیامت کے دن زیادہ تر عذاب تصویر بنانے والوں اور کھینچنے والوں پر ہوگا، اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **إن أصحاب هذه الصّور يعذّبون يوم القيامة، ويقال لهم: أحيوا ما خلقتم، وقال: إنّ البيت الّذي فيه الصّور لا تدخله الملائكة** (۲) یعنی اصحابِ تصویر قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصاویر تم نے بنائی ان کو زندہ کرو، اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوگی اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں گے، پس جیسا کہ تصویر بنانا اور کھینچنا حرام ہے ویسا ہی

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنهما قال: سمعتُ النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم يقول: إن أشدّ النّاس الحديث (صحيح البخاري: ۸۸۰/۲، كتاب اللّباس – باب عذاب المصوّرين يوم القيامة)

(۲) عن القاسم بن محمّد عن عائشة زوج النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم أنّها أخبرته أنّها اشترت نُمْرُقَةً فيها تصاوير...... فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إنّ أصحاب هذهِ الصّور الحديث (صحيح البخاري: ۸۸۱/۲، كتاب اللّباس – باب من لم يدخل بيتا فيه صورة)

اس کا کھینچوانا بھی حرام ہے اور فوٹو کھینچنے اور کھینچوانے اور اس مجمع میں شریک ہونے کا یہی حکم ہے کہ یہ سب حرام ہے اور لہو ولعب اور باطل ہے۔ فقط

ہاتھ وغیرہ پر تصویر یا نام کندہ کرانا

سوال: (۵۸۴) علی العموم مسلمانوں کے ہاتھ پیروں پر تصویریں یا نام وغیرہ بھی کندہ ہیں اور جائز تصور کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ (۱۷۵۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے یہاں یہی رواج ہے، ظاہر ہے کہ شرعاً یہ ممنوع ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، اور ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے(۱) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیک توفیق عطا فرمائے اور اتباعِ سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوات والتحیۃ نصیب فرمائے۔ آمین

ہرن کا چہرہ دیوار پر آویزاں کرنا

سوال: (۵۸۵) اکثر شکاری ہرن کا شکار کر کے ہرن کا چہرہ بنوالیا کرتے ہیں اور دیوار پر لگا لیا کرتے ہیں کیا اس کا حکم بھی تصویر جیسا ہے؟ (۱۳۱۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس کا حکم تصویر کا سا نہیں ہے۔ فقط

ضرورتِ طبّی کے لیے ذی روح کی تصویر بنانے اور رکھنے کا حکم

سوال: (۵۸۶) تصویرِ جسم انسان واسطے اِفہام اعضاء واعصاب وغیرہ کے کلا یا جزواً جو طبی تشریح میں لازمی ہے بنائی جاتی ہے اور شرع شریف میں تصویر ذی روح اشیاء کی بنانی ممنوع ہے، آیا یہ ڈھانچہ انسانی جسم کے لیے کاغذ وغیرہ پر کھینچنا بنانا کیا حکم رکھتا ہے؟ (۲۰۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لُعنت الواصلة والمستوصلة والنّامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء (سنن أبي داوٗد: ص:۵۷۴، كتاب التّرجل — باب في صلة الشّعر)

الجواب: تصویرِ ذی روح بنانا اور رکھنا حرام ہے، پس بہ غرض تشریح طبی جب کہ اجزاء سے بھی تفہیم ہوسکتی ہے وہ جائز نہیں ہوسکتی، البتہ اگر بعض بعض اجزاء کی صورت ونقش بنا کر سمجھایا جائے جس میں پوری تصویر نہ ہو یا وہ حصہ نہ ہو جس کے ساتھ ذی روح زندہ رہ سکتا ہے تو درست ہے(۱) الحاصل جس تصویر کا بنانا اور رکھنا شرعاً حرام ہے، وہ طبی تشریح واِفہام کی غرض سے بھی بنانا حرام ہے اور جس کا بنانا شرعاً درست ہے وہ یہاں بھی درست ہے۔ فقط

سوال: (۵۸۷) اگر طب کی کتاب میں تصویر ہو تو اعضاء کی تحقیق کی ضرورت سے اس کو رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۰۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر تصویر کا رکھنا ضروری ہے تو اس میں جواز کی بھی صورت ہے کہ اس کے اوپر کا حصہ یعنی آنکھ ناک وغیرہ محو کر دیا جائے، یا اس پر کوئی ایسی شئے چسپاں کر دی جائے کہ جو حکم میں محو ہوجانے کے ہوجائے (۲)

بچوں کی آگاہی اور ذہنی نشو ونما کے لیے کتب درسیہ میں تصاویر کا اندراج کرنا

سوال: (۵۸۸) سرکاری اور دیگر غیر سرکاری کتب درسیہ میں بچوں کی آگاہی اور ذہنی نشو ونما کے لیے تصاویر کا اندراج تقریبًا لازمی سا ہوگیا ہے، اور ٹیکسٹ بک کمیٹی (۳) کا بھی میلان ایسی ہی

---

(۱) أو مَمْحُوّة عضوٍ لا تعيش بدونه أو لغير ذي روحٍ لايكره، لأنّها لا تعبد (الدرّالمختار مع الشّامي: ۲/۳۶۱، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردّد الحكم بين سنة وبدعة الخ)

(۲) و هذا إذا كانت الصّورة تبدو للنّاظرين من غير تكلُّف، فإن كانت صغيرة أوممحوة الرّأس لابأس به، هذا، وفي شرح السّنّة: فيه دليل على أن الصّورة إذا غيرت هيئتها بأن قطعت رأسها أو حلت أوصالها حتى لم يبق منها إلا الأثر على شبه الصّور فلا بأس به (مرقاة المفاتيح: ۸/۳۳۴، كتاب اللّباس – باب التّصاوير ، الفصل الثّاني)

(۳) ٹیکسٹ بک کمیٹی (Text Book Committee) وہ کمیٹی یا جماعت جو درسی کتابیں منظور کرتی ہے۔ (فیروز اللغات)

کتابوں کو منظور کرنے کا ہورہا ہے، جن کے ساتھ تصویریں ہوں، انجمن (انجمن حمایتِ اسلام لاہور) کی اردو تالیفات قاعدہ وغیرہ کی ترمیم وتجدید ہورہی ہے، اور کمیٹی تالیف وطبع انجمن کی رائے ہے کہ دیگر کتب درسی کی طرح ان میں بھی حروف تہجی اور اسباق کے متعلق تصاویر ایجاد کی جائیں، آپ بہ فضلہ تعالیٰ عالم دین بھی ہیں اور تعلیمی مبصر ہیں، لہٰذا اس معاملہ میں اپنی رائے زریں سے حتی الوسع جلد کمیٹی کو مطلع فرما کر شکر گذار بنائیں۔ (۶۹۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: تصاویر ذی روح کا اندراج کتب درسیہ میں اور غیر کتب درسیہ میں سب میں ممنوع اور حرام ہے، اور احادیث میں جس قدر وعید شدید تصاویر کے بنانے اور رکھنے اور کھینچنے اور کھنچوانے کے بارے میں وارد ہیں، وہ کسی مصلحت اور کسی غرض کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں دیتی کہ اندراج تصاویر کو بہ غرض تقریب الی الذہن جائز کیا جائے، لہٰذا مصالح ومنافع عاجلہ پر مصلحت دینی وحکم شرعی کو مقدم کرنا چاہیے۔ قال علیه الصّلاة والسّلام: أشدّ النّاس عذابًا عندالله المصوّرون (۱) وقال صلّی اللّٰه علیه وسلّم: لا تدخل الملائکة بیتًا فیه کلبٌ ولا تصاویر (۲) اسی طرح احادیث کثیرہ اس باب میں وارد ہیں (۳) اور ردّالمحتار شامی میں ہے: وأمّا فعل التّصویر فهو

(۱) عن عبداللّٰه بن مسعود رضي الله عنهما قال: سمعتُ رسول الله صلّی الله علیه وسلّم یقول: أشدّ النّاس عذابًا الحدیث (مشکاة المصابیح: ص:۳۸۵، کتاب اللّباس، باب التّصاویر، الفصل الأوّل)

(۲) عن أبي طلحة رضي اللّٰه عنه قال: قال النّبيّ صلّی الله علیه وسلّم: لا تدخل الملائکة الحدیث (مشکاة المصابیح: ص:۳۸۵، کتاب اللّباس، باب التّصاویر، الفصل الأوّل)

(۳) عن عائشة رضي الله عنها ...... فقال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم: إن أصحاب هذهِ الصّور یُعذَّبون یوم القیامة، یقال لهم: أحیوا ماخلقتم، وقال: إن البیت الّذي فیه الصّورة لا تدخله الملائکة.

وعنها رضي الله عنها عن النّبيّ صلّی الله علیه وسلّم قال: أشدّ النّاس عذابًا یوم القیامة الّذین یضاهون بخلق الله.

وعن أبي هریرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّی الله علیه وسلم: یخرج عُنُقٌ من النّار یوم القیامة لها عینانِ تُبْصِرَان و أُذنان تَسْمَعَان ولِسانٌ یَنْطِق یقول: إنّي وُکِّلتُ بثلاثة: (۱) بکل جبار عنید (۲) وکل من دعا مع الله إلٰهًا آخر (۳) وبالمصوّرین (مشکاة المصابیح، ص: ۳۸۵–۳۸۶، کتاب اللّباس، باب التّصاویر، الفصل الأوّل والثّاني)

غیر جائز مطلقًا، لأنّه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالٰی کما مرّ(۱) فقط

تصویر والی کتب کی خرید و فروخت

سوال: (۵۸۹) اگر کوئی شخص با تصویر کتابیں فروخت کرے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۴۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسی کتابوں کو خریدنا اور فروخت کرنا نہ چاہیے، لیکن ان کے فروخت کرنے سے جو قیمت وصول ہوئی وہ حلال ہے۔ فقط

جاندار چیزوں کا مارکہ بنانا جائز نہیں

سوال: (۵۹۰) ہماری تجارت بنیانوں کی ہے، جس میں مختلف مارکے بہت سے ہیں، لیکن ایک مارکہ جو سب میں زیادہ مشہور اور چل پڑا ہے وہ ایک چڑیا کی تصویر خوشنما ہے، ہم نے کوشش کی کہ اس جاندار مارکہ کی جگہ پر کوئی دوسرا بے جان مارکہ چل جائے مگر نہ چلا، حالانکہ مال وہی یکساں رکھا اور قیمت بہت کم کردی باوجود اس کے پھر بھی وہ بے جان مارکہ والا مال بہت مشکل سے نکلا اور دیر میں، خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے مال میں سے پرانے شہرت پائے ہوئے جاندار مارکوں کو نکال ڈالیں تو دوسرے بڑے تاجروں اور یورپ کمپنیوں کے مقابلہ میں کامیابی کے ساتھ ہم کو اپنے تجارتی کاروبار کو چلانا مشکل ہوجائے، کیونکہ دوسرے بڑے بڑے تاجر اور کمپنیاں ہر وقت مارکوں کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں کہ کسی کا چالو مارکہ مرجائے اور مٹ جائے تو موقع پاکر اپنے اپنے مارکوں کو شہرت دے دیں اور من مانا نفع حاصل کریں، ایسی حالت میں شرعًا پرانے جاندار مارکوں کو رہنے دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جاندار تصویر کا مارکہ کسی طرح جائز نہیں ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تصویر حیوانی کے بنانے اور بنوانے کی حرمت پر اجماع نقل فرمایا ہے۔ قال في البحر: وفي الخلاصة وتكره

(۱) الشّامي: ۳۶۲/۲، کتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، قبيل مطلب: الكلام على اتّخاذ المِسْبَحَة.

التّصاویر على الثوب صلّى فيه أولا انتهٰى وهٰذه الكراهة تحريمية ، وظاهر كلام النّووي في " شرح مسلم" الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال لأن فيه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالٰى . وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم و إناءٍ وحائط وغيرها اهـ(۱)(شامي)

وأيضًا فيه: تنبيه: وهٰذا كله في اقتناء الصّورة وأما فعل التّصوير فهو غير جائز مطلقًا لأنّه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالٰى كما مرّ(۲)

أقول: وفي الأحاديث وعيد شديد فى فعل التّصوير مطلقًا ففي البخاري و مسلم: عن عائشة رضي اللّٰه عنها قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : إن أصحاب هٰذه الصُور يُعذّبون يوم القيامة ، يقال لهم : أحيوا ما خلقتم . وقال : إنّ البيت الّذي فيه الصورة لا تدخله الملآئكة. (الحديث)

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال:سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: قال اللّٰه تعالٰى: ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقى فليخلقوا ذرّةً أو ليخلقوا حبة أو شعيرة متّفق عليه .

وعن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: أشدّ النّاس عذابًا عند اللّٰه المصوّرون. متّفق عليه .

وعن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال : سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: كل مصوّر في النّار يجعل له بكل صورة صورها نفسًا فيُعذّبه في جهنّم، قال ابن عباس رضى اللّٰه عنهما فإن كنت لابدّ فاعلاً فاصنع الشّجر ومالا روح فيه (۳)(مشكاة شريف) پس ان احادیث سے فعل تصویر پر جس قدر وعید وارد ہے وہ ظاہر ہے، حدیثِ آخر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ اگر کوئی ضرورت ہوتو اشجار اور بے جان چیزوں

(۱) الشّامي: ۲/۳۵۹-۳۶۰، كتاب الصّلاة ــ باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردّد الحكم بين سنة و بدعة .

(۲) ردّالمحتار: ۲/۳۶۲، حوالۂ بالا۔

(۳) مشكاة المصابيح: ص: ۳۸۵-۳۸۶، كتاب اللّباس، باب التّصاوير- الفصل الأوّل .

کی تصویر بنالی جاوے(۱) لہٰذا تجار مسلمین کو مارکہ بے جان چیزوں کا رکھنا چاہیے۔فقط

قرآن شریف سے اوپر تصویروں کا لٹکانا درست نہیں

سوال: (۵۹۱) تصاویر کا قرآن شریف سے بلندی پر لٹکانا درست ہے یا نہیں؟

(۱۹۹۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درست نہیں ہے (بلکہ مطلقاً گھر وغیرہ میں ذی روح کی تصاویر کا لٹکانا حرام ہے)

مٹی کے بت فروخت کرنا حرام ہے

سوال: (۵۹۲) ایک شخص صوم وصلاۃ کا پابند ہے، مگر ہندوؤں کے تہوار میں مٹی کے بت فروخت کرتا ہے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۹۸۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ شخص عاصی وفاسق ہے، اس کو چاہیے کہ اس فعل حرام سے توبہ کرے اور اس پر حکم کفر نہ کیا جاوے گا۔فقط

ناچ گانے والی شادی میں شرکت اور دعوت کا حکم

سوال: (۵۹۳) شادی میں ڈھول ناچ آتش بازی وغیرہ کرنے سے کس قسم کا گناہ ہوتا ہے؟ مذہب حنفی میں وہاں دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ ایسا نکاح نہیں ہوتا، اور اولاد حرامی ہوتی ہے۔ (۲۶۶۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں مرتکب کبیرہ گناہ کے ہیں اور فاسق ہیں، ان کی دعوت میں بھی مقتدا لوگوں کو شریک نہ ہونا چاہیے، مگر نکاح ہو جاتا ہے اور اولاد ولد الحلال ہے حرامی نہیں ہے۔فقط

سوال: (۵۹۴) زید کہتا ہے کہ اگر عمر نے بکر کی دعوت کی اور بکر نے قبول بھی کرلی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی دعوت میں باجا ڈھول وغیرہ بھی ہے تو اس حالت میں بکر کی وعدہ خلافی میں اجر

---

(۱) و فیه إشارة لطيفة إلى جواز تصوير نحو الأشجار ممّا لا حياة فيه كما ذهب إليه الجمهور (مرقاة المفاتيح: ۳۳۴/۸، كتاب اللّباس، باب التّصاوير، الفصل الثّاني)

ہے، اور ایفائے وعدہ میں معصیت ہے تو یہ زید کا قول درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۷۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: زید کا یہ قول صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۹۵) ایک شخص اپنے لڑکے کی شادی میں ناچ رنگ اور انگریزی باجا کرتا ہے اس کے یہاں شرکت کرنا اور کھانا کھانا یا وہ کھانا مکان پر بھیجے تو اس کا لینا کیسا ہے؟ (۱۷۲۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں لکھا ہے کہ جس شادی میں ناچ باجا وغیرہ محرمات شرعیہ ہوں وہاں ان لوگوں کو بالکل شریک ہونا نہ چاہیے، جو کہ مقتدا ہیں جیسے علماء و مشائخ وائمہ اور عوام بھی اس وقت وہاں کھانا کھا سکتے ہیں کہ عین مجلسِ طعام میں باجا وغیرہ نہ ہو کسی دوسری جگہ ہو اور اگر اسی مجلس میں باجا وغیرہ ہو تو کسی کو بھی شریک نہ ہونا چاہیے اور وہاں کھانا نہ چاہیے(۱) اور باجا وغیرہ کرنے والا ہر حال فاسق ہے اور عاصی ہے، تنبیہًا اس کی شادی میں بالکل شرکت نہ کرنی چاہیے، اور اس کا کھانا نہ لینا چاہیے تاکہ اس کو تنبیہ ہو۔ فقط

جاندار کی شکل والے شکر کے کھلونے فروخت کرنا جائز نہیں

سوال: (۵۹۶) دیوالی میں مسلمان حلوائی کو شکر کے کھلونے گائے، بیل، آدمی، گھوڑے وغیرہ سانچہ میں ڈھال کر فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔

عیدین کی نماز کا اعلان بہ ذریعہ ڈھول کرانا کیسا ہے؟

سوال: (۵۹۷) عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز کے وقت اعلان بہ ذریعہ ڈھول کرانا جائز ہے

---

(۱) دعى إلى وليمة و ثمّة لعب أو غناء قعد وأكل لو المنكر في المنزل، فلو على المائدة لاينبغي أن يقعد بل يخرج معرضًا لقوله تعالىٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الأنعام، الآية: ٦٨) فإن قدر على المنع فعل و إلا يقدر صبر إن لم يكن ممن يقتدى به ، فإن كان مقتدى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد ...... وإن علم أوّلاً باللّعب لا يحضر أصلاً (الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۲۲/۹-۴۲۴ كتاب الحظر والإباحة)

یا نہیں؟ (۲۰۱۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: نماز کا وقت مقرر اور متعین کر کے اعلان کر دیا جائے کہ فلاں وقت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی ہوگی، اور اعلان بہ ذریعہ ڈھول کے کرانا بھی جائز ہے (۱) فقط

آتش بازی، بارود اور دیوالی کے کھلونے بنانے کا حکم

سوال: (۵۹۸) ایک شخص آتش بازی و بارود اور دیوالی کا کام کرتا ہے، اور بٹن کا کام بھی کرتا ہے، اس کا مال حلال ہے یا حرام؟ اور عند اللہ اس کی عبادات وصدقات قبول ہوتے ہیں یا نہ؟

(۲۳۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: آتش بازی اور بارود و دیوالی کے کھلونے بنانے کا پیشہ اور کسب حرام اور مکروہ ہے کہ اس میں اعانت علی المعصیت ہے، اور ایسی آمدنی کراہت وخباثت سے خالی نہیں ہے، باقی عبادات اور صدقات کا قبول ہونا اخلاص وعدم اخلاص پر ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ (سورۂ بینہ، آیت: ۵) اور صدقہ مال حلال سے قبول ہوتا ہے (۲) فقط

گانے والی عورتوں کا مدرسہ میں چندہ دینا

سوال: (۵۹۹) اگر مغنیات مدرسہ میں چندہ یا دیگر اشیاء خرچ مدرسہ کے واسطے دے دیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: طلبۂ مساکین کے صرف میں لانا اس کا درست ہے اور اس لیے لینا درست ہے۔ فقط

---

(۱) أقول: و ينبغي أن يكون طبل المسحّر في رمضان لإيقاظ النّائمين للسّحور كبوق الحمام (الشّامي: ۹/۴۲۷، كتاب الحظر والإباحة – قبيل فصل في اللّبس)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إن الله طيّب لا يقبل إلا طيّبًا الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ۲۴۱، كتاب البيوع – باب الكسب وطلب الحلال)

جس گھر میں شکاری یا محافظ کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے آتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۶۰۰) جس گھر میں کتے کا بال پڑا ہو سنا ہے کہ وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، پس جس گھر میں شکاری یا محافظ کتا موجود ہو اس میں رحمت کا فرشتہ آتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شکاری اور کھیتی کی حفاظت وغیرہ کے کتے اس سے مستثنیٰ ہیں، ملائکۂ رحمت کے آنے سے مانع نہیں (۱)
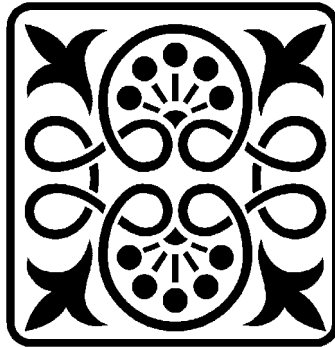
(۱) قال الخطّابي : إنّما لم يدخل في بيت إذا كان فيه شيء من هذه ممّا يحرم اقتناؤه من الكلاب والصّور، وأمّا ما ليس بحرام من كلب الصّيد أو الزّرع أو الماشية ......فلا يمنع دخول الملئكة بسببه (عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ۱۵/۱۳۹، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم : آمين ، والملئكة في السّماء، المطبوعة : مكتبة رشيدية، باكستان)

دواوعلاج کے احکام

بیماری کا علاج کرانا مسنون ہے

سوال: (۶۰۱) بیماری میں علاج اور دوا کرنا فرض یا واجب ہے یا مسنون؟ اور دوا نہ کرنے والا گنہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۹۹۷/۳۲-۱۳۴۳ھ)

الجواب: تداوی ساتھ دوا حلال وطاہر کے مسنون ومستحب ہے، فرض اور واجب نہیں ہے کہ تارک اس کا عاصی وآثم ہو، اور احادیث میں تاکید تداوی کی وارد ہے(۲) تاکہ معلوم ہو کہ یہ خلافِ توکل نہیں ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ دوا، رقیہ وغیرہ کیا تقدیر الٰہی کو پھیر دیتے ہیں اور بدل دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: هي من قدر الله یعنی دوا کرنا بھی تقدیر الٰہی سے ہے(۱) وفي حديث أسامة بن شريك رضي الله عنه قال: قالت الأعراب: يا رسول الله ! ألا نتداوى؟ قال: نعم يا عبادالله ! تَدَاوَوْا، فإن الله لم يضع داءً إلا وضع له شفاءً الحديث(۲)

---

(۱) عن أبي خِزامة عن أبيه رضي الله عنه قال: سألتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، قلت: يا رسول الله ! أ رأيتَ رقىً نسترقيها ودواءً نتداوي به وتقاة نتّقيها هل تَرُدُّ من قدرالله شيئًا؟ قال: هي من قدرالله (جامع الترّمذي: ۲/ ۲۷، أبواب الطبّ ــ باب ما جاء في الرُّقٰى و الأدوية. وأيضًا فيه: ۲/ ۳۷، أبواب القدر، باب ما جاء لا ترد الرُّقٰى والدّواء من قدر الله شيئًا)

(۲) جامع التّرمذي: ۲/۲۴ أبواب الطّبّ ــ باب ما جاء في الدّواء والحثّ عليه.

وعن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: ما أنزل الله داءً إلاّ أنزل له شفاء(صحيح البخاري: ۲/ ۸۴۸، كتاب الطّبّ،باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء)

سوال: (۶۰۲) ہدایہ کے حواشی میں علاج کو مباح لکھا ہے، لیکن حدیث میں تَدَاوَوْا عبادَ اللّٰہ وارد ہے(۱) اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج پچھنے کا کیا ہے(۲) اس لحاظ سے سنت کا اطلاق علاج پر کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۵۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: علاج اور تداوی سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے، اور مباح لکھنا منافی سنت ہونے کے نہیں ہے، مباح لکھنے والوں کا مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ منع کرتے ہیں ان کی تردید مقصود ہو۔ فقط

علاج کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں

سوال: (۶۰۳) مریض کی دوا کے لیے علاج کا کتنے روز کا حکم ہے؟ (۳۳۱۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: علاج کے لیے کوئی حد شرعی مقرر نہیں ہے، جب تک مرض کا ازالہ ہو اس وقت تک دوا کرنا مسنون ہے۔ فقط

چیچک، طاعون اور حفظ ماتقدّم کے لیے ٹیکا لگوانا

سوال: (۶۰۴) ٹیکا بہ لحاظ حفظ ماتقدم علاج کی غرض سے لگوانا جائز ہے یا نہیں؟
(۶۴۹/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ٹیکا لگوانا بہ لحاظ حفظ ماتقدم جائز ہے، شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ ٹیکا بھی مثل ٹیکا چیچک ایک علاج ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط

سوال: (۶۰۵) طاعون کا ٹیکا لگانا اور لگوانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۸۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ٹیکا طاعون کا لگانا درست ہے، یہ ایک علاج ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۰۶) حفظ ماتقدم کے خیال سے طاعون کا ٹیکا لگوانا جائز ہے یا نہیں؟
(۲۶۰۳/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) اس حدیث کی تخریج سابقہ سوال کے حاشیہ میں گزر چکی ہے۔

(۲) عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم احتجم على وَرِكِهٖ من وَثْءٍ كان به (سنن أبي داوٗد: ص:۵۴۰، كتاب الطّبّ – باب في قطع العرق وموضع الحجم)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

سوال: (۶۰۷) بچوں کو چیچک کا ٹیکا لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۶۰۳ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

ہومیو پیتھک ادویات کا حکم

سوال: (۶۰۸) ہومیو پیتھک (Homoeopathic) ادویات الکحل میں تیار کی جاتی ہیں، جو سفید عرق کی صورت میں ہوتا ہے، یہ ایک قسم کی اسپرٹ ہوتی ہے، جو میز کرسیوں وغیرہ کی پالش اور دیگر کاموں میں بھی صرف ہوتی ہے، اور شرابوں میں بھی اس کو شامل کیا جاتا ہے تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۱۲۱۵ھ)

الجواب: اسپرٹ کو فقہاء نے شراب کا حکم دیا ہے اس لیے جن ادویات میں اسپرٹ کا ہونا یقینی ہے ان کا استعمال شرعاً درست نہیں ہے(۱) شامی میں ہے: **ولا شكّ أن العرق المستقطر من الخمر هو عين الخمر تتصاعد مع الدّخان وتقطر من الطّابق بحيث لا يبقى منها إلاّ أجزاؤها التّرابية، و لذا يفعل القليل منه في الإسكار أضعاف ما يفعله كثير الخمر الخ** (۲) (شامی: ۱۶۳/۳) فقط

انگریزی ادویہ کا استعمال

سوال: (۶۰۹) سنا ہے کہ انگریزی دواؤں میں شراب کا استعمال ہوتا ہے، لہٰذا انگریزی دواؤں

---

(۱) کفایت المفتی میں ہے: جواب: (۱۷۵) ہومیو پیتھک دواؤں میں اگر اسپرٹ یا اور کوئی نشہ آور دوائی شامل ہو، تاہم علاج کے لیے ان کا استعمال جائز ہے، کیونکہ سوائے انگور کی شراب کے — جو خمر ہے — اور شرابیں ناپاک نہیں ہیں، نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام تو ہیں مگر ناپاک نہیں، تو ان کی اتنی مقدار جو نشہ آور نہ ہو علاج کے لیے استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(کفایت المفتی: ۱۴۲/۴، کتاب الحظر و الاباحۃ، نواں باب: طب اور ڈاکٹری، فصل اوّل: دواء و علاج)

(۲) ردّالمحتار للشّامي: ۴۸/۶، کتاب الحدود — باب حدّ الشّرب، مطلب في نجاسة العَرَق و وجوب الحد بشربه.

کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲/۶۵۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: انگریزی ادویہ کا استعمال علی العموم ناجائز نہیں ہے، اگر کسی دوا میں شراب وغیرہ کا ہونا معلوم ہو جاوے تو اس دوا کا استعمال ناجائز ہو جاوے گا، باقی شبہ اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ فقط

انگریزی ادویہ کا بائیکاٹ

سوال: (۶۱۰) انگریزی دوا کا استعمال ترکِ موالات کے خلاف ہے یا نہیں؟ (۹۸۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جو دوائیں انگریزی حلال ہیں جن میں شراب نہیں ہے، ان کا معاملہ کرنا اور خرید و فروخت کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ دیگر اشیاء انگریزی وولایتی کا خریدنا اور فروخت کرنا، سوابھی تک کلیۃً ترکِ موالات کی بناء پر جملہ اشیاء ولایتی وانگریزی کا خرید وفروخت کرنا ممنوع نہیں ہوا، البتہ بہ تدریج ایسا کرنا چاہیے کہ دیسی اشیاء خریدی جائیں، اور انگریزی وولایتی چیزیں نہ خریدی جائیں (۱) مگر یہ کام بہ تدریج حاصل ہو سکتا ہے اس کی توضیح زبانی کسی عالم سے کرالیں اور اس کو سمجھ لیں۔ فقط

دوا کی غرض سے مردوں کو مہندی لگانا

سوال: (۶۱۱) مرد کے لیے مہندی لگانا کیسا ہے؟ اور دوا کے لیے مرد کو (مہندی) استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مہندی مردوں کو لگانا حرام ہے اور دوا کے لیے جائز ہے۔

علاج کی غرض سے عورت کا دودھ پینا

سوال: (۶۱۲) شیر خوار بچے کے علاوہ عورت کا دودھ علاجاً یا ویسے ہی پینا درست ہے یا نہیں؟ اور

---

(۱) یہ حکم اس وقت تھا جب انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی تحریک چل رہی تھی، اور انگریزی اشیاء کا اصل حکم وہ ہے جو جواب کے شروع میں مذکور ہے، یعنی حلال اشیاء کی خرید وفروخت جائز ہے اور ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

اگر شوہر اپنی بیوی کے پستان سے دودھ پی لیوے تو کیسا ہے؟ (۳۹۹/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: عورت کا دودھ پینا سوائے شیر خوار بچے کے کسی وقت کسی طرح درست نہیں ہے، پس ایسا علاجِ حرام نہ کرنا چاہیے۔ شوہر اگر اپنی عورت کے پستان کا دودھ مُنہ لگا کر پی لیوے گا تو بہ سبب اس کے کہ عورت کا دودھ ہر شخص کو حرام ہے، شوہر مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا، مگر نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا۔ فقط

سوال: (۶۱۳) کسی شخص کو ایسی بیماری ہوگئی کہ بغیر کسی عورت کے دودھ پیئے اچھا نہیں ہوسکتا، تو اس حالت میں اگر وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو جائز اور حلال ہے یا حرام؟ اور دودھ پینے سے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آئے گا؟ (۱۱۱۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مصَّ رجلٌ ثَدْیَ زوجتِهٖ لم تحرم (۱) کسی مرد نے اپنی زوجہ کے پستان چوسے اور دودھ پیا، اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی (الدرّالمختار، باب الرّضاع) وفیه أیضًا: ولم یبح الإرضاع بعد مدّتهٖ (۲) یعنی مباح نہیں ہے دودھ پینا بعد مدتِ رضاع یعنی زمانہ شیر خوارگی کے، ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا مرد کو جائز نہیں ہے اور یہ کہ دودھ پینے سے اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوتی، اور تداوی کے لیے اس وقت استعمال اس کا درست ہے کہ اس میں شفا بہ قولِ طبیب حاذق مسلمان ثابت ہو، اور کوئی دوسری دوا اس کے قائم مقام نہ ہو (۳) فقط

سوال: (۶۱۴) عورت کا دودھ کسی دوا میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۴۲۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عورت کے دودھ کا استعمال دوا میں بلاضرورتِ شدیدہ درست نہیں ہے، اور ضرورتِ شدیدہ یہ ہے کہ طبیبِ حاذق تجویز کرے اور کوئی دوائے حلال اس کے عوض نہ ملے۔ فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع الردّ: ۴/۳۱۰، کتاب النّکاح – آخر باب الرضاع .

(۲) الدرّالمختار مع الردّ: ۴/۲۹۴، کتاب النّکاح – باب الرضاع .

(۳) وظاهر المذهب المنع کما في رضاع "البحر" لکن نقل المصنّف ثمة وهنا عن "الحاوي" وقیل یرخص إذا علم فیه الشّفاء و لم یعلم دواءً آخر کما رخّص الخمر للعطشان وعلیه الفتوٰی الخ (ردّالمحتار: ۴/۲۹۵، کتاب النّکاح – باب الرّضاع وفي الدرّالمختار مع الشّامي: ۱/۳۲۵، کتاب الطّهارة – باب المیاه – مطلب في التّداوي بالمحرّم)

سوال: (۶۱۵) مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نفع المفتي میں لکھتے ہیں کہ عورت کے دودھ کا استعمال دواءً جائز ہے۔ اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''بہشتی زیور'' میں لکھتے ہیں کہ عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں (۱) حرام اور ناجائز ہے، ان دونوں صورتوں میں صحیح کیا ہے؟ (۱۹۳۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مولانا تھانوی سلمہ نے اصل مذہب اور ظاہر الروایۃ کے موافق ممنوع فرمایا ہے۔ اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے موافق قول مفتی بہ کے دوءاً استعمال کرنے کو جائز لکھا ہے۔

مولانا تھانویؒ کے قول کی دلیل یہ عبارت ہے: **لایجوز الانتفاع به للتّداوي** (۲) (**شامي، باب الرّضاع**) اور جواز کی دلیل یہ عبارت شامی کی ہے: **وظاهر المذهب المنع كما في إرضاع "البحر" لكن نقل المصنّف ثمة وهنا عن "الحاوي": وقيل: يرخّص إذا علم فيه الشّفاء ولم يعلم دواء آخر كما رُخّص الخمر للعطشان وعليه الفتوىٰ الخ** (۳)

اپنی بیوی کا دودھ پینا حرام ہے

سوال: (۶۱۶) ایک گروہ کہتا ہے کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا بہ عذر یا بلا عذر جائز ہے، دوسرا گروہ مطلقًا منع کرتا ہے، اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۲۸۱۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اپنی زوجہ کا دودھ پینا حرام ہے، لیکن اس سے نکاح میں خلل نہیں آتا، یعنی اگر کسی نے اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا تو وہ عورت اس مرد کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، لیکن یہ دودھ پینا حرام ہے، چنانچہ یہ دونوں مسئلے درمختار میں منقول ہیں:

دودھ پینے کی حرمت کے متعلق یہ عبارت ہے: **ولم يبح الإرضاع بعد مدّته لأنه جزء آدمي والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصّحيح الخ** (۴) اور دوسرے مسئلہ کی دلیل یہ

(۱) اختری بہشتی زیور، چوتھا حصہ، ص:۱۹، دودھ پینے اور پلانے کا بیان۔ مسئلہ:۲۱۔
(۲) الشّامي: ۲۹۴/۴، كتاب النّكاح – باب الرضاع .
(۳) ردّالمحتار: ۲۹۵/۴، كتاب النّكاح – باب الرّضاع . وفي الدرّالمختار مع الشّامي: ۳۲۵/۱، كتاب الطّهارة – باب المياه – مطلب في التّداوي بالمحرّم .
(۴) الدرّالمختار مع الردّ: ۳۱۰/۴، كتاب النّكاح – آخر باب الرّضاع .

عبارت ہے: مصَّ رجلٌ ثدي زوجته لم تحرم الخ(۱) اورعذر اور بلاعذر سے معلوم نہیں کیا مراد لی ہے؟ اگر مرض کا عذر مراد ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ حرام چیز کو اگر بہ ضرورت دوا استعمال کیا جاوے بہ شرطیکہ اور کوئی دوا حلال میسر نہ ہو تو اس صورت میں تداوی بالحرام کو بعض فقہاء نے بعض شرائط کے ساتھ جائز رکھا ہے، اورعبارت درمختار: لغیر ضرورة کی قید سے یہی ضرورت مراد ہے۔ فقط

زوجہ کا دودھ آنکھ میں ڈالنا

سوال: (۶۱۷) زوجہ کے دودھ میں دوا گھس کر آنکھ میں ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۷/۱۱۱۷ھ)

الجواب: اس سے حرمت نہیں ہوتی، مگر بلاضرورت شدیدہ استعمال عورت کے دودھ کا درست نہیں ہے۔ فقط

علاج کے لیے بچہ کو گدھی کا دودھ پلانا

سوال: (۶۱۸) ایک بچہ جو نہایت کمزور ولاغر ہے، عمر اس کی دس ماہ کی ہے، اکثر حکیم وڈاکٹر اس کے لیے گدھی کا دودھ تجویز کرتے ہیں، آیا بچہ کو گدھی کا دودھ پلانے سے والدین کو گناہ ہوگا یا نہ؟

(۱۳۳۶/۳۵-۱۵۱ھ)

الجواب: واضح ہو کہ جس جانور کا گوشت حرام ہے اس کا دودھ بھی حرام ہے، لہٰذا گدھی کا دودھ بھی حرام ہے، لیکن دواوعلاج کے لیے اگر نافع ہونا اس کا موافق رائے اطبائے حذاق ثابت ہے، تو اس کا استعمال درست ہے (۲) فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع الردّ: ۲۹۴/۴، کتاب النّکاح – باب الرّضاع .

(۲) و کره لحم الأتان أي الحِمارة الأهليّة .... ولبنها و لبن الجلاّلة الّتي تأكل العَذِرَةَ ، و لبن الرَّمَكة أي الفَرَسِ وبول الإبل ، و أجازه أبو يوسف رحمة الله عليه للتّداوي —— وفي الشّامي: قوله: (ولبنها) لتولّده من اللّحم فَصَارمثله (الدّرالمختار والشّامي: ۴۱۳/۹-۴۱۴، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

جانور کا پتّا دوا میں ڈالنا

(یہ دونوں مسئلے فتاوی دار العلوم ۱/ ۳۳۸ اور ۱/ ۳۵۷ میں شائع ہو چکے ہیں)

سوال: (۶۱۹) پتّا حلال جانور کا اگر کسی دوا میں ڈالا جائے اور وہ دوا کھانے میں استعمال نہ کی جائے بلکہ بدن کے ملنے کی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بدن ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟
(۱۳۳۸/۳۶۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: مرارة كل حيوان كَبَوْلِهِ الخ (۱) پس جیسا کہ بول مأکول اللّحم کا نجس ہے پتّا (۲) بھی نجس ہے، اور تداوی بہ ضرورت جائز ہے، پس نماز کے وقت اس جگہ کو دھولیا جائے۔ فقط

سوال: (۶۲۰) پتّا بیل اور بھینس اور پتّا خنزیر میں اور دوائیں ملا کر گولیاں بنا کر اس مریض کو جو کہ لاعلاج مرضِ سرسام سے بے ہوش ہو اور قریب المرگ ہو، اور کسی دوا سے ہوش نہ آتا ہو اور دوائے مذکور سے پانچ منٹ میں ہوش آتا ہو، کیا جب اور کوئی دوا کارگر نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے؟
(۱۳۴۱/۱۵۳۴ھ)

الجواب: ایسی حالت میں کہ دوا نجس میں ظن شفا و نفع غالب ہو اور کوئی دوا پاک اس کے قائم مقام نہ ہو سکے، بعض فقہاء نے اجازت ایسے ادویہ کے استعمال کی دی ہے، جیسا کہ ردالمحتار میں ہے: قوله: (اختلف في التّداوي بالمحرَّم) ففي النّهاية عن الذّخيرة: يجوز إن علم فيه شفاء و لم يعلم دواء آخر إلخ (۳) (شامي) فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱/۴۸۹، كتاب الطّهارة – باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء و الاستنقاء و الاستنجاء.

(۲) یہاں پتّے سے مراد وہ سیال مادہ ہے جو پتّے کی تھیلی میں ہوتا ہے، پتّے کی تھیلی مراد نہیں ہے، کیوں کہ پتّے کی تھیلی دھونے سے پاک ہو جاتی ہے، مگر اس کو کھانا مکروہ ہے۔ تقریرات رافعی میں ہے: (قوله : ولو أدخل في إصبعِهِ مَرارةَ مأكول اللّحم يكره عنده) وجه الكراهة استعمال النّجاسة، لأن الجلدة نجسة بمجاورة ما فيها من النّجاسة ، فلو غسلها و كانت من ذكيّةٍ فلا كراهة فيما يظهر. الخ (تقريرات الرّافعي مع حاشية ابن عابدين: ۱/۵۰، كتاب الطّهارة، فصل في الإستنجاء)

(۳) ردّالمحتار: ۱/ ۳۲۵، كتاب الطّهارة – باب المياه ، مطلب في التّداوي بالمحرم.

سانپ کے پھنے میں دوا جلا کر تیار کرنا

سوال: (۶۲۱) ایک دوا سانپ کے پھنے میں جلا کر تیار کی ہے اور پھنا و دوا دونوں جل کر ایک ذات ہو گئے، لہٰذا اس دوا کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۸۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حرام دوا کا استعمال ایسی حالت میں فقہاء نے جائز لکھا ہے کہ طبیب مسلمان حاذق اس کا نافع ہونا بیان کرے اور کوئی دوسری دوا پاک وحلال اس کے قائم مقام نہ ہو سکے (۱) پس یہی حکم اس دوا کا ہے جو سانپ کے پھنے میں جلا کر تیار کی گئی ہے، اور اگر سانپ کا پھنا اس طرح جل جائے کہ خاکستر ہو جائے جیسا کہ لکڑی اور اُپلا جلا دیا جاتا ہے تو وہ خاکستر پاک ہے (۲) ایسی حالت میں اس دوا کے استعمال کے جواز میں کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

ناپاک چیز کا خارجی استعمال درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۲۲) نجس چیز کا استعمال خارجًا درست ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے؟ اور اگر داخل نہیں ہے تو ما بہ الفرق کیا ہے؟ اس کو استصباحِ دُھنِ نجس (ناپاک تیل سے چراغ روشن کرنے) پر کیوں قیاس نہیں کر سکتے؟ (۵۷۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شامی جلد اول ستر عورت کے بیان میں درمختار کے اس قول: وله لبس ثوب نجس

---

(۱) يجوز للعليل شرب الدّم والبول و أكل الميتة للتّداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (الفتاوى الهندية: ۵/۳۵۵، كتاب الكراهية، الباب الثّامن عشر في التّداوي والمعالجات الخ)

(۲) قوله: (و يطهر زيت الخ) .... فيدخل فيه كل ما كان فيه تغيرٌ وانقلاب حقيقة، و كان فيه بلوى عامة .... وعَذِرة صارت رمادًا أوحمأة، فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرى لامجرد انقلاب وصف الخ (ردالمحتار: ۱/۴۵۰، كتاب الطّهارة– باب الأنجاس)

قوله: (والحرق كالغسل) لأن النّار تأكل مافيه من النّجاسة حتى لا يبقى فيه شيء ...... ولهذا لوأحرقت العذرة وصارت رمادًا طهرت للاستحالة كالخمر إذا تخللت الخ (الشّامي: ۱۰/۳۷۹، كتاب الخنثى – مسائل شتّٰى)

في غیر صلاۃ کی توضیح میں مذکور ہے: قال ط: ولم یتعرّض لحکم تلویثه بالنّجاسة، و الظّاهر أنّه مکروه لأنّه اشتغال بمالا یفید الخ (۱) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاضرورت نجس چیز کا استعمال خارجًا بھی مکروہ ہے، اور شراب اور میته کا بھی یہی حکم ہے، بہ ضرورتِ تداوی درست ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں علت اشتغال بمالا یفید موجود نہیں ہے۔

جس مرہم میں خنزیر کی چربی شامل ہے اس کا حکم

سوال: (۶۲۳) انگریزی شفاخانوں کی بہت سی دواؤں میں شراب شامل ہوتی ہے، خنزیر کی چربی بہت سے مرہموں میں شامل ہے، علاوہ ازیں خالص شراب کئی قسم کی بہت سے امراض میں مستعمَل ہے مثلاً نمونیا جو ایک مہلک مرض ہے اور خارجی و داخلی طور سے ان دواؤں کا استعمال ہوتا ہے، یہ جائز ہے یا نہ؟ (۳۷/۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جس دوا میں شراب یا چربی خنزیر وغیرہ کا ہونا محقق ہو اس کا استعمال حرام اور ناجائز ہے، اور ایسی دوا کے استعمال داخلی وخارجی کے جواز کے لیے وہ شرائط ہیں جو فقہاء نے دوائے محرم کے جواز کے لیے ضروری لکھی ہیں، مثلاً یہ کہ تجربہ یا طبیبِ حاذق کے قول سے اس کا نافع ہونا یقینی ہو، اور اس کا بدل دوائے حلال سے نہ ملتا ہو (۲) مرضِ مہلک اور خطرناک میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوگا کہ اگر اس دوائے حرام ونجس یا مشتبہ کا نافع ہونا محقق ہو، اور دوائے حلال اس کے بدلے اس درجہ کی مؤثر ثابت نہ ہو تو دوا حرام ایسے وقت میں حلال ہو جاتی ہے۔

سوال: (۶۲۴) جن انگریزی مرہموں میں خنزیر وغیرہ کی چربی کی آمیزش ہوتی ہے ان کی خرید وفروخت اور استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۳۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ناجائز ہے اور استعمال بھی ناجائز ہے اور مجبوری کا حکم دوسرا ہے۔ فقط

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۲/۷۰، کتاب الصّلاة – باب شروط الصّلاة – مطلب في سترالعورة.　　(۲) قوله: (اختلف في التّداوي بالمحرَّم) ففي النّهاية عن الذّخيرة: یجوز إن علم فیه شفاء و لم یعلم دواء آخر إلخ.
(ردّالمحتار: ۱/۳۲۵، کتاب الطّهارة –باب المیاه، مطلب في التّداوي بالمحرّم)

مینڈک اور جونک وغیرہ کے تیل سے تیار کی ہوئی دوا کا حکم

سوال: (۶۲۵) ایک دوا بارہا کے تجربہ سے نہایت مجرب ثابت ہوچکی ہے، مگر غیر مأکول اللّحم حیوانات مینڈک وجونک وغیرہ کے تیل سے تیار کی گئی ہے، ایسی دوا کو بہ طور غذا یا مالش علی السویہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۱۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: حرام دوا کا نافع ہونا اگر تجربہ وطبیب حاذق کی رائے سے معلوم ہوجائے تو فقہاء رحمہم اللہ نے بہ ضرورتِ شدیدہ کہ کوئی دوسری دوائے حلال اس کے قائم مقام نہ ہوسکے اس کے کھانے اور استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ كما في الشّامي: وقيل بالجواز إذا علم فيه الشّفاء كما في الفتح هنا وقال في موضع آخر: إن أهل الطب يثبتون نفعًا للبن البنت للعين وهي من أفراد مسئلة الانتفاع بالمحرَّم للتّداوي كالخمر، واختار في النّهاية والخانية الجوازَ إذا علم فيه الشّفاء ولم يجد دواءً غيرَه بحر (۱) (۱۱۳/۴) فقط

شیر اور سانڈا کی چربی کا خارجی استعمال

سوال: (۶۲۶) ایک شخص کو چربی شیر وچربی سانڈا (۲) اپنے جسم پر مالش کرنے کی ضرورت ہے تو دواءً اس کا استعمال جائز ہے یا نہ؟ اور نماز کے وقت دھوسکتا ہو تو بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۶۲۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ناپاک اور حرام چیزوں کا دواءً استعمال کرنا اس وقت جائز ہے کہ اور کوئی دوا حلال اس کا بدل نہ ملے اور طبیب حاذق تجویز کرے، پس اگر ایسا ہو تو استعمال حرام دوا کا جائز ہے۔ اور اگر اس کو دھو نہ سکے تو بدون دھوئے نماز صحیح ہے۔ (لیکن دھوسکتا ہو تو نماز کے وقت دھونا ضروری ہے، دھوئے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ محمد امین پالن پوری)

---

(۱) الشّامي: ۱۹۴/۷، كتاب البيوع – باب البيع الفاسد، مطلب في التّداوي بلبن البنتِ للرّمد قولان.

(۲) سانڈا: گوہ کی قسم کا ایک جانور جس کا تیل نکال کر گٹھیا کے درد کے لیے یا طِلا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ (فیروز اللغات)

سوال: (۶۲۷) ایک عنین جو ہر طرح کے علاج سے مایوس ہوگیا ہوتو وہ اشیائے محرمہ کا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ یعنی جونک، گینڈا، سانڈا، مینڈک، وغیر کا تیل نکال کر جو دوا بنائی گئی ہے استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۷۰۲/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: بہ ضرورت دوا اشیائے محرمہ کا استعمال جائز ہے بہ شرطیکہ طبیب حاذق کی رائے میں بہ ظن غالب وہ دوا مفید ہو۔ قال في الشّامي: واختار في النّهاية والخانية الجواز إذا علم فيه الشّفاء ولم يجد دواء غيره بحر (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس دوا میں شراب ملی ہوئی ہو اس کا حکم

سوال: (۶۲۸) جس دوا میں شراب ہو اس سے علاج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۲۷/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: جس دوا میں شراب کا جزو ہونا یقینی ہے اس کے ساتھ علاج کرنا اور اس دوا کا استعمال کرنا بدون اس صورت کے کہ جس میں حرام دوا بھی جائز ہو جاتی ہے جائز نہیں ہے، اور حرام دوا کا استعمال اس وقت درست ہے کہ طبیب حاذق کی رائے میں وہ زیادہ تر مفید ہو، اور فائدہ کے لیے متعین ہو اور اس کا بدل حلال دوا سے نہ ملے۔ کما حقّقه الفقهاء رحمهم الله (۲) فقط

سوال: (۶۲۹) ایک شخص عرصہ پچیس برس سے مختلف امراض میں مبتلا ہے، اور علاج اس کا ڈاکٹری ادویہ سے ہوتا رہا، جب تک دوا کا استعمال کرتا ہے تب تک تو اچھا رہتا ہے، اور جب دوا چھوڑ دیتا ہے تو بیمار ہوجاتا ہے، اب اس شخص کو تحقیق ہوگیا کہ یہ ادویات اکثر شراب وغیرہ سے مرکب ہوتی ہیں، لہٰذا اس نے دوا چھوڑ دی، جس کی وجہ سے بہت تکلیف میں مبتلا ہے، اب فرمایئے ایسی حالت میں ان ادویات کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ (۲۰۰۶/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ادویۂ حرام کا استعمال ایسی صورت میں کہ نفع ان کا ثابت ہو، اور اس کا بدل ادویۂ حلال میں نہ مل سکے، فقہاء نے جائز لکھا ہے، پس ایسی ضرورت میں ادویۂ محرمہ کا بہ قدرِ ضرورت

---

(۱) ردّالمحتار: ۷/ ۱۹۴، کتاب البیوع– باب البیع الفاسد، مطلب في التّداوي بلبن البنت للرّمد إلخ

(۲) يجوز للعليل شرب الدّم والبول و أكل الميتة للتّداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (الفتاوى الهندية: ۵/ ۳۵۵، كتاب الكراهية، الباب الثّامن عشر في التّداوي والمعالجات الخ)

استعمال درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجبوری کی حالت میں دوا کے طور پر شراب استعمال کرنا

سوال: (۶۳۰) شراب کا استعمال دوا کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۱/۸-۳۲/۱۳۳۳-۳۴ھ)

الجواب: خاص امراض جن میں اور کوئی دوا نافع نہ ہو اور شراب کا نافع ہونا تجربہ سے معلوم ہو تو بہ ضرورت استعمال شراب کا درست ہے۔ فقط

سوال: (۶۳۱) میں ۸ سال سے بہ عارضۂ قلب سخت علیل ہوں، تندرستی خراب ہوگئی، جہاں تک ہوسکا علاج یونانی و ڈاکٹری کیا گیا، فائدہ کی صورت قطعی نظر نہ آئی، اب دو چار ڈاکٹر حکیموں نے متفق ہوکر یہ رائے قائم کی ہے کہ کچھ عرصہ تک روزانہ ایک بیضہ مرغ ہمراہ ایک تولہ شراب کھایا جائے، فرمایئے شراب کا استعمال ایسی حالت میں جائز ہے یا نہیں؟ (۳۸۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسی حالتِ مجبوری میں جب کہ اور کوئی دوا حکیم اور ڈاکٹر حاذق تجویز نہ کریں، بعض فقہاء رحمہم اللہ نے حرام دوا شراب وغیرہ کی استعمال کی اجازت دی ہے، لہٰذا ایسی حالتِ مرض میں استعمال شراب کا بہ غرض دوا جائز ہے۔ فقط

سوال: (۶۳۲) جس شخص کو مولمی (۱) کی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ خودکشی پر بھی تیار ہوجاتا ہے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا، مگر شراب نوشی سے کافی تسلی ہوجاتی ہے، کیا اس کو عذرًا شراب نوشی جائز ہے؟ (۱۹۵۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر اور کوئی دوا کارگر نہ ہو تو مجبوری کی حالت میں حرام دوا کی فقہاء نے اجازت دی ہے، لہٰذا ایسے وقت میں کہ کوئی حلال دوا اس مرض کے لیے نافع نہ ہو شراب کی تداوی جائز ہے۔

زندہ مرغ کا پیٹ چاک کر کے مریض کے سر پر باندھنا

سوال: (۶۳۳) زندہ مرغ کا پیٹ چاک کر کے سرسام (۲) والے کے سر پر باندھتے ہیں،

---

(۱) مولمی: دیوانہ، سڑی، پاگل (فیروز اللغات)

(۲) سرسام: ایک بیماری جس سے دماغ میں ورم آجاتا ہے (فیروز اللغات)

کیا یہ جائز ہے؟(۱۰۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بلا ذبح کر کے ایسا کرنا درست نہیں کہ اس میں تعذیب ہے، اور پھر استعمالِ میتہ خود حرام ہے۔فقط واللہ اعلم

مجبوری میں دوا کے طور پر افیون کا استعمال اور اس کی خرید وفرخت کا حکم

سوال: (۶۳۴) مریض مایوس العلاج کے لیے اگر کوئی مسلمان حکیم حاذق افیون سے علاج کرنا تجویز کرے تو شرعًا افیون کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟ بہ صورت جواز خرید وفروخت بھی جائز ہوگی یا نہ؟(۴۴/۱۳۴۲/۲۷ھ)

الجواب: قال في الدرّالمختار: وكذا كل تداوٍ لايجوز إلا بطاهر، وجوّزه في النّهاية بمحرَّم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد مباحًا يقوم مقامه الخ (۱) وصحّ بيع غير الخمرمما مرّ، ومفاده صحّة بيع الحشيشة والأفيون الخ (درمختار) ثمّ إن البيع وإن صحّ لٰكنه يكره(۲)(شامی) وفيه أن جواز إقدام المشتري على الشّراء للضّرورة لايفيد صحّة البيع كمالواضطر إلى دفع الرّشوة لإحياء حقّه جازله الدّفع وحرم على القابض الخ(۳)(شامی)

ان عبارات سے جواز تداوی بالمحرم عندالضرورت اورصحت بیع وشراء افیون معلوم ہوئی، اورآخر عبارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ جوازِ تداوی مستلزم جوازِ بیع کونہیں ہے، کیونکہ تداوی ہرایک حرام کے ساتھ بہ شرائطِ معتبرہ جائز ہے اور بیع اس کی جائز نہیں ہے، مگر افیون کی بیع وشراء کو امام صاحب بلاضرورت تداوی بھی جائز مع الکراہت فرماتے ہیں، پس بہ ضرورتِ تداوی بہ درجۂ اولیٰ جائز ہے۔

مجبوری میں مانعِ حمل دوا اِستعمال کرنا

سوال: (۶۳۵) زینب بیوہ نے زید کے ساتھ بلامرضی واطلاع اپنے بھائی برادران وگاؤں

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۷۴/۹، كتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع.

(۲) الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۳۴/۱۰، كتاب الأشربة. (۳) ردّالمحتار: ۱۹۴/۷، كتاب البيوع – باب البيع الفاسد، مطلب في التّداوي بلبن البنت للرمد قولان.

سے پوشیدہ اپنا نکاح ثانی کرالیا تھا، چونکہ راج پوت نکاح ثانی کو برا جانتے ہیں، اور زینب کو نکاح کی ازحد ضرورت تھی اس لیے زینب نے نکاح ثانی ازخود زید سے کرلیا تھا، کچھ عرصہ کے بعد زینب کو حمل رہ گیا، نہایت دشواری ہوئی، اگر حمل رکھا جائے تو تمام گاؤں اور بھائی برادران ہر دواشخاص کو جان سے ماردیں گے، اسی خوف سے وہ حمل تو دو ماہ کے اندر دوا کے استعمال سے گرادیا، اور پھر بھی خوف ہے کہ کبھی پھر حمل نہ رہ جائے اگر کوئی دوا یا علاج اس قسم کا کیا جائے جس سے حمل نہ رہے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۴۵۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر ایسے خوف کی حالت میں کہ اندیشۂ ہلاکت ہے ایسا علاج کیا جائے تو کچھ مواخذہ ان شاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگا، جیسا کہ عزل بھی ایسی حالت میں درست ہوسکتا ہے، لیکن جونسمہ ہونے والا ہے وہ ہوکر ہی رہے گا علاج ہو یا نہ ہو۔ فقط

سوال: (۶۳۶) زید کی بیوی کے قُویٰ بارہا اولاد ہونے کی وجہ سے نہایت مضمحل ہیں، زید اور اس کی بیوی اس امر پر راضی ہوگئے ہیں کہ کسی دوا کے استعمال سے قطعِ توالد وتناسل کرڈالیں، حسبِ عادت جماع جاری رہے اور اولاد نہ ہو، یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۶۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہ صورت مذکورہ وعذرِ مذکور فعلِ مذکور درست ہے۔ **كما قالوا في إسقاط الحمل قبل التّخليق: قال في النّهر: بقي هل يباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم، يباح مالم يتخلّق منه شيء الخ** (۱) (شامی: ۲/۳۸۰) فقط

پانچ چھ ماہ کا حمل گرانا حرام ہے

سوال: (۶۳۷) ایک عورت بیوہ ہوئی اس کو نکاح کے واسطے کہا گیا، اس نے انکار کردیا، بعد میں ایک شخص سے حمل رہ گیا، تین چار ماہ کے بعد اس آدمی سے نکاح کرادیا، بعد کو چھ ماہ کے درمیان جب حمل ظاہر ہوگیا تو گرادیا گیا، تو کیا یہ نکاح صحیح ہوگیا تھا یا نہیں؟ اور جب چھ سات ماہ کا حمل ہوجائے اس کا گرانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور زانی کی کیا سزا ہے؟

(۳۱۷۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) ردّالمحتار: ۴/۲۵۲، كتاب النّكاح – باب نكاح الرّقيق– مطلب في حكم إسقاط الحمل.

الجواب: زنا کرنا حرام اور معصیت کبیرہ ہے اور زانی کی شرعی سزا یہ ہے کہ اس کو پتھروں سے سنگسار کیا جائے اور مارا جائے، جب کہ اس کا زنا کرنا شرعًا ثابت ہوجائے، اور یہ گناہ شدید تر ہے کہ عورت بیوہ نکاح سے انکار کرے اور زنا کی مرتکب ہو، اور یہ مسئلہ علیحدہ ہے کہ جو بیوہ عورت زنا سے حاملہ ہوجائے اس کا نکاح بہ حالتِ حمل درست ہے یا نہیں؟ سو حکم شرعی یہ ہے کہ حاملہ من الزنا کا نکاح بحالت حمل زانی اور غیر زانی سے درست اور صحیح ہے، لیکن اگر زانی کے ساتھ نکاح ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو شوہر کو وضعِ حمل سے پہلے بہ حالتِ حمل وطی کرنا بھی جائز ہے، اور اگر نکاح غیر زانی سے ہوا ہو تو اس کو حالتِ حمل میں وطی کرنا درست نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: لئلایسقی ماء ہ زرع غیرہ (۱) اور پانچ چھ ماہ کے بچہ کو گرانا یعنی پانچ چھ ماہ کا حمل ساقط کرنا حرام اور ناجائز ہے، ایسا کرنے والا سخت گنہ گار اور ظالم ہے۔ فقط

ٹوٹا یا گرا ہوا دانت دوبارہ لگوانا

سوال: (۶۳۸) ٹوٹے ہوئے یا گرے ہوئے دانت کو دوبارہ لگوانا جائز ہے یا نہیں؟
(۸۳۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جس شخص کا دانت ٹوٹ کر گر جائے اس کو نیا دانت لگوانا یا وہی دانت لگوانا جائز ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ جو دانت ٹوٹ گیا ہے اور گر گیا ہے دوبارہ اس کو نہ لگوائے۔ فإنّ أبا حنیفة رحمة اللّٰہ علیه یکرہ أن یعیدھا و یشدّھا بفضّة أو ذھب إلخ (۲) (شامي: جلد:۵) لیکن اگر کسی نے ایسا کرلیا تو جائز ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے، اس لیے گنجائش ہے، قاضی خان میں ہے: وقال أبو یوسف رحمة اللّٰہ علیه: لابأس بأن یشدّ ثنیته في موضعھا (۳)

---

(۱) عن حَنَشٍ الصّنعاني عن رُوَیْفِع بن ثابت الأنصاري قال: قام فینا خطیبا قال: أما أنّي لا أقول لکم إلاّ ما سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یقول یوم حُنین: قال: لا یحلّ لامرئ یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر أن یسقی ماء ہ زرع غیرہ یعني إتیان الحبالی الحدیث (سنن أبي داوٗد: ص:۲۹۳ کتاب النّکاح – باب في وطي السّبایا)

(۲) الشّامي: ۴۴۱/۹، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللّبس.

(۳) الفتاوی الخانیة علی الفتاوی الھندیة: ۴۱۳/۳، کتاب الحظر والإباحة، باب ما یکرہ من الثّیاب والحليّ والزّینة وما لا یکرہ.

اورالبحرالرائق میں ہے: وقال أبویوسف رحمة اللّٰه علیه: یشدّها بالذّهب والفضّة في مکانها (۱) وذکر في جامع الصّغیر: إذا تحرك سنّ الرّجل فشدّها بذهب، قال محمد رحمه اللّٰه تعالیٰ: لابأس به. وهوقول أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ الأوّل (۲) اورشامی میں ہے: وجوّزهما محمد أي جوّزالذّهب والفضّة أي جوّز الشدّ بهما إلخ (۳) قاضی خان میں ہے: وکذا إذا سقطت سنّه لابأس بأن یتّخذ سنًا من فضّة، ویکره أن یتّخذ من ذهب إلخ (۴) فقط

کھوکھلی ڈاڑھ میں مصالحہ بھرنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۳۹) میرے دائیں نیچے کی ڈاڑھ میں ایک گڑھا ہوگیا ہے، کھانے میں قریب آدھے چاول کے کوئی چیز اٹک جاتی ہے، اور بغیر اس کے نکالے چین نہیں پڑتا، اور پانی پینے کے وقت چیس ہوتی ہے، اس ڈاڑھ کے گڑھے میں مصالحہ بھرنا شرعًا درست ہے یا نہیں؟ (۲۹۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولاطعام بین أسنانه أوفي سنه المجوف. به یفتی وقیل: إن صلبًا منع وهوالأصحّ (۵) اورشامی نے بھی اس اخیر قول کی تصحیح کی ہے (۶) پس معلوم ہوا کہ کھوکھلی ڈاڑھ میں کوئی سخت مصالحہ بھرنا جو پانی کے اندر پہنچنے کو مانع ہو غسل کے لیے حارج ہے اور غسل ادا نہ ہوگا (۷) البتہ وضو میں جوکلی کرنا فرض نہیں ہے سنت ہے اس لیے وضو صحیح ہوگا، اگر چہ ترک سنت ہوگا،

(۱) تکملة البحرالرّائق: ۹/۳۴۲، کتاب الکراهیة، فصل في الأکل والشّرب.
(۲) الفتاویٰ الخانیة علی الهندیة: ۳/۴۱۳، کتاب الحظر والإباحة، باب ما یکره الخ.
(۳) الشّامي: ۹/۴۴۱، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللّبس.
(۴) الفتاویٰ الخانیة علی الهندیة: ۳/۴۱۳، کتاب الحظر والإباحة، باب ما یکره الخ.
(۵) الدرّالمختار مع الردّ: ۱/۲۵۹، کتاب الطّهارة – قبیل: سنن الغسل.
(۶) قوله: (وهوالأصح) صرح به في شرح المنیة لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضّرورة والحرج اهـ ولا یخفی أن هذا التّصحیح لا ینافي ما قبله، فافهم (۱/۲۵۹، کتاب الطّهارة– مطلب في أبحاث الغسل – قبیل: سنن الغسل)
(۷) اصح یہ ہے کہ غسل صحیح ہوجائے گا۔ کفایت المفتی میں ہے:
جواب: (۱۸۲) دانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھوانا جائز ہے اور محض زینت کے لیے چڑھوانا مکروہ ہے، اور ضرورۃً چڑھایا ہوا ہو یا بلاضرورت بہرصورت غسل ووضو کے لیے مانع نہیں، کیوں کہ وہ ==

لیکن غسل میں مُنہ کے اندر پانی پہنچانا فرض ہے، لہٰذا ایسے مصالحہ سخت سے جو کہ پانی کے پہنچنے کو روکے غسل ادا نہ ہوگا۔ فقط

پتھر یا ہڈی کا دانت لگانا جائز ہے

سوال: (۶۴۰) جس شخص کے دانت ضعیفی میں اکھڑ جاویں اس کو ہڈی یا پتھر کے دانت لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۴۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

عرق کشی سے پہلے دوا اور پانی سے بھرا ہوا مٹی کا گھڑا گھوڑے کی لید میں رکھنا

سوال: (۶۴۱) ایک مٹی کے گھڑے میں چند دوائیں رکھ کر گھڑا پانی سے بھر کر منہ بند کر کے تایا (پگھلایا) جائے، اور ایسا گڈھا کھودا جائے کہ گھڑا اس کی گہرائی میں آسکے، اور گھڑے کے نیچے اور اوپر گھوڑے کی لید رکھی جائے اور ایسے موقع پر یہ گھڑا رکھا جائے جہاں شبنم اور دھوپ دونوں آسکیں، ۱۵ یوم کے بعد گھڑا نکال کر ان دواؤں کا عرق کھینچا جائے، ایسی دوا کے استعمال میں مسلمانوں کے لیے کوئی نقص تو نہیں ہے؟ (۹۳۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مٹی کا گھڑا چونکہ نجاست کو کھینچتا ہے اور اثر اس کا اندر پہنچتا ہے، اس لیے وہ ادویہ

== ایک جزو لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہ خلاف آٹے اور چکنے میل کے کہ وہ جزو لازم نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ (کفایت المفتی: ۹/۱۴۷، کتاب الحظر والإباحة، دسواں باب: لباس ومتعلقات لباس)

جواب: (۱۹۷) دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا اگر دانتوں کے کسی مرضِ لاحق کی وجہ سے ضروری ہو یا دانتوں میں مرض پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اس سے محفوظ رہنے کے لیے خول چڑھانا ضروری ہو تو سونے کا خول چڑھانا مباح ہے، اور اگر ضروری نہ ہو محض زینت کے لیے چڑھایا جائے تو مکروہ ہے، اور بہر صورت جب خول کا اتارنا چڑھانا متعذر ہو تو وہ دانتوں کے حکم میں ہو جاتا ہے اور وضو وغسل میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ للحرج المدفوع شرعًا. فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی (کفایت المفتی: ۹/۱۵۵، کتاب الحظر والإباحة، دسواں باب: لباس ومتعلقات لباس)

نجس ہوگئیں استعمال ان کا درست نہیں ہے، مگر اس شرط کے ساتھ جو کہ ادویہ محرمہ کے استعمال کے جواز کے لیے فقہاء نے لکھی ہے مثلاً یہ کہ طبیب مسلم حاذق اس کو مفید بتلاوے اور اس کا بدل دوائے حلال سے نہ ہوسکے۔ فقط

علاج کی غرض سے چاندی کا چھلّا استعمال کرنا

سوال: (۶۴۲) ایک شخص مرض نقرس(۱) کا علاج اس طور سے کرتا ہے کہ ہر دو پاؤں کے انگوٹھوں میں چاندی کا چھلا پہنا تا ہے، زید اس مرض میں مبتلا ہے، اس کو بہ غرض علاج چاندی کا چھلا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۵۱۳ھ)

الجواب: علاجًا استعمال چاندی کے چھلے کا زید کو بہ حالت مذکورہ درست ہے، اور زید گنہ گار نہ ہوگا، اور اس کی نماز میں کچھ نقص نہ ہوگا۔ **لأنّ الضّرورات تبیح المحظورات** (۲) فقط

پاخانہ کے کیڑوں کا لعاب آنکھ میں لگانا

سوال: (۶۴۳) کچھ پاک دوائیاں انسان کے پاخانہ میں ڈال کر اس سے کیڑے پیدا کیے جاتے ہیں، پھر ان کیڑوں کے لعاب کو سلائی سے آنکھ میں لگایا جاتا ہے، اس لیے کہ موتیا بند(۳) وغیرہ آنکھ کے امراض شدیدہ کو ان سے صحت ہوجاتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۷۴۸ھ)

الجواب: بہ ضرورت و بہ غرض علاج استعمال لعاب مذکور کا آنکھ میں جائز ہے۔ فقط

تندرستی برقرار رکھنے کے لیے شراب اور برانڈی کا استعمال درست نہیں

سوال: (۶۴۴) شراب یا برانڈی صحت جسمانی کو قائم رکھنے کے لیے اگر ڈاکٹر تجویز کرے تو

---

(۱) النِّقْرِس: پیروں کے جوڑوں کی بیماری جو اکثر انگوٹھے میں ہوتی ہے، اس کا نام داء الملوك بھی ہے۔ (القاموس الوحید)

(۲) قواعد الفقه: ص:۸۹، قاعده:۱۷۰، و أیضًا في الدرّالمختار مع الردّ: ۱۷۵/۵، کتاب الطّلاق – باب العدّة، فصل في الحداد .

(۳) موتیابند: آنکھ میں پانی اترنے کا مرض جس سے بینائی جاتی رہتی ہے (فیروز اللغات)

اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۳۵۰۷ھ)

الجواب: شراب یا برانڈی کا استعمال محض صحت جسمانی قائم رکھنے کے لیے جائز نہیں ہے۔ قال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم: إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم أو كما قال صلّى الله عليه وسلّم(۱) فقط

فوت شدہ عورت کا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالنا

سوال: (۶۴۵) اگر حاملہ عورت کا چار ماہ یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہوجائے تو اس کے بچے کو پیٹ چاک کرکے نکالا جائے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۲۰۹ھ)

الجواب: درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو کہ حرکت کرتا ہو، تو اس کے پیٹ کو چاک کرکے بچہ کو نکالا جائے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہوجائے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت اور اضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا، کسی مدت کی قید نہیں ہے، بلکہ اگر نواں مہینہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہو، تو پیٹ کو چاک نہ کیا جائے گا، بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت واضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر۔ چنانچہ عبارت درمختار کی یہ ہے: حاملٌ ماتت و ولدها حيٌّ يضطرب شقّ بطنها من الأيسر و يخرج ولدها إلخ (۲) ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حاملہ عورت مرگئی اور اس کا بچہ پیٹ میں زندہ ہے کہ حرکت کرتا ہے، تو بائیں جانب سے عورت کے شکم کو چاک کرکے بچہ کو نکالا جائے۔ فقط

بچہ کی نال تجربہ کار سے کٹوانا چاہیے؟

سوال: (۶۴۶) بچہ پیدا ہونے کے بعد نال خود کاٹنا چاہیے یا دوسرے تجربہ کار سے کٹوانا

(۱) صحيح البخاري: ۸۴۰/۲، كتاب الأشربة – باب شراب الحلواء والعسل .

(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۳۶/۳، كتاب الصّلاة ، باب صلاة الجنازة ، مطلب في دفن الميّت.

چاہیے؟ ترجیح کس کو ہے؟ (۱۲۹۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو اچھا جانتا ہو اسی سے کٹوانا چاہیے، اور اس میں بحث فضول ہے شرعاً اس میں کوئی نص نہیں ہے، اور کسی کو ترجیح مذکور نہیں ہے، جیسا موقع ہو اور جو واقف ہو وہ اس کام کو کرے۔

انسان کی ہڈیوں کو توڑنا اور چیر پھاڑ کر اپنے ہمراہ رکھنا

سوال: (۶۴۷) عظام انسانی مسلم ہو یا غیر مسلم بہ غرض تشریح چھونا اور اپنے ہمراہ رکھنا اور رقم خرچ کر کے خریدنا اور ہر عضو کو جدا جدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: شریعت میں یہ امر جائز نہیں ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ کافر ذمی کی ہڈیاں بھی محترم ہیں، ان کی ہڈیوں کو بھی توڑنا اور چیرنا پھاڑنا نہ چاہیے، چہ جائے کہ مسلمان کی لاش کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جاوے۔ **قال في الدرّالمختار: (عظم الذّمي محترم)...... لأنّه كما حرم إيذاؤه في حياته لأنه مُثلةٌ، وجبت صيانة نفسه عن الكسر بعد موته. خانية** (۱) **(شامي) و الحديث كسر عَظْمِ الميت ككسره حيًا** (۲) **قال الطّيبي إشارة إلى أنّه لايهان الميّت كما لايهان الحيّ** (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کشتۂ خبث الحدید کو شراب میں حل کرنا اور خشک ہونے کے بعد اس کو کھانا

سوال: (۶۴۸) ایک شخص نے کشتۂ خبث الحدید (۴) کو شراب میں حل کیا ہے اور وہ خشک ہو گیا

---

(۱) الدرّالمختار وردّالمحتار: ۱۴۵/۳، كتاب الصّلاة ، باب صلاة الجنازة ، مطلب في وضع الجريد و نحو الآس على القبور .

(۲) عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: كسر عظم الميّت ككسره حيا (سنن أبي داوٗد: ص:۴۵۸، كتاب الجنائز، باب في الحفار يجدالعظم هل ينكتب ذلك المكان)

(۳) هامش مشكاة المصابيح: ص: ۱۴۹ ، كتاب الجنائز، باب دفن الميّت، الفصل الثّاني. رقم الحاشية: ٦.

(۴) خُبْثُ الحَدِيْد: لوہے کا میل۔ (فیروز اللغات)

ہے اس کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ شراب کا سرکہ بن جاتا ہے تو فقہاء نے اس کو جائز رکھا ہے؟ (۹۴۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے کیونکہ وہ خبث الحدید بوجہ شراب پڑنے کے نجس ہو چکا ہے، پھر خشک ہونے سے پاک نہ ہوگا اور قیاس سرکہ پر صحیح نہیں ہے۔ فقط

طاعون یا ہیضہ سے مرنے والا شہید ہے

سوال: (۶۴۹) طاعون یا ہیضہ یا آگ سے جل کر یا مکان گرنے سے دب کر مرنے والے درجۂ شہادت پا سکتے ہیں؟ (۲۶۰۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اسباب مذکورہ سے مرنے والے کو درجۂ شہادت حاصل ہوتا ہے۔ قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: الطّاعون شهادةٌ لكلّ مسلمٍ (۱) (صحیح بخاری) وعن جابر بن عتيك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: الشّهادة سبع سوى القتل في سبيل اللّٰه: المطعون شهيد والغريق شهيد الحديث (۲) (مشکاۃ شریف: باب عيادة المريض وثواب المرض) وعلٰى هذا في البحر: فقد شهد رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم للغريق وللحريق والمبطون والغريب بأنهم شهداء فينالون ثواب الشّهداء كذا في البدائع (۳) انتهٰى، أقول: وهكذا في الدّر المختار شرح تنوير الأبصار مع الشّامي. وفيه أيضًا: والمهدوم عليه الخ (۴)

سوال: (۶۵۰) مرض طاعون میں فوت ہونے والا شہید ہوتا ہے یا نہیں؟ (۸۰۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ شخص شہید مرتا ہے۔ كما ورد في الحديث. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) صحيح البخاري: ۲/۸۵۳، كتاب الطبّ – باب ما يذكر في الطّاعون.

(۲) مشكاة المصابيح، ص: ۱۳۶ كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المرض، الفصل الثّاني.

(۳) البحر الرّائق: ۲/۳۴۳، كتاب الجنائز – باب الشّهيد.

(۴) الدرّ مع الردّ: ۳/۱۵۳، كتاب الصّلاة – باب الشّهيد – مطلب في تعداد الشّهداء.

تبدیلِ آب و ہوا کی غرض سے طاعون کی جگہ سے نکلنا

سوال: (۶۵۱) جس شہر یا قصبہ میں طاعون شروع ہو جاوے وہاں کے باشندے اہلِ اسلام آیا آبادی کو چھوڑ کر جنگلوں کی طرف بھاگ جائیں یا اپنے اپنے مکانات ہی میں اللہ پاک پر بھروسہ کر کے متمکن رہیں؟ اگر بھاگ جانا جائز ہے تو اس کے کیا احکام اور اَشکال ہیں؟ اور اگر مکان مسکونہ میں ہی رہنا ہے تو اس کے متعلق ہمارے رسول کریم ﷺ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ بہر حال ہمارے پیشوا اور ہمارے رسول کریم ﷺ کا جو اِرشاد ہو اس سے مطلع فرمائیں۔ (۲۴۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار —— جو فقہ حنفیہ کی جامع و معتبر کتاب ہے —— میں ہے: **وإذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كلّ شيء بقدر اللّٰه تعالٰی فلا بأس بأن يخرج ويدخل، وإن كان عنده أنه لو خرج نجا ولو دخل ابتلی به كره له ذلك، فلايدخل ولايخرج صيانةً لاعتقاده وعليه حمل النّهي في الحديث الشّريف. مجمع الفتاوی** (۱) (درمختار) حاصل یہ ہے کہ اگر طاعون والے شہر سے نکلیں یا داخل ہوں تو اگر اس کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر ایک چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو اس کے حق میں نکلنا اور داخل ہونا درست ہے، اور اگر اس کا اعتقاد یہ ہے کہ نکلنے کی وجہ سے مرنے سے بچ جاوے گا اور اگر داخل ہوا تو مبتلائے طاعون ہو جاوے گا تو اس کو نکلنا اور داخل ہونا مکروہ ہے، سو ایسے عقیدہ والا نہ داخل ہو نہ خارج ہو، اور اسی پر محمول ہے ممانعت حدیث شریف میں الخ۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۶۵۲) اگر طاعون شروع ہو تو آبادی کا تخلیہ کر کے جنگل میں یا دوسری آبادی میں جا کر قیام کرنا کیسا ہے؟ اس کے متعلق کوئی حدیث شریف ہے؟ (۲۶۰۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: **عن ابن شهاب عن عبداللّٰه بن عامر أن عمر رضي اللّٰه عنه خرج إلى الشّام فلما كان بِسَرْغٍ بلغه أن الوباء وقع بالشّام، فأخبره عبدالرحمٰن بن عوف أن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه و إذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارًا منه** (۲) (معالم التّنزيل: ۱۱۴/۴) روایت مذکورہ سے ظاہر

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۰۶/۱۰، كتاب الخنثٰی – مسائل شتّٰی، قبيل كتاب الفرائض .

(۲) معالم التنزيل لأبي محمد الحسين الفرّاء البغوي: ص:۱۱۴، البقرة الآية: ۲۴۳. وصحيح البخاري: ۸۵۳/۲، كتاب الطبّ – باب ما يذكر في الطّاعون .

ہے کہ وبائے طاعون فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگر چہ اس کا ہونا ثابت نہیں، لیکن آپ نے ان لوگوں کے متعلق کہ جو اس میں مبتلا ہوں فرمایا کہ جہاں کہیں یہ وبائے طاعون پھیل رہی ہو تو وہاں کے رہنے والوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اس سے خوف زدہ ہو کر وہاں سے نہ بھاگیں، اور وہ جو دوسری بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی نہ چاہیے کہ خواہ مخواہ اس دہکتی ہوئی آگ میں قدم رکھیں، غرضیکہ حدیث مذکور میں ایسی جگہ سے نکلنے اور داخل ہونے دونوں ہی کی ممانعت ہے، لیکن کتب فقہ میں لکھا ہے کہ وہ شخص جس کا اعتقاد اس درجہ محکم ہو کہ نفع و ضرر جو کچھ انسان کو پہنچتا ہے وہ سب تقدیر الٰہی سے ہے کسی شئ میں قدرت نہیں کہ بالذات کوئی ضرر پہنچا سکے، تو پھر اس کے لیے ایسی جگہ سے کہ جہاں طاعون ہو نکلنا اور داخل ہونا جائز ہے، اور جس کا اعتقاد متزلزل ہو یعنی یہ سمجھتا ہو کہ یہاں رہنے میں ہلاکت اور نکلنے میں نجات ہے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہاں سے نکلے یا داخل ہو، اور یہی محمل حدیث مذکور کا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں مجمع الفتاویٰ سے نقل کیا ہے: حيث قال: و إذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كل شيء بقدر اللّٰه تعالٰى فلا بأس بأن يخرج ويدخل، وإن كان عنده أنّه لو خرج نجا ولو دخل ابتلٰى به كره له ذلك، فلا يدخل ولا يخرج صيانةً لاعتقاده وعليه حمل النّهي في الحديث الشّريف انتهٰى (۱) (درّمختار مع الشّامي: ۴۸۲/۵) الحاصل حدیث وروایاتِ فقهیه سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف تبدیل آب و ہوا کی غرض سے آبادی کو چھوڑ کر اس کے متصل یا کسی دوسری جگہ قیام کرے تو اس کے لیے جائز ہے، ہاں اگر یہ قیام بہ نیتِ فرار ہو تو جائز نہیں۔

سوال: (۲۵۳) زید جس شہر میں مع عیال رہتا ہے اس میں مرض وبائی طاعون سے اکثر آدمی مرتے ہیں، اور اس شہر کے بہت سے آدمی دوسرے مقامات کو بھاگ رہے ہیں، زید کا عقیدہ ہے کہ کوئی شخص بلا حکم خدا کے خواہ کوئی مقام ہو مر نہیں سکتا، اس صورت میں دفع توحش کے لیے اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں یا ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ میں منتقل ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۱۶۴۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید کا عقیدہ جب کہ وہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو اس کے حق میں اس جگہ سے باہر چلا جانا یا دوسرے محلّہ میں منتقل ہونا درست ہے، حنفیہ نے وجہ عدمِ جوازِ خروج ودخول کی عقیدہ کی

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۴۰۶/۱۰، كتاب الخنثٰى – مسائل شتّٰى، قبيل كتاب الفرائض .

حفاظت لکھی ہے، پس اگر عقیدہ صحیح ہو، اور وہ شخص جانتا ہے کہ بلا امر حق تعالیٰ کچھ نہیں ہوسکتا، نہ بھا گنا موت سے بچا سکتا ہے نہ اس جگہ رہنا اور داخل ہونا سبب ہلاکت کا بلا امر حق تعالیٰ ہوسکتا ہے، تو اس کے حق میں دخول وخروج جائز ہے۔ قال في الدرّالمختار: و إذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كل شيء بقدر اللّٰه تعالىٰ فلا بأس بأن يخرج ويدخل، وإن كان عنده أنّه لو خرج نجا، ولو دخل ابتلى به كره له ذلك، فلا يدخل ولايخرج صيانة لاعتقاده، وعليه حمل النّهي في الحديث الشّريف. مجمع الفتاوى(۱)(درمختار)فقط

سوال: (۶۵۴) جس گاؤں یا قصبہ میں چوہے مر جاویں تو وہاں کے باشندے اپنے اپنے گھروں سے نکل کر اس گاؤں کے جنگل میں جا کر آباد ہو جاتے ہیں، جب آرام ہو جاتا ہے تو اپنے اپنے مکانات میں آجاتے ہیں، اس انتقال کا نام حفظ ماتقدم اور تبدیل آب وہوا رکھا ہے، گویا یہ اس مرض طاعون کے لیے ایک قسم کا علاج مکمل سمجھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۴۶/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: و إذا خر ج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كل شيء بقدر اللّٰه تعالىٰ فلا بأس بأن يخرج و يدخل، وإن كان عنده أنه لو خر ج نجاولو دخل ابتلى به كره له ذلك، فلا يدخل ولايخرج صيانةً لاعتقاده، وعليه حمل النّهي في الحديث الشّريف. مجمع الفتاوى الخ (۱) اس عبارت سے مذہب فقہائے حنفیہ جو اس بارے میں ہے واضح ہو گیا کہ اگر اعتقاد صحیح ہے اور یہ جانتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ ہر ایک امر اللہ کی تقدیر سے ہے نہ باہر نکلنا نجات دیتا ہے اور نہ وہاں رہنا مارتا ہے، تو اس کے لیے خروج ودخول درست ہے، فليحفظه هذا الأصل وهو محمل حديث النّهي . فقط

سوال: (۶۵۵) ایک شہر میں طاعون ہے، میرے مکان میں چوہے مرنے کی وجہ سے ازحد عفونت ہے، اور آبادی کے سب لوگ ہندو ومسلمان مکانات چھوڑ کر بیرون آبادی مقیم ہیں، ایسی حالت میں مجھے آبادی سے باہر جا کر رہنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۸۹/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی صورت میں آبادی سے باہر جا کر رہنا بہ غرض درستیٔ ہوا درست ہے، مگر عقیدہ درست رکھنا چاہیے، یعنی یہ عقیدہ نہ کرنا چاہیے کہ باہر نکلنے سے نجات ہے اور اس آبادی میں رہنے

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/ ۴۰۶، كتاب الخنثىٰ – مسائل شتّٰى – قبيل كتاب الفرائض .

سے ہلاکت ہے، بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ ہر ایک امر مقرّر و مقدّر ہے، نہ نکلنا موت سے بچا سکتا ہے، نہ وہاں رہنا سبب ہلاکت کا ہے۔ **هٰكذا في الدرّ المختار** (۱) فقط

سوال: (۶۵۶) جس بستی میں طاعون یا دیگر مرض وبائی ہو اس بستی سے نکل کر دوسری جگہ رہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۷/۶۸ھ)

الجواب: فقہائے حنفیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ بحالت مذکورہ اگر عقیدہ صحیح رکھے تو نکلنا اس بستی سے جائز ہے، عقیدہ صحیح رکھنے کی صورت یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ ہر ایک امر من جانب اللہ ہے، اور موت وحیات سب من جانب اللہ ہے، باہر نکلنے سے نجات نہیں اور وہاں رہنے سے موت نہیں ہے۔ **قال في الدرّ المختار: و إذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كل شيءٍ بقدر اللّٰه تعالٰى فلا بأس بأن يخرج ويدخل، وإن كان عنده أنه لو خرج نجا و لو دخل ابتلى به كره له ذلك، فلا يدخل و لا يخرج صيانةً لاعتقاده وعليه حمل النّهي في الحديث الشّريف. مجمع الفتاوٰى** (۱) (شامی: ۴۸۲/۵، دہلی) فقط

سوال: (۶۵۷) جس جگہ طاعون ہوتا ہے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہوا خراب ہوگئی ہے، ہوا کی تبدیلی کے لیے باہر جاؤ۔ اس صورت میں باہر جنگل میں جا کر رہنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۵۷۳ھ)

الجواب: آب و ہوا کی درستگی کے لیے باہر جانا اور جنگل میں رہنا درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، مگر عقیدہ اپنا درست رکھے یعنی یہ نہ سمجھے کہ باہر جانے میں نجات ہے اور وہاں رہنے میں موت ہے، بلکہ موت وحیات کو تقدیر کے حوالہ کرے۔ فقط

طاعون کی جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے تو یہ گناہ کس طرح معاف ہوسکتا ہے؟

سوال: (۶۵۸) طاعون کی جگہ سے عمداً کسی دوسری جگہ جانا کیسا ہے؟ ایسا کرنے والے گنہ گار ہیں یا نہیں؟ یہ گناہ کس طرح معاف ہوسکتا ہے؟ (۱۳۴۲/۵۳۵ھ)

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۰۶/۱۰، كتاب الخنثٰى – مسائل شتّٰى قبيل كتاب الفرائض .

الجواب: درمختار میں ہے کہ اگر اس اعتقاد سے وہاں سے نکلے کہ یہاں ٹھہرنا موجب ہلاکت ہے اور نکلنا موجبِ نجات ہے تو یہ فعل مکروہ تحریمی ہے(۱) اگر کسی نے بہ اعتقاد مذکور ایسا کیا تو وہ عاصی ہوا توبہ کرے، توبہ سے یہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ فقط

طاعون کی ابتدا کب سے ہے؟ اور اس کے دفعیہ کی دعائیں کیا ہیں؟

سوال: (۶۵۹) ابتدا مرض طاعون کی کب سے ہے؟ آنحضرت ﷺ یا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں تھا یا نہیں؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟ طاعون کی جگہ سے بہ غرضِ تبدیلِ آب و ہوا جنگل میں یا دوسرے شہر میں جانا کیسا ہے؟ اور جہاں یہ مرض ہو وہاں دوسرے لوگوں کا داخل ہونا کیسا ہے؟ وبائے طاعون کے دفعیہ کے لیے اذانوں کا کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۳/۱۴۶۴ھ)

الجواب: حدیثِ صحیحین میں ہے: قال أسامة رضي الله عنه: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الطّاعون رِجْزٌ أرسل على بني إسرائيل أوعلى من كان قبلكم، فإذا سمعتم به بأرض فلا تقدّموا عليه و إذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارًا منه (۲) حدیث مذکور میں صاف طور پر موجود ہے کہ وبائے طاعون بنی اسرائیل میں پھیلی تھی، اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس مقام میں طاعون ہو وہاں جانا بھی نہ چاہیے، اور اگر وہاں پہلے سے موجود ہے تو بھاگنا بھی درست نہیں ہے، البتہ تبدیلِ آب و ہوا کی وجہ سے وہاں سے جاسکتا ہے جب کہ اس کے عقیدہ میں کوئی خرابی نہ ہو۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: و إذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كل شيء بقدر الله تعالىٰ فلا بأس بأن يخرج إلخ (۳) اور آیت: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

---

(۱) وإذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كل شيءٍ بقدر الله تعالىٰ فلابأس بأن يخرج ويدخل، وإن كان عنده أنه لوخرج نجاولودخل ابتلى به كره له ذلك، فلا يدخل ولا يخرج صيانةً لاعتقاده (الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۴۰۶، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتّى)

(۲) الصّحيح لمسلم: ۲/ ۲۲۸، كتاب السّلام – باب الطّاعون والطّيرة والكهانة ونحوها، و صحيح البخاري: ۲/۱۰۳۲، كتاب الحيل – باب ما يكره من الاحتيال في الفرار من الطّاعون .

(۳) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۴۰۶، كتاب الخنثىٰ – قبيل كتاب الفرائض .

دِیَـارِهِـمْ وَهُمْ أُلُوْفٌ الآية ﴾(سورۂ بقرہ، آیت:۲۴۳) کی تفسیر میں تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ اس سے بنی اسرائیل کی وہ قوم مراد ہے کہ جن میں وبائے طاعون پھیل گئی تھی اس کے خوف سے اپنے وطن کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جلالین میں ہے: وهـم قـوم مـن بـنـي إسـرائيـل وقع الطّاعون ببلادهم ففرّوا (۱) اورمعالم التّنزيل وغیرہ میں اس قصہ کو نہایت تفصیل سے نقل کیا ہے(۲)

بہر حال حدیث نبوی، آیت اور تفسیر مذکور سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ مرض طاعون کوئی نیا مرض نہیں بلکہ امراض قدیمہ سے ہے جو اسلام سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں آچکا ہے، ادھر مؤرخین کا بھی خیال ہے کہ اس وباء کی ابتدا ڈیڑھ دو ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ سے دنیا میں ہوئی ہے، شریعت اسلامیہ میں سب سے پہلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں ہوا ہے(۳)

اوراس کا علاج وہ عام دعائیں اوراذکار ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں: سنن ابی داؤد میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: قـال سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: من اشتكى منكم شيئًا أواشتكاه أخ له فليقل: ربّنا اللّٰهُ الّذِي في السّماءِ تقدّسَ اسمُكَ أمرُكَ في السّـمـاءِ والأرضِ كـمَا رحمتُكَ في السّماءِ فاجعلْ رحمتَكَ في الأرضِ و اغفرْلنا حُـوْبَـنَا وخطايانا، أنتَ ربُّ الطَّيّبينَ أنزِلْ رحمةً من رحمتِك وشفاءً من شفائِك على هذا الوجع فيبرأ(۴)

اورابوداؤد شریف میں ہے: عـن أنس رضي الله عنه أن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم كان يقول: أللّٰهُمَّ إنّى أعوذُ بِكَ مِنَ الْبَرصِ وَالْجُنونِ والجُذامِ وسيء الأسقامِ(۵)

---

(۱) تفسیر جلالین، ص:۳۷، مطبوعة: مكتبة رشيدية ، دهلي .

(۲) تفصیل کے لیے دیکھیں: معالم التّنزيل للبغوي، ص: ۱۱۴.

(۳) عـن عـبـدالـلّٰـه بـن عباس رضي الله عنهما أن عمر بن الخطّاب رضي الله عنه خرج إلى الشّـام حتّـى إذا كـان بِسَـرْغٍ لـقيـه أمَراءُ الاَجْنَادِ أبوعبيدة بن الجرّاح وأصحابه فأخبروه أن الـوباءَ قد وقع بالشّام الحديث (صحيح البخاري: ۸۵۳/۲، كتاب الطبّ – باب ما يذكر في الطّاعون)

(۴) سنن أبي داؤد، ص:۵۴۳، كتاب الطّبّ – باب كيف الرقي ؟

(۵) سنن أبي داؤد، ص: ۲۱۶، كتاب الصّلاة – باب في الاستعاذة .

غرضیکہ اسی طرح کی بہت سی دعائیں منقول ہیں جو امراض کے دور کرنے کے لیے پڑھی گئی ہیں، اور خاص دعائے دافعِ طاعون رسالہ **علاج القحط والوباء** میں مولانا اشرف علی صاحب نے نقل کی ہے اس کو دیکھنا ہو تو رسالہ مذکور منگا کر دیکھ لیا جائے، یہ دعا امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو بتلائی تھی، باقی اذانوں وغیرہ کا ثبوت احادیث یا آثار صحابہ وغیرہ سے نہیں ہے اس سے بچنا چاہیے کہ دفع مرض کے لیے اذکارِ واردہ ہی کافی ہیں، کسی نئی بدعت کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۶۰) یہاں پر آج کل مرض طاعون ہو رہا ہے، اس کے دفعیہ کے واسطے امام ومقتدی پنج گانہ نمازوں میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد قومہ میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں یہ مذہب احناف ہے یا کیا؟ (۱۳۴۳/۱۳۲۴ھ)

الجواب: ایسے نوازل وحوادث میں حنفیہ کے نزدیک صرف نمازِ فجر میں دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قومہ میں دعائے قنوت پڑھنا ثابت ہے، سب نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا حنفیہ کا مذہب نہیں ہے۔ **و تفصیله في الشّامي**(۱) فقط

سوال: (۶۶۱) دفعیہ طاعون کے لیے حدیث شریف سے کوئی دعا ہو تو تحریر فرماویں؟ (۱۵۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حدیث شریف سے کوئی خاص دعا دفع طاعون کی معلوم نہیں ہے، جو دعائیں عمومًا دفع بلا کی ہیں ان کو پڑھتے رہیں۔ فقط

صدقہ، خیرات سے بیماریاں اور بلائیں دفع ہوتی ہیں

سوال: (۶۶۲) اکثر مسلمانوں میں رواج ہے بیمار کی صحت کے لیے بکرا وغیرہ اللہ کے نام پر

(۱) قوله: (ولا يقنت لغيره) أي غير الوتر .... قوله: (إلّا لنازلةٍ) قال في الصّحاح: النّازلة: الشّديدة من شدائد الدّهر، و لا شكّ أن الطّاعون من أشدّ النّوازل ...... إذا وقعت نازلة قنت الإمام في الصّلاة الجهرية، لكن في الأشباه عن الغاية: قنت في صلاة الفجر...... وهومذهبنا وعليه الجمهور (ردّالمحتار: ۲/۳۸۹-۳۹۰، كتاب الصّلاة – باب الوتر والنّوافل، مطلب في القنوت للنّازلة)

ذبح کر کے اس کا گوشت فقراء اور مساکین پر تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے؟ (۱۳۴۱/۴۹۳ھ)

الجواب: یہ صدقہ اور خیرات ہے، اور صدقہ سے بلا کا دفع ہونا احادیث میں وارد ہے(۱) لہٰذا اس میں کچھ حرج شرعاً نہیں ہے۔ فقط

طاعون وغیرہ وبائی امراض کے دفعیہ کی چند خودساختہ تدبیریں اوران کا شرعی حکم

سوال: (۶۶۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شہر میں بہت طاعون ہوگیا، اہل شہر نے مل کر کچھ روپیہ جمع کیا کہ اس کو صدقہ کیا جاوے اور علماء سے پوچھا کہ اس روپیہ کو کس پر خرچ کریں؟ ایک عالم نے کہا کہ یتیم اور بیوہ عورتوں پر صرف کیا جاوے، اور نیز کہا کہ شہر کے گرداگرد سورۂ یٰسٓ پڑھی جاوے اور جس وقت لفظ مُبِیْن آوے اس وقت کھڑے ہوکر اذان دی جاوے، ایک دوسرے عالم نے کہا کہ یہ فعل بدعتِ سیئہ اور شرک ہے، اور جس نے یہ فعل کیا اس کو تجدیدِ نکاح اور توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے، ورنہ اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ بینوا توجروا (۱۳۳۵/۸۸۹ھ)

الجواب: صدقہ کرنے میں تو ظاہر ہے کہ کچھ حرج ہی نہیں، بلکہ صدقہ سے بلاء دفع ہوجاتی ہے(۱) اور عمل مذکور اگرچہ احادیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے، لیکن بہ طریق اعمالِ مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں، اور کفر وشرک کہنا اس کو غلط ہے، لہٰذا تجدیدِ نکاح کی ضرورت نہیں اور نماز اس کے پیچھے درست ہے، البتہ احوط یہ ہے کہ ایسے عمل کو ترک کردیں۔ فقط

سوال: (۶۶۴) ایام وباء یعنی جب کہ طاعون پڑا ہوا ہو، اس کے دفعیہ کے لیے بلند آواز سے رات کو مسجد کے فرش پر یا اور کسی جگہ پر مثلاً گھر میں یا جنگل میں مردمان جمع ہوکر اذانیں کہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بکری وغیرہ کو شہر کے گرد پھرا کر چوراہے میں ذبح کرنا درست ہے یا نہیں؟
(۱۳۳۳-۳۲/۱۵۱۸ھ)

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال : قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : تصدَّقُوا وداوَوْا مرضاكم بالصّدقة ، فإنّ الصّدقة تدفع عن الأعراض والأمراض، وهي زيادة في أعمالكم وحسناتكم (شعب الإيمان للبيهقي: ۲۸۲/۳ باب في الزّكاة – فصل في من أتاه اللّٰه مالاً من غير مسئلة حديث: ۳۵۵۶، المطبوعة: دارالكتب العلمية ، بيروت)

الجواب: طاعون میں ایسا ثابت نہیں ہے، اذانوں کے کہنے کا کچھ ثبوت نہیں ہے، پس اس کو سنت سمجھ کر نہ کرنا چاہیے اور ترک کر دینا چاہیے، البتہ شامی میں لکھا ہے کہ دعائے قنوت نماز فجر میں اس کے دفعیہ کے لیے پڑھنا درست ہے(۱) اسی طرح بکری وغیرہ کو شہر کے گرد پھرا کر چوراہے میں ذبح کرنا وغیرہ بے اصل ہے اس کو بھی ترک کرنا چاہیے۔

سوال: (۶۶۵) بیماریٔ وباء کے لیے اگر ایک گائے یا بھینسا قصبہ کے گردا گرد سات مرتبہ پھرا کر ذبح کر کے کباب بنا کر سب آدمی بوٹی بوٹی کھا جائیں، اور ایک راستہ پر قرآن شریف لٹکا کر اس کے نیچے سے سب آدمی گزریں، آیا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟ گائے طریقۂ مذکور کے لیے خریدی گئی ہے۔ (۱۲۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ طریقہ درست نہیں ہے، طریق مشروع یہ ہے کہ اس گائے کو بدون گرد قصبہ کے پھرانے کے اللہ کے نام پر ذبح کر کے اس کا گوشت خاص فقراء ومساکین اور بیوہ عورتوں کو اور غرباء کو لوجہ اللہ بہ نیت صدقہ تقسیم کر دیا جائے، اور اغنیاء نہ کھائیں۔ فقط

سوال: (۶۶۶) کسی شہر کے مسلمان دو فرقہ ہیں، ایک فرقہ جب کوئی آفت سماوی مثل وباء وہیضہ وغیرہ نازل ہوتی ہے تو ہر روز بعد نماز عشاء مناجات بہ درگاہ قاضی الحاجات برائے دفع بلاء پڑھ کر کوچہ بہ کوچہ پھرتے ہیں، اور جابہ جا اذان وغیرہ کہتے ہیں، اور اپنے ساتھ عَلَم رکھتے ہیں، اور دوسرا فرقہ اس کو ضلالت وگمراہی کا سبب بتلاتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں، کون سا فرقہ راہ راست پر ہے؟ (۱۳۸۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں کہ اکثر بلاء اور بیماری ہمارے افعال شنیعہ کے باعث نازل ہوتی ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَآ اَصَابَ مِنْ مُصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ تغابن، آیت:۱۱) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (سورۂ

(۱) قوله: (ولا يقنت لغيره) أي غير الوتر …… قوله: (إلّا لنازلةٍ) قال في الصّحاح: النّازلة: الشّديدة من شدائد الدّهر، ولاشكّ أن الطّاعون من أشدِّ النّوازل …… إذا وقعت نازلة قنت الإمام في الصّلاة الجهرية، لكن في الأشباه عن الغاية: قنت في صلاة الفجر …… وهو مذهبنا وعليه الجمهور (ردّالمحتار: ۲/۳۸۹-۳۹۰، كتاب الصّلاة- باب الوتر والنّوافل، مطلب في القنوت للنّازلة)

شوریٰ، آیت: ۳۰) پس اگر ایسے وقت میں بھی انسان متنبہ حاصل کر کے رجوع الی اللہ نہ کرے تو سخت محرومی ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے اور کیا رجوع الی اللہ کا یہ طریقہ ہوسکتا ہے جس کا فرقہ اولیٰ مرتکب ہے؟ علم برداری وغیرہ سب بے اصل ہے اور لہو ولعب ہے، ان سے اجتناب لازمی ہے، بلکہ ضروری یہ ہے کہ اوقات پر پوری پابندی نماز کی کی جائے، سابقہ افعال بد سے خشوع وخضوع کے ساتھ توبہ کی جائے، آئندہ کے لیے افعالِ حسنہ پر پابندی کی جائے اور صدقہ وخیرات حسبِ استطاعت کرنا چاہیے کہ اس سے بلاء اور غضب کا سدِّ باب ہوتا ہے، حدیث شریف میں ہے: إنّ الصّدقة لتطفئ غضب الرّبّ (۱) اور لغو ولایعنی افعال سے بچنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۶۶۷) ہیضہ وطاعون کے زمانہ میں کچھ لوگ جمع ہوکر مسجد ومیدان میں اذان بہ ایک گلا ہوکر پکارتے ہیں، اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ ایک حافظ آگے کھڑا ہوکر سورۂ یٰسین پڑھتا جاتا ہے جب لفظ مُبِیْن پر پہنچتا ہے تو کل لوگ اذان پکارنے لگتے ہیں، سات بار اذان کہتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟ یہ دفعِ وباء کے لیے کرتے ہیں۔ (۱۵۸۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس فعل کی کچھ اصل اور کچھ ثبوت شریعت سے نہیں ہے، لہٰذا ترک کرنا اس کا احوط ہے۔ فقط

سوال: (۶۶۸) طاعون وغیرہ وباء دفع ہونے کے لیے کس دعا کا ورد رکھنا چاہیے؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ سورۂ یٰسٓ پڑھتے ہوئے قصبہ کے گرد چکر لگانا اور ہر مُبِیْن پر اذان کہنا یا ایک کالی بکری لے کر اس کو قصبہ کے گرد پھرانا اور سورۂ یٰسٓ پڑھ کر اس کے کانوں میں دم کرنا اور ذبح کر کے سب مسلمان ایک ایک بوٹی کھائیں اور سری پائے اور کھال چوراہے میں دفن کریں یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وبائے طاعون میں فقہاء نے دعائے قنوت نازلہ کو صبح کی نماز میں دوسری رکعت میں بعد رکوع کے پڑھنے کو لکھا ہے، اور یہ اعمال جو سوال میں مذکور ہیں شریعت میں ثابت نہیں ہیں۔ فقط

سوال: (۶۶۹)......(الف) وباء کے زمانہ میں بعد نماز مغرب یا عشاء امام کا سورۂ یٰسٓ

---

(۱) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إن الصّدقة الحديث (جامع التّرمذي: ۱/۱۴۴، أبواب الزّكاة – باب ما جاء في فضل الصّدقة)

پڑھنا اور مُبِیْن کے الفاظ پر امام اور مقتدیوں کا مل کر سات اذانیں پڑھنا کیسا ہے؟

(ب) وباء کے زمانہ میں سب مسلمانوں سے چندہ جمع کر کے جانور بکرا وغیرہ خرید کر سورۂ بقرہ پڑھ کر گاؤں کے چاروں طرف گھما کر ذبح کرنا اور کھال کا زمین میں دفن کرنا شرعًا کیسا ہے؟

(۴۳۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) شریعت سے اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔

(ب) اس کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۶۷۰) بیماریٔ طاعون کے لیے کسی نے یہ عمل بتلایا ہے کہ کالی بکری کان پکڑ کر گاؤں کے چاروں طرف پھیرو اور سورۂ یٰسٓ پڑھو، پھر اس کو ذبح کر کے اور پکا کے ایک ایک بوٹی تقسیم کر دو اور کھلا دو، خدا فضل کر دے گا، ایسا عمل کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہ؟ (۲۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور یہ ثابت نہیں ہے، البتہ صدقہ کر دینا گوشت کا یا کسی چیز کا یا نقد کا یہ سببِ ردِ بلاء ہے، مگر اس میں کوئی قید اور خصوصیت نہیں ہے اور سب کو بوٹی بوٹی کھلانا یہ صدقہ کی بھی صورت نہیں ہے، کیونکہ صدقہ فقیروں کا حق ہے، پس وہ محتاجوں کو دینا چاہیے۔ فقط

سوال: (۶۷۱) وباء کے دنوں میں بکری یا جاموس (بھینس) کو شہر کے گرد پھرا کر ایک سو ایک مرتبہ سورۂ تغابن اس کے کان میں پھونک کر ذبح کر کے کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۲۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے، ایسا نہ کرے۔

سوال: (۶۷۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی قصبہ یا دیہات میں طاعون یا ہیضہ کے زمانے میں ایک بکری کو موضع یا قصبہ بھر گھما کر سورۂ یٰسٓ شریف پڑھ کر اس کے کان میں دم کر کے کھانا اور سات گھڑا شربت گاؤں کے اردگرد جا بجا رکھ دینا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟ اور ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟ اور اس کی اصلیت ہے یا نہیں؟ ایسے کام کرنے والے قابل ملامت ہیں یا نہیں؟ (۱۶۶۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس فعل کا کچھ ثبوت شریعت میں نہیں، لہٰذا یہ بدعت ومکروہ ہے، ایسا نہ کرنا چاہیے، اور ذبیحہ کا کھانا محتاجوں کو درست ہے، اغنیاء نہ کھائیں، اور مسلمانوں کو ایسے افعال سے احتراز کرنا

چاہیے، البتہ محض صدقہ کردینا بدون کسی قید کے اور تخصیص کے جائز ہے، پس اگر بکرا یا گائے وغیرہ ذبح کرکے اس کا گوشت فقراء کو صدقہ کردیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: (۶۷۳) بعض لوگ ایک بکرا نکالتے ہیں اور اس کے ایک کان میں سورۂ یٰسٓ اور دوسرے میں تَبَارَکَ الَّذِیْ پڑھ کر تمام محلّہ میں پھراتے ہیں، اور ذبح کرکے تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس مرض کے لیے؟ (۱۹۱۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس جگہ طاعون ہو وہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے اور اطباء کا علاج کے لیے جانا درست ہے

سوال: (۶۷۴) جس جگہ طاعون ہو وہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جانا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کے بلا جائے نماز جنازہ نہ ہو، ایسے موضع میں اطباء کو جانا کیسا ہے؟

(۱۳۵۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في الدرّ المختار: مسائل شتّٰی من آخر کتاب الخنثٰی: و إذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن کل شيءٍ بقدر اللّٰہ تعالٰی فلا بأس بأن یخرج ویدخل وإن کان عنده أنه لو خرج نجا ولو دخل ابتلی به کره له ذلك، فلا یدخل ولا یخرج صیانةً لاعتقاده وعلیه حمل النّهي في الحدیث الشّریف. مجمع الفتاوی إلخ (۱) اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس کا اعتقاد درست ہو خروج عن موضع الطاعون کو سبب نجات اور دخول کو سبب ابتلائے ہلاک نہ جانتا ہو، تو اس کے حق میں خروج ودخول ممنوع نہیں ہے، اور ادائے نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے، اس کے لیے وہاں بہ غرض ادائے نماز جانا ضروری ہے، جب کہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ نہ جاوے گا تو نماز جنازہ نہ ہوگی، اسی طرح اطباء کو بھی بہ غرض علاج وہاں جانا درست ہے۔

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۱۰/۴۰۶، کتاب الخنثٰی، مسائل شتّٰی – قبیل کتاب الفرائض .

ضرورت سے طاعون کی جگہ جانا درست ہے

سوال: (۶۷۵) ضرورت سے طاعونی جگہ جانا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۹۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حنفیہ نے اس بارے میں یہ لکھا ہے کہ اگر عقیدہ اس کا صحیح ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہر ایک چیز اللہ کی تقدیر سے ہے، تو اس کو طاعون کی جگہ سے کہیں جانا یا طاعون کی جگہ آنا درست ہے، درمختار میں ہے: **وإذا خرج من بلدة بها الطّاعون فإن علم أن كلّ شيء بقدر الله تعالٰى فلا بأس بأن يخرج ويدخل الخ** (۱) فقط

معالج کی غلطی سے مریض مر گیا تو معالج قتل کا مجرم ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۶۷۶) زید کی زوجہ کو دفعۃً کھانسی ہوئی جو کہ جنگی بخار میں لازمی ہے، زید نے یہ سمجھ کر کہ یہ معمولی کھانسی ہے اور بلغم خشک ہو گیا ہے، ایک نسخہ بارد ادویہ کا استعمال کرایا جو کہ جنگی بخار میں بے حد مضر ہے، اس کی وجہ سے نمونیا پیدا ہو کر زوجۂ زید فوت ہو گئی، تو زید قتل کا مجرم ہوا یا نہیں؟

(۳۸۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: زید اس صورت میں ہرگز جرمِ قتل کا مجرم نہ سمجھا جائے گا، بلکہ اس پر اس میں کچھ گناہ نہیں ہے، معمولی مرض کھانسی و زکام میں طبیب و غیر طبیب نسخہ معمولی پلا دیتے ہیں کسی کو نفع ہوتا ہے کسی کو نہیں، اسی بخار جنگی میں بعض اطباء نے بھی ادویہ باردہ کا استعمال کرایا ہے، لہٰذا ایسی غلطی سے جب کہ نیت ضرر رسانی کی نہ ہو، مواخذہ اور گناہ نہیں ہوتا۔ فقط

طبیب کا امیر و غریب سے فیس لینا

سوال: (۶۷۷)...... (الف) ایک صاحب پیشۂ طبابت کرتے ہیں، گھر پر بلا فیس دیکھتے ہیں باہر جانے کی فیس لیتے ہیں، ایک اہل غرض ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا فلاں عزیز بیمار ہے چل کر دیکھ لیجئے، طبیب صاحب فرماتے ہیں کہ چار یا پانچ روپے فیس لیں گے، اہل غرض میں

---

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۴۰۶/۱۰، كتاب الخنثٰى، مسائل شتّٰى – قبيل كتاب الفرائض .

ایک روپیہ سے زیادہ کی طاقت اور وسعت نہیں، وہ معذرت کرتا ہے، مگر طبیب صاحب لحاظ نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ اس رقم سے کم پر نہ جائیں گے، مریض زیادہ بیمار ہے، اور دوسرا کوئی طبیب نہیں، یا اور ہے بھی تب بھی انہیں کا علاج کرنا زیادہ مناسب ہے، جبراً قہراً منظور کرکے طبیب صاحب کو لے جاتا ہے، ایسے پیشہ والے کو اس سختی سے فیس لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) طبیب صاحب ایک موضع میں اپنی مقررہ فیس پر گئے اور مریض کو دیکھا، ایک پڑوسی نے جس کے گھر علالت تھی یہ خیال کرکے کہ طبیب صاحب آئے ہیں مریض کو دکھا دینا چاہیے، طبیب صاحب کو اپنے گھر پر مریض کے دیکھنے کو بلایا، یہاں بھی طبیب صاحب نے وہی فیس وصول کی جو اس مریض سے لی تھی جس کو مخصوص دیکھنے آئے تھے، اس صورت میں اس طور سے فیس وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۰۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف-ب) جب کہ طبیب کو اجرت اور فیس لینا جائز ہے تو جو مقدار وہ مقرر کرے اس کا لینا درست ہے، مروت کی بات دوسری ہے کہ غریبوں سے مروت کرنی چاہیے اور حسبِ حیثیت غریبوں سے کم فیس لینا اچھا ہے اور بالکل نہ لینا اور بھی اچھا ہے اور کارِ ثواب ہے، لیکن جو کچھ اس نے صفائی اور سختی سے مقرر کیا اور لیا وہ بھی حرام نہیں ہے، اور دوسری صورت بھی درست ہے یعنی کئی گھروں سے ان کی طلب پر جانے سے سب سے فیس لینا درست ہے، اصل یہ ہے کہ طبیب کو اجرت مقرر کرنا اور اجرت مقررہ کا لینا درست ہے، اس میں کچھ موقع شبہ کا نہیں ہے۔ فقط

فیس لے کر علاج کرنا

سوال: (۶۷۸) مطب کرنا فیس لے کر جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مطب اور علاج کرنا فیس لے کر درست ہے۔ کما في الحدیث: عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما قال: احتجم النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم وأعطی الحجام أجره الحدیث رواه البخاري(۱) فقط

---

(۱) صحیح البخاري: ۳۰۴/۱، کتاب الإجارة – باب خراج الحجّام.

عطار کا بالقصد دوائیں کم دینا

سوال: (۶۷۹) میں عطار ہوں آج کل ادویات گراں ہیں، بدیں وجہ نسخہ اکثر زیادہ قیمت کا ہوجاتا ہے جس کو مریض برداشت نہیں کرسکتا، اگر نسخہ بلا اطلاع مریض تحریر نسخہ کے خلاف یعنی ادویات کے وزن میں کمی کر کے باندھ دیا جاوے تو یہ طریقہ جائز ہے یا نہ؟ (۱۵۲۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نسخہ کی مقدار کے خلاف عطار کو بالقصد ادویہ کم دینا درست نہیں ہے۔ فقط

طبیب کے لیے جنازے میں شرکت کرنا ضروری ہے یا مریض کو دیکھنا؟

سوال: (۶۸۰) طبیب کو برادری میں جنازہ کی شرکت ضروری ہے یا مریض کا دیکھنا؟ (۲۲۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس وقت جو امر اہم معلوم ہو وہ کرے۔ فقط

فائدہ نہ ہونے کے باوجود طبیب سے جو روپیہ طے ہوا تھا اتنا ہی روپیہ دینا ضروری ہے

سوال: (۶۸۱) ایک مریض نے ایک طبیب سے علاج کرایا، طبیب کے کہنے کے مطابق چار روپیہ کی دوا خرچ ہوئی، اور وہ پانچ روپیہ نفع میں چاہتا تھا، مگر یہ شرط نہ تھی کہ آرام ہونے سے پانچ روپیہ دوں گا، اب مریض کو چار روپیہ دینا چاہیے یا پانچ روپیہ؟ (۱۶۶۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر پانچ روپیہ دوا اور علاج کے مقرر ہوگئے تھے تو پانچ روپیہ ہی دینے چاہئیں، اگرچہ طبیب طلب نہ کرے، اور اگر وہ معاف کردے اور چار روپیہ پر ہی راضی ہوجاوے تو یہ اس کو اختیار ہے، اس طبیب سے اس کا تذکرہ کردیا جاوے، جو کچھ اس کی منشا ہو اس کے موافق کریں۔

جذامیوں سے اختلاط رکھنے والوں سے نفرت کرنا

سوال: (۶۸۲) مریضان جذام دیہات میں آبادی سے باہر رہا کرتے ہیں، ان کے تندرست

رشتہ دار بھی جذامیوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں، مگر دیہات کے مسلمانان ان تندرست لوگوں کے ساتھ جذامیوں کے اختلاط کی وجہ سے نہ کھاتے پیتے ہیں نہ مسجدوں میں نماز پڑھنے دیتے ہیں، تندرست لوگوں سے بہ وجہ اختلاط کے بہت نفرت کی جاتی ہے، یہ نفرت کرنا اوران کو مسجدوں سے منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا ان سے مناکحت ناجائز ہے؟(۵۷۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ان تندرستوں کے ساتھ ایسا معاملہ متارکت کا کرنا اوران کو مسجدوں میں آنے سے اور نماز پڑھنے سے روکنا درست نہیں ہے۔اوران سے تنفر کرنا درست نہیں ہے اور مناکحت ان سے درست ہے۔قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية﴾(سورۂ بقرہ، آیت:۱۱۴) فقط

علاج کے لیے ستر کھولنا اور طبیب کا دیکھنا درست ہے

سوال: (۶۸۳) ایک عورت پردہ نشین کے ایک ایسی جگہ زخم ہے کہ جو ستر میں داخل ہے اور بلا اس کے شگاف کے آرام ہونا محال ہے، آیا اس کو کسی مرد کو دکھا دینا چاہیے یا نہیں؟(۲۳۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: طبیب وجراح کو بہ ضرورت اس موقع پر نظر کرنا درست ہے۔فقط

ڈاکٹر عورت کا پیٹ دیکھ سکتا ہے

سوال: (۶۸۴) حکیم کو عورت مریضہ کا پیٹ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟(۲۳۹۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کتب فقہ میں لکھا ہے کہ طبیب کو مریض کا موقعِ مرض دیکھنا درست ہے(۱) اگر نیت بری ہوگی تو وبال اس پر ہے۔فقط

---

(۱) و يحرم النّظر إلى العورة إلا عند الضّرورة كالطّبيب أي له النّظر إلى موضع المرض ضرورة فيرخّص له إحياءً لحقوق النّاس ودفعًا لحاجتهم (والخاتن والخافضة)...... هي الّتي تختن النّساء (والقابلة والحاقن الّذي يعمل الحقنة ولا يتجاوز) كل واحد منهم (قدر الضّرورة) فإنّه يلزم أن يَغُضُّوْا أبصارهم من غير موضع المرض والختان والحقنة (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: ۴/۱۹۹، كتاب الكراهية – فصل في بيان أحكام النّظر ونحوه)

نصف بدن دھوپ میں اور نصف سایہ میں رکھنا

سوال: (۶۸۵) نصف بدن دھوپ میں اور نصف سایہ میں رکھنا منع فرماتے ہیں؛ آیا اس سے مراد درخت کا سایہ ہے یا دیوار کا، اور اس میں نہی شفقۃً ہے یا حکمًا؟ (۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: الفاظ حدیث یہ ہیں: عن أبي هريرة رضی الله عنه يقول: قال أبو القاسم صلّى الله عليه وسلّم :إذا كان أحدكم في الشّمس وقال مخلد: في الفئ فقلص عنه الظلّ فيصار بعضه في الشّمس و بعضه في الظلّ فليقم .رواه أبو داوٗد (۱) صاحب مرقات لکھتے ہیں: قوله: (فليقم) أي فليتحوّل منه إلى مكان آخر يكون كله ظلاً أو شمسًا لأن الإنسان إذا قعد ذلك المقعد فسد مزاجه لاختلاف حال البدن من المؤثرين المتضادين الخ (۲) سے معلوم ہوا کہ ممانعت بہ وجہ شفقت ہے اور خوفِ فسادِ مزاج کے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
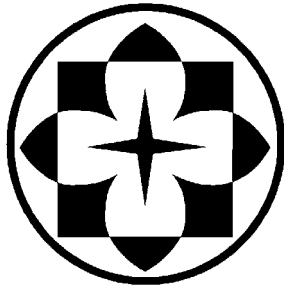
(۱) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دھوپ میں ہو— اور مخلد نے کہا: سایہ میں ہو، اور سایہ اس سے ہٹ جائے اور اس کا بعض جسم دھوپ میں اور بعض سایہ میں رہ جائے تو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے (ابوداؤد)

(سنن أبي داوٗد: ص:۶۶۳، كتاب الأدب، باب في الجلوس بين الشّمس والظّل)

(۲) صاحب مرقات نے فرمایا: فليقم کا مطلب یہ ہے کہ وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ چلا جائے جہاں پورا سایہ ہو یا دھوپ ہو، اس لیے کہ انسان جب ایسی جگہ بیٹھتا ہے تو اس کا مزاج خراب ہو جاتا ہے دو متضاد چیزوں کے اثر سے بدن کی حالت مختلف ہونے کی وجہ سے۔

(المرقاة شرح المشكاة: ۹/۹۲، كتاب الآداب، باب الجلوس والنّوم والمشيّ، الفصل الثّاني)

تعویذات اور عملیات کے احکام

کیا عملیات ہر بیماری کے لیے شفا ہیں؟

سوال: (٦٨٦) مولوی صاحب جھاڑ پھونک کے بارے میں ظاہر کرتے ہیں کہ تعویذات آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ وادعیہ ماثورہ شفاء لکلّ داء ہیں، حتی کہ اگر کسی کی ولادت نہ ہوتی ہو تو خداوند کریم ان کے استعمال کرنے پر اپنے فضل سے اولاد بھی عطا فرماتا ہے، فریق ثانی منکر ہے۔ (۱۴۲۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس میں مولوی صاحب کی بات غلط نہیں ہے، ایسا ہوسکتا ہے۔ فقط

آیاتِ قرآنی سے عملیات کرنا درست ہے

سوال: (٦٨٧)......(الف) آیات قرآنی سے عملیات مثل تعویذ وگنڈا آسیب وغیرہ کے کرنا درست ہے یا نہیں؟

(ب) جنات کے عمل خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرامؓ نے آیات قرآنی سے کیے ہیں یا نہیں؟

(ج) آیات قرآنی کے عملیات میں شرعًا اثر مانا گیا ہے یا نہیں؟ (۲۱۹۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(ب) ایسا عمل صحابہ سے ثابت ہے(۱)

(ج) اثر مانا گیا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعویذ کا جواز ثابت ہے

سوال: (۶۸۸) تعویذ کا لکھنا مثل زعفران یا روشنائی وغیرہ سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ زید مطلقاً تعویذ لکھنے اور باندھنے کو منع کرتا ہے۔(۹۲۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اللہ کے نام اور دعاؤں سے تعویذ کا جواز ثابت ہے، مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کا جواز نقل کیا ہے(۲) کما لایخفی علی الماهر (۳) پس زید کا مطلقاً تعویذ لکھنے اور باندھنے کو منع کرنا خلاف اجماع ہے۔فقط

---

(۱) عن أبي سعيد رضي الله تعالىٰ عنه قال: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يتعوّذُ من الجانّ وعين الإنسان حتّى نزلت المعوّذتانِ فلمّا نَزلتَا أخذ بهما، وترك ما سواهما (جامع التّرمذي:۲/۲۶، أبواب الطّبّ، باب ما جاء في الرّقية بالمعوّذتين)

وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن نفرًا من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مَرُّوْا بماءٍ فيهم لَدِيْغٌ أو سَلِيْمٌ ، فعرض لهم رجلٌ من أهل الماءِ ، فقال هل فيكم من رَّاقٍ ؟ إنّ في الماء رجلاً لَدِيْغًا أو سَلِيْمًا، فانطلقَ رجلٌ منهمْ فقرأَ بفاتحة الكتابِ علىٰ شاءٍ فبرأَ ، فجاء بالشَّاءِ إلىٰ أصحابهِ فكرهوا ذلك ، وقالوا: أخذتَ على كتاب اللّٰهِ أجرًا حتّى قدِمُوا المدينةَ ، فقالوا: يا رسول الله ! أخذ على كتاب الله أجرًا ، فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم :"إنّ أحقّ ما أخذتمْ عليه أجرًا كتاب الله "(صحيح البخاري: ۸۵۴/۲، كتاب الطّبّ، باب الشّرط في الرُّقية بقطيعٍ من الغنمِ)

(۲) و أمّا ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصّفات الربّانية والدّعوات المأثورة النّبوية فلا بأس، بل يستحب، سواء كان تعويذا أو رقية أونشرة(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة: ۸/۳۶۰-۳۶۱، كتاب الطبّ والرقى، الفصل الثّاني، المطبوعة: مكتبة إمدادية ، ملتان)

(۳) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: إذا فَزِعَ أَحَدُكُمْ في النّوم فليقل : أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ، فإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ، فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُلَقِّنُهَا ==

تعویذ میں قرآنی آیات ہندسوں میں لکھنا جائز ومفید ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۸۹) عامل بعض تعویذوں میں قرآنی آیات لکھتے ہیں بعض میں ہندسہ، کیا دونوں قسم کے تعویذ مفید ہیں یا ایک ہی قسم کے؟ زید کہتا ہے کہ قرآن شریف ہدایت خلق کے لیے ہے نہ کہ مرض کے لیے بہ طور نسخہ استعمال کرنا؛ یہ صحیح ہے یا نہ؟ (۲۰۱۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: دونوں قسم کے تعویذ جائز ہیں، اور دونوں مفید ہوسکتے ہیں، قرآن شریف ہدایت خلق کے لیے ہے اور امراض کے لیے بھی اس میں شفا ہے، غرض شفائے ظاہری و باطنی اس میں ہے: ﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (سورۂ اسراء: آیت: ۸۲) فقط

تعویذ دینے کے لیے طبی تجربہ ضروری نہیں

سوال: (۶۹۰) بلا طبی تحقیقات اور طبی تجربہ کے ہر ایک مریض کو آسیب یا مسان (أُمُّ الصِّبْيَان) وغیرہ (کا تعویذ دینا) حرام وجھوٹ نہیں؟ (۵۷۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: تعویذ دے دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور دھوکا دینا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے۔

== (يُعَلِّمُهَا) من بلغَ من ولده ومن لم يَبلُغ منهم كتبها في صكٍ ، ثمّ علّقها في عُنُقِهِ؛ هذا حديث حسن غريب (جامع التّرمذي: ۱۹۲/۲، أبواب الدّعوات، بابٌ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ (حضرت شعیبؒ) سے اور وہ اپنے دادا (یعنی حضرت عبداللہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت تم میں سے کوئی شخص نیند میں ڈرے تو اسے چاہیے کہ یہ کلمات پڑھے: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ. میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب سے، اس کے عذاب سے، اس کے بندوں کی برائی سے، شیاطین کے وسوسوں سے، اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں، پس شیاطین ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے ان کلمات کے کہنے والے کو''۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اپنی اولاد میں سے جو بالغ ہوتا اس کو یہ کلمات سکھاتے، اور اولاد میں سے جو نابالغ ہوتا ان کلمات کو کاغذ کے پرچہ پر لکھتے، پھر اس کی گردن میں لٹکاتے۔

قرآن پڑھ کر دم کرنا اور اس پر اجرت لینا

سوال: (٦۹۱) ہمارے ملک میں رواج ہے کہ لوگ واسطے بیماروں کے یا واسطے بارش کے ختم قرآن شریف امام مسجد وغیرہ سے کراتے ہیں، اور اس کے عوض روٹی کھلاتے ہیں یا کچھ نقد دے کر رخصت کر دیتے ہیں، اور دونوں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ واسطے پڑھا ہے، اور اللہ واسطے دیا ہے، لیکن اگر دیا نہ جاوے تو ناراض ہوتے ہیں، اور اگر کہا جاوے کہ لینا دینا ناجائز ہے تو حدیث بکریوں والی پیش کرتے ہیں، اس حدیث کا اصل مطلب کیا ہے؟ اور منتر پڑھ کر دم کرنے سے کیا مراد ہے؟
(۱۴۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: رقیہ بہ کتاب اللہ درست ہے جو کہ حدیث أخذِ قطیعِ غنم سے ثابت ہے(۱) چنانچہ صاحب لمعات حدیث مذکور کے متعلق لکھتے ہیں: وفیہ دلیل علی أن الرقیة بالقرآن وأخذ الأجرة علیها جائز بلاشبهة، وهكذا حكم الأجرة على تعليم القران و كتابته مع خلاف فيه إلخ (۲) اور علامہ شامی نے کہا کہ فتوی فقہائے حنفیہ کا جواز اجرت علی تعلیم القرآن پر ہے نہ تلاوت قران شریف پر (۳) پس معلوم ہوا کہ بہ طریق رقیہ قرآن شریف پڑھ کر دم کرنا اور اس رقیہ پر

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه إن ناسًا من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كانوا في سفر، فمرُّوا بحيّ من أحياء العرب، فاستضافوهم ، فلم يضيّفوهم ، فقالوا لهم : هل فيكم راقٍ ؟ فإن سيّد الحيّ لديغٌ أو مُصابٌ، فقال رجل منهم : نعم ، فأتاه ، فرقاه بفاتحة الكتاب ، فبرأ الرجل ، فأعطى قطيعا من غنم ، فأبٰى أن يقبلها، وقال: حتّى أذكر ذلك للنبي صلّى اللّه عليه وسلّم ، فأتى النّبي صلّى الله عليه وسلّم ، فذكر ذلك له ، فقال: يا رسول اللّه ! واللّه ما رقيت إلا بفاتحة الكتاب، فتبسم وقال: وما أدراك أنها رقية ، ثم قال: خذوا منهم و اضربوا لي بسهم معكم (الصّحيح لمسلم: ۲۲۴/۲، كتاب السّلام، باب جوازِ أخذِ الأجرةِ علَى الرُّقْيَةِ بالقرآنِ والأذكارِ)

(۲) هامش مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۸ ، كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الأوّل . رقم الحاشية: ٤ ۔

(۳) المفتىٰ بهٖ جواز الأخذ استحسانًا على تعليم القرآن لا علىٰ القراء ة المجرّدة (الشّامي: ۹/٦٦-٦۷، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التّلاوة الخ)

اجرت لینا اور اسی طرح تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست ہے۔

اور صورت مسئولہ میں نہ رقیہ ہے نہ تعلیم اور یہ بھی معروف ہے کہ **المعروف کالمشروط**(۱) لہٰذا صورت مسئولہ میں بہ طریق معاوضہ کچھ لینا درست نہیں ہے، اور اگر نیت لینے اور دینے والے کی محض لوجہ اللہ ہو اور معاوضہ کا خیال نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ فقط

عالم کو بلا کر عمل کرانا اور روپیہ دینا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۹۲) آسیب کے دفعیہ کے واسطے کسی عالم پابند شریعت کو بلا کر دعا خوانی کرانا اور روپیہ پیسہ دینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ جائز ہے۔ فقط

تعویذ کا نذرانہ واپس مانگنا

سوال: (۶۹۳) زید مسان (۲) کا علاج بہ ذریعہ تعویذات کرتا ہے، عمر نے اپنے لڑکے کا علاج کرایا اور پانچ روپیہ نذرانہ بہ رضائے خود زید کو دیا، عرصہ کے بعد وہ لڑکا مر گیا، تو اب عمر وہ نذرانہ واپس مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے روپے واپس کردو، ورنہ قیامت میں مواخذہ ہوگا، آیا زید پر مواخذہ ہے یا نہیں؟ اور عمر اپنے روپیہ واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ اور زید نے جو کچھ عمر سے لیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید نے عمر سے جو کچھ لیا اور عمر نے بہ خوشی بہ وجہ عمل اور تعویذ زید کو دیا، زید کو اس کا لینا شرعاً حلال ہے، زید پر اس کا کچھ مواخذہ نہیں، اور نہ اخروی مواخذہ ہے، اور نہ عمر کو اس کے واپس لینے کا کچھ حق ہے، عمر کا دعویٰ غلط ہے۔

آیت کے اعداد لکھ کر باندھنا اور پینا کیسا ہے؟

سوال: (۶۹۴) مسلمانوں کو دفعیہ آسیب یا امراض جسمانی کے واسطے آیت یا دعا کے اعداد لکھ

(۱) المعروف بالعرف کالمشروط شرطا (قواعد الفقه، ص:۱۲۵، قاعدہ:۳۳۴)

(۲) مسان: بچوں کی ایک بیماری جس میں بچہ سوکھتا جاتا ہے، اُمُّ الصِّبْیَان (فیروز اللغات)

کر باندھنا یا پینا اور تعویذ کر کے روپیہ پیسہ لینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

آیت کے اعداد لکھ کر دفع جن کے لیے جلانا

سوال: (۶۹۵) بوسیدہ قرآن شریف کو دفن کرنا بہتر ہے یا جلانا؟ اور آیت کے اعداد لکھ کر دفع جن کے لیے جلانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قرآن شریف بوسیدہ کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا مستحب ہے، جلانا نہ چاہیے، اگر کوئی نقش دفع جن کے لیے جلایا جاوے، کچھ مضائقہ نہیں، آیت کو نہ جلایا جاوے۔ فقط

جس تعویذ میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو ہندو کو دینا اوران پر قرآن شریف پڑھ کر دم کرنا

سوال: (۶۹۶) ایسے تعویذ کہ جس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو وہ تعویذات ہندو کو دینا اور ان پر قرآن شریف پڑھ کر دم کرنا کیسا ہے؟ (۲۰۱۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: تعویذ دینا درست ہے اور ان پر دم کرنا بھی درست ہے۔

سوال: (۶۹۷) چمار وغیرہ کو پندرہ کا نقش لکھ دینا، آیاتِ شفاء پینے کو دینا اور پیسے اجرت کے لینا جائز ہے یا نہ؟ (۵۵۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز ہے۔

فاسق وفاجر سے تعویذ لینا اور تعویذ کے نیچے اپنا نام لکھنا

سوال: (۶۹۸) ایک شخص صوم وصلاۃ کا پابند نہیں، نیز تعویذ لکھتا ہے، اس کے نیچے اپنا نام لکھ دیتا ہے، تعویذ کے نیچے نام لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس شخص سے تعویذ لینا چاہیے یا نہیں؟

(۲۱۱۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو شخص صوم وصلاۃ کا پابند نہیں وہ فاسق وفاجر ہے، اس سے تعویذ لینا جائز نہیں ہے(۱) اور اس کے تعویذ میں کچھ اثر نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ تعویذ کے نیچے اپنا نام لکھنے میں شرعًا کچھ حرج اور کچھ ممانعت نہیں ہے۔

تعویذ گلے میں ڈال کر بیت الخلاء میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۶۹۹) قرآن شریف کی کوئی سورت یا آیت یا درود شریف موم جامہ میں رکھ کر بطور تعویذ گلے میں ڈال کر بیت الخلا جاسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۳۰۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اچھا یہ ہے کہ بیت الخلاء جانے کے وقت کھول دے، مجبوری میں معذوری ہے۔

ناپاکی کی حالت میں تعویذ پاس میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰۰) پیشاب پاخانہ وحیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں تعویذ موم جامہ کیا ہوا یا جو دعا کسی چیز پر کندہ ہو پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۶-۳۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست ہے۔

امساک کے لیے آیات لکھ کر جماع کے وقت ران پر باندھنا

سوال: (۷۰۱) جو تعویذ مشتمل ہو آیات قرآنی پر اس کو برائے امساک یا قدرت علی الجماع

---

(۱) اصح یہ ہے کہ جائز ہے، مگر بہتر نہیں۔ جیسا کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کے درج ذیل فتویٰ سے واضح ہے:

سوال: (ب/۸۶۹) جو شخص صوم وصلاۃ کا پابند نہیں، فاسق وفاجر ہے، اس سے تعویذ لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا فقط والسلام المستفتی: محمد یونس قاسمی

شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۲/۶/۱۹ھ

الجواب: (تب/۱۵۷) جائز ہے، مگر بہتر نہیں۔ فقط کتبہ: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۴۳۲/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح: محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری الجواب صحیح: وقار علی غفرلہٗ الجواب صحیح: فخر الاسلام

مرد یا عورت کی ران پر باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا یہ سوئے ادبی ہے؟ (۲۲۱۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: بے شک ایسے تعویذ جس میں آیات قرآنیہ وادعیۂ ماثورہ ہوں ایسے موقع پر مرد یا عورت کو باندھنا اچھا نہیں ہے، اس میں سوئے ادبی ہے۔ فقط

جنّات کو آیات کے ذریعہ پکڑنا اور جلانا جائز ہے

سوال: (۷۰۲) شیاطین وجنات کو جو بنی آدم کو ایذا دیتے ہیں کسی آیات قرآنی سے پکڑنا یا جلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۹۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

آسیب اور جادو وغیرہ کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰۳) آسیب وجن وشیطان وبھوت وجادو کا ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ اور ان سے آدمیوں کو تکلیف پہنچنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۹۳۹/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: آسیب اور جن اور شیطان اور بھوت سب ایک ہیں ان سے کبھی انسان کو تکلیف پہنچتی ہے، اور جادو وغیرہ کا اثر بھی ہوتا ہے۔

سوال: (۷۰۴) از روئے شرع شریف آسیب کوئی چیز ہے یا نہیں؟ اور وہ آدمی کو بیمار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اہل یورپ وغیرہ جو آسیب کے منکر ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ (۲۰۱۹/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: اثر ہونا جن بھوت کا ثابت ہے، اور شریعت میں اس کا انکار نہیں ہے، جو لوگ منکر اس کے ہیں وہ اس کو مرض سمجھتے ہیں، اور فی الواقع جنات کے اثر سے بھی مرض ہو جاتا ہے۔

کیل پڑھ کر گھر کے گوشوں میں گاڑنا

سوال: (۷۰۵) ہندہ مرگئی، ایک عورت نے کہا کہ ہندہ مجھ کو خواب میں ستاتی ہے، لوگوں نے زید امام مسجد سے کہا کہ اس عورت کو کیل دو، اس نے انکار کر دیا، پھر محلّہ والوں نے اپنے امام محلّہ عمر سے کہا، اس نے لوہے کی کیل منگا کر ان کو پڑھ کر گھر کے گوشوں میں گاڑ دی، یہ فعل جائز ہے یا

نہیں؟ اس قسم کے اَعمال کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۰/۳۶۱ھ)

الجواب: اَعمال کے متعلق احادیث سے اس قدر ثابت ہے کہ اگر کوئی لفظ وکلمہ شرکیہ اس عمل میں نہ ہو تو درست ہے(۱) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے بھائی کو کسی قسم کا نفع پہنچا سکے وہ اس کو نفع پہنچاوے(۲) پس اگر عمر کو یہ عمل دفع اثر بد ونظر بد کا کسی سے پہنچا ہے، اور اس میں کوئی کلمہ شرکیہ نہیں کہا جاتا، اور نہیں پڑھا جاتا، تو شرعاً اس میں جواز کی گنجائش ہے۔ فقط

جنّات کا ایذا پہنچانا شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰۶) جنات اور آسیب کا آدمیوں کو ستانا اور ایذا پہنچانا شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۹۱۳ھ)

الجواب: یہ مسئلہ شریعت میں مسکوت عنہا ہے شریعت میں نہ اس کا اثبات ہے اور نہ انکار ہے، مشاہدہ اور تجربہ سے جو کچھ معلوم ہو اور محقق ہو اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے(۳) فقط

---

(۱) عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنّا نرقي في الجاهلية ، فقلنا : يا رسول اللّٰه ! كيف ترى في ذلك ؟ فقال : اعرضوا عليَّ رقاكم ، لا بأس بالرقي مالم يكن فيه شرك (الصّحيح لمسلم: ۲۲۴/۲، كتاب السّلام ، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمّة والنّظرة)

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: نهٰى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن الرُّقٰى، فجاء آل عمر و بن حزم إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقالوا: يا رسول اللّٰه ! إنه كانت عندنا رقية نرقى بها من العقرب وإنّك نهيتَ عن الرُّقٰى، قال: فعرضوها عليه، فقال: ما أرى بأسًا، من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفعه (الصّحيح لمسلم: ۲۲۴/۲، كتاب السّلام ، باب استحباب الرقية من العين والنّملة والحمّة والنّظرة)

(۳) عن يَعْلَى بن مُرَّةَ الثّقفيِّ رضي الله عنه .... قال: ثُمّ سِرنَا فمررْنا بماءٍ فأتَتْهُ امرأةٌ بابنٍ لها بهٖ جِنَّةٌ، فأخذ النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم بِمَنْخِرِهٖ ، ثُمّ قال: اخرجْ فإنّي محمّد رسول اللّٰه، ثمّ سِرنَا فلمّا رجَعْنَا مررْنَا بذلكَ الماء فسألها عن الصّبيِّ ، فقالت: والّذي بعثكَ بالحقِّ ما رأيْنَا منه رَيْبًا بَعْدَكَ ، رواه في شرح السّنّة .

وعن ابن عباسٍ رضي الله عنهما قال: إن امرأةً جاء ت بابنٍ لها إلى رسول اللّٰه ==

سوال: (۷۰۷) اجسام ناریہ لطیفہ از قسم جنات وغیرہ جسم انسانی میں حلول پا کر یا کسی ذریعہ سے تصرف ضرر و تکلیف کا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۵۹ھ)

الجواب: ایسے وقائع معروف و مشہور ہیں، مگر نصوص سے اس کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوئی۔

حاضرات کا عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰۸) ایک شخص اپنی ہتھیلی کو سیاہ کر کے قل ہواللہ چند مرتبہ پڑھ کر دم کرتا ہے، پھر

== صلّى الله عليه وسلّم، فقالت: يا رسول الله! إنّ ابني به جنونٌ و إنّه ليَأْخُذُهٗ عند غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا، فمسح رسول الله صلّى الله عليه وسلّم صَدْرَهٗ و دعَا، فَثَعَّ ثَعَّةً و خرج من جوفهٖ مثل الجِرو الأسودِ يسعٰى، رواه الدّارمي (مشكاة المصابيح، ص:۵۴۰-۵۴۱، كتاب الفتن، بابٌ في المعجزات، الفصل الثّاني)

ترجمہ: (۱) یعلی بن مرۃ ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر چلے ہم پس گزرے ہم ایک پانی پر، پس لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت اپنے بیٹے کو جس کو جنون تھا، پس پکڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک، پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے —— یعنی جنوں کو یا شیطان کو جو اس پر تھا —— کہ باہر نکل! پس تحقیق میں محمد ہوں خدا کا رسول، پھر چلے ہم، پس جب کہ پھرے ہم، گزرے اسی پانی پر، پس پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت سے حال اُس لڑکے کا کہ دیوانہ ہو گیا تھا، پس کہا اس عورت نے: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! نہیں دیکھی ہم نے اُس لڑکے سے کوئی چیز کہ مکروہ سمجھیں ہم اُس کو آپ کے جانے کے بعد یا آپ کے دعا کرنے کے بعد اس روایت کو بغوی نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے (مظاہر حق قدیم تتمہ جلد چہارم، ص: ۳۵، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک ایک عورت اپنے بیٹے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا: یا رسول اللہ! میرے بیٹے کو جنون ہے، اور جنون اس کو پکڑتا ہے صبح و شام کے کھانے کے وقت، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، پس قئ کی اس لڑکے نے اور نکلا اس کے پیٹ سے کالے پلہ کے مثل دوڑتا ہوا، اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے (مظاہر حق قدیم تتمہ جلد چہارم، ص: ۳۵-۳۶، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

مذکورہ دونوں روایتوں سے اس بات کی اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ جنات جسم انسانی میں حلول کر کے یا کسی اور ذریعہ سے ضرر و تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

ایک لڑکا دس یا بارہ برس کا اس ہتھیلی پر نظر کرتا ہے، اس میں اس کو چند اَشکال بہ صورتِ انسان نظر آتی ہیں، وہ لڑکا ان سے دریافت کرتا ہے کہ فلاں شخص پر کوئی آسیب ہے یا جن یا بھوت؟ اس کو پکڑ لاؤ، وہ پکڑ لاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے حاضرات کرنا اور اس پر روپیہ پیسہ لینا درست ہے یا نہیں؟
(۱۸۰۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس قسم کے اَعمالِ حاضرات وغیرہ کو شریعت میں منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں بہ ذریعہ جنات کے غیب کی خبر دریافت کی جاتی ہے کہ مثلاً فلاں شخص کو آسیب ہے یا کوئی جن ہے یا بھوت ہے؟ پس قطع نظر اس سے کہ یہ محض تخیلات ہوں اور اصل کچھ بھی نہ ہو، اگر واقعی طور سے بھی وہ اَشکال نظر آتی ہوں تو ان سے دریافت کرنا خبرِ غیب کا کہ فلاں شخص کو آسیب ہے یا جن وغیرہ ہے ممنوع وحرام ہے، کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض لوگ کاہنوں سے خبریں غیب کی دریافت کیا کرتے ہیں، الحاصل خبرِ غیب کسی کو معلوم نہیں ہے اور دریافت کرنا اس کا کسی سے جائز نہیں ہے، پس خواہ ایسا فعل بہ ذریعہ سُوَرِ قرآنیہ کیا جاوے یا اور کسی ذریعہ سے وہ ممنوع ہی ہوگا، اور اجرت لینا اس پر درست نہیں ہے، اور جو امام فعلِ خلاف شریعت کا مرتکب ہوگا اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ فقط

سوال: (۷۰۹) بعض عامل بزرگ عملِ حاضرات کیا کرتے ہیں، اس طور سے کہ سورۂ ملک اکیس روز تک اکتیس بار روزانہ پڑھنی پڑھتی ہے، اس عمل کے کرنے سے دو حرف اس کے قبضہ میں آجاتے ہیں ''لُن لُن تِب تِب'' اور ایک جن اس کی قید میں آجاتا ہے، اس کو ایک لڑکے یا لڑکی پر حاضر کرکے کہا جاتا ہے کہ فلاں کام کر، اگر وہ کام اس موکل کی طاقت میں ہوتا ہے تو فوراً کر دیتا ہے، ورنہ انکار کر دیتا ہے، یہ عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۴۵۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسے عمل اور رقیہ میں کچھ حرج شرعاً نہیں ہے جس میں کلمات شرک نہ ہوں، فـي الحديث الشّريف: **لابـأس بـالـرُّقى مالم يكن فيه شرك الحديث** (۱) (رواه مسلم) و في حـديث جابر رضي الله عنه قال: نهٰى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن الرُّقٰى، فجاء

---

(۱) عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنّا نرقي في الجاهلية، فقلنا: يا رسول اللّٰه! كيف ترى في ذلك؟ فقال: اعرضوا عليَّ رُقاكم، لا بأس بالرُّقىٰ مالم يكن فيه شركٌ (الصّحيح لمسلم: ۲۲۴/۲، كتاب السّلام، باب استحباب الرقية من العين والنّملة والحمّة والنّظرة)

آل عمر و بن حزم إلی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم فقالوا: یا رسول اللّٰہ ! إنه کانت عندنا رقیة نرقی بها من العقرب وإنّك نهیتَ عن الرُّقی، قال: فعرضوها علیه، فقال: ما أری بأسًا، من استطاع منکم أن ینفع أخاه فلینفعه (۱)(رواہ مسلم) پس معلوم ہوا کہ کلام اللہ اور کلمات طیبات کے ساتھ اعمال ورقیہ کرنا جائز بلکہ مستحسن اور مامور بہ ہے، پس سورِقرآنیہ کے اعمال جو حضرات واقفین وماہرین کے مجربات میں سے ہیں اور تاثیرات ان کے تجربہ سے ثابت ہیں، ان کے کرنے میں موافق ان کی شرائط کے بہ شرط عدم ارتکاب محذور شرعی کچھ حرج نہیں ہے۔

اور تسخیرِ جن میں اس کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے کہ کوئی کام خلاف شرع اس سے نہ لے، اور اخبار غیب اس سے دریافت نہ کرے، اور اس پر یقین اور عمل نہ کرے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾ (سورۂ اسراء، آیت: ۳۶) کما قال المحقق الشّیخ ولي اللّٰہ الدّهلوي قدّس سرهٗ في القول الجمیل: ولمعرفة السّارق یتقابل اثنان، ویمسکان الإبریق بینهما، ویحملانه بین إصبعیهما السّبابتین، ویکتب اسم المتهم في الإبریق و یقرء سورة یٰسٓ – إلی – من المکرمین، فإن کان هو الّذي سرق دار الإبریقُ، فإن لم یدر فلیمح اسمه، و لیکتب اسم غیره، وهٰکذا حتّی یدور.

قلت: ویجب علی من اطّلع علی السّارق بأمثال هذه أن لایجزم بسرقته، ولا یشیع فاحشته بل یتبع القرائن ، فإنّما هي طریق اتباع القرائن. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾ (۲) فقط

سوال: (۷۱۰) ایک شخص غیب کی خبریں دیتا ہے بہ ذریعہ حاضرات کے اور حاضرات اس طرح پر کرتا ہے کہ اول ایک لڑکے کو جس کی عمر چودہ برس سے کم ہو اس کے ماتھے پر عطر لگاتا ہے اور ناخن پر سیاہی ملتا ہے، جب سیاہی خشک ہو جاتی ہے اس پر تیل لگاتا ہے اور لڑکے سے کہتا ہے کہ ایک نظر سے ناخن کے اندر دیکھتے رہو اور خود پڑھتا رہتا ہے، اور پھر لڑکے سے کہتا ہے کہ دیکھ بھنگی اس میں آیا ہے؟ لڑکا جواب میں کہتا ہے: ہاں! آیا ہے، پھر اس کو کرسیاں وغیرہ آتی دکھتی ہیں، آخر میں

(۱) (الصّحیح لمسلم: ۲/۲۲۴، کتاب السّلام، باب استحباب الرقیة من العین والنّملة والحمّة والنّظرة)

(۲) شفاء العلیل ترجمة القول الجمیل: ص:۹۲، فصل ہشتم برائے شناختن دزد، مطبوعہ: مطبع نظامی کانپور۔

جنات کا بادشاہ تاج پہنے ہوئے آکر کرسی پر بیٹھ جاتا ہے، اس کے ذریعہ سے لڑکے سے غیب کی خبریں دریافت کراتا ہے؛ یہ شرعًا کیسا ہے؟ جو شخص ایسا کرے یا کراوے اور اس کو صحیح سمجھے وہ کافر ہے یا نہیں؟ اس کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۰۷/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہ طریق مذکور حاضرات کرنا اور اس کو سچا جاننا اور حق سمجھنا بالکل حرام اور باطل اور بدعات ومنکرات سے ہے، اور وہ شخص جو ایسا کرے یا کراوے اور اس کو حق جانے فاسق ومبتدع ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، اور امام بنانا اس کو حرام ہے۔ کیونکہ شامی میں لکھا ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے(۱) اور حکم کفر کا اس پر نہ لگایا جاوے اور فسخ نکاح کا حکم نہ کیا جاوے کہ مسلمان کو کافر کہنا بہت سخت امر ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے اور وہ درحقیقت کافر نہ ہوتو وہ (یعنی اس کا وبال) اس کہنے والے پر لوٹتا ہے(۲) والعیاذ باللہ تعالیٰ لہٰذا تکفیر اس کی نہ کی جاوے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلم سے جھاڑ پھونک کرانا

سوال: (۱۱۷) زید کہتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے سانپ بچھو کاٹے اور کوئی درد وغیرہ ہوتو ہنود سے منتر وغیرہ پڑھوانا درست نہیں، بکر کہتا ہے کہ ہم خود اس منتر کو استعمال نہ کریں گے، کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۹۰۸/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قول زید کا صحیح ہے ایسا علاج مجہول نہ کرانا چاہیے۔ فقط

---

(۱) و أمّا الفاسقُ فقد علّلوا كراهة تقديمه، بأنّه لا يهتم لأمر دينه، و بأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلّةُ (الشّامي: ۲/ ۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة، قبيل مطلب: البدعةُ خمسة أقسام)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: أيما رجل قال لأخيه: كافر، فقد باء بها أحدهما، متّفق عليه (مشكاة المصابيح ، ص: ۴۱۱ ، كتاب الآداب – باب حفظ اللّسان والغيبة والشّتم . وهكذا في جامع الترمذي: ۲/ ۹۲، أبواب الإيمان – باب ما جاء في من رمٰى أخاه بكفر)

اضافہ از مرتب:

نہایت سخت مجبوری میں جب کہ مسلمان کے علاج سے فائدہ نہ ہو، غیر مسلم سے اس شرط کے ساتھ علاج کرانا جائز ہے کہ مریض کو کچھ نہ کرنا پڑے، غیر مسلم اس سے پیسے لے لے اور چڑھاوا وغیرہ جو کچھ کرنا ہے وہی کرے۔ جیسا کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کے درج ذیل فتویٰ سے واضح ہے:

سوال: (ب/ ۸۶۹) زید سفلی جادو وغیرہ سے بہت پریشان ہے، ہر چند مسلم عاملوں سے علاج کرایا لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا، روز بہ روز تکلیف شدت پکڑتی جارہی ہے، اور جان کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ تو کیا اس سخت مجبوری میں کسی غیر مسلم معالج سے اس شرط پر علاج کرانا جائز ہوگا کہ زید کو کچھ کرنا نہ پڑے، صرف پیسے دیدے، اور چڑھاوا وغیرہ جو کچھ کرنا ہے معالج کرے۔ فقط والسلام المستفتی: محمد یونس قاسمی

شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۹/۶/۱۴۳۲ھ

الجواب وباللہ التوفیق: (تب/ ۱۵۷) اگر سفلی جادو کا دفعیہ مسلمان عاملوں سے نہیں ہو پاتا ہے اور کوئی دوسرا جائز علاج مفید اور کارآمد نہیں ہورہا ہے، روز بہ روز سحر میں شدت بڑھتی جارہی ہے اور مریض کو جان کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے تو شدید ضرورت اور مجبوری میں غیر مسلم سے اس کا علاج کراسکتے ہیں، بہ شرطیکہ وہ مریض کو کوئی نجس اور حرام چیز نہ کھلائے نہ شرکیہ اور کفریہ کلمات مسلمان مریض سے کہلوائے، بلکہ غیر مسلم عامل خود ہی اپنے عمل کے ذریعہ سحر کے مضر اثرات کو دفع کرے تو شدت تکلیف اور مجبوری کی حالت میں غیر مسلم معالج سے ایسا عمل کرانے کی گنجائش ہے اور اس کا معاوضہ اور اجرت بھی دے سکتا ہے۔ وفي حاشية الإيضاح لبيري زاده قال الشّمنّي تعلّمه وتعليمه حرامٌ .أقول: مقتضى الإطلاق ولو تعلّم لدفع الضّرر عن المسلمين .... وفي ذخيرة النّاظر تعلّمه فرض لردّ ساحر أهل الحرب وحرام ليُفرّق به بين المرأة و زوجها، وجائز ليُوفّق بينهما الخ (إلى قوله) وللسّحرة فصول كثيرة في كتبهم فليس كل ما يسمّى سحرًا كفرًا إلخ (شامي: ۱/۱۲۴-۱۲۵، مقدمة، مطلب في التّنجيم و الرّمل) (بہ حوالہ فتاویٰ رحیمیہ کامل: ۱۰/ ۱۶۸، مطبوعہ پاکستان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمود حسن غفرلہ بلند شہری الجواب صحیح: وقار علی غفرلہ الجواب صحیح: فخر الاسلام غفرلہ

نیز فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

سوال: (۲۴۸۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل صورتِ حال میں کہ ہمارے علاقۂ گجرات میں آج کل سحر کا بہت زور ہے، آپس میں ذرا بھی اختلاف یا دشمنی ہوگئی، تو فریقِ مخالف کو پریشان کرنے یا جان لینے کے لیے غیر مسلم مشرک کے پاس سے سحر کروایا جاتا ہے، اس کے دفعیہ کے لیے تعویذات، عملیات سب کچھ کیا گیا، مگر اس میں خاطر خواہ آرام نہیں ہوا۔ البتہ تخفیف ہوجاتی ہے، عاملوں کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ یہ سفلی یا ناپاک علم ہوتا ہے، اس لیے اس کا مکمل دفعیہ بھی اسی طرح سفلی اور ناپاک عاملوں ہی سے ہوسکتا ہے۔ چند مشرک عامل بھی تعلق کی وجہ سے عمل کرنے کے لیے تیار ہیں، مگر شریعت کا احترام اور گناہ کے ڈر کی وجہ سے آج تک نہ خود کیا اور نہ کسی کو اجازت دی، بہت سے لوگ پریشان ہوچکے ہیں، اور متعدد اموات بھی واقع ہوچکی ہیں تو کیا ایسی صورتِ حال میں غیر مسلم مشرکوں سے سحر ٹوٹکا وغیرہ تمام پلید چیزوں کے رد کے لیے عمل کروانا جائز ہے یا نہیں؟

اس میں ہمیں کچھ کھانا، پینا، پڑھنا، باندھنا نہ ہوتا ہو، بلکہ وہ اپنے عمل کے ذریعہ از خود دفع کرتا ہو، یا اُن میں سے کوئی بات کرنی ہوتی ہو، مثلاً عام طور پر ان کا پڑھا ہوا تاگا بندھواتے ہیں، تو کیا ان میں کچھ فرق ہوگا؟ یا دونوں صورتیں مساوی ہوں گی؟ نیز اجرت یا کوئی دوسری اشیاء خریدنے کے لیے پیسے دینے کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جب کہ جان کا خطرہ لاحق ہے، اور دوسرا جائز علاج کارگر نہیں ہوتا اور مریض کو کوئی نجس اور حرام چیز کھانی نہیں پڑتی اور نہ شرکیہ اور کفریہ کلمات زبان سے ادا کرنے پڑتے ہیں بلکہ غیر مسلم خود ہی اپنے عمل کے ذریعہ سحر کے مضر اثرات کو دفع کرتا ہے تو بوجہ مجبوری ایسا عمل کرانے اور اجرت دینے کی گنجائش ہے۔ **وفي حاشية الإيضاح لبيری زاده قال الشّمنّي: تعلّمه وتعليمه حرامٌ إلخ (شامي: ۱/۴۱-۴۲، مقدمة، مطلب في التّنجيم والرّمل)** فقط واللہ اعلم بالصواب (۳/۲۴۷-۲۴۸)

(فتاویٰ رحیمیہ کامل: ۵/۴۴۱، جائز وناجائز امور کا بیان، مطبوعہ: مکتبۃ الاحسان دیوبند)

سوال: (۱۲۷) اکثر مسلمانوں کو جب سانپ، بچھو ڈستا ہے تو غیر مسلم کو جھاڑنے پھونکنے کے لیے بلاتے ہیں، اور وہ لوگ آکر اپنے منتر جو صریح کفر وشرک ہوتے ہیں پڑھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ یہ معلوم ہے کہ وہ ایسے منتر شرکیہ پڑھتے ہیں تو جائز نہیں ہے(۱) فقط

---

(۱) مسلمان کے لیے شرکیہ منتر پڑھنا حرام ہے، مگر غیر مسلم شرکیہ منتر پڑھ کر مسلمان کا علاج کرتا ہے اور مسلمان کو کوئی خلافِ شرع کام نہیں کرنا پڑتا، تو غیر مسلم سے ایسا علاج کرانا اور اس کی اجرت دینا جائز ہے۔ ۱۲ محمد امین

سفلی عمل کروانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۱۳) آسیب کے دفعیہ کے واسطے ہندو کے پاس جانا جو بہ ذریعہ منتر سفلی جھاڑ پھونک کرتا ہے درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست نہیں (۱) فقط

پادری کے پاس بہ غرض علاج جانا

سوال: (۷۱۴) کسی شہر میں ایک پادری نے اشتہار دیا کہ میں ہر قسم کی بیماریوں کا علاج کرتا ہوں، خدا میرے علاج اور اس دعا سے جو خدا سے مانگتا ہوں بیماروں کو شفا دیتا ہے، یہ خبر سن کر بعض مسلمان لوگ بھی صرف علاج کی نیت سے نہ بہ ارادہ عیسائی ہونے کے اس پادری کے پاس گئے، کیا وہ لوگ عیسائی اور گمراہ ہوگئے یا مسلمان ہیں؟ (۳۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وہ لوگ کافر اور مرتد نہیں ہوئے، لیکن ایسے مدعیٔ کذّاب اور کافر اشد سے علاج کرانا مناسب نہیں ہے، اس سے علیحدہ رہنا ضروری ہے، کیونکہ یہ لوگ ایسے بہانوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ فقط

نظر اتارنے کے لیے ٹوٹکا کرنا

سوال: (۷۱۵) نظر اتارنا یا دوسری بیماریوں کا علاج ایسے ٹوٹکا (منتر) سے کرنا جس میں شرک نہ پایا جائے کیسا ہے؟ (۱۰۷۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے عملیات کرنا جن میں شرک نہ ہو جائز ہے (۲) فقط

---

(۱) سخت مجبوری میں جب کہ مسلمان کے علاج سے فائدہ نہ ہو ہندو سے علاج کرانا جائز ہے، بہ شرطیکہ مریض کو کچھ نہ کرنا پڑے۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

(۲) عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنّا نرقي في الجاهلية ، فقلنا : يا رسول الله ! كيف ترى في ذلك ؟ فقال : اعرضوا عليَّ رقاكم ، لا بأس بالرقي ==

نظر بد کا لگنا ثابت ہے

سوال: (۷۱۶) آسیب اور جن اور شیطان اور بھوت اور جادو کی کچھ اصل ہے، اور نظر بد کا لگنا اور ان سے انسان کو تکلیف پہنچنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ سحر کی تاثیر ہوتی ہے(۱) اور نظر بد کا لگنا بھی صحیح ہے(۲) اور جن، شیطان، بھوت سب ایک ہیں، ان کا اثر بھی ہو جاتا ہے۔

نظرِ بد لگنا صحیح ہے اور اس کا علاج

سوال: (۷۱۷)......(الف) زید کا بچہ کھیل رہا تھا، ایک شخص اس کو دیکھ رہا تھا، تو اسی رات بچے کی ٹانگ پر پھوڑا مع بخار ہو کر ٹانگ سوج کر بچہ تین ہفتہ سخت بیمار رہا، اب سب کہتے ہیں کہ اس بچے کو نظر بد کا اثر ہو گیا، چنانچہ اس کے لیے تعویذ بھی کیا گیا، اور سب یہ کہنے لگے کہ جس شخص کی نظر بد لگی ہے اس کے پیشاب کی مٹی یا پاؤں کے نیچے کی مٹی لا کر اس بچے کو دھونی دی جائے، چنانچہ ایک دن اس شخص کے پاؤں کی مٹی ملا کر بچے کو دھونی بھی دی گئی، اس سے بچے کو اِفاقہ ہوا، اور تندرست

== ما لم يكن فيه شرك (الصّحيح لمسلم: ۲/۲۲۴، كتاب السّلام ، باب استحباب الرقية من العين والنّملة والحمّة والنّظرة)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت : سُحِرَ رسولُ الله صلّى الله عليه وسلّم حتّى إنّه لَيُخَيّلُ إليه أنّه فَعل الشيء و ما فعله حتّى إذا كان ذاتَ يومٍ وهو عندي دعا اللّهَ و دعاه ثم قال : أشَعرْتِ يا عائشةُ ! أن الله قد أفتاني فيما استَفْتَيْتُه فيه ، قلتُ : و ما ذاكَ ؟ يا رسول الله ! قال : جاء ني رجلان فجلس أحدهما عند رأسي و الآخر عند رجليّ ، ثم قال أحدهما لصاحبهِ : ما وجَعُ الرّجل؟ قال: مطبوبٌ (أي مسحور) قال: ومن طبّه؟ قال: لَبِيْدُ بن الأعصمِ اليهودي من بني زُرَيقٍ الحديث (صحيح البخاري: ۲/ ۸۵۸، كتاب الطبّ، باب السّحر ، وأخرجه أيضًا الصّحيح لمسلم : ۲/۲۲۱، كتاب السّلام ، باب السّحر)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال : العين حقّ ولو كان شيء سابقَ القدرَ سبقَتْه العينُ الحديث (الصّحيح لمسلم: ۲/۲۲۰، كتاب السّلام ، باب الطبّ والمرض والرّقي)

ہوگیا، ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور نظرِ بد کا لگنا صحیح ہے یا کیا؟

(ب) عوام الناس کا معمول ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے اور اس کو نظرِ بد لگنے کا گمان ہوتو لوگ یہ کرتے ہیں کہ چند مرچیں یا گوندھا ہوا تھوڑا سا آٹا لے کر مٹھی میں بند کر کے اس مریض کے جسم پر پھیرتے ہیں، اور منہ سے ان لوگوں کے نام جن کی نظر لگنے کا یقین ہوتا ہے فرداً فرداً لیتے جاتے ہیں اور ہر ایک نام کے ساتھ کہتے ہیں فلاں کی نظر پھٹے، فلان کی نظر پھٹے، اس کے بعد ان چیزوں کو آگ میں ڈال دیتے ہیں، اس سے اگر نظر کا اثر ہو تو چلا جائے گا، اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۸/۴۳۰ھ)

الجواب: (الف - ب) مسلم شریف کی حدیث میں ہے: **العين حق ولو كان شيء سابق القدرَ سبقته العينُ و إذا استُغسِلتم فاغْسِلوا** (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ نظر کا لگنا حق ہے اور جب تم سے دھلوائے تو دھودو، اس دھونے کی کیفیت شروح حدیث میں مذکور ہے، اس دھونے میں استنجاء کی جگہ کا دھونا بھی آیا ہے اور پھر اسی پانی کا ڈالنا معیون پر یعنی جس کو نظر لگی ہے وارد ہوا ہے (۲) الحاصل جب کہ نظر کا لگنا حق ہے تو اگر کوئی ایسا عمل اس کے دفع کے لیے کیا جائے جس میں کچھ شرک اور کفر کے کلمات نہ ہوں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

پس دوسرے سوال میں جو ترکیب مرچوں وغیرہ سے عمل کی ہے اس میں بھی شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دشمن کو زیر کرنے کے لیے ناجائز عمل کرنا

سوال: (۱۸۷) بکر چاہتا ہے کہ لوگ زید امام مسجد کے معتقد نہ ہوں، زید نے بکر کے لیے عمر

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال : العين حق الحديث (الصّحيح لمسلم: ۲۲۰/۲، كتاب السّلام ــ باب الطب والمرض والرقى)

(۲) قوله : (فاغسلوا) كانوا يرون أن يؤمر العائن فيغسل أطرافه و ما تحت الإزار فتصب غسالته على المعيون يستشفون بذلك (مرقاة المفاتيح: ۳۵۱/۸، كتاب الطب والرقى، الفصل الأوّل)

سے پوچھا کہ کوئی ایسا عمل بتلا جس سے یہ میرے ساتھ دشمنی نہ کرے، اب عمر اس کو عمل بتلاتا ہے کہ چاند کی ۱۳ تاریخ کو رات کو ایک موم کا پتلا بنا کر اس کا پیٹ چاک کر کے قرآن شریف کی فلاں آیت کاغذ پر لکھ کر پتلا کے پیٹ میں رکھ دو، پھر پتلا کے سر پر آہنی میخ ٹھوکو، اور پتلا کو چوراہے میں دفن کردو، دشمن کے سر میں ایسا درد ہوگا کہ وہ بیتاب پھرے گا اور جس وقت وہ تم سے راضی ہو جاوے پتلا کے سر میں سے میخ نکال کر دشمن کے سر پر الحمد شریف پڑھ کر دم کردو، فوراً اچھا ہو جاوے گا، زید کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۱۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسا عمل کرنا اور کرانا درست نہیں ہے، اور اس میں دونوں گنہ گار ہیں۔ فقط

دشمنوں کے شر سے نجات کا مجرب عمل

سوال: (۷۱۹) بنابر دفع شر اعدائے دنیوی کوئی مجرب عمل ارقام فرمائیں۔ (۲۲۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ﴾ ستر مرتبہ روزانہ یا کم از کم گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھیں، اور حزب البحر ایک دفعہ روزانہ پڑھ لیا کریں۔ فقط

زبان بندی کا عمل کرنا اور قرآن کریم کی آیتوں کو آمد و رفت کے راستہ میں گاڑنا

سوال: (۷۲۰) زید نے زبان بندی فی العدالت بکر کے واسطے یٰسٓ کی آیتوں کا عمل کر کے اور آیات شریفہ کو ایک پرچہ پر لکھ کر بکر کے راستۂ آمد و رفت میں دفن کردیا، اب بعض جاہل کہتے ہیں کہ بکر کافر ہوگیا، آیا زید شرعاً کسی گناہ کا مرتکب ہوا؟ اور برائے زبان بندی عمل بالا آیت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: زید اس صورت میں کافر نہیں ہوا، مگر آیات قرآنیہ کا راہِ آمد و رفت میں دفن کرنا اچھا نہیں ہے، مکروہ ہے، اور زبان بندی کا عمل کرنا کرانا اگر بہ وجہ حق پر ہونے زید کے ہے تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلام اللہ سے فال لینا

سوال: (۷۲۱) کلام اللہ سے فال لینا درست ہے یا نہیں؟ (۵۸۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: کچھ حرج نہیں ہے۔

اُلّو کو منحوس سمجھنا غلط ہے

سوال: (۷۲۲) بیس برس کے تجربہ سے ثابت ہے کہ چغد (الو) ہو یا دیگر پرند، جب کوئی شخص بیمار ہونے والا یا مرنے والا ہے تو شب کو اس کے گھر پر پکارتا ہے، یہ خیال کیسا ہے؟

(۱۰۷۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: حدیث شریف میں: وَلاَ عَدْوٰی وَلاَ طِیَرَةَ وَلاَ هَامَةَ وَلاَ صَفَر وارد ہے(۱) اور ہامہ کی تفسیر بوم (اُلّو) کے ساتھ بھی کی گئی ہے، اور اس کو منحوس سمجھنے کی نفی فرمائی گئی ہے، لہٰذا ایسے خیالات فاسدہ وتوہمات طبعیہ سے اجتناب واحتراز لازم ہے۔ قال في المرقاة: قوله: (ولا هامة) بتخفيف الميم .... وهی اسم طير يتشائم به النّاس وهي الصّدي وهو طير كبير يضعف بصره بالنّهار و يطير باللّيل و يصوت ويسكن الخراب و يقال له بوم ـــــ إلى أن قال ـــــ فأبطل صلّى الله عليه وسلّم هذا الاعتقاد الخ (۲)

نیک فال لینا درست ہے

سوال: (۷۲۳) سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر اور آیت کریمہ: ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ﴾ (سورۂ مؤمن، آیت:۴۴) اور ایک اور دعا پڑھ کر قرآن شریف کو کھول کر سات ورق الٹا کر فال لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۸/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لاعدوى الحديث (صحيح البخاري: ۸۵۰/۲، كتاب الطبّ ـ باب الجذام)

(۲) مرقاة المفاتيح: ۳/۹، كتاب الطبّ والرّقي ـ باب الفال والطّيرة.

الجواب: نیک فال لینا درست ہے، مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی نے کسی شخص کو پکارا جس کا نام مثلاً محمود ہے، یا حسن ہے، یا اور کوئی اچھا نام مثل صالح وغیرہ کے ہے، اور پکارنے والے نے کہا: ''یا حسن'' یا ''یا محمود'' اور سننے والے نے اس سے نیک فال لی کہ میرا کام اچھا ہوگا یا انجام اس کا محمود ہے تو یہ جائز ہے، اس کے سوا بہ طریق خاص جیسا کہ سوال میں مذکور ہے ثابت نہیں ہے(۱) باقی اگر اچھی فال کسی لفظ سے لے لی جائے تو یہ درست ہے(۲)

چھینک سے نیک فال لینا اور اسے گواہ عادل قرار دینا

سوال: (۷۲۴) زید کہتا ہے کہ چھینک گواہ عادل ہے، مثلاً کوئی شخص دعا کر رہا ہو، اور کسی نے چھینک دیا یہ قبولیت کی دلیل ہے، اور استدلال میں **ما ثبت من السّنّة** مترجم: ص:۵٦، ذکر ماہ صفر: باب اوّل طیرہ میں کی یہ عبارت پیش کرتا ہے: **الفال مرسل والعطاس شاهد عدل لاشؤم، وقد يكون اليمن في الدّار والمرأة والفرس رواه التّرمذي وابن ماجة عن حكيم بن معاوية** (۳) لیکن بکر اس کا خلاف کرتا ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بکر چھینک کو عدم قبولیت اور بدفالی کی دلیل کہتا ہے؟ (۱۰٦/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) سوال میں فال نکالنا مراد ہے وہ نیک فال بھی نکل سکتا ہے اور بد بھی اور فال نکالنے والا دونوں کا اعتبار کرے گا، پس یہ جائز نہیں۔ نیک فال کا جواز ہی حدیث سے ثابت ہے۔ حاشیہ کی تیسری حدیث میں ہے: ولا يَتَطَيَّرُ. ۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۲) **عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: لا عدوى ولاطيرة، و أحبّ الفالَ، قالوا: يا رسول الله! وما الفالُ؟ قال: الكلمةُ الطيّبةُ.**

و عن أنسٍ بن مالك رضي الله عنه أن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم كان يُعجبه إذا خرج لحاجته أن يسمع يا راشدُ يا نجيحُ (جامع التّرمذي: ۱/۲۹۰-۲۹۱، أبواب السّير – باب ما جاء في الطّيرة)

وعن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يَتَفاءلُ ولا يَتَطَيَّرُ وكان يُحِبُّ الإسْمَ الحسنَ. رواه في شرح السّنّة (مشكاة المصابيح، ص:۳۹۲، كتاب الطبّ والرّقى، باب الفال والطّيرة، الفصل الثّاني)

(۳) ما ثبت من السّنّة: ص:۳۱، باب بالطيرة، المطبوعة: المطبع العالى نول كشور، لكناؤ.

الجواب: مجمع البحار میں ہے: وفیه ـــــ أي في الحديث: ـــــ كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يحبّ العطاس ويكره التّثاؤب، لأنه يكون مع خفة البدن وانفتاح المسام المسببة عن تخفيف الغذاء و إقلال الشّراب والتّثاؤب بخلافه (ن) لأنه يدل على النّشاط وخفة البدن ويخرج به ما اختنق في دماغه من الأبخرة ولذا أمر بالحمد (ك) المحبة راجع إلى سببه الجالب له ، قال الأطباء: العطاس يدل على قوة الدماغ وصحة مزاجه و زوال زلزلة البدن (ج) و سببه خفة البدن فيعين على الطّاعات والتّثاؤب يكون مع ثقل البدن وامتلائه واسترخائه للنوم والكسل، فينشط عن الطّاعات (۱) (مجمع البحار) حدیث شریف میں عطاس کے بارے میں اسی قدر الفاظ وارد ہوئے ہیں: كان يحبُّ العطاس ويكره التّثاوب: ترجمہ حضرت رسول اللہ ﷺ چھینک کو دوست رکھتے تھے، اور پسند فرماتے تھے، اور جمائی کو مکروہ سمجھتے تھے، اور وجہ اس کی عبارت مذکورہ بالا مجمع البحار سے واضح ہے، جو عبارت آپ نے ماثبت من السّنّة سے نقل کی ہے اس کو دیکھا گیا، ماثبت من السّنّة میں اسی طرح منقول ہے، مگر آخر میں جو حوالہ اس میں ترمذی اور ابن ماجہ کا لکھا ہے ان دونوں کتابوں کو دیکھا گیا ان میں صرف یہ الفاظ مروی ہیں: وقد روى حكيم بن معاوية قال: سمعت النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: لاشؤم وقد يكون اليمن في الدّار والمرأة والفرس (۲) (ترمذي شریف) اوران ہی الفاظ سے ابن ماجہ میں منقول ہے، لفظ والعطاس شاهد عدل کسی میں نہیں، اور باقی کتب صحاح ستہ میں بھی یہ الفاظِ حدیث نظر سے نہیں گذرے، بہرحال اگر یہ الفاظ کسی حدیث میں آئے ہوں تو مطلب اس کا یہ ہے کہ چھینک گواہ عادل ہے:

---

(۱) مجمع بحار الأنوار: ۲/۳۹۷، باب العين مع الطاء ، المطبوعة : المطبع العالى نول كشور، لكناؤ .

(۲) جامع التّرمذي: ۲/۱۱۰، أبواب الاستيذان والأدب عن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم، باب ما جاء في الشّؤم .

وعن حكيم بن معاوية عن مخمربن معاوية رضي اللّٰه عنه قال : سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم، يقول: لا شؤم وقد يكون اليمن في ثلاثة في المرأة والفرس والدّار (سنن ابن ماجة، ص: ۱۴۳، كتاب النّكاح ، باب مايكون فيه اليمن والشّؤم)

صحتِ جسم وخفتِ بدن وقوتِ دماغ وسلامتِ مزاج وغیرہ کا، جیسا کہ **مجمع البحار** میں حدیث: **کان یحبُّ العطاس** کی شرح میں ارقام فرمایا ہے۔ نیک فالی اور بد فالی سے اس کو کچھ تعلق نہیں معلوم ہوتا، اور بکر کا قول تو بالکل غلط اور مخالف احادیث صحیحہ اور قواعد شرعیہ کے ہے، باقی رہا زید کی تقریر اور بیان؛ اس کے متعلق یہ ہے کہ اگر حدیث کے الفاظ اس طرح ہوتے: **والعطاس شاهد عدل لاشؤم** تو یہ مطلب جو زید کہتا ہے فی الجملہ چسپاں ہو جاتا اور صحیح ہوتا، مگر الفاظ حدیث یہ نہیں ہیں، بلکہ حدیث یہاں سے شروع ہوئی ہے۔ **لاشؤم وقد يكون اليمن الخ** (۱) یعنی نحوست کوئی چیز نہیں، اور کسی چیز کو منحوس نہ سمجھنا چاہیے، البتہ یمن اور برکت کبھی گھر اور عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے، پس اگر یہ الفاظ **والعطاس شاهد عدل** کہیں مروی ہیں، تو بہ ظاہر یہ علیحدہ جملہ ہے، اور اس کا مطلب موافق دوسری حدیث کے جو بندہ نے نقل کی ہے؛ وہ ہے جو **مجمع البحار** سے نقل کیا گیا۔ فقط

کسی کے ٹوکنے یا چھینک دینے پر کام سے رکنا

سوال: (۷۲۵) زید کا عقیدہ ہے کہ جب وہ کسی کام کو جانے لگے اور کوئی اس کو ٹوک دیوے یا چھینک دیوے تو وہ ٹھہر جاتا ہے، اس خیال سے کہ اس کا کام نہ ہوگا، اور جب وہ سو کر اٹھتا ہے تو بغیر اپنا ہاتھ دیکھے دوسرے کا مُنہ نہیں دیکھتا، ایسے خیالات کا آدمی کیسا ہے؟ (۱۸۷۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ خیالات بے اصل ہیں، شریعت میں ان کی کچھ اصل نہیں ہے، ایسے خیالات نہ رکھنے چاہئیں، اور اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے، کسی کام سے کسی خیال سے رکنا نہ چاہیے۔ فقط

سحر کی تأثیر حق ہے

سوال: (۷۲۶) زید معتقدِ تاثیرِ سحر کو مشرک جانتا ہے اور عمر منکرِ تاثیرِ سحر کو کافر جانتا ہے، لہٰذا کون حق پر ہے؟ (۶۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ تاثیر سحر کی حق ہے، لیکن ان میں سے کسی کو کافر نہ کہا جائے گا۔ شامی میں ہے: **وفي شرح الزّعفراني: السّحر حقّ عندنا وجوده وتصوّره**

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔ ۱۲

وأثره الخ(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سحر کرنا حرام ہے

سوال: (۷۲۷) سحر کرنا اور غیب کی بات بتلانا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ (۱۱۶۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سحر وغیرہ سب حرام ہیں (۲) ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ فقط

سحر کرنے والوں پر سحر کرنا

سوال: (۷۲۸) دو آدمیوں نے ایک شخص پر سحر کرایا، وہ شخص فوت ہوگیا، لیکن عامل صاحب کہتے ہیں کہ اب ان سحر کرنے والوں پر سحر کرانا خلاف شرع ہے شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟
(۱۲۴۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس صورت میں ان عامل صاحب کا یہ کہنا کہ ''خلاف شرع ہے'' صحیح ہے، کیونکہ شرعی قاعدہ سے ثبوت اس امر کا نہیں ہوا کہ اس شخص نے سحر کیا، کیونکہ شرعی قاعدہ ثبوت کا یہ ہے کہ یا وہ ساحر خود اقرار کرے یا دو معتبر گواہوں کی شہادت سے ان کے سامنے اس کا سحر کرنا ثابت ہو۔ شامی میں منقول ہے: قال أبو حنيفة رحمه الله: السّاحر إذا أقر بسحره أو ثبت بالبيّنة يقتل ولايستتاب منه الخ(۳) فقط

کاہن اور نجومی سے غیب کی باتیں دریافت کرنا

سوال: (۷۲۹) علم نجوم شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور نجومی سے غیب کی باتیں دریافت

---

(۱) الشّامي: ۱/۱۲۴، مقدمة، مطلب: في التّنجيم والرَّمل .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال : اجتنبوا المُوْبِقاتِ: الشّركَ بالله والسّحرَ (صحيح البخاري: ۲/۸۵۸، كتاب الطبّ، باب الشّرك والسّحر من المُوْبقات)

(۳) الشّامي: ۶/۲۹۱، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب في السّاحر والزّنديق .

کرنا اور ان کی تصدیق کرنے کا کیا حکم ہے؟ (۶۵۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حدیث شریف میں وارد ہے: **من أتٰی کاھنًا فصدّقه بما یقول، أو أتی امرأته حائضًا أو أتٰی امرأته في دبرها، فقد بری ممّا أنزل علی محمّد صلّی اللّٰه علیه وسلّم** (۱) پس معلوم ہوا کہ کاہن اور نجومی کے پاس جا کر اس سے کچھ امورِ غیبیہ کو دریافت کرنا اور اس کی تصدیق کرنا کبیرہ گناہ ہے اور دین سے بری کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

غیب کی خبر معلوم کرنے کے لیے عمل کرنا

سوال: (۷۳۰) ایک شخص کسی بچے نابالغ کے انگوٹھے کو تیل لگوا کر اس سے غیب کی خبریں دریافت کرتا ہے جیسا کہ یہ طریقہ مشہور ہے، ایسی خبریں معتبر ہیں یا نہیں؟ اور ایسے عمل کی نسبت کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کو امام اور پیر بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسی خبروں کا شرعًا اعتبار نہیں ہے، اور بہ قاعدۂ شرعیہ ایسے اعمال جن میں اِخبار بالغیب ہو درست نہیں ہیں (۲) پس وہ شخص لائق مقتدا بنانے اور پیر بنانے کے نہیں ہے اور اس کو امام بھی نہ بنایا جائے۔ فقط

جفر کے قاعدہ سے کوئی امر دریافت کرنا حرام ہے

سوال: (۷۳۱) زید بکر کے پاس گیا کہ میرا بھائی بیمار ہے، تم دریافت کرو کہ مرض کا سبب کیا ہے؟ بکر نے جفر (۳) کا قاعدہ جاری کر کے زید کو جواب دیا کہ تیرے بھائی کو نظرِ بد لگی ہے، یا کسی نے جادو کیا ہے، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۷۲/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) سنن أبي داوٗد، ص:۵۴۵، کتاب الکَهَانَة والتطیّر، باب النّهي عن إتیان الکُهَّان.

(۲) و في البزّازیة: یکفر بادعاء علم الغیب و بإتیان الکاهن وتصدیقهٖ . وفي التاترخانیة : یکفر بقولهٖ أنا أعلم المسروقات أو أنا أخبر عن إخبار الجن إیّای اهـ . قلت : فعلی هذا أرباب التقاویم من أنواع الکاهن لادعائهم العلم بالحوادث الکائنة (الشّامي:۶/۲۹۴، کتاب الجهاد ، باب المرتد، مطلب في الکاهن والعرّاف)

(۳) جَفَرْ : ایک علم جس سے غیب کا حال بتایا جاتا ہے۔ (فیروز اللغات)

الجواب: جفر کے قاعدہ سے کوئی امر دریافت کرنا درست نہیں ہے، پس جو امر قاعدۂ مذکورہ سے معلوم ہو اس پر اعتقاد نہ کرنا چاہیے۔ فقط

رافضی کو ہلاک کرنے کے لیے تعویذ کرنا

سوال: (۷۳۲) زید صاحب ریاست ہے، ہر طرح کے اختیارات اس کو حاصل ہیں، وہ رافضی ہے، اہل سنت والجماعت اور دین کا دشمن ہے، ان کے حقیر و ذلیل کرنے میں کوئی فروگذاشت نہیں کرتا، کارکنان خلافت کمیٹی کو نہایت بے عزتی سے گرفتار کیا، اور منشا سخت سزا دینے کا ہے، اور جن جن لوگوں نے سمرنا فنڈ میں چندہ دیا ان کو نیچ قوم سے جوتے لگوائے، اسی خوف سے لوگوں نے مذہبی کاموں میں حصہ لینا اور جماعت میں شریک ہونا چھوڑ دیا ہے، تو ایسے شخص کا بہ ذریعہ کسی عمل یا تعویذ کے ہلاک کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ (۲۶۵۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کے لیے آخرت میں عذاب سخت ہے، اور کیا عجب ہے کہ دنیا میں بھی کوئی عذاب اس پر نازل ہو یا حق تعالیٰ اس کو توبہ نصیب فرمادے، بہرحال اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہیں کہ اس کے شر سے اہل اسلام اور مخلوقِ خدا محفوظ رہے، اور یا ان مظالم اور معاصی سے باز آوے، ورنہ حق تعالیٰ اس کو ہلاک وتباہ وخوار کرے، پس مسلمانوں کو اسی پر اکتفا کرنی چاہیے، اور اللہ کے حوالہ کرنا چاہیے، خود کوئی تدبیر ہلاکی کی نہ کرنی چاہیے۔

شداد، ھامان، نمرود، فرعون، قارون کے ناموں کے فلیتے کی دفع بلیات کے لیے دھونی دینا

سوال: (۷۳۳) زید ایک فلیتہ (بتی) حسب ذیل ناموں کا لکھ کر دفع بلیات کے لیے دیتا ہے، وہ نام یہ ہیں: شداد، ھامان، نمرود، فرعون، قارون دھونی کے لیے، یہ عمل کرنا جائز ہے یا نہ؟ (۲۵۰۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر یہ عمل اس کے پاس دفع جن و بلیات کے لیے ہو تو جائز ہے۔ فقط

رمضان شریف میں ختم قرآن کے وقت حفاظ سے پانی پڑھوانا

سوال: (۷۳۴) رمضان شریف میں ختم قرآن شریف کے وقت حفاظ سے پانی پڑھواتے ہیں، شرعاً اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟ (۱۵۹۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اس کی اصل شریعت میں ہے(۱) فقط

شفائے مریض کے لیے صدقہ کرنا

سوال: (۷۳۵) قربانی یا صدقہ کرنا بہ وقت مرض بہ نام خدائے تعالیٰ بز (بکری) یا گاؤ جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۲۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: بکری یا گائے وغیرہ اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کرنا واسطے شفائے مریض وغیرہ کے جائز ہے بہ دلیل روایت درمختار: ولو قال: إن برئت من مرضی هٰذا ذبحت شاةً أو عليَّ شاةٌ أذبحها فبرىء لایلزمه شئ الخ إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فيلزمه لأن الصَّدقة من جنسها فرض الخ ولو قال لله عليَّ أن أذبح جزورًا وأتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع

---

(۱) عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: خيرُ الدواء القرآنُ (سنن ابن ماجة، ص:۲۵۰، أبواب الطّبّ، باب الاستشفاء بالقرآن)

وعن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى عن أبيه أبي ليلٰى رضي اللّٰه عنهٗ قال: كنتُ جالسًا عند النبيّ صلّى الله عليه وسلّم، إذ جاءَه أعرابيٌّ، فقال: إنّ لي أخًا وَجِعًا، قال: ما وَجَعُ أخيك؟ قال: بهٖ لَمَمٌ، قال: اذهب فأتني بهٖ، قال: فجاء بهٖ. فأجلَسَهٗ بين يديه، فسمعتُه عوّذَهٗ بفاتحة الكتاب وأربع آيات من أوّل البقرة وآيتين من وسَطِهَا ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ وآية الكرسي وثلاث آيات من خاتمتها وآية من آل عمران، أحسبه قال: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ وآية من الأعراف ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ﴾ وآية من المؤمنين ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ﴾ وآية من الجنّ ﴿وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا﴾ وعشر آيات من أوّل الصّافّات وثلاث آيات من آخر الحشر وقل هو الله أحد والمعوّذتين، فقام الأعرابي قد بَرَأَ ليس بهٖ بأسٌ (سنن ابن ماجة، ص:۲۵۳ – ۲۵۴، أبواب الطّبّ، باب الفزع والأرق وما يتعوّذ منه)

شیاہ جاز الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نذر کرنا ذبح شاۃ وغیرہ کی شفائے مرض وغیرہ کے لیے اور صدقہ کرنا اس کا واسطے اللہ کے جائز ہے، اور جس شئ کی نذر جائز ہے اور لازم ہوجاتی ہے وہ شئ شرعاً ممنوع نہیں ہے کیونکہ معصیت کی نذر صحیح نہیں ہوتی۔ فقط

انگشتری پر آیت قرآنیہ کندہ کرانا

سوال: (۷۳۶) قبلہ بزرگ نے ایک آیت انگشتری پر کندہ کرنے کو اجازت دی تھی، آیت یہ ہے: ﴿اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ﴾ (سورۂ زمر، آیت:۳۶) تو یہ آیت کندہ کرالی جائے کچھ حرج تو نہیں؟ (۲۱۲۰/۴۶ – ۱۳۴۷ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

وبا دور کرنے کے لیے دودھ اور شراب گلی کوچہ میں بہانا اور منتر پڑھنا

سوال: (۷۳۷) کسی شہر میں مرض وبائی ہوا اس کے دفعیہ کے لیے یہ عمل کرنا کہ دودھ اور شراب گلی کوچہ میں بہانا اور لوگ لاٹھیاں لے کر چیختے پکارتے غل مچاتے اس کے پیچھے ہوتے ہیں وغیرہ، اس قسم کا منتر پڑھنا اور کرانا کیسا ہے؟ (۲۲۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسے اعمال اور منتر خلاف شرع کرنے اور کرانے سے گناہ ہوتا ہے، اور مرتکب ایسے افعال کے فاسق اور مرتکب کبیرہ گناہ کے ہوتے ہیں، توبہ کریں، اور آئندہ ایسے اعمال کے پاس نہ جائیں، اور ان پر اعتقاد نہ رکھیں۔

جس مکان کے بارے میں برا خیال ہے اس کو چھوڑنا درست ہے

سوال: (۷۳۸) ایک مکان ایسا ہے کہ اس میں جو کوئی رہتا ہے اس کے اولاد نہیں ہوتی، اور ہوتی ہے تو زندہ نہیں رہتی، اس خیال سے اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں رہنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) الدرّ مع الشّامي: ۵/ ۴۱۷-۴۱۸، کتاب الأیمان – مطلب في أحکام النّذر .

الجواب: حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مکانات میں کچھ ناموافقت ہوتی ہے(۱) پس تبدیلِ مکان کرنا اور جس مکان میں برا خیال ہے اس کو چھوڑنا درست ہے۔ فقط

کسی کو مطیع بنانے کے لیے ناخن کھلانا

سوال: (۷۳۹) کسی کو مطیع بنانے کی غرض سے ناخن کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۵ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔ فقط

چور کی شناخت کے لیے کوئی عمل کرنا

سوال: (۷۴۰) بعض لوگ چور کو معلوم کرنے کے لیے قرآن شریف پڑھتے ہوئے لوٹے کو گھماتے ہیں، لوٹا گھومتا ہے، مگر چور کی تعیین نہیں ہوتی، کیا ایسا عمل جائز ہے یا نہیں؟ اور لوٹا گھومنے کی کیا وجہ ہے؟ (۱۴۱۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس عمل کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے بھی قول جمیل میں نقل فرمایا ہے(۲) مگر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ محض اتباع قرائن کے لیے ہے، اس کے موافق اس شخص کو جس کے نام لوٹا گھوما ہے، یقیناً چور نہ سمجھا جائے۔ فقط

سوال: (۷۴۱) ایک شخص کا کچھ مال چوری ہوگیا، بہت تلاش کے بعد بھی نہ ملا، تو وہ ایک

---

(۱) عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رجل: يا رسول اللّٰه! – صلّى اللّٰه عليه وسلّم – إنّا كنّا في دارٍ كثير فيها عددُنا وكثيرٌ فيها أموالُنا، فتحوّلنا إلى دارٍ أخرى فقلّ فيها عددُنا وقلّت فيها أموالُنا، فقال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: ذَرُوْهَا ذميمةً (سنن أبي داوٗد: ص:۵۴۷، كتاب الكَهَانَةِ والتّطَيُّر، باب في الطِّيرة والخطّ)

(۲) ولمعرفة السّارق يتقابل اثنان، ويمسكان الإبريق بينهما، ويحملا نه بين إصبعيهما السبابتين، ويكتب اسم المتهم في الإبريق و يقرء سورة يٰسٓ – إلى – من المكرمين، فإن كان هو الذي سرق دار الإبريقُ، فإن لم يدر فليمح اسمه، وليكتب اسم غيره، وهٰكذا حتّى يدور. قلت: و يجب على من اطّلع على السّارق بأمثال هذه أن لايجزم بسرقته، ولا يشيع فاحشته بل يتبع القرائن، فإنّما هي طريق اتباع القرائن (شفاء العليل ترجمة القول الجميل: ص:۱۲۸، فصل:۸، چور کی پہچان کے لیے)

مولوی صاحب کے پاس گیا، مولوی صاحب نے کسی عمل خاص سے کسی خاص آدمی کا نام بتلایا، آیا مولوی صاحب کے بتلانے پر یقین رکھا جاوے یا نہیں؟ جس کا نام بتلایا وہ انکار کرتا ہے۔
(۱۴۷۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس پر یقین نہ کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بعض اعمال جس سے چور کی شناخت ہو لکھ کر فرمایا ہے کہ اس پر یقین نہ کرنا چاہیے، قرائن وغیرہ کو دیکھنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۷۴۲)......(الف) جو لوگ کسی عمل کے ذریعہ سے گم شدہ چیزوں کا نام ظاہر کر دیتے ہیں اور چور کو بتلا دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(ب) ایک امام مسجد کا کچھ روپیہ چوری ہو گیا تھا، اس نے تاوان نکلوا کر ایک شخص سے تاوان لیا، حالانکہ وہ قسمیہ انکار کرتا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی؛ اس امام کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟
(۱۳۸۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف۔ب) عمل مذکور کے ذریعہ سے اگر کسی کا نام ظاہر ہو تو اس پر یقین نہ کرنا چاہیے، اور اس کو بالیقین چور سمجھ کر اس سے تاوان لینا درست نہیں ہے، پس امام مذکور کا یہ فعل خلافِ حکمِ شریعت ہے، اور اس کے ذمے واپس کرنا اس روپیہ کا ضروری ہے، اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط

جنون کو دفع کرنے کے لیے منتر پڑھنا

سوال: (۷۴۳) بعض آدمی مجنون ہوتے ہیں، اس کے رفع کرنے کے لیے ایک منتر خواں منتر پڑھتا ہے، اور ایک اچھے آدمی کو منتر پڑھ کر مجنون بنا کر جوابات لیے جاتے ہیں، وہ جن بذریعہ اس مجنون آدمی کے جو مانگتا ہے حسبِ مقدور دیا جاتا ہے، اور اس آدمی کو چھوڑ دیتا ہے، اور وہ اچھا ہو جاتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس منتر میں اگر کلمات شرکیہ وغیرہ ہیں تو حرام ہے ورنہ مباح ہے(۱) اور یہ طریقہ

(۱) عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنّا نرقي في الجاهلية، فقلنا: يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: اعرضوا عليَّ رُقاكم، لابأس بالرُّقىٰ مالم يكن فيه شركٌ (الصّحيح لمسلم: ۲/۲۲۴، كتاب السّلام، باب استحباب الرقية من العين والنّملة والحمة والنّظرة)

مجنون بنانے کا اور اس کے ذریعے سے ''جن'' سے امور دریافت کرنے وغیرہ کا بھی ناجائز ہے۔

کتا کاٹنے کا ایک جائز منتر

سوال: (۷۴۴) کتے کاٹنے کا ایک منتر اس طور سے ہے کہ پہلے بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم بعدہ یا اللہ، بعدہ یا قطمیر، یا قطمیر، یاقطمیر لکھا جاتا ہے، تجربہ سے بہت نافع ثابت ہوا، جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ منتر درست ہے (۱)

مرغ کے خون سے قرآن کریم کی آیت لکھنا

سوال: (۷۴۵) مرغ کے خون سے برائے علاج قرآن شریف کی آیت لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مرغ کے خون سے تحریر آیت قرآن شریف بہ طور علاج اس میں شفا معلوم ہو جائز لکھا ہے (۲) جیسا کہ فتاویٰ سراجیہ میں مذکور ہے: إذا سال الدّمُ من أنف إنسانٍ یَکْتُب بفاتحةِ

(۱) الصّحیح لمسلم: ۲/۲۲۴، کتاب السّلام، باب استحباب الرقیة من العین والنّملة.

(۲) مجبوری کی صورت میں تداوي بالمُحرَّم جائز ہے، مگر دو شرطوں کے ساتھ: (۱): کوئی دوسری دوا اس مرض کے لیے مفید نہ ہو۔ (۲): اور حرام سے علاج کرنے میں شفا کا ظن غالب ہو، یا مسلمان حاذق طبیب کہے کہ اس سے شفا کا ظن غالب ہے۔

لیکن سائل جس بیماری کے لیے قرآن کریم کی آیت مرغ کے خون سے لکھنا چاہتا ہے اس کے دیگر جائز علاج موجود ہیں، اسی طرح نکسیر کے روکنے کی بہت دوائیاں اور جائز علاج ہیں، اور مذکورہ طریقہ اختیار کرنے میں شفا کا ظن غالب بھی نہیں، صرف شفا کا وہم ہے اس لیے کوئی مسلمان قرآن کریم کی آیت کو خون سے یا پیشاب سے لکھنے کی ہرگز جرأت نہ کرے، اسی میں ایمان کی سلامتی ہے، امداد الفتاویٰ میں ہے:

سوال: (۵) لکھنا قرآن شریف کا ساتھ پیشاب کے؟

جواب: معاذ اللہ! قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا اگر بدون اکراہ واضطرار کے قصد واختیار سے ہو تو کفر ہے الخ (امداد الفتاویٰ: ۴/۳۶، قرآن مجید، قبلہ اور دیگر قابلِ تعظیم اشیاء کے احکام) ==

الکتاب بالدَّمِ علیٰ جبهتهٖ و أنفهٖ ونحو ذلك للاستشفاءِ و المعالجةِ ، ولو کتب بالبولِ إن علمَ أن فیه شفاءً لا بأس بهٖ ولکن لم یفعل الخ(۱)

سوال: (۷۴۶) مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا جائز ہے یا نہ؟(۵۵۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: خون سائل نجس ہوتا ہے اس لیے یہ اچھا نہ ہوگا۔

خاوند سے طلاق لینے کے لیے تعویذ کرانا

سوال: (۷۴۷) ایک عورت اپنے خاوند سے کسی سبب جو بتلانے کے قابل نہیں ہے رنجیدہ رہتی ہے، اوراس کے عقد میں رہنا نہیں چاہتی ہے، اگر وہ عورت کوئی عمل کسی شخص سے برائے طلاق کرادے تو وہ عورت اور وہ شخص کہ جو عمل کرے گنہ گار ہیں کہ نہیں؟(۸۷/ ۱۳۳۵ھ)

== کفایت المفتي میں ہے:

سوال: فقہ میں کتابة القرآن بالبول والدّم جائز ہے۔ وكذا اختاره صاحب الهداية في التّجنيس فقال: لو رَعَفَ فكتب الفاتحةَ بالدّم علىٰ جبهتِهٖ وأنفِهٖ جاز للاستشفاء وبالبول أيضًا. الخ. (ردّالمحتار:۱/ ۳۲۵، کتاب الطّهارة) اگر جائز ہوتو خیر ورنہ مذکورہ عبارت کے جواب سے مستفید فرمائیں۔

جواب: (۵۶) یہ حکمِ جواز مرجوح ہے اوراس حکم کا مبنیٰ ضرورتِ علاج ہے، جیسے کہ دوسری دوا میسر نہ ہوسکنے اور علاج سے مایوسی ہوجانے اور شفا شراب میں بہ قول طبیب حاذق منحصر ہوجانے کی صورت میں شرب شراب جائز ہے، مگر یہ واضح رہے کہ حکمِ جوازِ کتابت مرجوح اورضعیف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(کفایت المفتی:۹/ ۵۶، کتاب الحظر و الإباحة، دوسراباب: عملیات وتعویذ)

اور فتاویٰ سراجیہ کے حاشیہ میں ہے:

الأصحّ المعتمد المفتیٰ به عند جمیع مشایخنا منع کتابة القرآن بالنّجاسة، و أمّا ما ذُکِر في بعض الکتب من الجواز فقول مرجوحٌ ضعیفٌ لا یُعتَمد علیه ؛ لِمخالفته أصول الدّین . و إلیك ما قاله حکیم الأمّة الشیخ أشرف علي التهانوي – رحمه اللّٰه تعالیٰ – العیاذ باللّٰه ، کتابة القرآن بالنّجاسة إذا فعله متعمدًا بدون إکراه و اضطرار یُکفّر (الفتاوی السّراجیة، ص:۳۳۱، کتاب الکراهة والاستحسان، باب التّداوي والعلاج، رقم الحاشیة (۲) المطبوعة: مکتبة الاتّحاد، دیوبند) محمد امین پالن پوری

(۱) الفتاویٰ السّراجیة ، ص:۳۳۱، کتاب الکراهیة والاستحسان ، باب التّداوي والعلاج ، المطبوعة : مکتبة الإتّحاد دیوبند .

الجواب: اس کی حدیث شریف میں ممانعت ہے(۱) ایسا عمل اور تعویذ نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسمریزم کا حکم

سوال: (۷۴۸) مسمریزم (۲) سیکھنا اور سکھانا اور عمل کرنا کیسا ہے؟ (۱۶۶۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسمریزم سیکھنا اور سکھلانا درست نہیں ہے۔

سوال: (۷۴۹) ایک مسمریزم کا طلسماتی آلہ ہے، اس میں نظر کرنے سے اول اپنا چہرہ نظر آتا ہے، پھر تاریکی پھر بڑی روشنی پھر پہاڑ وغیرہ نظر آتا ہے، غرضیکہ شاہی دربار لگتا ہے پھر بادشاہ سے حسبِ مرضی سوال جواب ہوتا ہے مثلاً دور دراز مقاموں کی سیر، مقامات متبرکہ کی سیر وزیارت، اپنے عزیز وآشنا کی مردہ ارواح سے ملاقات وگفتگو، مرض کے مجرب نسخے، اور بعض آدمی غیب کی خبریں دریافت کرتے ہیں، مگر راقم گذشتہ یا آئندہ کی باتیں دریافت کرنا تو بہت برا اور جھوٹ خیال کرتا ہے، البتہ مردہ ارواح سے ملاقات اور گفتگو کرنے کو، ملکوں کی سیر اور متبرک مقامات کی زیارت کرنے کو دل چاہتا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: آلۂ مذکورہ اقسام سحر سے ہے، لہٰذا اس قسم کے طلسمات کے ذریعہ سے کوئی امر دریافت کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس قسم کے شیطانی آثار اور عجائب متخیلہ کا ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے، ایسے طلسمات پر اعتقاد کرنے سے فسادِ عقیدہ پیدا ہوتا ہے اور زوالِ ایمان کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن زينب امرأة عبدالله عن عبدالله قال: سمعتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: إنّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ والتِوَلَةَ شِركٌ ، قالت : قلتُ : لِمَ يقولُ هذا ؟ واللهِ ! لقد كانتْ عيني تَقذِفُ فكنتُ أختلِفُ إلى فلان اليهوديّ يرقيني ، فإذا رَقَانِيْ سكنت، فقال عبدالله: إنّما ذلك عملُ الشّيطان كان يَنْخُسُهَا بيدهٖ، فإذا رَقَاهَا كفّ عنها، إنّما يكفيكِ أن تقولي كما كان رسولُ الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: أذهبْ البأسَ ربَّ النّاس اشفِ أنت الشّافي لا شفاءَ إلاّ شفاؤُك شفاءً لا يُغادرُ سَقَمًا. (سنن أبي داوٗد، ص:۵۴۲، كتاب الطّبّ، باب في تعليق التّمائم)

(۲) مِسْمَرِیْزْمْ (Mesmerism) ڈاکٹر مسمر (۱۷۳۴ء ——— ۱۷۷۸ء) باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصوّر یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات پوچھے جاتے ہیں۔ (فیروز اللغات) ۱۲

کفار ومرتدین سے میل جول رکھنے کا بیان

غیر مسلم کی عیادت جائز ہے

سوال: (۷۵۰) غیر مسلم کی عیادت جائز ہے یا نہ؟ (۱۴۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز ہے بہ شرطیکہ اس قسم کا غیر مسلم نہ ہو جن کے متعلق شریعت نے بائیکاٹ کا حکم دیا ہے، جیسے مرتد یا اور تبدیل مذہب کرنے والے لوگ ان کی عیادت کرنا بہتر نہیں ہے، ایسے لوگوں کے لیے حدیث میں ہے: و إن مرضوا فلا تعودوهم(۱) اور حدیث میں کافر ذمی کی عیادت کرنا مرفوعًا ثابت ہے(۲)

کفار کی عیادت، تعزیت، خدمت اور غیر مسنون طریقہ پر کفن ودفن کرنا

سوال: (۷۵۱) کفار کی بیمار پرسی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۳۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: القدرية مجوس هٰذه الأمة، إن مرضوا فلا تعودوهم و إن ماتوا فلا تشهدوهم (مشكاة المصابيح، ص:۲۲، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثّاني)

(۲) عن أنس رضي اللّٰه عنه أن غلامًا ليهود كان يخدم النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم، فمرض، فأتاه النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم يعوده، فقال: أسلِمْ فأسلَمَ (صحيح البخاري: ۲/۸۴۴-۸۴۵، كتاب المرضٰى، باب عيادة المشرك)

وعن سعيد بن المسيّب عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: لما حضرت أبا طالب الوفاة جاءه رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم فوجد عنده أباجهل وعبداللّٰه بن أبي أمية ==

الجواب: کفار کی عیادت اور تعزیت جائز ہے۔ وجاز عیادته بالإجماع و في عیادة المجوسي قولان الخ. وصحّح الشّامي جوازعیادة المجوسي وقال أیضًا: وفي النّوادر: جار یهودي أومجوسي مات ابن له أوقریب ینبغي أن یعزیه ویقول: أخلف اللّٰه علیك خیرًا منه و أصلحك إلخ (شامي: ۵/ ۲۴۸) وفیه قبل أسطر: وصحّ أن النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم عاد یهودیًا مرض بجواره إلخ (۱) (شامي) عبارت وروایت مذکورہ بالا سے اس کا جواز معلوم ہوسکتا ہے یعنی موقع ضرورت میں کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ کافر کا قریب اور ولی اگر مسلمان ہوتو اس مسلمان کو کافر قریب کی خدمت کرنا اور کفن ودفن کرنا لا علی وجه المسنون فقہاء نے (جائز) لکھا ہے۔ قال في الدرّالمختار: و یغسل المسلم ویکفن و یُدفن قریبه کخاله الکافر الأصلي إلخ عند الاحتیاج فلوله قریب (أي من أهل ملّته) فالأولی ترکه لهم من غیرمراعاة السّنّة فیغسله غسل الثّوب النّجس ویلفّه في خرقة و یلقّیه في حفرة، ولیس للکافرغَسل قریبه المسلم (۲) (درّمختار)

کفار کے کفن ودفن میں شریک ہونا اور وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ کی تفسیر

سوال: (۷۵۲) کفار کے کفن ودفن میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے یا نہ؟ آیت قرآنی: ﴿ وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۸۴) کی کیا تفسیر ہے؟ (۴۳۹/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: عبارتِ مذکورہ بالا (جواب بالا) میں عندالاحتیاج کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا حاجت کفار کے کفن ودفن کا انتظام کرنا اور غسل دینا نہ چاہیے اور یہ اچھا نہیں ہے، پس بلا ضرورت ان کے کفن ودفن میں شریک ہونا بھی اچھا نہیں ہے اور اگر کوئی مصلحت اور ضرورت ہو یا حق جوار کی وجہ سے رعایت منظور ہوتو درست ہے، لیکن بچنا بہر حال اولیٰ ہے۔ آیت: ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۸۴) میں نماز اور قیام علی القبر کی ممانعت

== ابن المغیرة الحدیث (صحیح البخاري: ۲/ ۷۰۲-۷۰۳، کتاب التّفسیر، القصص، باب قوله: ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ)

(۱) الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۹/ ۴۷۳، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع.

(۲) الدرّ والردّ: ۳/ ۱۲۵، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة، قبیل مطلب في حمل المیّت.

معلوم ہوتی ہے، سو نماز کافر کے جنازہ پر تو بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے، اس میں کچھ تردد اور اختلاف نہیں ہے، باقی رہا قیام علی القبر اس کا مطلب یہ ہے کہ بہ طریق زیارت قبر و دعا و استغفار قیام علی قبر الکفار ممنوع ہے اور کسی ضرورت سے کافر کی قبر پر کھڑا ہونا جیسا کہ کافر کے ولی مسلمان کو بہ وقت حاجت اس کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ درست ہے۔ تفسیر احمدی میں اس آیت کے متعلق یہ مذکور ہے:

ومـمّـا يـنبـغـي أن يـعلم في هذا المقام أن الفقهاء ذكروا أن الصلاة لا يجوز على الكافر بحال و إن كان له ولى مسلم إلخ بخلاف غيرها من الأحكام فإنه إذا مات كافر وله ولى مسـلـم يـغسـله مثل غسل النّجاسة لا كالغسل المسنون ويكفن في خرقة تستر عورته لا أن يكفنه بالطّريق المسنون إلخ ولا يردعليهم أن اللّٰه تعالٰى كما منعهم عن الصّلاة عليه بقوله: ﴿ وَلَا تُـصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ﴾ كذلك منعهم عن القيام على القبر للدّفن و الزّيارة بـقـولـهٖ تـعـالٰـى: ﴿ وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ على ما ذكرت آنفا لأنا نقول: النّهي مخصوص بـالـنّبيّ عليه السّلام أو نقول: إنّه نهى عن الدّفن والزّيارة وماذ كرت من إلقاء الكفرة في الـحفرة إلقاء فيه لادفن له، إذ المطلوب ترك تعظيمهم وترك استغفارهم وهما موجودان حينئذ الخ(۱) عبارتِ مذکورہ سے جو مطلب احقر نے لکھا ہے بہ وضاحت ثابت ہے۔ فقط

مسلمانوں کا ہندوؤں کے مرگھٹ تک جانا

سوال: (۷۵۳) مسلمانوں کے جنازہ کے ساتھ ہندوؤں کا قبرستان تک جانا اور مردہ کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو ان کے مرگھٹ تک جانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ طریق اچھا نہیں ہے، بالخصوص مسلمانوں کو کفار کے مرگھٹ میں جانا مکروہ ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط

یہود و نصاریٰ اور مجوس کی میت کے ساتھ قبرستان تک جانا

سوال: (۷۵۴) افریقہ میں رات دن یہود و نصاریٰ اور مجوس سے اکثر لین دین کا معاملہ

(۱) التّفسيرات الأحمديّة، ص: ۳۷۹، تحت الآية: ۸۴، من سورة البراءة.

رہتا ہے، بغیر ان کے کاروبار نہیں چل سکتا، لہٰذا ان کی میت کے ساتھ قبرستان تک مسلمانوں کو جانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۹۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہ ضرورت جائز ہے۔ فقط

قادیانی کو چائے کی پارٹی میں شریک کرنا

سوال: (۷۵۵) ہمارے دفتر میں ایک صاحب مرزائی فرقہ کی لاہوری پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو مرزا کو بہ حیثیت ایک مجدد کے مانتے ہیں، ہم لوگ حنفی اپنے دفتر میں ایک کلب چائے نوشی قائم کرنا چاہتے ہیں، کیا ہم مرزائی کو بھی اپنے ساتھ شامل کر سکتے ہیں؟ (۹۸۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مرزا اور اس کے اَتباع پر کفر کا فتوی عام علماء نے شائع کر دیا ہے، لہٰذا اس کو شریک نہ کرنا چاہیے اور اس سے علیحدہ ہی رہنا چاہیے، لیکن اگر وہ اپنے عقیدۂ باطلہ سے توبہ کرے اور اسلام قبول کرے تو پھر اس کو شریک کر لیں۔ فقط

قادیانی سے رشتہ ناتا اور میل جول رکھنا درست نہیں

سوال: (۷۵۶) ایک شخص قادیانی مشرب رکھتے ہیں اور برادر بھائی ہیں، ان سے رشتہ تعلق لین دین رکھنا چاہیے یا نہیں؟ اکثر اندیشہ معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کی صحبت سے، ایک صاحب اپنے لڑکے کا رشتہ ان کی لڑکی سے کرانا چاہتے ہیں، اس رشتہ کرانے یا کرنے والوں سے میل جول رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۰۶۱/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جس شخص کے عقائد قادیانی کے سے ہیں، وہ شخص جماعت اہل سنت بلکہ اہل اسلام سے خارج ہے، قادیانی کے عقائد کفریہ ہونے میں علمائے اہل حق کو خلاف نہیں، پس اس شخص سے میل جول کرنا اور رشتہ تعلق رکھنا درست نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَآئَهُمْ اَوْ اَبْنَآئَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ الآية﴾ (سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲) پس اہل حق کو ضروری ہے کہ اس قادیانی عقائد والے سے بالکل اجتناب کریں اور تعلق رشتہ وغیرہ کا اس سے نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۵۷) جماعتِ مرزا غلام احمد قادیانی جن کا مذہب اور جن کے بانیٔ مذہب مرزا کا دعویٰ خدائی، ابن اللہ مثل اولا د خدا کا ہو، پھر وہ مدعی نبوت و رسالت و مسیح موعود نبی اللہ کا ہو، معجزاتِ انبیاء مندرجہ قرآن کو مسمریزم، شعبدہ بازی کہہ کر منکر ہو، توہینِ انبیاء و مریم خصوصًا حضرت مسیح علیہ السلام و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتا ہو، ایسے عقائد و اقوال والے لوگوں سے ہم لوگ مسلمانوں کا ناتا رشتہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مرزا مذکور کے دعاویٔ مذکورہ کی بناء پر علماء نے کافۃً اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ وہ شائع ہو چکا ہے، اب اس سے اور اس کے معتقدین و متبعین کی جماعت سے کوئی معاملہ اسلامی رکھنا درست نہیں ہے، اور رشتہ ناتا ان کے ساتھ منقطع کرنا لازم ہے اور دلائل اس کے کتب و رسائل میں بہ کثرت لکھے جا چکے ہیں، یہاں بھی ایک رسالہ موجود ہے اگر مطلوب ہو تو مولانا سید اصغر حسین صاحب مدرس مدرسۂ ہٰذا سے طلب فرمالیں۔

جو شخص اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۷۵۸) زید نے کسی مرزائی کے دھوکے میں آکر یہ الفاظ کہے کہ میں احمدی ہو گیا ہوں، اور باوجود سمجھانے کے باز نہیں آتا، تو زید سے مسلمانوں کو تعلقات رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ (۱۹۴۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: زید جس نے ایسے کلمات کہے فاسق و عاصی ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کر دینا اہل اسلام کو ضروری ہے۔ فقط

مرزائیوں سے میل جول رکھنا

سوال: (۷۵۹) فرقۂ مرزائیہ کو مسلمان سمجھنا اور ان سے میل جول کرنا اور ان کی طرف سے بحث و جھگڑا کرنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹۶۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: فرقۂ مرزائیہ کے کفر و ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے، لہٰذا ان کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے اور ان سے بالکل علیحدگی کر لینی چاہیے، اور ان کی طرف داری کر کے ان کی طرف سے جھگڑنا حرام

ہے، اوران کے ساتھ کھانا پینا اور سلام وکلام کرنا ترک کردینا چاہیے۔ فقط

قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا اور مناکحت کرنا جائز نہیں

سوال: (۷۶۰) قادیانیوں کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، بیٹھنا اٹھنا، مناکحت کرنا کیسا ہے؟

(۱۳۴۵/۲۰۷ھ)

الجواب: مرزائیوں، قادیانیوں کے ساتھ کسی طرح کا اشتراکِ عمل کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جائز نہیں۔ یہ جماعت بہ اتفاق علمائے اسلام کافر ومرتد ہے، شرعی حیثیت سے ان پر تمام وہی احکام جاری ہوں گے جو خدا کے دین سے پھرنے والوں پر ہوا کرتے ہیں، یہ لوگ جس کے پیرو ہیں اس نے ایسی ایسی باتیں کہی اور لکھی ہیں کہ قصر اسلامی کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ پیروانِ اسلام کے متفقہ عقیدے (ختم نبوت) کو اس طرح خاک میں ملایا کہ خدا کی پناہ! پہلے پہلے ہلکے ہلکے دعوے کیے، پھر طرح طرح کی حیلہ تراشیوں اور جعل سازیوں سے مستقل نبوت کا دعوے دار بن گیا۔ یہاں تک کہ آج اس کے ماننے والے اس کو ایسا ہی نبی مانتے ہیں جیسے ہم مسلمان حضور سرور کائنات ﷺ کو۔

اس جھوٹے نبی نے خدا کے برگزیدہ رسولوں اور پیغمبروں خصوصًا حضرت مسیح روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی توہین کی ہے کہ تنہا یہی چیز ہی اس کے اوراس کے پیرووں کے کفر کے لیے کافی ہے، وہ ان کو شرابی کہتا ہے، زانی کہتا ہے، دنیا بھر کی بڑی سے بڑی تہمتیں ان پر باندھتا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ان تمام خرافات کو قرآن پاک کی طرف منسوب کرتا ہے، پس وہ لوگ کہ جن کے مذہب کا بنیادی پتھر ختم نبوت کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے، کب اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ کسی طرح بھی رواداری کی جاسکے؟! یہ ہمارے دشمن اور ہم ان کے دشمن ہیں، یہ ہم سے الگ اور ان کا دین ہمارے دین سے الگ ہے، جو مسلمان اسلام کے عام اصولوں سے بھی واقفیت رکھتا ہے ایک منٹ کے لیے بھی ان کے ارتداد میں شبہ نہیں کرسکتا، ان بدبختوں کا عقیدہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے ہیں کافر ہیں۔

ایک عقل مند بہ آسانی فیصلہ کرسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو کافروں کو مسلمان بنایا، اور

دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام پھیلا دیا، اور مرزا صاحب علیہ ما علیہ نے دعوائے نبوت کر کے بجز اپنے متبعین کے تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرادیا، قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۰) تمام مؤمن ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: المسلم أخو المسلم (۱) پس جو ہمارے تمام دنیا کے بھائیوں (یعنی دنیا کے تمام مسلمانوں) کو کافر بتلاتا ہے کیا عقل ودین غیرت وحمیت کا ایک لمحہ کے لیے بھی یہ فتوی ہوسکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی رکھیں؟!

اے علماء کو تنگ نظر کہنے والو! للہ غور کرو کہ جس کاذب نبی نے آنحضرت ﷺ کے دین ومذہب کے مقابلہ میں اپنا دین تراشا ہو، اسلام کے جھنڈے کے بالمقابل اپنا جھنڈا کھڑا کیا ہو، مدینہ جیسا مدینہ بنایا ہو، اور جنة البقیع جیسا قبرستان بنایا ہو، کیا اس کے ساتھ بھی کوئی رواداری کی جاسکتی ہے؟!

ان کے ساتھ بیاہ شادی کرنا، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ناجائز ہے، کیا ایسے لوگ جو تمام پیروانِ اسلام کو بے تأمل کافر کہیں، مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھنا گوارا نہ کریں، اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ کسی درجہ میں بھی میل جول رکھا جائے؟ اب ہم ذیل میں ایسی عبارتیں خاص ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں جو خود ان کے کفر پر شاہد ہوں:

ختم نبوت کا انکار، اور اپنی نبوت کا دعویٰ: سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (۲) (دافع البلاء ص: ۱۱) إنّا أرسلنا أحمد إلی قومه (۳) (اربعین: ۳/۳۳)

اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے افضل سمجھنا: تحفہ گولڑویہ میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے، دیکھو: تحفۂ گولڑویہ ص: ۴۰، وبراہین احمدیہ، ص: ۵۶ (۴)

---

(۱) عن ابن شهاب أن سالمًا أخبره، أن عبدالله بن عمر أخبره أن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم قال: المسلم أخوا المسلم لایظلمه ولایسلمه الحدیث (الصّحیح البخاري: ۱/۳۳۰، أبواب المظالم والقصاص، باب لا یظلم المسلم المسلم ولایسلمه)

(۲) دافع البلاء، ص: ۱۱، روحاني خزائن: ۱۸/۲۳۱۔

(۳) أربعین نمبر، ۳، ص: ۳۳، روحاني خزائن: ۱۷/۴۲۳.

(۴) مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے، جو ہمارے نبی ﷺ سے ==

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین: لیکن مسیح کی راست بازی، اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیوں کہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حَصُوْر رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیوں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے(۱) (دافع البلاء، آخری صفحہ)

اپنے شیطانی وسوسوں کو وحی قرآنی کے برابر سمجھنا: جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے کہ توریت وانجیل اور قرآن کریم پر الخ (۲) (اربعین: ۴/۱۹)

تمام مسلمانوں کو کافر کہنا: قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے، اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد کو نبی اللہ مانتے ہیں، اس سے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ (تشحیذ الأذہان: ۶/۱۳)

ہر ایک شخص جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہو چکا کافر ہے۔ (ایضا)

اس طرح کی صدہا عبارتیں ہیں ہم نے صرف نموشًا چند عبارتیں نقل کر دی ہیں، خدا مسلمانوں کو اس ظالم قوم کے فریب سے بچائے اور ہدایت کی توفیق دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عتیق الرحمٰن عثمانی (۳)

سوال: (۱۷۶۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی سے ہر قسم کے تعلقات میل جول بیاہ شادی وغیرہ رکھنا کیسا ہے؟ (۳۱۷۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین اور لاہوری پارٹی اور اس کے متبعین کافر

== ظہور میں آئے (تحفۂ گولڑویہ، ص: ۴۰، روحانی خزائن: ۱۷/ ۶۷)

ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارقِ عادت ہیں (براہین احمدیہ، ص: ۵۶، روحانی خزائن، ۲۱/ ۷۲)

(۱) دافع البلاء، ص: ۴، روحاني خزائن: ۱۸/ ۲۲۰۔

(۲) أربعين نمبر ۴، ص: ۱۹، روحاني خزائن: ۱۷/ ۴۵۴۔

(۳) یہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی کے صاحبزادے ہیں۔

و مرتد ہیں، اور مرتدین کے احکام بہ نسبت کفار کے شدید اور سخت ہیں، اور مرتد کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ حاکم اس پر اسلام پیش کرے اور اس کے شبہ کو زائل کرے اور اس کو تین دن قید رکھے، اگر وہ تین دن کے اندر اسلام لے آئے تو فبہا، ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ درمختار میں ہے: **من ارتدّ عرض الحاكم عليه الإسلام استحبابًا ...... وتكشف شبهته ...... ويحبس ثلاثة أيام الخ فإن أسلم فبها و إلا قتل لحديث: من بدل دينه فاقتلوه**(۱)

اور مرتد کا نکاح بہ فور ارتداد فسخ ہو جاتا ہے۔ درمختار میں ہے: **وارتداد أحدهما ...... فسخ ...... عاجل إلخ**(۲) اور درمختار باب الجنائز میں ہے: **ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه ......الكافر الأصلي، أمّا المرتد فليقى في حفرة كالكلب** (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مسلمان کا قریبی رشتہ دار کافر اصلی ہو تو اس کو بعد مرنے کے غسل و کفن دے کر دفن کرنے کا حکم ہے، اور مرتد کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کو مثل کتے کے؛ گڑھے میں ڈال دیا جائے، بناءً علیہ مرزائی اور لاہوری جماعت کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا اور کسی قسم کی رواداری رکھنا شرعًا جائز نہیں ہے اور جو شخص ان دونوں جماعتوں سے میل جول اور ربط وضبط رکھے ان سے بھی تعلقات منقطع کرنے چاہئیں۔ **قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾** (سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳)

سوال: (۲۶۷) قائم گنج کے فرقۂ اہل سنت والجماعت نے فرقۂ قادیانی سے بہ نظر تحفظ مذہب تعلقاتِ مذہبی و برادری کو ترک کر کے قیود ذیل کو اپنے لیے لازم کر لیا تھا:

(۱) قادیانی فرقہ سے سلام علیک نہیں کریں گے۔

(۲) شادی غمی میں نہ ان کو بلائیں گے، نہ ان کے یہاں جائیں گے۔

(۳) نہ ان سے ناتا رشتہ کریں گے۔

---

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي: ۶/۲۷۲-۲۷۴، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب: ما يُشك أنه ردّة لا يُحكم بها.

(۲) الدرّ مع الردّ: ۴/۲۷۲، كتاب النّكاح، باب نكاح الكافر، مطلب: الصبيّ والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاقٍ بل للوقوع.

(۳) الدرّ المختار مع الشّامي: ۳/۱۲۵، كتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب في حمل الميّت.

(۴) جو شخص ان قیود کی خلاف ورزی کرے گا اس کو بھی چھوڑ دیں گے۔

(۵) ان سے رسوم ملاقات اور برادرانہ ملنا جلنا عیادت وتعزیت بھی چھوڑ دیں گے۔

پس یہ قیود قابل عمل ہیں یا قابل ترک؟ (۱۷/۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: واضح ہو کہ قادیانیوں کے کفر وارتداد پر فتوی ہو چکا ہے اور ان کے کافر ومرتد ہونے میں کچھ تردد وشبہ نہیں ہے، اور اہلِ اہواء کے فرقوں کے بارے میں ایک حدیث میں یہ الفاظ وارد ہیں: **القدريّة مجوس هٰذه الأمّة، إن مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم رواه أحمد و أبو داوٗد.** اور دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں: **لا تجالسوا أهل القدر ولاتفاتحوهم الحديث رواه أبو داوٗد** (۱) پہلی حدیث میں یہ حکم ہے کہ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مرجاویں تو ان کے جنازہ پر حاضر نہ ہوٗو، اور دوسری حدیث میں یہ حکم ہے کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ابتدا بالسلام نہ کرو۔

اور جب اہل اہواء کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کا حکم ہے اور مقاطعہ کلیہ ان سے مامور بہا ہے تو قادیانیوں سے بہ درجۂ اولیٰ یہ معاملہ کرنا لازم ہے اور مقاطعہ کلیہ ان سے واجب ہے۔ فقط

سوال: (۷۶۳) مرزائی خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی ان کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ولیمہ وغیرہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶/۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مرزائی ہر دو فریق لاہوری وقادیانی مرتد وکافر ہیں، اور قطعیات وضروریات دین کے منکر ہیں، ان کے ساتھ شرکت کھانے پینے میں اور ان کی غمی شادی میں شریک ہونا اور طعام ولیمہ وغیرہ کھانا سب حرام اور ناجائز ہے۔ **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾** (سورۂ اَنعام، آیت: ۶۸) **وقال عليه الصّلاة والسّلام في أهل الأهواء: فلا تناكحوهم ولا تجالسوهم الحديث** (۲) **أو كما قال صلّى اللّٰه عليه وسلّم فماظنّك**

---

(۱) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : القدرية مجوس هذهٖ الأمة ، إن مرضوا فلاتعودوهم و إن ماتوا فلا تشهدوهم .

وعن عمر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (مشكاة المصابيح، ص: ۲۲، كتاب الإيمان ، باب الإيمان بالقدر)

(۲) عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: إن اللّٰه اختارني ==

بالمرتدين والملحدين. فقط

قادیانیوں کے ساتھ مل کر کوئی انجمن قائم کرنا

سوال: (۷۶۴) یہاں لدھیانہ میں ایک قوم نے اپنی قومی انجمن قائم کی ہے، اس قوم کے اکثر لوگ قادیانی ہیں، اور بعض حنفی لوگ بھی شریک ہیں، تو اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہ؟ اور جو شریک ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ (۲۷/۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: حنفیہ اہل سنت وجماعت کو اس میں شریک نہ ہونا چاہیے، اور جو شریک ہیں وہ علیحدہ ہوجاویں۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۂ اَنعام، آیت: ۶۸)

قومی اور اسلامی جلسوں میں قادیانیوں کو شریک کرنا

سوال: (۷۶۵) قومی کانفرنس میں قادیانیوں کو شامل کرنا شرعًا کیسا ہے؟ (۱۷۹۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: قومی مجالس اور اسلامی جلسوں میں قادیانی واحمدی فرقہ بددین وگمراہ کے اَذناب و اَتباع کو داخل وشامل کرنا شرعًا جائز نہیں ہے، وہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے شدید دشمن ہیں، ان کی عداوت اور بدخواہی مسلمانوں کے لیے غیر مذہب کے لوگوں سے شدید تر ہے۔ فقط

رافضیوں سے تعلق رکھنے والی عورت سے احتیاط کرنا

سوال: (۷۶۶) ہندہ ایک عورت نامعلوم النسب ہے، تحقیق سے اس قدر پتا چلتا ہے کہ وہ نو مسلم ہے، ایک عرصہ تک رافضی کے ساتھ رہی، اور اب اس نے ایک اہل سنت سے نکاح کرلیا ہے، اور اپنے آپ کو اہل سنت بتلاتی ہے، حالانکہ رافضیوں سے تعلقات زیادہ رکھتی ہے، اس کو اہل سنت

== و اختارلي أصحابي و أصهاري، وسيأتي قوم يسبونهم وينتقصونهم، فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم و لاتؤاكلوهم ولا تناكحوهم (عق ــ عن أنس) (كنز العمّال: ۱۱/۲۴۱، رقم الحديث: ۳۲۴۶۵، كتاب الفضائل، باب ذكر الصحابة وفضلهم رضي الله عنهم أجمعين، المطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت)

سمجھیں یا رافضی سمجھ کر احتیاط کریں؟ (۱۶۲۱/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب کہ وہ اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت سے کہتی ہے، تو اس کو رافضی کہنے کی ضرورت نہیں ہے، پھر اگر وہ درحقیقت رافضیہ ہے تو یہ معاملہ اس کا اللہ سے ہے، البتہ ایسی عورت سے احتیاط کرنی چاہیے۔

شیعوں کے ساتھ خورونوش اور میل جول رکھنا

سوال: (۷۶۷) فرقہ شیعہ اثنا عشری جس میں اکثر سید شامل ہیں اور اپنے آپ کو بنی فاطمہ بتلاتے ہیں، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں برا بھلا کہتے ہیں، اور تعزیہ ومرثیہ خوانی کی محفل گرم رکھتے ہیں، درجۂ کفر تک پہنچتے ہیں یا نہیں؟ ان کے ساتھ خورونوش جائز ہے یا نہیں؟ جو اُن کے ساتھ خورونوش یا سلام کرے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۵/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: فقہاء نے اس میں یہ تفصیل کی ہے کہ جو روافض سبِّ شیخین کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کے بھی قائل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر ہیں وہ بہ اتفاق کافر ہیں (۱) ان کے ساتھ خورونوش اور میل جول درست نہیں ہے، اور ان کی تعظیم کرنا حرام ہے، اگر چہ وہ مدعی سید ہونے کے ہوں، اور جو لوگ ان کے ساتھ خورونوش ومیل ملاپ رکھیں وہ عاصی ہیں، آئندہ ان کو اس سے احتراز اور توبہ لازم ہے۔ فقط

سوال: (۷۶۸) ایک شخص منکر صحبتِ صدیق ورَوا رکھنے والا سبِّ شیخین کا ہے، ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات رکھنا اور اپنے ساتھ مساجد میں نمازوں میں شریک کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۱/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: أقول وبه نستعين: بے شک ایسا رافضی جو کہ منکر صحبت صدیق ہو بہ اتفاق کافر

---

(۱) لاشكّ في تكفير من قذف السيّدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، أو أنكر صحبة الصدّيق أو اعتقد الألوهية في علي، أو أن جبريل غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصّريح المخالف للقرآن (الشّامي: ٦/ ٢٨٨، كتاب الجهاد، مطلب مهم في حكم سبّ الشّيخين)

ہے اور اکثر فقہاء نے سبِّ شیخین کرنے والے کو بھی کافر کہا ہے(۱) پس ایسے رافضی کے ساتھ اختلاط وارتباط رکھنا اور بلانکیر ان کو مساجد مسلمین میں آنے دینا اور شریک نماز و جماعت کرنا حرام اور ناجائز ہے، ایسے لوگوں سے جہاں تک ہو سکے اجتناب اور علیحدگی کی جاوے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۂ اَنعام، آیت: ۶۸) فقط

شیعہ تبرائی سے علیحدگی ضروری ہے

سوال: (۷۶۹) امسال شیعہ نے خلاف معمول عشرۂ محرم میں بہ آواز بلند چلا کر خلفائے راشدین کی شان میں تبرا کہا، تو ہم لوگوں کو شیعہ تبرائی برادری سے علیحدگی اختیار کرنا درست ہے یا نہ؟ اور دختر سنیہ کا نکاح شیعہ سے کیوں ناجائز ہے؟ (۱۲۸۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسے شیعہ سے جن کا ذکر سوال میں ہے اہل سنت والجماعت کو علیحدگی ضروری ہے، اور شیعہ کی تکفیر میں فقہاء کا اختلاف ہے(۲) بہر حال ان کی مناکحت سے اہل سنت والجماعت کو احتراز لازم اور ضروری ہے۔ فقط

سوال: (۷۷۰) شیعہ سے سنی کا میل جول جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۳۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: روافض کے ساتھ مواکلت ومشاربت جائز نہیں ہے، ایسے بدعتیوں و اہل اہواء سے علیحدگی کا حکم احادیث میں ہے، اور لا تؤاكلوهم ولا تشاربوهم ان کے بارے میں

---

(۱) أن الرّافضي إذا كان يسبّ الشّيخين و يلعنهما فهو كافر ...... لا شكّ في تكفير من قذف السيّدة عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها أوأنكر صحبة الصديق أو اعتقد الألوهية في علي الخ (الشّامي: ۶/ ۲۸۷-۲۸۸، كتاب الجهاد ، مطلب مهم في حكم سبّ الشّيخين)

(۲) أقول : نعم نقل في البزّازية عن الخلاصة: أن الرافضي إذا كان يسبّ الشّيخين و يلعنهما فهو كافر، و إن كان يفضل عليًا عليهما فهو مبتدع اهـ وهذا لايستلزم عدم قبول التوبة ، على أن الحكم عليه بالكفر مشكل لما في الاختيار: اتفق الأئمة على تضليل أهل البدع أجمع وتخطئتهم، وسبّ أحد من الصّحابة وبغضه لايكون كفرا، لكن يضلل إلخ (ردالمحتار: ۶/ ۲۸۷، كتاب الجهاد، باب المرتد ، مطلب مهم في حكم سبّ الشيخين)

وارد ہے(۱) جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ فقط

شیعہ کی تعظیم جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۷۷۱) اگر شیعہ واہل سنت متفق ہو کر خلافت کمیٹی میں داخل ہوں تو شرعاً یہ اتفاق اور برتاؤ درست ہے یا نہیں؟ شیعہ کی تعظیم وحرمت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۸۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسے روافض جن کا رفض حد کفر کو پہنچا ہوا ہے اور وہ تبرا گو ہیں اور سبِّ شیخین کرتے ہیں، اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کے قائل ہیں، ان کے ساتھ میں اہل اسلام یعنی اہل سنت و جماعت کو کسی قسم کی شرکت اور موافقت کا معاملہ کرنا درست نہیں ہے، اور ایسے گروہ مخالف دینِ نبیٔ کریم ﷺ کی حرمت وعظمت جائز نہیں ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۶۸) اور تعظیم فاسق کو جناب رسول اللہ ﷺ نے حرام فرمایا ہے(۲)

شیعوں کے جلوس کو جائز سمجھنا اور اس کا انتظام کرنا

سوال: (۱۷۷۲) جو مسلمان سنی حنفی مذہب کا پابند ہو اور شیعوں کی مجلس میں شرکت کرے اور

---

(۱) عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إن الله اختارني واختارلي أصحابي و أصهاري، وسيأتي قوم يسبونهم وينتقصونهم ، فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم و لاتؤاكلوهم ولا تناكحوهم (عق – عن أنس) (كنز العمّال: ۱۱/۲۴۱، رقم الحديث: ۳۲۴۶۵، كتاب الفضائل ، باب ذكر الصحابة وفضلهم رضي الله عنهم أجمعين ، المطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت)

(۲) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : إن الله عزّ و جلّ يغضب إذا مدح الفاسق في الأرض.

وعنه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم :إذا مدح الفاسق غضب الرّب واهتزله العرش (شعب الإيمان للبيهقي: ۴/۲۳۰، باب في حفظ اللّسان ، رقم الحديث: ۴۸۸۵–۴۸۸۶، المطبوعة : دارالكتب العلمية ، بيروت)

ان کے جلوس کا انتظام کرے اوراس کو جائز سمجھے، وہ کیسا ہے؟(۱۸۰۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: شرکت اس میں حرام اور ناجائز ہے۔ فقط

مسلمانوں کو''وندے ماترم'' کہنے سے احتراز کرنا چاہیے

سوال: (۳۷۷)اتحاد ہندو مسلم میں مسلمانوں کو''وندے ماترم'' کہنا کیسا ہے؟

(۱۳۷۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسلمانوں کو ایسے الفاظ مشتبہ سے احتراز کرنا اولیٰ وانسب ہے۔ فقط

مہاتما گاندھی کی جے پکارنا

سوال: (۴۷۷)اللہ اکبر کے نعرہ کے ساتھ مسلمانوں کو''وندے ماترم'' کہنا جائز ہے یا نہ؟ یا مہاتما گاندھی کی جے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟(۱۴۰۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسے مشتبہ الفاظ سے بچنا مناسب ہے۔

غیر مسلم اللہ کو جن ناموں سے یاد کرتے ہیں مسلمان ان کے جلسوں میں ان ناموں کو استعمال کر سکتے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۷)کبھی کسی پارسی یا ہندو یا نصاری یا یہودی کے جلسۂ دنیوی میں مسلمان کو جانے کا اتفاق ہو جائے، اور بجائے اللہ یا خدا کے اپنی گفتگو میں ان کے الفاظ مثلاً کرتا، اوتار، داور، ایشور، بھگوان، رام، ہری(۱) یا گوڈ وغیرہ اگر کوئی مسلمان استعمال کرے تو کیا گناہ ہے؟(۱۵۹۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ان الفاظ کے استعمال سے احتراز اولیٰ ہے، اگرچہ گناہ کچھ نہیں ہے، مگر تشبّہ بالکفار سے کلام اور الفاظ میں بھی بچنا بہتر ہے۔ فقط

---

(۱): کرتا: خالق۔ اوتار: ہندوؤں کے عقیدے میں خدا کا کسی جنم میں داخل ہو کر مخلوق کی اصلاح کے لیے دُنیا میں آنا۔ داور: خدا۔ ہری: پرمیشور، خدا۔ (فیروز اللغات)

جو مسلمان بتوں کی پوجا کرتے ہیں اُن سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے

سوال: (۷۷۶) ایک مسلمان اپنے مکان میں مثل ہنود کے بتوں کو رکھ کر پوجا کرتا ہے، اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص اہل اسلام میں سے ایسے منافق سے محبت و یگانگی رکھے تو کیا حکم ہے؟ (۱۰۰۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے شخص سے بالکل علیحدگی کرنی چاہیے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿وَلاَ تَرْکَنُوْآ اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ الآیة﴾ (سورۂ ہود، آیت:۱۱۳) اور محبت و یگانگی ایسے شخص سے رکھنا خلافِ نصوص ہے اور معصیت ہے، آئندہ اس سے (یعنی ایسے شخص سے محبت و یگانگی رکھنے سے) توبہ کی جاوے، اور انقطاع کیا جاوے، بہ مجبوری اور بہ خوف عداوت جیسا کچھ ہو جاوے معذور ہے۔ فقط

سوال: (۷۷۷) ایک موضع کے مسلمان بت پرستی وغیرہ رسوم کفر کرتے ہیں، نماز قطعًا نہیں پڑھتے، اگر کوئی عالم نصیحت صوم وصلاۃ کی کرتا ہے تو بے عزتی سے مقابلہ کرتے ہیں، اور اپنی زمین میں مسجد نہیں بنانے دیتے، ان لوگوں سے میل جول تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ (۱۱۹۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کی شادی وغمی میں شریک ہونا حرام اور ناجائز ہے، جب تک وہ لوگ رسوم کفریہ اور افعال قبیحہ شرکیہ سے توبہ نہ کریں اور نماز نہ پڑھیں اس وقت تک ان سے متارکت کر دیں اور قطع تعلق کریں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت:۶۸) فقط

ہنود کی طرح پوجا کرنے والے مسلمان کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۷۸) ایک شخص مسلمان ہو کر قصدًا صوم وصلاۃ ترک کر دے، اور ہدایت کرنے پر بھی نہ مانے، مثل ہنود کے پوجا وغیرہ کرے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہونا چاہیے؟ (۲۱۱۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس کی تالیف قلب کرنی چاہیے، اور بہ نرمی اس کو مسائل نماز وروزہ بتلانا چاہیے، اور اس کے ساتھ سختی کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہیے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿اُدْعُ إِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ﴾ (سورۂ نحل، آیت:۱۲۵) فقط

سکھ اور ہنود کے جلسوں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جانا

سوال: (۷۷۹) سکھ اور ہنود کے جلسوں میں اسلامی تبلیغ کے لیے جانا جائز ہے یا نہیں؟ حالاں کہ وہاں چند غیر شرع باتیں بھی ہوتی ہیں۔ (۱۳۴۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسے جلسوں میں جانا جن میں امور خلاف شرع ہوں درست نہیں ہے۔

ہنود مسجد کے سامنے باجا بجانے پر مصر ہوں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۷۸۰) امسال ہنود نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے میلے کے زمانہ میں اپنا جلوس باجا گاجا کے ساتھ جامع مسجد کے قریب بہ وقت عشاء خلاف معمول ٹھہرادیں، اور جماعت عشاء میں خلل ڈالیں، اگر اہل محلّہ اس خاص شب کو بعد نماز مغرب جامع مسجد میں قفل ڈال دیں اور جلوس نکل جانے کے بعد نماز ادا کریں، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر تنگیٔ وقت کے خوف سے اہل محلّہ اپنے گھروں میں یا دیگر مساجد میں نماز اس شب پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۵۹۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: شرعاً یہ جائز نہیں ہے کہ اہل محلّہ مسجد محلّہ میں نماز نہ پڑھیں اور اس کو بند کر کے دوسری مساجد میں یا اپنے گھروں میں نماز پڑھیں، بلکہ نماز اسی مسجد میں پڑھیں اور اگر کفار باجا وغیرہ نکالیں اور باز نہ آئیں تو صبر وتحمل کریں اور کچھ جھگڑا اور روک ٹوک نہ کریں۔

جس نے عیسائی عورت سے شادی کر کے مذہب تبدیل کر دیا ہے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۷۸۱) ایک مسلمان عیسائی خاندان میں شادی کرتا ہے اور خود بھی مذہب تبدیل کر دیا ہے اور مسلمانوں کو دھوکا میں رکھتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، اس صورت میں مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۱۵۳۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اوّل عیسائیوں میں نکاح کرنا ممنوع ہے(۱) اور پھر اس کے ساتھ جب کہ اس نے تبدیل مذہب بھی کر دیا ہے تو جب تک وہ پوری طرح توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس کے ساتھ ملنا جلنا اور کھانا پینا درست نہیں ہے، اور جب تک وہ عیسائیت سے صاف طور سے براءت ظاہر نہ کرے اور اس مذہب سے انکار نہ کرے اس وقت تک اس کی حالت میں اطمینان نہ کیا جائے۔فقط

جو مسلمان عیسائی عورت سے محبت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۸۲) زید مسلمان کو ایک عیسائی عورت سے محبت ہوگئی، اکثر آمد و رفت طرفین سے ہوتی ہے، اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، جس کے حرام و حلال کا پتا نہیں، زیادہ شبہ حرام پر ہے، والدین کے منع کرنے سے بھی نہیں مانے، زید کے لیے کیا حکم ہے؟ اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے؟ (۹۸۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: زید اس صورت میں فاسق معلن ہے، اس سے توبہ کرائی جائے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے متارکت کی جائے، اس کی غمی و شادی میں شریک نہ ہوں۔فقط

ہنود کی مجلس میں جانا

سوال: (۷۸۳) ایک فقیر جوگی شہر میں آیا ہے، ہنود اس کی آؤ بھگت کرنے لگے، اپنے عقیدے میں فقیر کامل جاننے لگے، اور اپنی حاجت پیش کرنے لگے، ایک شخص ڈاکٹر پابند صوم و صلاۃ سلسلہ چشتیہ و قادریہ و نقش بندیہ سب حال سن کر اس کے پاس گیا، اس نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تمہارے آنکھ کی روشنی جو کم ہوگئی ہے، اور ظاہر میں موتیا معلوم ہوتا ہے یہ غلط ہے، یہ سب آسیب کے سبب

---

(۱) وتحل ذبيحة النّصارى مطلقًا سواء قال: ثالث ثلاثة أولا، ومقتضى الدّلائل الجواز كما ذكره التّمرتاشي في فتاواه، والأولى أن لا يأكل ذبيحتهم ولا يتزوج منهم إلا للضّرورةِ كما حقّقه الكمال ابن الهمام (ردّالمحتار: ۹/۳۵۹، كتاب الذّبائح)

سے ہے، اب ڈاکٹر صاحب اس کے معتقد ہوگئے، اس کو مکان پر بھی بلایا، اس نے مکان کو دیکھ کر کہا کہ اس مکان کو چھوڑ دو، مگر ڈاکٹر نے نہیں چھوڑا، اور یہ بھی بتلایا کہ اس میں خزانہ دفن ہے اور اس کی ترکیب ہم کریں گے، پس وہ معتقد ہوگئے اور ہنود کی مجلس میں جانے لگے، مسلمانوں نے منع کیا کہ اہل ہنود کی مجلس میں مت جاؤ۔ (۱۹۰۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: سب کو اول تو عموماً ہندوؤں کی صحبت سے احتراز کرنا چاہیے خاص کر اس صورت میں کہ عقیدہ کے بگڑنے کا خوف ہو، اس جوگی کی صحبت سے احتراز لازم ہے اور اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے۔ فقط

ہنود کے مذہبی امور میں شرکت کرنا

سوال: (۷۸۴) ایک شخص نے تعزیہ داری اس نیت سے کی کہ میرا لڑکا اچھا ہو جاوے گا اور ہندو لوگوں کے ساتھ پوجا کی اور ان کی رسومات میں شریک ہوتا ہے روکنے سے بھی باز نہیں رہتا، ایسے فعل بد سے روکنا مشکل ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۲۹۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسلمانوں کا کام اسی قدر ہے کہ اس کو ایسے رسوم کفر و شرک سے روکیں وہ نہ مانے تو وبال اس پر ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ نہ ماننے کے بعد اس سے میل جول نہ رکھیں، اور محبت و دوستی نہ کریں، اور فتنہ اور فساد بھی نہ کریں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآئَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ الآیة﴾ (سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲)

سوال: (۷۸۵) جو شخص ہنود کی رسومات کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۸۷۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ہنود کی رسوم کرنا اور ان میں شریک ہونا حرام ہے، مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۷۸۶) ...... (الف) زید ایک کارخانے کا آفس کلرک ہے اور مسلمان شریف خاندان ہے، سوائے چند مسلمانوں کے کارخانہ کے تمام کاریگران ہندو ہیں، وہ ہر سال چندہ کر کے ایک دیوتا کی بڑے اہتمام سے پوجا کرتے ہیں، بعض مسلمان بھی چندہ دے کر شریک ہوتے ہیں،

زید بھی خوشی سے پوجا میں چندہ دے کر شریک دعوت ہوتا ہے، اور دیگر لوگوں پر جبر کر کے اور ترغیب دلا کر چندہ دلاتا ہے، آیا کسی مسلمان کا ایسی پوجا میں چندہ دینا اور شریک دعوت ہونا کیسا ہے؟

(ب) اپنی شرکت کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو بہ جبر چندہ دینے پر آمادہ کرنا شرعًا کیسا ہے؟

(ج) کوئی ملازم بہ خوف معزولی شریک ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ (۸۹۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) مسلمانوں کو اس میں شریک ہونا اور چندہ دینا حرام ہے اور سخت گناہ ہے، اور ہندوؤں کی پوجا کی رسوم میں شریک ہونے سے خوف کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے: من تشبّہ بقوم فھو منھم (۱) ومن کثّر سواد قوم فھو منھم (۲) اور حق تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۲) وَقَالَ اللّٰہ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳)

(ب) یہ اور بھی زیادہ برا ہے کہ خود بھی گمراہ ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے اور ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا (۳) کا مصداق بنے۔

(ج) بہ خوفِ معزولی بھی اس میں شرکت جائز نہیں ہے۔ فقط

ہنود کو خوش کرنے کے لیے ان کے تہواروں میں شامل ہونا

سوال: (۷۸۷) جو اہل اسلام اہل ہنود کو خوش کرنے کے لیے اور آپس میں اتحاد اور سلوک

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من تشبّه بقوم فهو منهم (سنن أبي داؤد، ص:۵۵۹، كتاب اللّباس – باب في لبس الشّهرة)

(۲) من كثّر سوادَ قومٍ فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله (كنز العمّال، كتاب الصّحبة من قسم الأقوال: ۲۲/۹، رقم الحديث: ۲۴۷۳۵، المطبوعة: مكتبة التراث الإسلامي، حلب)

(۳) عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: إن الله لا يقبض العلم انتزاعًا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتخذ النّاس رؤسًا جهالا، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بغير علم، فَضَلّوا و أضلّوا (صحيح البخاري ۲۰/۱، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم وكتب عمر بن عبدالعزيز الخ)

کی وجہ سے ان کے تہوار میں شامل ہوں اور جے بولیں اور زنار گلے میں ڈالیں اور تھالی میں پان پھول مٹھائی وغیرہ رکھ کران کی مورتیوں پر چڑھائیں اور جس تخت پر مورتیاں ہوں اس کو کندھے پر رکھ کر شہر میں جے بولتے ہوئے پھریں، اورصدہا روپیہ اپنی جانب سے پان سگریٹ وغیرہ میں صرف کریں اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۳۱۷/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ سب امور حرام ہیں اور ناجائز ہیں، مسلمانوں کو ان سے احتراز لازم ہے کہ ایسے امور میں خوف کفر ہے۔ أعاذ نا اللّٰه تعالیٰ منه. فقط

دنیاوی مفاد کی غرض سے مشرکین سے ملنا جلنا اور دوستی رکھنا

سوال: (۷۸۸) دنیاوی مفاد کی غرض سے مشرکین سے اتحاد پیدا کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۴۲۸/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مشرکین سے دنیاوی معاملات میں بہ ضرورت ملنا جلنا روا ہے اور محبت و دوستی دشمنانِ اسلام سے روا نہیں ہے۔

مرتد سے میل جول رکھنا حرام ہے

سوال: (۷۸۹) ایک مسلمان عیسائی ہوگیا، اس سے دوستی اور محبت رکھنا اور خندہ پیشانی ہو کر ملنا اور کھانا پینا کیسا ہے؟ (۲۱۲۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ شخص جو اسلام سے پھر کر عیسائی ہوگیا مرتد ہے، اس سے تعلقات اور میل جول رکھنا حرام اور ناجائز ہے، اور بہ خندہ پیشانی اس سے مصافحہ کرنا اور ملنا اور اس کے ساتھ مواکلت ومشاربت رکھنا ناجائز اور ممنوع ہے، ایسے لوگ جو اس مرتد کے ساتھ بہ خندہ پیشانی ملے اور ساتھ کھایا پیا گنہ گار ہوئے، اس سے توبہ کریں اور آئندہ اس سے اجتناب رکھیں۔ فقط

سوال: (۷۹۰) زید نے معہ عیال واطفال کے مذہب قادیانی اختیار کیا ہے، اس کو کافر کہنا چاہیے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ میل جول اور کھانا پینا اس کے یہاں کا درست ہے یا نہیں؟ عمر کہتا ہے کہ ہنود کے یہاں کا کھانا کھاتے ہیں اسی طرح قادیانی کے یہاں کا کھانا درست ہے، یہ صحیح

ہے یا نہیں؟ (۱۹۳۵/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: قادیانی پر فتویٰ کفر کا ہے، لہٰذا اس کے ساتھ میل جول رکھنا نا جائز ہے اور چونکہ وہ مرتد ہے تو دوسرے ہندوؤں سے وہ بدتر ہے، اس کے ساتھ کسی طرح کھانا پینا اور میل جول رکھنا درست نہیں ہے اور عمر کا قول غلط ہے۔ مرتد کا حکم بہت سخت ہوتا ہے اس کا حکم مثل دیگر ہنود کے نہیں ہے، اس کے گھر کا کھانا نہ چاہیے اور مسلمانوں کو اس سے بالکل علیحدگی اختیار کرنی چاہیے۔ فقط

ہنود سے اس قدر میل جول رکھنا کہ وہ مذہبی امور میں مذاق کرنے لگیں جائز نہیں

سوال: (۷۹۱) ''عیدو'' حجامت بنوا رہا تھا، وہاں پر ہندو موجود تھے، انہوں نے حجام کو مذاق میں اشارہ کر دیا کہ چوٹی کے بال ہندوؤں کی طرح چھوڑ دینا اور ڈاڑھی کا صفایا کر دینا۔ غرض ہندو حجام نے ایسا ہی کیا، اور وہ ہندو عیدو سے مذاق کرنے لگے کہ بھائی تم شدھ (پاک، صاف) ہو جاؤ، برادری نے عیدو کو ترک کر رکھا ہے اور عیدو کے ذمہ یہ خطا لگائی ہے کہ اس نے ہندوؤں سے اس قدر میل جول کیوں کیا جس سے وہ مذہبی مذاق کرنے لگے؟ اب عیدو نے توبہ کر لی ہے، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۳۶۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ اعتراض عیدو پر صحیح ہے کہ عیدو نے ہندوؤں سے اس قدر میل جول کیوں کر رکھا ہے کہ وہ اس قسم کا ہتکِ اسلام کرتے ہیں، عیدو کو چاہیے کہ توبہ کرے، اور آئندہ ہندوؤں سے قطع تعلق کرے، اور عیدو کی برادری والے عیدو کو بعد توبہ کے اپنے ساتھ ملا لیں۔ فقط

تالیفِ قلوب کے لیے شعار کفار میں شرکت کرنا

سوال: (۷۹۲) ایک غیر مسلم یعنی ہندو کے جنازہ کو کاندھا دینا اور مسلمانوں کا شرکت کرنا اور مرگھٹ تک جانا اور تعظیمًا و اظہارِ غم و ہمدردی کے لیے برہنہ سر رہنا اور دوسروں کو بھی مجبور کرنا، اور میت کا نام لے کر جے پکارنا، اور اظہار غم میں اپنا کاروبار و دکانیں وغیرہ بند کرنا شرعًا کیسا ہے؟

اور یہ حضرات شرعاً کس جرم کے مرتکب ہوئے؟ ان لوگوں کو تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۱۹۳۷/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر ضرورت اسلامی سے کفار کے ساتھ ہمدردی کی جاوے اور ان کی میت کی تعزیت کی جاوے اور جنازہ کے ساتھ جایا جاوے تو یہ درست ہے، لیکن جے وغیرہ پکارنے سے اور شعارِ کفار میں شرکت کرنے سے احتراز کیا جاوے۔ شامی جلد خامس میں ہے: جار يهودي أو مجوسي مات ابن له أو قريب ينبغي أن يعزيه ويقول: أخلف الله عليك خيرًا منه وأصلحك، وكان معناه: أصلحك الله بالإسلام : يعني رزقك الإسلام و رزقك ولدًا مسلمًا. كفاية (۱) الغرض تالیفِ قلوب کے لیے اور ضرورت اسلامی کے لیے کفار کے ساتھ اظہارِ غم کرنا اور ہمدردی کرنا درست ہے، لیکن بہ شرطیکہ شعارِ کفر میں ان کا شریک نہ ہو۔ فقط

جلسہ میں ہندو کو صدر بنانا

سوال: (۷۹۳) کسی جلسہ میں ہنود کو صدر بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۶/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر کوئی مصلحت اسلامی داعی ہو کہ کسی ہندو کو صدر بنا کر کچھ کام اسلام کا لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ فقط

مجبوری میں رسم رام لیلا کی اجازت دینا

سوال: (۷۹۴) ایک قصبہ میں اہل ہنود رسم رام لیلا (۲) ادا کرنی چاہتے تھے، مسلمان مخالف تھے، عدالت نے اجازت نہیں دی، اہل ہنود نے مسلمانوں سے لین دین بند کر دیا، مسلمان پریشان ہیں، اگر اس مجبوری سے رام لیلا کی اجازت دے دیں تو شرعاً کچھ جرم ہے یا نہیں؟ (۱۴۵۳/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر مسلمان بہ وجہ مجبوری کے اجازت دے دیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔

---

(۱) الشّامي: ۹/ ۴۷۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع .

(۲) رام لیلا: رام چندر جی کی فتوحات کی نقل جو ہندو دسہرے کے موقع پر کرتے ہیں (فیروز اللغات)

نصاریٰ کے ساتھ ترک موالات کرنا

سوال: (۷۹۵) ترک موالات (۱) کا نصاری کے ساتھ کیا حکم ہے؟ (۱۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ترک موالاتِ نصاری فرض مذہبی ہے، جو اس کے خلاف ہے وہ تارک فرض شرعی ہے، اور عاصی اور فاسق ہے۔

ہنود کے میلوں میں شریک ہونا اور مذہبی امور میں ان کی اعانت کرنا

سوال: (۷۹۶) قصبہ میں اہل ہنود سخت دشمنی سے پیش آرہے ہیں، اور چار مسلمان ان کو ہر قسم کی امداد دیتے ہیں، ان کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ مورت نکالنے میں اور میلوں وغیرہ میں امداد کرنے والوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۹۰۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جو مسلمان ہنود کے معین و مددگاران کے میلوں وغیرہ میں اور مورت وغیرہ کے نکالنے میں ہیں وہ عاصی و فاسق ہیں، ان کو توبہ کرنی لازم ہے۔ فقط

سوال: (۷۹۷) کسی شہر میں ایک میلہ ہنود کا ہوتا ہے، جس میں مہادیو اور دیوی بڑی شان وشوکت سے بنائے جاتے ہیں، تو جو مسلمان اس کام میں چندہ وغیرہ سے اعانت کریں اور بہ غرض تماش بینی شریک ہوں ان کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۹۰۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسلمانوں کو ہندوؤں کے مذہبی میلوں میں شریک ہونا اور ان کی کسی قسم کی اعانت کرنا درست نہیں ہے؟ لہٰذا جو مسلمان اس میں شریک اور چندہ وغیرہ سے اعانت کریں یا ان کے میلوں میں بہ غرض تماش بینی شریک ہوں وہ سب عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں اور آئندہ کبھی شریک نہ ہوں اور نہ کسی قسم کی اعانت کریں۔ فقط

---

(۱) موالات: دوستی، ترکِ موالات: عدم تعاون، جنگ آزادی کے زمانے میں انگریزی حکومت سے عدم تعاون کا فتوی جاری ہوا تھا، اور تمام ہندوستانیوں نے حکومت کا بائیکاٹ کردیا تھا، اس زمانے کے بارے میں سوال وجواب ہے۔۱۲ سعید احمد پالن پوری

دسہرا دیکھنا بڑا گناہ ہے

سوال: (۷۹۸) میں نے دسہرا دیکھا ہے، میرے والد صاحب نے کہا کہ تمہارا نکاح ٹوٹ گیا ہے، تو یہ صحیح ہے؟ اگر ٹوٹ گیا ہے تو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۶۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: دسہرا دیکھنا بڑا گناہ ہے، پھر نہ دیکھنا چاہیے، اور توبہ کرنی چاہیے، مگر نکاح نہیں ٹوٹا۔ فقط

بیماروں کو ہندو سادھو کے پاس برائے شفا لے جانا اور اس کی تعظیم کرنا

سوال: (۷۹۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو ہندو سادھو بیراگی (تارک دنیا) کے پاس جن کے ہزاروں مرید ہندوؤں میں موجود ہیں برائے حاجت اخروی ودنیاوی کے جانا اور ان کے پاس مسلمان مریضوں کو برائے شفا لے جانا اور اس سے شفا چاہنا، اور اس کو ولی اللہ جاننا اور اس سے دریافت کرنا کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں؟ یا خود سادھو جب اپنے ہندو مریدوں کے مکان میں یا اور کسی ضرورت سے آتا ہے تو اس وقت مسلمانوں کے مکان میں چلا آنا اور مسلمانوں کو اس کی تعظیم وتکریم روپیہ پیسہ اور کھانے پینے کی چیزوں سے دینا یا کوئی مسلمان رادھا کرشن کی تصویر جو کاغذوں پر بنی ہوتی ہے، اس کو کسی ہندو کو خرید کر کے دینا کیسا ہے؟ یہ لوگ مسلمان ہیں یا مرتد؟ ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہیے یا چھوڑ دینا؟ اور جو لوگ ان لوگوں کے ساتھ نشست وبرخاست رکھتے ہیں ان لوگوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۹۱۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو لوگ ہندو فقیروں سے اس قسم کے معاملات کرتے ہیں جن کا ذکر سوال میں ہے وہ لوگ فاسق وفاجر اور گنہ گار ہیں، ان کو اس قسم کی باتوں سے توبہ کرنی چاہیے، اور ہندو فقیروں سے معاملات اس قسم کے نہ رکھنے چاہئیں، اگر ان کو کسی تعویذ یا عمل یا دعا کی ضرورت پیش آئے تو کسی مسلمان بزرگ متبع شریعت کی طرف رجوع کرنا چاہیے جیسے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی۔ فقط

کتبہ: (مولانا) مسعود احمد (۱)

---

(۱) یہ حضرت مولانا قاضی مسعود احمد صاحب ہیں، جو ۱۳۳۳ھ سے ۱۳۸۴ھ تک دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں نائب مفتی رہے ہیں۔ ۱۲

ہنود مسلمانوں کے ساتھ جیسا برتاؤ کریں ویسا ہی برتاؤ ان کے ساتھ کرنا

سوال: (۸۰۰) لاہور میں ہنود نے مسلمانوں سے پورا انقطاع کرلیا ہے، نہ وہ مسلمانوں سے کوئی چیز خریدتے ہیں نہ ان سے اجرت پر کام لیتے ہیں، بلکہ پہلے اجرت پر کام کرنے والوں کو بھی انہوں نے اپنے کارخانوں سے نکال دیا ہے، ایسی حالت میں مسلمانوں کو ان سے تجارتی تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ (۲۹۸۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جس جگہ ہندو مسلمانوں سے اس قسم کا انقطاع کریں، وہاں مسلمانوں کو بھی ان سے معاملات کا منقطع کردینا مناسب ہے۔ ﴿جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا﴾ (سورۂ یونس، آیت: ۲۷) اور ان کے کھانے وغیرہ سے بھی احتراز کرنا مناسب ہے، احادیث میں یہاں تک وارد ہے: **لا ترایا نارا ھما** (۱) جس کا حاصل یہ ہے کہ کفار سے نہایت دوری اور پورا بعد اختیار کرو، بہر حال مسلمانوں کو باہمی اتحاد اور تعلقات و معاملات کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اس کو قوت دینی چاہیے اور کفار متعصبین سے اجتناب و احتراز رکھنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۸۰۱) ہندو جو برتاؤ مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہیں، یعنی ان کا چھوا نہیں کھاتے، اور مسلمانوں کے ساتھ ایک چارپائی پر نہیں کھاتے، آیا مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا چاہیے یا نہ؟ اور اس بارے میں نصاریٰ کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۱۹۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسلمانوں کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ہندو کے ہاتھ کا کھانا مسلمانوں کو مذہب کی رو سے درست ہے، اور ان کے پاس بیٹھنے کی بھی اجازت ہے، لہٰذا اس قسم کے احتراز اور پرہیز کی ضرورت نہیں ہے، اور اب تو ہندو بھی اس میں کوشش کررہے ہیں کہ چھوت کا قصہ نہ رہے

---

(۱) عن جرير بن عبدالله قال : بعث رسول الله صلّى الله عليه وسلّم سرية إلى خثعم ...... وقال: أنا بريء من كل مسلم يقيم بين أظهر المشركين ، قالوا: يا رسول الله ! لِمَ؟ قال: لا ترايا ناراهما (سنن أبي داوٗد ، ص:۳۵۵، كتاب الجهاد، باب النّهي عن قتل من اعتصم بالسّجود)

اور نصاریٰ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔فقط

بھنگی، چمار کے یہاں کا کھانا کیسا ہے؟

سوال:(۸۰۲)......(الف) ایک شخص اسلام لایا اس کے ساتھ خورونوش میں پرہیز نہ کرنا چاہیے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(ب): ایک شخص بہت زور کے ساتھ کہتے ہیں کہ بھنگی، چمار کے یہاں کا کھانا درست ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟(۲۱۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب:(الف -ب) یہ بات صحیح ہے کہ جو شخص مسلمان ہوگیا اس کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز نہ کرنا چاہیے، اور ہندو اگرچہ سب برابر ہیں، لیکن بھنگی چماروں کے برتن وغیرہ چوں کہ غالبًا پلید ہوتے ہیں اور ان کو کسی چیز حرام سے احتراز نہیں ہے، اس لیے ان سے علیحدہ رہنا چاہیے اور ان کے گھر کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔فقط

چمار نے حقہ اٹھایا تو وہ قابل استعمال رہا یا نہیں؟

سوال:(۸۰۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ ایک حقہ چمار نے مسلمان کا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیا، کیا اب وہ قابل استعمال رہا یا نہیں؟(۳۲۵۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ اس چمار کے ہاتھ پر کچھ نجاست ظاہر میں نہیں تھی تو وہ حقہ پاک ہے اور قابل استعمال ہے، استعمال کرنا اس کا جائز ہے۔

جو شخص ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وعائشہؓ کو کافر، منافق اور غاصب قرار دے اور اس کو کارِ ثواب سمجھے اس سے دینی ودنیاوی برتاؤ کس حد تک جائز ہے؟

سوال:(۸۰۴)......(الف) اگر کوئی شخص حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعائشہ صدیقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کافر، منافق، غاصب قرار دے اور اس کو کارثواب سمجھے، تو کیا وہ شخص کافر

ہوجاتا ہے؟ اگر کافر ہوجاتا ہے تو کن دلائل سے؟ بعض کتب میں جو اہل قبلہ کو کافر کہنے سے روکا گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

(ب) اگر ایسے عقیدے والا شخص کافر نہیں ہوتا تو پھر جھگڑا ہی کوئی نہیں، اور اگر کافر ہوجاتا ہے تو مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں:

(۱): اگر قائل ان الفاظ کا قوم سادات سے ہو تو کیا وہ اس کفر کے حکم سے مستثنیٰ ہے یا نہیں؟

(۲): ایسے شخص سے دینی برتاؤ کس حد تک جائز ہے؟ اگر یہ شخص نماز میں سنی امام کے پیچھے جماعت میں شامل ہوکر نماز پڑھے تو کیا سنیوں کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر خلل واقع ہوتا ہے تو کیوں؟ غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ: ۱۹۴ پر یہ حدیث درج ہے: في رواية أنس: إن اللّٰه عز وجل اختارني واختار لي أصحابي، فجعلهم أنصاری وجعلهم أصهاری، وأنه سيجئ في آخر الزمان قوم ينقصونهم، ألآ! فلا تأكلوهم، ألآ! فلا تشارِبوهم، ألآ! فلا تناكحوهم، ألآ! فلا تصلوا معهم، ألآ! فلا تصلوا عليهم، عليهم حلت اللّعنة (۱) اس حدیث کی بابت پورے طور پر تشفی فرمائی جائے کہ آیا یہ حدیث درست اور واجب العمل ہے یا نہیں؟ اور یہ حدیث کم وبیش الفاظ سے مظاہر حق میں بھی موجود ہے اور غنیۃ الطالبین واقعی شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ہے یا کسی اور شخص کی؟

(۳): ایسے عقیدہ والے شخص سے دنیاوی برتاؤ کس حد تک جائز ہے اور کرنا چاہیے؟ اس کے ساتھ خورونوش جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۵۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف - ب) بعض فقہاء نے سبّ شیخین رضی اللہ عنہما کو کفر وارتداد کہا ہے۔ كما في الدرّ المختار: في البحر عن الجوهرة معزيًا للشّهيد: من سبّ شيخين أو طعن فيهما كفر، ولا تقبل توبته، وبه أخذ الدّبوسي وأبو اللّيث وهو المختار للفتوى إلخ (۲) ترجمہ: جس نے گالی دی شیخین کو یا ان پر طعن کیا وہ کافر ہوا اور اس کی توبہ مقبول نہ ہوگی اور اسی کو لیا دبوسیؒ اور

---

(۱) غنية الطالبين للشّيخ السيد محي الدين عبدالقادر الجيلاني قدس سرّهٗ، ص:۱۹۴-۱۹۵، كتاب الآداب، فصل في العقائد، مطبوعة: مكتبة محمدي لاهور.

(۲) الدرّ المختار مع الشّامي: ۲۸۶/۶، كتاب الجهاد، باب المرتد - مطلب مهم في حكم سبّ الشّيخين.

ابواللیثؒ نے اور وہی اختیار کیا گیا ہے فتوی کے لیے و في ردّالمحتار: أقول: نعم نقل في البزازية عن الخلاصة أن الرّافضي إذا كان يسبّ الشّيخين ويلعنهما فهو كافر، وإن كان يفضل عليًا عليهما فهو مبتدع إلخ (۱) ترجمہ: میں کہتا ہوں: ہاں، نقل کیا بزازیہ میں خلاصہ سے کہ رافضی جب کہ شیخین کو گالی دے اور ان پر لعنت کرے وہ کافر ہے اور اگر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتا ہے شیخین پر تو وہ بدعتی ہے الخ۔

پھر یہ تحقیق کی ہے کہ رافضیوں میں جو غالی ہیں اور نصوص قطعیہ کے منکر ہیں وہ بہ اتفاق کافر ہیں اور باقی فاسق ومبتدع ہیں مثل انکار صحبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وقول افک حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا، وقول الوہیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ یہ امور بہ اتفاق اہل سنت کفر ہیں (۲) اور جس رافضی پر بوجہ انکارِ نصوص قطعیہ کفر کا حکم کیا گیا ہے اس میں سادات اور غیر سادات برابر ہیں، اسی طرح جو رفض فسق و بدعت ہے اس میں بھی سب برابر ہیں۔ الغرض سید ہونا فسق و بدعت وکفر وارتداد کو مباح نہیں کرتا اور وعید و عذاب سے محفوظ نہیں کرسکتا ایسے لوگوں سے متارکت کلیہ لازم ہے، یعنی مواکلت و مشاربت ومناکحت ان کے ساتھ حلال نہیں ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ الآية﴾ (سورۂ ہود: آیت:۱۱۳) اور غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے اور یہ حدیث جو اس میں مذکور ہے مضامین اس کے دیگر احادیث میں بہ الفاظ مختلف وارد ہیں، مظاہر حق میں طبرانی وحاکم وغیرہ سے بایں الفاظ مروی ہے: عن عويمر بن ساعدة أنه صلّى الله عليه وسلّم قال: إن الله اختارني واختار لي أصحابًا، فجعل لي منهم وزراء و أنصارًا وأصهارًا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ولايقبل الله منه صرفًا ولا عدلاً (۳) اور یہ حدیث مظاہر حق میں موجود ہے اور روافض کے بارے میں صاحب

(۱) ردّالمحتار: ۶/۲۸۷، كتاب الجهاد باب المرتد، مطلب مهمّ في حكم سبّ الشيخين .

(۲) نعم لاشكّ في تكفير من قذف السيدة عائشة رضی الله تعالٰى عنها، أو أنكر صحبة الصديق، أو اعتقد الألوهية في علي أو أن جبريل غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصّريح المخالف للقرآن (الشّامي:۶/۲۸۸، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهمّ في حكم سبّ الشّيخين)

(۳) مظاہر حق جدید: ۷/۲۵۸، كتاب الفتن، باب مناقب الصّحابة رضي الله عنهم أجمعين، الفصل الأوّل. صحابۂ کرام کے مناقب کا بیان، مطبوعہ: ادارۂ اسلامیات، دیوبند۔

مظاہر حق نے بہت سی آیات واحادیث نقل فرمائی ہیں، جن سے ان کے مذہب کا بطلان معلوم ہوتا ہے اس کو دیکھا جائے اور شائع کیا جائے(۱) فقط

شریعت، حدیث اور رسولِ خدا کی شان میں گالیاں بکنے والا مرتد ہے، اس کے ساتھ مرتد جیسا معاملہ کرنا چاہیے

سوال: (۸۰۵) زید کی لڑکی بیوہ ہوگئی اس کی عمر بہت تھوڑی ہے، بکر نے اور چند مردمان نے واسطے نکاح ثانی کے کہا کہ جس جگہ تمہاری مرضی ہو بہ موجب حکم شرع شریف اور موافق حدیث کے کردینا چاہیے، تو زید نے یہ بات سن کر شرع شریف اور حدیث مذکور اور رسول خدا کی شان میں گالیاں دے کر یہ کہا کہ ہمارے خاندان میں عقد ثانی نہ ہوا اور نہ ہوگا، تو اب زید مذکور سے ریل میل: کھانے پینے وسلام علیک وغیرہ کے درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۸۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: زید اس حالت میں مرتد وکافر ہوگیا(۲) اور اس کے تمام اعمال حبط (رائیگاں) اور باطل ہوگئے، اس کو لازم ہے کہ اسلام از سرنو قبول کرے اور کلمۂ شہادت پڑھے اور گزشتہ سے توبہ کرے، اور تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا اور سلام ومصافحہ کرنا اور ساتھ کھانا پینا ترک

---

(۱) عن علي رضي الله عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: سيأتي من بعدي قوم يقال لهم الرّفضة، فإن أدركتهم فاقتلهم فإنهم مشركون قال: قلت: يا رسول الله! ما العلامة فيهم؟ قال: يفرطونك بما ليس فيك و يطعنون على السّلف، رواه الدّارقطني.

اور دار قطني کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

وذلك يسبون أبا بكر و عمر و من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والنّاس.

اسی طرح کی روایت حضرت انس، حضرت عیاض انصاری، حضرت جابر، حضرت حسن بن علی، حضرت ابن عباس، حضرت فاطمہ زہراء اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **من أبغضهم فقد أبغضني ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله.**

(۲) من سبّ الرّسول صلّى الله عليه وسلّم فإنّه مرتد، وحكمه حكم المرتدّ ويفعل به ما يفعل بالمرتد (الدرّالمختار مع الشّامي: ۶/۲۸۴، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب مهمّ في حكم ساب الأنبياء)

کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندو پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا

سوال: (۸۰۶)......(الف) ایک سڑک کے کنارہ پر مسلمان اور ہنود دونوں کے مکانات واقع ہیں، اور فی الحال اس سڑک سے صرف ایک گاڑی گزر سکتی ہے، دو گاڑیاں بیک وقت اس سے نہیں گزر سکتیں، اگر ایک گاڑی بھری ہوئی کھڑی ہو تو دوسری گاڑی کو انتظار کرنا پڑتا ہے، ان ضرورتوں کو محسوس کر کے ایک ہندو یہ چاہتا ہے کہ یہ سڑک کشادہ کر دی جائے، اور چھ سات ہزار روپیہ اپنی ذات سے دینا چاہتا ہے۔ چونکہ سڑک کشادہ ہونے سے تکلیف عامہ بھی رفع ہوتی ہے، اور مکان کی مالیت بھی بڑھتی ہے، اس لیے اس سڑک پر رہنے والے غریب مسلمان اور ہندو اپنی زمین قیمتہً اس رفاہ عام کے کام میں دینے پر آمادہ ہیں، لیکن زید اس میں حارج ہے شرعًا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(ب) زید نے اپنی زمین میں پاخانہ بھی بنوایا ہے جس سے ہندو پڑوسی تکلیف محسوس کرتا ہے، اس میں کیا حکم ہے؟ (۲۴۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) پڑوسیوں کی تکلیف رفع کرنا جس میں خود اپنی بھی تکلیف رفع ہوتی ہے شرعًا محمود اور پسندیدہ ہے، اور إماطة الاذیٰ عن الطّریق میں داخل ہے جو کہ موجب اجر و ثواب و علامت ایمان ہے(۱) پڑوسی ہندو ہوں یا مسلمان اس بارے میں برابر ہیں، جار (پڑوسی) اگرچہ کافر ہو اس کے ساتھ بھی ملاطفت اور حسن سلوک کرنے کا حکم ہے اور جار کا حق ہے(۲) لہٰذا مسلمانوں

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : الإيمان بضع و سبعون أو بضع وستّون شعبة ، فأفضلها قول لا إله إلاّ الله وأدناها إماطة الأذى عن الطّريق والحياء شعبة من الإيمان (الصّحيح لمسلم: ۱/۴۷، كتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان و أفضلها وأدناها الخ)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم:واللهِ ! لا يؤمن، واللّٰهِ ! لايؤمن، واللّٰهِ ! لا يؤمن قيل : من يا رسول الله ؟ قال : الّذي لا يأمن جارُه بوائقَه . متّفق عليه . ==

کواس امر میں کوشش کرنی چاہیے جو کہ پڑوسیوں کے لیے موجب راحت ہے۔

(ب) زید کو اپنی زمین میں اس قسم کے تصرفات کا اختیار ہے، لیکن بہ حکم **لا ضــرر ولا ضـرار** (۱) جس فعل سے پڑوسیوں کو تکلیف ہو اس کا رفع کرنا اور زائل کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
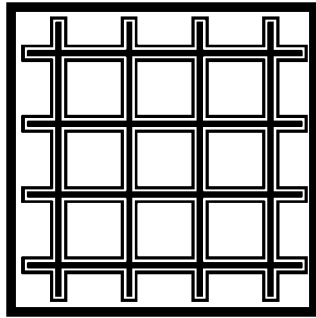
== وعـن أنـس رضـي الـلّٰـه عنـه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لا يدخل الـجنّة من لايأمن جارُه بوائقَه، رواه مسلم (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۲، كتاب الآداب، باب الشّفقة والرّحمة على الخلق، الفصل الأوّل)

(۱) عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰـه عـنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لا ضرر ولاضرار (ابن ماجة: ۱۶۹، أبواب الأحكام، باب من بنى في حقّه ما يضرّ بجاره)

فاسق وگمراہ لوگوں سے میل جول رکھنے کا بیان

ایک صدی پہلے برادریوں کی پنچایتیں ہوتی تھیں، اوران کی قوم پر بہت مضبوط گرفت ہوتی تھی، اب وہ بات باقی نہیں رہی، جب پنچایتیں تھیں تو فواحش کی روک تھام کے لیے مختلف تدبیریں کرتی تھیں، برادری سے اخراج کی سزادیتی تھیں، کبھی مالی جرمانہ کرتی تھیں، اور کبھی برادری کے بڑے کسی سے ذاتی پرخاش کی وجہ سے طاقت کے زعم پر نامناسب فیصلے بھی کرتے تھے، آگے درج ہونے والے فتاویٰ اسی ماحول کے اعتبار سے ہیں۔ (مرتب)

شریعت کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے مالی جرمانہ مقرر کرنا

سوال: (۸۰۷) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ پنچایت نے اس امر کا انتظام کیا ہے کہ جولوگ امور غیر مشروعہ محرمہ مثل شراب خواری، جوا، تاش، ڈاڑھی منڈانے کے مرتکب ہیں جب تک وہ ان محرمات کو ترک کر کے صوم وصلاۃ کے پابند نہ ہوں ان کو برادری سے خارج رکھا جاوے اور کسی قسم کا میل جول ان سے نہ رکھا جاوے، تاوقتیکہ وہ تاوان مالی مقرر شدہ ادا کرنے کے بعد توبہ نہ کرے، اس کو شامل برادری نہ کیا جاوے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر امور دینیہ میں اس قسم کی تنبیہات اور انتظامات کیے جائیں اور لوگوں کو مجبور کیا جائے اور ان پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ محرمات شرعیہ کو ترک کریں اور اوامر شرع مثل صوم وصلاۃ کے پابند ہوں تو درحقیقت یہ بہت بڑی خدمت دین کی ہے، اور اس کا اجر بہت زیادہ ہے اور ایسے لوگوں سے جو خلاف شریعت امور کے مرتکب ہوں متارکت وعدم مجالست ومواکلت ومشاربت وغیرہ

منصوص ہے(۱) البتہ جرمانہ مالی شریعت میں نہیں ہے، اور جس امام نے اس کی اجازت دی ہے وہ اس طرح ہے کہ اگر تنبیہاً اس سے کچھ لے لیا جائے تو دوسرے موقع پر اسی کو واپس دیا جاوے یا اس کی اجازت وخوشی سے اس کی طرف سے کسی کارخیر میں لگایا جاوے(۲) اور بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا یہ ایک حکم شرعی ہے اس کو ترک نہ کیا جاوے، مگر نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر بعض ادا کرلیویں تو باقیوں سے ساقط ہے، الغرض انتظام مذکور بہ پابندیٔ حکم شریعت کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی ہدایت کے خیال میں خود مبتلائے معصیت ہوں۔ فقط

ایک میراثی کے قصور کی وجہ سے سب میراثیوں کا حقہ پانی بند کرنا

سوال: (۸۰۸) میراثیوں (۳) کا حقہ پانی بند کردینا بہ وجہ اس قصہ کے کہ ایک میراثی نے ایک مولوی صاحب کو سور کا گوشت کھلا دیا تھا درست ہے یا نہیں؟ (۴۰۷/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: میراثی کا قصہ جو مشہور ہے اگر وہ صحیح ہے تو قصور صرف اسی میراثی کا ہے جس نے ایسا فعل کیا، سب میراثیوں کا حقہ پانی بند کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

ایک شخص کے قصور کی وجہ سے سارے خاندان سے متارکت کرنا

سوال: (۸۰۹) عبدالستار؛ عبدالحق کی بی بی کو بھگا لے گیا، تو برادری کو عبدالستار کے خاندان

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : القدرية مجوس هذهِ الأمة، إن مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم .

وعن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (مشكاة المصابيح، ص:۲۲، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر)

(۲) قوله: (وفيه الخ) أي في البحر حيث قال: وأفاد في البزّازية: أن معنى التّعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عند مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال، كما يتوهّمه الظّلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي (ردّالمحتار: ٦/ ٧٧، كتاب الحدود– باب التّعزير– مطلب في التّعزير بأخذ المال)

(۳) میراثی: گانے بجانے والی ایک قوم، مغنی۔ (فیروزاللغات)

کو علیحدہ کر دینا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۳۸۵ھ)

الجواب: اس صورت میں جو کچھ قصور اور گناہ ہے عبدالستار پر ہے، اس کے خاندان کا کچھ قصور نہیں ہے، اور اگر متارکت کی جاوے تو عبدالستار سے کی جاوے، یعنی جب کہ وہ توبہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کر دیا جاوے۔ فقط

سودخور سے میل جول رکھنا

سوال: (۸۱۰) زید سود خوار ہے، بہت دفعہ برادری نے تنبیہ کی مگر باز نہیں آتا، زید سے تعلق رکھنا اور اپنے ساتھ کھانا کھلانا درست ہے یا نہیں؟ برادری زید کو اپنے ساتھ کھلاتی ہے، ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟ (۱۵۶۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید جب تک توبہ نہ کرے اس سے میل جول قطع کر دینا چاہیے، جو لوگ زید کے شریک حال ہیں وہ گنہ گار ہیں۔ فقط

بیٹی کو سودخوار باپ کے پاس آنے جانے سے روکنا

سوال: (۸۱۱) زید نہیں چاہتا ہے کہ بکر جو زید کا فرزند ہے وہ اور اس کی زوجہ خالد سے جو سودخوار اور بکر کی زوجہ کا پدر ہے خورونوش اور آمد ورفت رکھے یا خالد زید کے مکان پر آوے، زید کو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۵۶۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: زید کو جائز نہیں ہے کہ زوجۂ بکر کا تعلق اس کے باپ خالد سے قطع کراوے اور آمد ورفت باہمی دختر و پدر یا داماد وخسر کے بند کراوے کہ یہ قطعِ رحم ہے اور قطع رحم کرنا یا کرانا سخت گناہ کبیرہ ہے جس پر وعید شدید وارد ہے (۱) پس زید کو لازم ہے کہ خالد کو اس کی دختر کے پاس آنے سے نہ روکے

(۱) عن جُبیر بن مُطعم رضي الله عنه أنّه سمع النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم يقول : لا يدخل الجنّة قاطع (صحيح البخاري : ۲/۸۸۵، كتاب الأدب ، باب إثم القاطع)

وعن عائشة رضي الله عنها عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: الرّحم شِجنة ، فمن وصلها وصلْتُه ومن قطعها قطعْتُه (صحيح البخاري: ۲/۸۸۶، كتاب الأدب ، باب من وصل وصله الله)

اور نہ دختر کو یعنی زوجۂ بکر کو پدر یعنی خالد کے گھر جانے سے منع کرے، خالد اگر سود خوار ہے تو اس کو نصیحت کرے، وہ نہ مانے تو مواخذہ اس پر ہے، زید قطع رحم کی معصیت میں کیوں مبتلا ہوتا ہے۔ فقط

بے نمازیوں کا حقہ پانی بند کرنا اور ان کے جنازہ میں شریک نہ ہونا

سوال: (۸۱۲) ایک موضع میں تین سو چار سو گھر مسلمانوں کے ہیں، اور وہ نماز نہیں پڑھتے اسی وجہ سے ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور حقہ پانی بند کرنا چاہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۷۹۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ تو ٹھیک ہے کہ ان کا حقہ پانی بند کر دیا جاوے تاکہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اس دھمکی سے نماز پڑھنے لگیں، مگر جنازہ کی نماز بے نمازیوں کی چھوڑنا نہ چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے: صلّوا علی کلّ برّ و فاجر الحدیث (۱) یعنی ہر ایک نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو۔

بے نمازی کی شادی وغمی میں بہ غرض تنبیہ شریک نہ ہونا

سوال: (۸۱۳) تارک نماز کی غمی وخوشی میں بہ غرض تنبیہ شرکت نہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱۲۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: تارک نماز کو اس قسم کی تنبیہ کرنی جائز ہے کہ اس کی غمی وشادی میں شرکت نہ کی جاوے، اور ملنا رلنا چھوڑ دیا جاوے، لیکن نماز جنازہ اس کی بالکل چھوڑنی نہ چاہیے۔ لقولہٖ علیہ الصّلاۃ والسّلام: صلّوا علی کلّ برّ وفاجر (۱) یعنی ہر ایک نیک وبد فاسق وفاجر کے جنازہ کی نماز پڑھو، پس تنبیہ کے لیے ایسا کیا جاوے کہ دو چار عام آدمیوں سے اس کے جنازہ کی نماز پڑھوا دی جاوے اور جو خاص لوگ ہیں جن کا اثر ہے وہ شریک نماز نہ ہوں۔ فقط

---

(۱) عن مکحول عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: صلّوا خلف كلّ برّ وفاجرٍ وصلّوا على كلّ برّ وفاجرٍ وجاهدوا مع كلّ برّوفاجرٍ (سنن الدّار قطني: ۱/۱۸۵، كتاب الصّلاة، باب صفة من تجوز الصّلاة معه والصّلاة عليه، المطبوعة: المطبع الأنصاري الواقع في الدّهلي) و (سنن أبي داوٗد، ص: ۱/۳۴۳، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور)

چماری وغیرہ کو بیوی بنا کر گھر میں رکھنے والے کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۱۴) اگر کوئی شخص بغیر مسلمان کیے بھنگن اور چماری کو گھر میں بیوی بنا کر رکھے اس کی کیا سزا ہے؟ شامل برادری کیا جاوے یا نہیں؟ (۲۲۶۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ فاسق ہے، برادری سے علیحدہ کر دیا جاوے۔ فقط

بے نکاحی عورت رکھنے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۱۵)...... (الف) ایک شخص ایک عورت کو بغیر نکاح کیے ہوئے گاؤں سے لایا اور دونوں ایک مکان میں رہتے ہیں، یہاں تک کہ عورت کو حمل بھی رہ گیا اور بچہ ہوا، نہ اس نے اس عورت سے اب تک نکاح کیا اور نہ برادری کے لوگ اس کو کچھ کہتے ہیں، اور نہ اس سے علیحدگی کرتے ہیں، اس صورت میں عورت اور مرد اور برادری کی نسبت کیا حکم ہے؟

(ب) ایک شخص کی تین عورتیں ہیں ایک منکوحہ اور دو بغیر نکاح کے ہیں، ایسے شخص کا کھانا کھانا اور اس سے ملنا رلنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) ظاہر ہے کہ عورت و مرد فاسق مرتکب کبیرہ کے ہیں، ان کے ساتھ ترک مجالست و مؤاکلت و مشاربت لازم ہے، اور برادری کے لوگ جو اُن سے ملنا اور کھانا پینا ترک نہیں کرتے اور ان کو تنبیہ نہیں کرتے وہ بھی گنہ گار ہیں۔

(ب) ایسے فساق کے گھر کا کھانا جس کے گھر میں دو عورتیں بلا نکاح کی ہیں کھانا درست نہیں ہے، اس کے ملنے رلنے سے احتراز کرنا چاہیے اور اس کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۸۱۶) کیا جس شخص کے گھر عورت بلا نکاح کے آباد ہے، اور عورت کا خاوند حیات ہو، ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کو ملنا، یا دوستی رکھنا، یا برتاؤ کرنا، ان کے گھر کا کھانا بہ ذریعہ اسلام جائز ہے یا نہیں؟ مطابق آیت و حدیث مطلع فرمائیں۔ (۳/۳۶۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ اَنعام، آیت: ٦٨) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظالموں کے پاس نہ بیٹھنا چاہیے، پس ایسے شخص سے ملنا اور اس کی دعوت کھانا ترک کر دینا چاہیے اور اس کو نصیحت کرنی چاہیے کہ اس فعل سے باز آوے اور توبہ کرے، اگر نہ مانے تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۸۱۷) جس شخص کے گھر میں عورت بے نکاحی ہو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۹/۱۲۸۰ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق ہے، اس سے توبہ کرائی جائے اور بے نکاحی عورت کو اس سے علیحدہ کرائی جائے، اگر وہ علیحدہ نہ کرے اور نکاح بھی نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

سوال: (۸۱۸) ایک شخص کے گھر میں ایک عورت فاحشہ عرصہ سے رہتی ہے، اور شخص مذکور اس سے زنا کرتا ہے، مسلمانوں نے اس کو ہر چند سمجھایا مگر وہ بہ دستور علانیہ طور سے اس فعل کا مرتکب ہے، اور عورت کو حمل حرام بھی ہو گیا ہے، اگر وہ شخص اس فعل سے توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۳۷۴ھ)

الجواب: بے شک ایسے شخص فاسق معلن سے مسلمانوں کو قطع تعلق کرنا اور اس کو تنبیہ کرنا جس سے وہ اس فعل کو چھوڑ دے ضروری ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ اَنعام، آیت: ٦٨) فقط

سوال: (۸۱۹) امام الدین قصاب نے عرصہ سے ایک عورت منکوحۂ غیر کو جس کا سابق خاوند موجود ہے، علانیہ طور پر اپنے قبضہ میں کر رکھی ہے، اس سے زنا کرتا ہے، ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے، علماء کے فتوی کو نہیں مانتا، اور اس کو علیحدہ نہیں کرتا، مسلمانوں کو اس کی دکان سے گوشت خریدنا اور کسی قسم کا تعلق رکھنا کیسا ہے؟ اور مسلمان اس کو اپنے جنازوں سے نکال سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۳۴۳/۲۱۲۳ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق و عاصی ہے، اگر وہ اس عورت کو علیحدہ نہ کرے اور توبہ نہ کرے اور گناہ پر اصرار کرے تو اس سے مسلمانوں کو قطع تعلق کر دینا چاہیے، اور مناسب ہے کہ تنبیہ کے لیے

اس کی دکان سے گوشت نہ خریدیں، اور اس سے میل جول نہ رکھیں (۱) لیکن اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ فاسق و فاجر کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے (۲) اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۸۲۰) ایک شخص نے بلا نکاح کے عورت رکھ لی ہے، اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ وہ باز نہیں آتا۔ (۱۸۸۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے شخص سے جب کہ وہ توبہ نہ کرے اور اس غیر منکوحہ عورت کو علیحدہ نہ کرے یا اس سے نکاح نہ کرے ترک تعلق کر دینا چاہیے، اور اس کی شادی و غمی میں شرکت نہ کرنی چاہیے، البتہ جماعت سے روکنا نہ چاہیے۔ فقط

سوال: (۸۲۱) فتو و نظام الدین دو چچیرے بھائی ہیں؛ فتو کے لڑکے علی بخش نے نظام الدین کی عورت کو اپنے گھر میں آباد کر لیا، نظام الدین زندہ ہے، شرعاً علی بخش کے ساتھ میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جو لوگ میل رکھیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۵۸۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: علی بخش فاسق ہے اس سے میل جول رکھنا درست نہیں ہے، اور علی بخش مذکور کے ساتھ میل جول رکھنے والوں کو بھی تنبیہ کی جاوے تو اچھا ہے کہ ان سے قطع تعلق کر دیا جاوے۔ فقط

سوال: (۸۲۲) ایک شخص عورت بدون نکاح کے گھر میں رکھتا ہے، اولاد پیدا ہوتی ہے، اور نکاح نہیں کرتا، اس کے ساتھ اور جو لوگ اس سے میل جول رکھتے ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے؟ (۲۱۱۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسے شخص سے قطع تعلق کر دینا چاہیے، اور جو لوگ اس کے فعل سے راضی ہوں اور اس سے قطع تعلق نہ کریں وہ گنہ گار ہیں۔ فقط

جس شخص نے غیر کی بیوی کو اپنے پاس رکھ لیا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۲۳) ایک شخص نے غیر کی منکوحہ غیر مطلقہ کو رکھ لیا ہے، اور دو بچے بھی پیدا ہو گئے،

---

(۱) مگر اس کو جنازوں سے روکنا درست نہیں، کیونکہ مسلمان کے جنازہ میں شرکت کرنا کارِ خیر ہے اور کارِ خیر سے روکنا مناسب نہیں۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری۔

(۲) اس حدیث کی تخریج سوال (۸۱۲) کے جواب کے حاشیہ میں ہو چکی۔

اس کے لیے کیا حکم اور کیا فتویٰ ہے؟ (۶۹۲/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ شخص جس نے دوسرے کی زوجہ کو رکھ لیا ہے ظالم وفاسق وبدکار ہے، اس سے توبہ کرائی جاوے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس عورت کو علیحدہ نہ کرے تو اس کو برادری سے خارج کر دیا جاوے۔ فقط

بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے والے سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۲۴) زید نے اپنے صلبی لڑکے کی زوجہ سے نکاح کرلیا، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اہل اسلام نے زید سے کہا کہ یہ تیرے واسطے حرام ہے، اس کو چھوڑ دے اور توبہ کر، زید نہ اس عورت کو چھوڑتا ہے نہ توبہ کرتا ہے، ایسے شخص سے میل جول رکھنا اور اپنے گورستان میں دفن کرنا اور میت کو غسل دلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۴۳/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اپنے صلبی پسر کی زوجہ سے نکاح قطعًا حرام ہے اور وہ محرمات ابدیہ سے ہے، کبھی بھی نکاح اس سے جائز نہیں ہوسکتا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَحَلَا ئِلُ اَبْنَائِکُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۲۳) اور حرام کی گئی تم پر تمہارے بیٹوں صلبی کی زوجات۔ پس نکاح مذکور باطل ہوا اور شخص مذکور لائق تعزیر اور تنبیہ کے ہے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس عورت کو علیحدہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کر دینا چاہیے، اور کسی قسم کا میل اس سے نہ رکھنا چاہیے۔

خالہ سے بدکاری کرنے والے کو برادری سے خارج کرنا

سوال: (۸۲۵) ایک شخص نے اپنی خالہ سے برا فعل کیا، مسلمانوں نے اس کو برادری سے خارج کر دیا اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۱۲۲/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسا شخص جب تک توبہ نہ کرے، اس وقت تک اس کو برادری میں شامل نہ کیا جائے، اور اس کو تنبیہ کی جائے کہ فعل حرام سے باز رہے اور توبہ کرے۔ فقط

بھتیجی سے زنا کرنے والے سے متارکت کرنا

سوال: (۸۲۶)...... (الف) ایک شخص نے اپنی بھتیجی سے زنا کیا، اس کا کیا حکم ہے؟

(ب) اس شخص کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف-ب) زانی اگر توبہ نہ کرے تو اس سے متارکت کردینی چاہیے، اور تعلقات قطع کردیئے جاویں۔ (یعنی سلام کلام ترک کردیں)

بہو سے حرام کاری کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۲۷) زید اپنے بیٹے متوفی کی عورت ہندہ بیوہ کو اپنے صرف میں لایا، اور حالات سننے وقرائن سے ابھی تک اس کا توبہ کرنا معلوم نہیں ہوتا، تو زید سے نفرت اور علیحدگی رکھنا چاہیے یا نہیں؟ (۳۴۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر زید کا رویہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہو جیسا کہ سوال میں درج ہے تو بے شک زید قابل نفرت ہے یا اس سے توبہ کرائی جائے، یا اس سے علیحدگی کی جاوے، لیکن اگر زید اس فعل سے انکار کرے اور کوئی ثبوت اس کے خلاف کا نہ ہو، تو پھر مسلمان کی بات کا اعتبار کرنا چاہیے اور بدظنی نہ کرنی چاہیے۔ فقط

سوال: (۸۲۸) زید نے اپنے صلبی بیٹے کی بیوی سے نکاح پڑھا لیا اور وہ فوت بھی ہوگئی، دو لڑکے موجود ہیں، برادری نے اس سے تعلق قطع کر دیا، اب زید چاہتا ہے کہ میں شامل برادری ہوجاؤں، اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۵۲۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر زید اس گناہ سے جو اس سے سرزد ہوا توبہ کرتا ہے اور نادم ہوتا ہے تو اس کو داخل برادری کرلیا جاوے۔ فقط

سوال: (۸۲۹) جو شخص اپنی بہو سے جماع حرام کرے اس سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (۱۸۴۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق اور بدکار اور زانی ہے، ایسے شخص سے کسی قسم کا تعلق وارتباط رکھنا روا نہیں ہے، بلکہ اس کو برادری سے خارج کردیا جائے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ الآیة﴾ (سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳) اور احادیث میں اہل کبائر کے ساتھ تعلق

وارتباط واختلاط سے ممانعت وارد ہوئی ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برائے زنا کاری اپنی لڑکی کو ہندو کے گھر آباد کرنے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۰) عمر نے اپنی لڑکی کو برائے زنا کاری ایک ہندو کے گھر آباد کردی ہے اور خود عمر بھی ان کے ہمراہ رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے، دیگر مسلمانان عمر کو کہتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا؟ عمر جواب دیتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تم دفن مت کرنا، ہندو جلادیں گے، ایسے شخص سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (۱۵۴۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق اور بے حیا ہے اور دیوث ہے، اس سے خلط ملط رکھنا درست نہیں ہے، اور میل جول رکھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ آیات اور احادیث میں بہ کثرت یہ مضمون وارد ہے(۲) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت:۶۸) وَقَالَ تَعَالٰی: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآية ﴾ (سورۂ مجادلہ، آیت:۲۲)

دو حقیقی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۱) ایک شخص کا ناجائز تعلق اپنی سالی سے ہے، گویا دو حقیقی بہنیں اس نے اپنے نکاح میں کر رکھی ہیں، اس شخص سے میل ملاپ رکھنا کیسا ہے؟ (۲۰۴۵/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : القدرية مجوس هذه الأمة ، إن مرضوا فلاتعودوهم و إن ماتوا فلا تشهدوهم .

وعن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (مشكاة المصابيح، ص:۲۲، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : القدرية مجوس هذه الأمة ، إن مرضوا فلاتعودوهم و إن ماتوا فلا تشهدوهم .

وعن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (مشكاة المصابيح، ص:۲۲، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر)

الجواب: دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے(۱) اور بلا نکاح کے زوجہ کی بہن سے زنا کرنے کی حرمت میں کیا شبہ ہے؟! پس ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے اور سالی کو علیحدہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کرلیا جاوے۔ فقط

جن لوگوں نے زنا کاری اور ناچنے گانے کو پیشہ بنا رکھا ہے ان کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۲) جنہوں نے زنا کاری اور ناچنا گانا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے، بلکہ پیشہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فعل شنیع پر اصرار کیے بیٹھے ہیں اور اسی پر عمر گذرتی ہے اور اسی زنا کی آمدنی پر ان کا کھانا پینا، پہننا اور تمام امورات ہوتے ہیں، اہل اسلام کو ان کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے؟ اور ان کے ساتھ میل جول بات چیت کرنا اور ان کے وہاں سے کچھ کھانا پینا یا نقدی لینا یا ان کی خیرات، صدقات سے کچھ حاصل کرنا یا ان کا کوئی کام کرکے اس کی اجرت لینا، یا ان کا جنازہ پڑھنا، یا شریک جنازہ ہونا، یا ان کو غسل دینا، یا ان کے ہاتھ کوئی چیز اسی آمدنی کے عوض فروخت کرنا یا ان سے خریدنا وغیرہ وغیرہ شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ (۵۸۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس پیشہ کے شنیع اور حرام ہونے اور طریق اسلام کے خلاف ہونے میں کوئی شبہ اور تردد نہیں ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حرامِ قطعی پر اصرار کرنے سے خوف کفر ہے، اور حلال جاننا حرامِ قطعی کو بالیقین کفر وارتداد ہے، بہرحال فساق وفجار ہونے میں اس فرقہ کے کچھ تردد اور شبہ نہیں ہے، آیات واحادیث میں ایسے لوگوں کی مجالست وموانست سے منع فرمایا گیا ہے(۲) پس جملہ معاملات

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...... وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (سورۂ نساء: آیت:۲۳)

(۲) ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت:۶۸)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: القدرية مجوس هذه الأمة، إن مرضوا فلاتعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم.

وعن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (مشكاة المصابيح، ص:۲۲، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر)

مذکورہ میں اہل اسلام کو ان سے علیحدگی اور متارکت ومنافرت لازم ہے اور نصیحت کرنا ان کو ضروری ہے تا کہ وہ اپنے اس فعل شنیع سے باز آویں اور اس پیشہ کو چھوڑیں۔

لیکن بعد مرنے کے ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کریں غسل وکفن کریں اور نماز جنازہ ان کی پڑھیں کہ یہ حق ہر ایک مسلمان کا ہے اگرچہ وہ فاسق وفاجر ہو دوسرے مسلمانوں پر، اور حدیث شریف میں ہے: صلّوا على كلّ برّ وفاجر الحديث (۱) یہ جملہ حدیث کا ہے جس کو دارقطني نے روایت کیا ہے شرح منیہ میں اس حدیث کے متعلق یہ بحث کی ہے: رواه الدّارقطني وأعله بأن مكحولاً لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه ومن دونه ثقات، وحاصله أنه مرسل وهو حجة عندنا وعند مالك وجمهور الفقهاء ، فيكون حجةً عليه وقد روى بعدة طرق للدّارقطني و أبي نعيم والعقيلى كلها مضعفة من قبل بعض الرّواة و بذلك يرتقى إلى درجة الحسن عند المحققين انتهىٰ (۲) اور شرح منیہ میں قاتلِ نفسِ خود بالعمد (یعنی خودکشی کرنے والے) پر نماز پڑھنے کی دلیل میں امام صاحب اور امام محمد رحمہ اللہ کی طرف سے یہ بیان کیا ہے: ولأنّه مسلم عاص غير ساع في الأرض فسادًا، فلا يقاس على البغاة وقطاع الطّريق إلخ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن مكحول عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: صلّوا خلف كلّ برّ وفاجرٍ وصلّوا على كلّ برّ وفاجرٍ وجاهدوا مع كلّ برّ وفاجرٍ (سنن الدّارقطني: ۱/۱۸۵ كتاب الصّلاة، باب صفة من تجوز الصّلاة معه والصّلاة عليه، المطبوعة : المطبع الأنصاري الواقع في الدهلي) و (سنن أبي داوٗد: ۱/۳۴۳ كتاب الجهاد، باب في الغز ومع أئمة الجور)

(۲) غنية المستملي في شرح منية المصلي المعروف بالحلبي الكبيري، ص: ۴۴۲ ، فصل في الإمامة ، المطبوعة : دارالكتاب ديوبند .

(۳) ولا يصلى على من قتل نفسه عمدًا عند أبي يوسف رحمه الله واختاره على السغدى، لأنه باغ على نفسه وعندهما يُصَلّى عليه واختاره شمس الأئمة الحلواني، لأن دمه هدر، فصار كالميّت حتف أنفه ولأنه مسلم عاصٍ إلخ (غنية المستملي في شرح منية المصلّي المعروف بالحلبي الكبيري، ص: ۵۰۹، فصل في الجنائز وفيها أبحاث، الرّابع في الصّلاة عليه)

بھانجی سے زنا کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۳) ایک شخص نے اپنی ہمشیرہ کی لڑکی سے زنا کیا، اس کے ساتھ کھانا پینا برتاؤ جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کے ہمراہی ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۲۵۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس شخص سے توبہ کرائی جاوے اور تنبیہ کی جاوے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے علیحدگی کرنی چاہیے، اور جو لوگ اس کے معاون ہیں گنہ گار ہیں۔

زانی اور جو نیم ملاّ زنا کی ترغیب دیتا ہے ان کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۴) ایک عورت اپنے خاوند سے علیحدہ وآوارہ ہے، اور ایک شخص کے یہاں رہ کرنا جائز اولاد بدون نکاح کے جنی، برادری کو جب معلوم ہوا تو اس کو علیحدہ رہنے کی تاکید کردی، اور مرد نے علیحدہ رہنے کا وعدہ کرلیا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد عورت سے اسی زانی نے میل جول ناجائز کرلیا، اور پہلے شوہر سے طلاق نہیں لی، جس کا باعث ایک نیم ملاّ ہے اور برادری کو بہکا کر اس سے ملنے کے لیے مجبور کرتا ہے اس صورت میں اس زانی اور نیم ملاّ کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۲۰۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے فاسق وزانی سے تاوقتیکہ وہ توبہ صادق نہ کرے اور فعل بد سے باز نہ آوے ملنا جلنا ترک کرنا چاہیے، اور اس نیم ملاّ کے ساتھ بھی جس نے ان میں ناجائز تعلق قائم کرایا یہی معاملہ کرنا چاہیے۔ فقط

حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۵) ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے زنا کیا بایں طور کہ جب حوا پیدا ہوئی اور آپ خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے ہاتھ لگانے کا ارادہ کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جب تک میں اللہ تعالیٰ سے اجازت نہ لے کر آؤں اس وقت تک ہاتھ نہ

لگانا، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی سے اجازت لینے گئے، بعد میں آدم نے زنا کیا، اسی وجہ سے ہم پر غسل واجب ہوا، یہ کہنا اس کا صحیح اور اس کا کچھ ثبوت ہے یا یہ بہتان ہے؟ اگر بہتان ہے تو ایسے شخص کے ایمان اور نکاح کا کیا حال ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ اور بدون توبہ اس سے تعلق رکھا جاوے یا نہیں؟ (۸۷۲/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس کی کچھ اصل نہیں ہے، یہ محض افترا اور بہتان ہے اور اس میں اہانت اور استخفاف ہے حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں اور یہ کفر ہے، پس قائل کو تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا چاہیے، بدون توبہ وتجدید ایمان کے اس کی امامت درست نہیں اور متارکت اس سے لازم ہے، سلام وکلام اس سے ترک کر دیا جاوے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے، جیسا کہ شامی میں مکفرات میں استخفاف نبی کو بھی شمار کیا ہے: **حيث قال: وقتلُ نبيٍّ والاستخفاف به إلخ . وفيه بعد أسطر: قلت: و يظهر من هٰذا أن ما كان دليل الاستخفاف يكفر به و إن لم يقصد الاستخفاف إلخ**(۱) فقط

توبہ کے بعد قطع تعلق کرنا درست نہیں

سوال: (۸۳۶) زید کے والد کا جب کہ زید کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی انتقال ہو گیا، اور جب زید کی عمر تقریبًا آٹھ سال کی ہوئی تو والدۂ زید نے زنا کرایا، جس کا ثبوت تولد ہونا لڑکی کا ہے، اس کے دو چار سال کے بعد والدۂ زید نے اپنی رضا ورغبت سے عقد ثانی کر لیا، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تائب ہوئیں، ان وجوہ سے چند حضرات نے قطع تعلق کر دیا، اور زید سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم بھی اگر ترک تعلق کرتے ہو تو ہم لوگوں سے ملنے کے قابل ہو اور مل سکتے ہو ورنہ ہم سے کوئی غرض نہیں، آیا والدۂ زید کے جو حقوق زید یا دیگر اعزاء واقرباء وبرادری کے ذمے ہیں وہ پامال ہو چکے یا نہیں؟ اور شرعًا زید یا حضرات مذکورہ کو متارکت جائز ہے یا نہیں؟ نیز جو لوگ فتوی شرعی سے بے پروائی کریں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۵۴۹/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: اب جب کہ زید کی والدہ نے نکاح کر لیا اور بہ ظاہر پہلے فعل پر نادم ہوئی اور توبہ کی تو اس کے ساتھ قطع تعلق نہ کرنا چاہیے، خصوصًا اس کے پسر زید کو ہر حال اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک

(۱) الشّامي: ۲۷۰/۶، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، قبيل مطلب في منكر الإجماع .

کا معاملہ کرنا چاہیے اور اپنی والدہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار اور طلب بخشش کی جائے۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (۱) بشر سے خطا بھی ہو جاتی ہے اور گناہ ہو جاتا ہے، مگر جب کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور گنہ گاروں کے گناہ اور خطا سے درگزر فرماتا ہے تو بندوں کو بھی درگزر ہی کا معاملہ کرنا چاہیے، اور فتوی شرعی سے جو لوگ بے پروائی سے اعراض کریں وہ گنہ گار ہوئے، ان کو توبہ کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوتیلی ماں سے زنا کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۷) جو شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے زنا کرتا ہے اور سمجھانے سے باز نہیں آتا تو اس شخص سے میل ملاپ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۱۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ شخص اگر توبہ نہ کرے اور اس فعل قبیح کو نہ چھوڑے، تو اس سے قطع تعلق کر دینا چاہیے۔ فقط

رشوت لے کر زانی کو برادری میں شامل کرنا

سوال: (۸۳۸) ایک شخص نے گاؤں میں ایک شخص کی عورت کو خراب کیا (یعنی اس کے ساتھ بدکاری کی) پھر اس کے شوہر کو ڈرا دھمکا کر جبراً طلاق دلا دی، اور اب تک اس کے ساتھ زنا ہو رہا ہے، یہاں کے مولوی نے اس شخص کے واسطے پہلے یہ حکم دیا کہ جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اور نکاح نہ کرے اس کو اپنے ساتھ کسی امر میں نہ ملاؤ، چنانچہ سال بھر ایسا ہی رہا، اب سنا جاتا ہے کہ عید کے موقع پر مولوی صاحب نے کچھ نذرانہ لے کر شامل کر لیا، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۰۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جس نے ایسا کیا برا کیا کہ غریب شخص کو ڈرا کر اور دھمکا کر اس کی زوجہ کو بے وجہ طلاق دلوائی، بہر حال وہ طلاق شرعاً واقع ہو گئی، پس جس شخص نے اس کو بلا نکاح رکھ لیا ہے وہ شخص زانی و فاسق ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے اور بعد عدت کے نکاح نہ کرے تو اس سے ملنا جلنا ترک کر دینا چاہیے،

---

(۱) (سورۂ یوسف، آیت: ۹۸۔ سورۂ قصص، آیت: ۱۶۔ سورۂ زمر، آیت: ۵۳)

اور جس سے مولوی نے بدون توبہ کرائے اور بدون نکاح کیے اس شخص سے رشوت لے کر پھر اس سے ملنا رلنا شروع کر دیا اور برادری میں ملا لیا، وہ فاسق و عاصی ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط

جولوگ اپنے گھروں میں زنا کاری کراتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۹) جن کے گھر میں پیشہ کمایا جاتا ہے ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۲/۱۷۱۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جو لوگ اپنے گھروں میں زنا کاری وغیرہ کرتے کراتے ہیں، وہ فاسق اور دیوث ہیں اور سخت بے حیا اور ظالم ہیں، ایسے لوگوں سے جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں اور اس رسم بد کو ترک نہ کریں ملنا ملانا چھوڑ دینا چاہیے۔ فقط

جس کی بیوی خاکروب کے ساتھ بھاگی ہو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۴۰) ایک مسلمان کی بیوی کا ناجائز تعلق دو سال سے ایک خاکروب سے ہوا، اور مسلمانوں نے اس شخص کو بلا کر بارہا سمجھایا، لیکن اس نے کسی کے سمجھانے پر عمل نہ کیا ہو، اور کہتا رہا ہو کہ میر بیوی ایسی نہیں ہے، اس پر عداوتاً یہ الزام رکھا جاتا ہے، اور مسماۃ مذکورہ اسی خاکروب کے ساتھ فرار ہوگئی، ایک ماہ بعد اسی کے پاس سے گرفتار ہوئی، مسماۃ مذکورہ اور اس کے خاوند کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۰۱۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس عورت سے توبہ کرائی جاوے کہ گذشتہ افعال سے توبہ کرے، اور استغفار کرے، اور آئندہ کو فعل بد نہ کرے، بعد توبہ کے اس کو اور اس کے شوہر کو شامل برادری رکھا جاوے۔ فقط

شوہر بیوی کو زنا کاری سے نہ روکے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۴۱) ایک شخص کی بیوی زانیہ ہے، اور وہ شخص اس کو زنا سے نہیں روکتا حتی کہ اب یہ حالت ہے کہ وہ عورت خاوند کے سامنے ہی اپنے آشناؤں کو گھر میں لاتی ہے اور خاوند منع نہیں کرتا، اور نہ طلاق دیتا ہے، ایسے مرد و زن کا حکم کیا ہے؟ (۳۷۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسی حالت میں اس شخص سے طلاق دینے کو کہا جائے اگر اب بھی نہ مانے تو

مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے بے حیا مرد وعورت سے تمام علائق منقطع کر دیں، یہاں تسلط کفار کے سبب اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ تمام باغیرت مسلمان عملاً ان سے بیزاری کا اظہار کریں اور بحق وقارِ شریعت وغیرتِ اسلام کسی طرح کا کوئی علاقہ نہ رکھیں، جو لوگ باوجود اس علم کے ان سے میل ملاپ رکھتے ہیں وہ بھی گنہ گار ہیں۔ فقط

بھاگی ہوئی زنا کار بیوی کو توبہ کرا کے رکھنے والے کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۴۲) ایک شخص کی عورت دوسرے کے ساتھ چلی گئی اور زنا کرایا، شوہر اس کو تلاش کر کے لے آیا اور بہ طور زوجہ کے رکھ لی، اس پر لوگوں نے شوہر سے متارکت کر دی، ایک مولوی صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ گناہ توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے، اور بھاگی ہوئی عورت ایک سال کے اندر اگر خاوند کے پاس آجاوے تو کچھ حرج نہیں، اور توبہ فقط عورت سے کرائی اور ہم لوگوں کو راہ ورسم کرنے پر بڑا زور دیا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۴۲۴/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے کہ عورت کے بھاگ جانے یا زنا کار ہو جانے سے شوہر اول کا نکاح فسخ نہیں ہوا، اور شوہر اول اس کو رکھ سکتا ہے اور سال بھر کی بھی قید نہیں ہے، اس کا کچھ قصور نہیں ہے، توبہ صرف عورت سے کرانی کافی ہے، پس شوہر اول سے متارکت نہ رکھنی چاہیے۔ فقط

بھنگی سے ناجائز تعلق رکھنے والی عورت اور اس کے والدین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

سوال: (۸۴۳) ایک عورت کا تعلق ناجائز ایک بھنگی سے ہو گیا، عورت کے والدین نے ہر چند سمجھایا مگر باز نہ آئی، اور اس کے خاوند نے بھی اس کو طلاق نہیں دی، اب وہ بھنگی بھی مسلمان ہو گیا، اور بعد مسلمان ہونے کے اسی بھنگی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اپنے اصلی خاوند سے علیحدہ ہوئے اس کو تین سال ہو چکے، اس دوران میں اس عورت کے ماں باپ کا رہنا سہنا اور کھانا پینا ایک ہی ساتھ رہا،

اور برادری کا معاملہ بھی اسی طرح رہا، ایسے لوگوں کے واسطے شرعًا کیا حکم ہے؟ عورت کو کیا سزا دی جاوے؟ اوراس عورت اوراس کے والدین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاوے؟ (۴۴/۸۵۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا جائز نہیں ہے، اور عورت سے اوراس نومسلم سے توبہ اور استغفار کرایا جاوے، بعد توبہ اور استغفار اور علیحدگی از نومسلم مذکور اس کو پہلے شوہر کے سپرد کیا جاوے، یا اس سے طلاق لے کر بعد انقضائے عدت نومسلم شخص سے اس کا نکاح کردیا جاوے۔ فقط

چمار کے ساتھ فرار ہونے والی عورت کی اولاد کی شادی برادری میں کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۴۴) زید کی بی بی ہندہ ایک چمار کے ساتھ چلی گئی، اور عرصہ پانچ چھ ماہ تک اس کے ساتھ رہی، اس چمار سے ہندہ کے ایک لڑکی پیدا ہوئی، پھر زید ہندہ کو لایا اس سے ایک بچہ ہے، ان بچوں کی شادی برادری میں کرنا درست ہے یا نہیں؟ ان کے گھر کا کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: زید کی زوجہ اگر تائب ہوگئی ہے اور اسلام پر قائم ہے تو زید کی اولاد جو اس سے ہوئی ان کی شادی برادری میں کرنا درست ہے، اور ان کے گھر کا کھانا پینا بعد توبہ کے جائز ہے۔ فقط

توبہ کے بعد چمار کے ساتھ بھاگی ہوئی عورت اوراس کے شوہر کو شریک برادری کرنا

سوال: (۸۴۵) ایک عورت منکوحہ شوہر والی ایک بھنگی کے ساتھ بھاگ گئی تھی، کچھ عرصہ بعد واپس آگئی اور پنچایت نے اس کو سزا بھی دی، اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی ہوئی، لیکن وہاں کے مسلمان اس کے شوہر کو شریک برادری کرنا نہیں چاہتے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۰۵۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں اس کے شوہر کو برادری میں داخل کرلینا چاہیے، حکم شریعت یہی ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعود رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم : التّائب من الذّنب کمن لاذنب له (مشکاة ، ص:۲۰٦، باب الاستغفار والتّوبة، الفصل الثّالث)

جس کو برادری سے علیحدہ کردیا ہے وہ توبہ پر آمادہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۴۶) زید نے اپنی چچازاد بہن سے زنا کیا، برادری نے اس کی سزا بیس سال مقرر کی ہے، اور بیس سال تک برادری سے علیحدہ کردیا ہے، اب وہ توبہ نصوح پر آمادہ ہے، اب ایسے شخص کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۴۹۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ مقبول ہے، اس کو داخل برادری کرلیا جاوے (۱)

جو شخص چچازاد بھائی کی بیوی کو بھگا کر لے گیا اور کافروں کے سپرد کردی اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۴۷) ایک شخص اپنے برادر چچازاد کی زوجہ کو بھگا کر لے گیا، اور اس کو کافروں کے سپرد کردی، وہ بھی کافرہ ہوگئی، ایسے شخص کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۸۱۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ شخص سخت عاصی وظالم ہے اور فاسق ہے مسلمانان اس سے مقاطعت اور علیحدگی کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زانی اور اس کی حمایت کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۴۸) ایک مرد نے ایک اجنبی عورت سے زنا کیا، عورت حاملہ ہوئی، اور دو لڑکے پیدا ہوئے، بعدہ چند آدمیوں نے اس مرد سے کہا کہ تم اس عورت سے نکاح کرلو ورنہ ہم تمہارے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیں گے، زانی کے فریق کے لوگوں نے کہا کہ جب تک بہ ذریعہ زنا کے تیسرا لڑکا پیدا نہ ہو تب تک توبہ نہیں کریں گے اور نکاح نہیں پڑھوائیں گے، اب ہم لوگ اس مرد زانی سے کھانا پینا بند کریں یا نہیں؟ اور زانی کے لوگ اس گفتگو سے گنہ گار ہوئے یا نہیں؟ اور اس قسم کی گفتگو سے کوئی

(۱) عن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: التّائب من الذّنب كمن لا ذنب له رواه ابن ماجة (مشكاة المصابيح، ص:۲۰۶، كتاب أسماء اللّٰه تعالىٰ، باب الاستغفار والتّوبة)

کافر بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲۴۰۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب تک وہ توبہ نہ کریں ان سے کھانا پینا بند کردیں، اور اس زانی کے فریق کے لوگ اور اس کے مددگار ومعین سب عاصی وفاسق ہیں اس میں خوف کفر ہے۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ. فقط

بدچلن بیوی کو طلاق نہ دینے کی وجہ سے حقہ پانی بند کرنا

سوال: (۸۴۹) ایک عورت اپنے خاوند کی نافرمان ہے، اس کا حقہ پانی برادری نے بند کردیا ہے، اس کا خاوند اس کے ساتھ کھاتا پیتا نہیں ہے اور طلاق دینے پر آمادہ ہے، مگر چند وجوہ سے کہتا ہے کہ چند روز اور ٹھہرو تو جن کے یہاں شوہر آتا جاتا ہے ان کا حقہ پانی بند کرنا بھی جائز ہے؟

(۳۱۴۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو عورت بدچلن یا نافرمان ہو اس کو طلاق دینا شوہر کے لیے ضروری نہیں ہے، لہٰذا طلاق نہ دینے کی وجہ سے شوہر کا اور ان لوگوں کا حقہ پانی بند کرنا جائز نہیں ہے، البتہ شوہر کو منع کرنا اور روکنا زوجہ کو بدکاری سے ضروری ہے۔

فرقِ باطلہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، اور کھانا پینا

سوال: (۸۵۰) کیا فرقہائے اسلام کو آپس میں کھانا پینا حلال ہے اور باہم اٹھنا بیٹھنا جائز ہے؟ (۱۹۳۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: سوائے اہل سنت وجماعت کے دیگر فرقہائے اہل اسلام مثل روافض، خوارج، معتزلہ، مرزائیہ، اہل قرآن وغیرہ اہل اہواء میں سے ہیں، اور حدیث شریف میں ان فرق باطلہ کے بارے میں کلّهم في النّار إلاّ ملّة واحدة الحديث أو كما قال صلّى الله عليه وسلّم وارد ہے(۱) یعنی سوائے اہل سنت وجماعت کے جملہ فرق اہل اہواء ناری ہیں، اور ترک مواکلت ومشاربت

---

(۱) عن عبداللّٰه بن عمرو قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: .... و إن بني اسرائيل تفرّقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق أمّتي علىٰ ثلاث وسبعين ملة، كلّهم في النّار إلا ملّة واحدة، قالوا: من هي يارسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي (جامع التّرمذي: ۲/۹۳، أبواب الإيمان عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، باب افتراق هذهِ الأمة)

ومجالست ومناکحت وغیرہ ان باطل فرقوں سے حدیث شریف میں وارد ہے(۱) پس ایسے لوگوں سے میل جول اور ساتھ کھانا پینا بلاضرورت اور بدون کسی سخت مجبوری کے درست نہیں ہے۔

لاہوری جماعت کے کسی فرد کو صدر بنانا کیسا ہے؟

سوال: (۸۵۱) زید سنی نے ایک قادیانی امام کے پیچھے ایک ایسے شخص کا جنازہ پڑھا جو گو مرزائی ہے، لیکن نبوتِ مرزا کا قائل نہیں یعنی لاہوری جماعت کا معتقد ہے، شرعاً ایسا آدمی کس سلوک کا مستحق ہے؟ صدر بنانا اس کو کیسا ہے؟ (۱۴۷۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق ومبتدع لائق صدر ومقتدا بنانے کے نہیں ہے، مگر یہ کہ اس فعل سے جو اس سے سرزد ہوا توبہ کرے۔ فقط

انگریزوں کا باورچی سور کا گوشت پکاتا ہے اس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۵۲) ایک شخص مسلمان جو صوم وصلاۃ کا پورا پابند نہیں انگریزوں کا باورچی ہے، سور کا گوشت پکاتا ہے، دوسرے مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

(۱۶۷۵/۱۳۳۴-۳۳ھ)

الجواب: دوسرے مسلمانوں کو ایسے شخص سے علیحدگی کرنی چاہیے اگر وہ اس فعل کو ترک نہ کرے۔ فقط

خنزیر کا ٹھیکا لینے والے سے میل جول ترک کرنا ضروری ہے

سوال: (۸۵۳) ایک شخص خنزیر وغیرہ کا ٹھیکا لیتا ہے، تو اس کی برادری اس سے ناراض ہوئی

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : القدرية مجوس هذه الأمة ، إن مرضوا فلاتعودوهم و إن ماتوا فلا تشهدوهم .

وعن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لاتجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم (مشكاة المصابيح: ص:۲۲، كتاب الإيمان ، باب الإيمان بالقدر)

کہ یہ کام اچھا نہیں ہے، لہٰذا اس سے میل جول چھوڑ دیا، اس نے توبہ کرلی تو میل جول شروع کردیا، اب وہ شخص پھر خنزیر وغیرہ کا ٹھیکا لینے لگا ہے، اب اس سے میل جول کرنا کیسا ہے؟ (۵۸۰/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ اس نے پھر یہ خبیث پیشہ شروع کیا تو پھر اس سے متارکت کردینی چاہیے کہ اہل معصیت سے متارکت جائز بلکہ ضروری ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۶۸) فقط

منشیات کے ٹھیکے دار کو مقتدا بنانا

سوال: (۸۵۴) زید تقریباً کل منشیات کا مثلاً گانجا، افیون، تاڑی کا ٹھیکہ دار تاجر ہے، ایسے شخص کو مقتدا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۴/ ۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسا شخص مقتدا بنانے کے لائق نہیں ہے، ظاہر ہے کہ جو شخص خود بے راہ ہو وہ دوسرے کو کیا راہ راست پر لاسکتا ہے؟ بہ قول شخصے:

اوخویشتن گم است کرا رہبری کند؟　　(وہ خود گمراہ ہے، کسی کی کیا رہبری کرے گا؟)

شراب وسور فروخت کرنے والے سے میل جول رکھنا

سوال: (۸۵۵) شراب وسور فروخت کرنے والے کے لیے احکام شرع کیا ہیں؟ مسلمان اس کے ہمراہ کھا پی سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور نماز میں اس کو امام بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور مولود پڑھوا سکتے ہیں کہ نہیں؟ (۲۷/۲۷/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: شراب وخنزیر کی بیع وشراء کرنے والے فاسق وعاصی ہیں، ان سے ملنا جلنا چھوڑا جائے اور امام بنانا ایسے لوگوں کو درست نہیں ہے، ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور میلاد شریف کا پڑھوانا بھی درست نہیں ہے، اگر توبہ کرلیں تو سب (یعنی ملنا جلنا) جائز ہے۔

شرابی کے ساتھ کھانے پینے سے احتراز کرنا

سوال: (۸۵۶) عمر پنج گانہ نماز معمولی طور پر پڑھتا ہے، اور زید کلمہ گو ہے قرآن شریف پڑھا ہوا ہے اور نماز روزہ کا پابند نہیں ہے، گاہے بہ گاہے پڑھتا ہے، خالد کا یہ اعتراض ہے کہ زید کے ساتھ

کہ جوشراب پیتا ہے اور پابند نماز روزہ نہیں ہے، اس کے ساتھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ عمر کہتا ہے کہ زید شراب پیتا ہے مگر میرے سامنے نہیں پیتا عمر کو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۷۴۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جب کہ عمر کو یہ معلوم ہے کہ زید شراب پیتا ہے اگرچہ عمر کے سامنے نہیں پیتا تو اس صورت میں عمر کو اس کے ساتھ کھانا کھانے اور ملنے جلنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَرْکَنُوْآ اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ الآیۃ﴾ (سورۂ ہود، آیت:۱۱۳)

جو بے نمازی رمضان میں بھی افطار کے بعد شراب پیتا ہے اس سے قطع تعلق ضروری ہے

سوال: (۸۵۷) شراب پینے والے کے ساتھ خلا ملا رکھنا کیسا ہے؟ اور شراب پینے والے کا کیا حکم ہے؟ (۲۵۴۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شراب پینے والا بھی فاسق ہے ایسے لوگوں کے ساتھ خلا ملا رکھنا نہ چاہیے، البتہ ان کو کافر نہ کہنا چاہیے کہ الکفر شيء عظیم(۱) اور بہ نرمی ان کو نصیحت کرتے رہیں۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ﴾ (سورۂ نحل، آیت:۲۵) فقط

سوال: (۸۵۸) زید اکثر شراب پیتا ہے، بالخصوص رمضان میں بھی افطار کے بعد پیتا ہے، نیز نماز کا تارک ہے، صرف عیدین کی نماز پڑھتا ہے، ایسے شخص سے مسلمانوں کو قطع تعلق کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس سے قطع تعلق نہ کریں بلکہ اس کی اور اعانت کریں ان کے لیے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ (۸۷۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: تہدیداً اس سے قطع تعلق ضروری ہے، اور اس کے معاونین عاصی اور ظالم ہیں، توبہ کریں۔ فقط

جو مسلمان توبہ کے بعد شراب پیتا ہے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۵۹) ایک شخص نے شراب پی اور پھر علانیہ مجمع میں توبہ کی، اور بعد توبہ کے وہی فعل

(۱) ردّالمحتار: ۲۷۱/۶، کتاب الجهاد، باب المرتدّ – مطلب : ما يشكّ أنه ردة لا يحكم بها.

شراب خوری کا کرتا رہا، اور مسلمانوں پر سخت اثر پڑ رہا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے شرعًا کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ اور جو لوگ اس سے میل جول رکھیں وہ کیسے ہیں؟ اور جرمانہ مالی کرنے کا کیا حکم شریعت میں ہے؟ (۲۲۰۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کو پھر سمجھانا چاہیے اور توبہ کرانی چاہیے، کیوں کہ حق تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں اگرچہ بار بار وہ توبہ کو توڑیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَ هُوَالَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ﴾ (سورۂ شوریٰ: آیت: ۲۵)

باز آ باز آ از آنچہ کردی باز آ ❁ ایں درگاہ ما درگاہ نہ امیدی نیست

صد بار گر توبہ شکستی باز آ (۱)

اس کے ساتھ قطع تعلق کر دینے سے نفع نہیں ہے، نفع اس میں ہے کہ اس سے توبہ کرائی جاوے اور اگر پھر وہ توبہ کو توڑ دے تو پھر توبہ کرائی جاوے اور جرمانہ مالی کرنا درست نہیں ہے، ایسا نہ کیا جاوے (۲)

سمجھانے کے باوجود شراب کے ٹھیکہ دار باز نہ آئیں تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۶۰) جو گروہ باوجود مسلمان کہلانے کے اگران کو شراب کے ٹھیکے لینے اور فروخت کرنے کی حرمت بدلائل قرآن واحادیث سمجھائی جائے اور حالات حاضرہ کے اعتبار سے بھی ہر طرح شراب کی برائی دکھلائی جائے، پھر بھی ٹھیکہ داران آبکاری (۳) اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئیں،

---

(۱) باز آ باز آ جو بھی گناہ تو نے کیا ہے اس سے باز آ، یہ ہماری درگاہ ناامیدی کی درگاہ نہیں ہے۔ سو بار اگر توبہ توڑ چکا ہے تو بھی باز آ۔

(۲) قوله: (وفيه الخ) أي في البحر حيث قال: وأفاد في البزّازية: أن معنى التّعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عند مدة لينزجر ثمّ يعيده الحاكم إليه ، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال، كما يتوهّمه الظّلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي (ردّالمحتار: ۶/ ۷۷، كتاب الحدود– باب التّعزير– مطلب في التّعزير بأخذ المال)

(۳) آبکاری: شراب کھینچنے اور بیچنے کا کارخانہ یا جگہ۔ (فیروز اللغات)

اوراحکام خداوندی کا استہزا کریں اورتردید کریں، ایسی حالت میں عام مسلمانوں کوایسے گروہ سے کیابرتاؤ کرنا چاہیے؟(۱۴۰۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: وہ لوگ فاسق وبے حیاہیں، ان کے ساتھ مسلمانوں کومتارکت کردینی چاہیے اوران کے ساتھ کسی قسم کاتعلق نہ رکھنا چاہیے، جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں۔فقط

تاڑی پینے والے اورڈاڑھی منڈانے والے سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۶۱) جومسلمان تاڑی پیتا ہے اورنماز پنج وقتہ کاپابندنہیں اورڈاڑھی صاف کراتا ہے،اس کے ساتھ تعلقات رکھنا کیسا ہے؟(۱۱۰۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: تاڑی میں جب تک نشہ نہ آئے مثلاً تازی ہو،تواس وقت تک پینااس کا جائز ہے، اورجس وقت نشہ آجائے اس وقت پینا تاڑی کاحرام ہے مثل تمام مسکرات کے،اورڈاڑھی کامنڈانا حرام ہے، وہ شخص فاسق ہےاس سے ملنا جلنا اچھانہیں ہے۔

جوشخص شراب کوجائز کہتا ہےاس کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۶۲)ایک شخص کہتا ہے شراب پینا ہر مذہب ہرشخص کے لیے جائز ہے،اورمسلمانی کادعوی کرتا ہےاورمسائل بھی سناتا ہے،اس شخص کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟اوردرمختاروشرح وقایہ کےحوالے سے بیان کرتا ہے۔(۹۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ اس شخص کاافترااورکذب ہےاوروہ فاسق ہے، ہرگز اس کے کلام کااعتبار نہ کیا جاوے اورنہ اس سے کچھ سنا جاوے، اوراس کی صحبت سے بالکل احتراز کیا جاوے، وہ شخص مفسد و مفتری ہےاورغلط حوالہ کتابوں کادیتا ہے،اس سے بالکل علیحدگی مسلمانوں کوکرنی چاہیے۔فقط

بھائی سے رشوت خوری کی بناپرقطع تعلق کرنا جائز ہے یانہیں؟

سوال: (۸۶۳)......(الف)ایسے حقیقی بھائی سے جو پولیس میں نوکرہواوررشوت لے کر اس روپیہ سے زمین گروی لے کراس زمین کی آمدنی کھاتا ہو،اورمنع کرنے سے بازنہ آتا ہوقطع تعلق

جائز ہے یا نہیں؟

(ب) کیا ایسا قطع تعلق کرنے والا **قاطع الرّحم** ہوگا؟ (۱۹۹۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اوّل سمجھانا چاہیے، اگر نہ مانے تو متارکت اس سے درست ہے، لیکن اگر اس وجہ سے کہ زبردستی کسی پر نہیں ہوسکتی سمجھانے پر اکتفا کیا جائے اور متارکت نہ کی جائے خصوصًا جب کہ متارکت میں خوف فتنہ ہو تو اس میں بھی مواخذہ نہیں۔

(ب) قاطعِ رحم (رشتہ توڑنے والا) نہ ہوگا۔

بیٹا سنی ہے اور باپ قادیانی؛ تو بیٹے کی شادی میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۶۴) ایک شخص جو مرزا قادیانی کے عقیدہ کا ہے اور شب وروز اسی خیال کی اشاعت میں رہتا ہے، اور اپنے دو لڑکوں کو بھی اپنا ہم خیال بنا چکا ہے، اب اس کے تیسرے لڑکے کی جو ابھی تک مرزائی عقیدہ کا ظاہرًا نہیں ہوا ہے، اپنی برادری میں کہ وہ بھی مرزائی عقیدہ کے نہیں ہیں شادی ہے، لہٰذا مسلمانوں کو اس شادی میں شریک ہونا کیسا ہے؟ (۶۳۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو لڑکا سنی ہے اور اس کی شادی بھی اہل سنت میں ہوتی ہے اس کے نکاح میں شرکت مسلمانوں کو درست ہے۔ فقط

سوال: (۸۶۵) دو بھائی جو سنی المذہب ہیں ان کا باپ کچھ دنوں سے مرزائی ہوگیا ہے جو انہیں کے شامل رہتا ہے، ان میں سے ایک بھائی کی شادی سنی المذہب کے یہاں ہوگی، اس کی شادی میں شریک ہونا کیسا ہے؟ (۶۷۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: سنی المذہب کی شادی میں شرکت اور اس کے گھر کا کھانا کھانا درست ہے۔ فقط

مسلمان سے ترکِ موالات کرنا

سوال: (۸۶۶) کافر سے ترک موالات جائز ہے، مگر مسلمان سے ترک موالات کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۷۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: کفر اور فسق کی وجہ سے ترک موالات ہوتی ہے اور اس میں تفصیل اور درجات ہیں۔

جو لوگ تبلیغ اسلام میں حارج ہیں ان سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۶۷) بھورا سقّہ لوگوں کو تبلیغ اسلام کرتا ہے، ایک خاکروب کو خدا نے ہدایت دی اور بھورا سقّہ کی نصیحت سے وہ مسلمان ہو گیا، مگر چند مسلمان؛ مرد نو مسلم اور بھورا سقّہ کو ایذا پہنچانا چاہتے ہیں تا کہ نو مسلم پھر مرتد ہو جاوے اور بھورا سقّہ آئندہ تبلیغ اسلام سے باز رہے، لہٰذا ایسے لوگ جو اس کام میں سدراہ ہوتے ہیں کیا اس قابل ہیں کہ ان کو مسلمان اپنے گورستان میں دفن سے اور مسجد میں آنے سے روک دیں، اور ان سے متارکت کر دیں؟ (۲۱۲۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو لوگ تبلیغ اسلام میں حارج ہیں اور مرد نو مسلم اور بھورا سقّہ کی ایذا رسانی کے درپے ہیں وہ گنہ گار اور فاسق وفاجر ہیں، جب تک وہ اس حرکت سے توبہ نہ کریں، اور باز نہ آویں ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھنا چاہیے، باقی مسجد میں آنے سے اور قبرستان میں دفن کرنے سے نہ روکنا چاہیے، اس کے علاوہ اور کوئی واسطہ یا میل جول ان سے نہ رکھیں۔ فقط

گستاخِ رسول وگستاخِ ازواج مطہرات سے ترکِ مجالست

سوال: (۸۶۸) ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان اس کے ہمراہ ایک پادری کے مکان پر جا کر نشست و برخاست کرتے ہیں، اور اس کے گھر کا کھانا وغیرہ کھاتے ہیں، اور گفتگو میں نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ وہ پادری آنحضرت ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شان میں الفاظ گستاخانہ کہتا ہے، دوسرے مسلمانوں نے جب زید کو منع کیا تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آتا، اگر فرق آتا ہے تو ہم کو قرآن اور حدیث سے دکھا دو، آیا ایسا کرنا گناہ ہے یا کیا؟ (۱۵۲۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قرآن شریف میں جگہ جگہ ارشاد ہے کہ جو لوگ دین اسلام کے ساتھ استہزاء کریں اور برا کہیں ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان سے علیحدہ رہو۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۶۸) وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ الآیۃ ﴾ (سورۂ ہود، آیت:۱۱۳) پس زید اس معاملہ میں خطا پر ہے، ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین ہو، یہ سخت گناہ اور فسق ہے توبہ کرے، اور آئندہ ایسی جگہ نہ بیٹھے، اور جو مسلمان اس کے ساتھ وہاں بیٹھتے ہیں وہ بھی وہاں جانے سے احتراز کریں، اور زید کے قول کا اعتبار نہ کریں کہ وہ مخالفت حکمِ شریعت کی کرتا ہے۔ فقط

آلِ نبی اور صحابہ کو برا بھلا کہنے والے سے تعلق قطع کرنا ضروری ہے

سوال: (۸۶۹) جو مسلمان سبِّ آلِ نبی کرے ان کو گندی گالیاں دے جیسا کہ خوارج کرتے ہیں، اسی طرح سبِّ صحابہ کریں جیسا کہ روافض کرتے ہیں، ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کو میل جول اور ہر قسم کا تعاون رکھنا چاہیے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۱۳۴۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کی اقتدا ناجائز ہے، تمام مسلمانوں کو بہ حق وقار صحابہ وآل رسول اس سے قطع تعلق کر دینا چاہیے، وہ مسلمان کے کسی تعاون کا مستحق نہیں، جو مسلمان اس کا تعاون کریں گے گنہ گار ہوں گے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان الآیۃ ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ الآیۃ﴾ (سورۂ انعام، آیت:۶۸) فقط

جو شخص علماء کو گالیاں دیتا ہے اور بدعتی ہے اس سے میل جول رکھنا

سوال: (۸۷۰) جو شخص علماء کو گالیاں دے اور بدعتی ہو، اس کے ساتھ مواکلت ومجانست کرنا کیسا ہے؟ اور اس کی زوجہ نکاح سے نکل جائے گی یا نہ؟ (۱۳۵۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسا شخص جو علماء کو سب وشتم کرتا ہے اور بدعات کا مرتکب ہے فاسق اور مبتدع ہے، مواکلت ومشاربت ایسے لوگوں کے ساتھ روا نہیں، اور چونکہ تکفیر مسلم میں احتیاط تام لازم ہے

اس لیے اس کے ارتداد کا اور بینونتِ زوجہ کا حکم نہ کیا جائے گا۔

جو شخص جمعیۃ العلماء سندھ پر سرکار کے خلاف تحریک چلانے کا الزام لگاتا ہے اس سے میل جول رکھنا

سوال: (۸۷۱) ایک شخص نے جمعیۃ العلماء سندھ کی نسبت سرکار میں عرضی دی ہے کہ یہ لوگ سرکار کے خلاف تحریک کر رہے ہیں، ایسے شخص سے میل جول رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ (۱۸۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسے شخص سے مقاطعت شرعاً لازم ہے۔ فقط

جو شخص مسلمانوں کی قائم کردہ تنظیم پر غلط الزام لگاتا ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۷۲) اگر مسلمانان کہیں تنظیم قائم کریں اور کوئی مسلمان شریک تنظیم غلط وفرضی الزامات تنظیم پر یا عمال اور اراکینِ تنظیم پر لگا کر تنظیم کے خلاف ہو جائے، تو اس سے تنبیہًا قطع تعلق کر سکتے ہیں؟ (۱۸۳۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسے امور میں مساہلت اور مسامحت کرنی چاہیے، جو لوگ شریک ہوں ان کی معیت میں کام تنظیم کے کیے جائیں، اور جو لوگ شریک نہ ہوں ان سے تعرض نہ کریں، اور ان کی تفسیق اور تضلیل نہ کریں، اور ان کے بارے میں فتویٰ نہ لکھوائیں کہ اس سے اور بھی باہم مخالفت کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے، جن پر لوگوں کو توفیق کسی کار خیر کی ہو وہ کریں، اور جو شریک نہ ہوں ان کو ملامت وطعن نہ کریں۔ کما ورد : الدّین یسر (۱) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ٦) فقط

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: إن الدّين يسر الحديث (صحيح البخاري: ۱/۱۰، كتاب الإيمان، باب الدّين يسر إلخ)

جو شخص خلافت کی مخالفت کرتا ہے یا مخالفت کرنے والوں کی تائید کرتا ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۷۳) خلافت کی مخالفت کرنا، یا مخالفت کرنے والوں کی تائید کرنا، یا اجماعِ خلافت میں پھوٹ ڈالنا شرعًا کیسا ہے؟ (۲۲۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: حسب شریعت خلافت کی مخالفت کرنے والے اور مخالفوں کی تائید اور اعانت کرنے والے اور دشمنان اسلام کی حمایت کرنے والے سخت ظالم اور فاسق ہیں، اور آیت کریمہ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآية﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) کے مخالف ہیں، اور ایسی گورنمنٹ سے قطع تعلق کرنا جس نے اسلام اور خلافت اسلامیہ حقہ کے مٹانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہو، قطع تعلق اور ترک موالات کرنا فرض اور ضروری ہے۔ فقط

جو شخص امن سبھا یا کونسل کا ممبر ہے اور نصاریٰ کی خوشی میں شریک ہوتا ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۷۴) جو شخص شریعت کا پابند نہیں اور امن سبھا یا کونسل کا ممبر بھی ہے اور نصاریٰ کی خوشی میں شریک ہوتا ہے تو وہ بہ حکم آیت کریمہ: ﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت:۵۱) کے اس سے کسی طرح کی امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۳۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: وہ شخص بہ حکم آیت: ﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت:۵۱) فاسق وظالم ہے، اس سے متارکت ومقاطعت لازم ہے، اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات قائم رکھنا درست نہیں ہے۔

جو شخص اسلام کا مخالف ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۷۵) ایک شخص نے ایک مقدمہ میں شہادت دیتے ہوئے کلکٹر کے روبرو کثیر مجمع

کے سامنے بہت سے سوالات کے جوابات کے علاوہ حسب ذیل سوالات کے حسب ذیل جوابات دیے: آپ سنی ہیں؟ جواب: ہاں۔

خلافت پر آپ کا ایمان ہے؟ جواب: نہیں۔

آپ سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے؟ جواب: ہاں نہیں مانتا۔

ایسے شخص سے کیا معاملہ چاہیے؟ (۱۹۲۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے شخص کا حال ظاہر ہے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ شخص مخالف اسلام کا ہے اور نہایت بددین اور فاسق ہے، مسلمانوں کو اس سے مقاطعت کردینی چاہیے۔ إلاّ أن يّتوب و يرجع إلى الحقّ. فقط

زکاۃ ادانہ کرنے والے سے میل جول رکھنا

سوال: (۸۷۶) جو صاحبِ نصاب باوجود اسراف کرنے کے زکاۃ ادانہ کرے، اس سے میل رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۲۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جواز میں کچھ کلام نہیں ہے، البتہ ایسے اہل معاصی وفساق سے علیحدہ رہنا اچھا ہے اگر کوئی فتنہ نہ ہو۔

سودخور اور زکاۃ نہ دینے والے سے میل ملاپ درست نہیں

سوال: (۸۷۷) زید سودخور ہے، غیبت کا عادی ہے، مسلمانوں میں مخاصمت کرادیتا ہے، باوجود صاحب نصاب ہونے کے زکاۃ نہیں دیتا، علماء کو دھوکا دے کر غلط استفتاء کرتا ہے وغیرہ وغیرہ، ایسے شخص سے میل جول درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: وہ شخص جو ایسا ہو ظالم وفاسق ہے، اس کے ساتھ میل ملاپ درست نہیں ہے۔ فقط

اس زمانہ کے غیر مقلدین سے میل جول ترک کرنا چاہیے

سوال: (۸۷۸) ہمارے موضع میں سے سات آدمیوں نے مذہب اہل حدیث اختیار کرلیا

ہے، امسال فرقہ اہل حدیث میں سے ایک شخص نے کپتان صاحب کی روبرو دستخط کردیے کہ ہم لوگ ایک روز قربانی کریں گے جس سے دوروز کی قربانی بند ہوگئی، ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (۲۲۸/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: غیر مقلدین اس زمانہ کے جن کا وظیفہ سب وشتم سلف وعلمائے مقلدین ہے اور تقلید کو شرک سمجھتے ہیں فاسق ہیں، حنفیوں کو ان کے ساتھ ملنا جلنا ترک کرنا چاہیے اور یہ فعل ان کا دوروز کی قربانی کو بند کرانا فعل مذموم اور معصیت ہے، اس میں اعانت کرنا بھی معصیت ہے۔

علمائے اہلِ سنت سے بغض رکھنا اور غیر مقلدین سے ربط وضبط رکھنا

سوال: (۸۷۹) اہل حق، مذہب حنفیہ، اہل سنت والجماعت کے علماء سے حسد، بغض، کینہ رکھنا اور غیر مقلدوں سے ربط ضبط رکھنا کیسا ہے؟ (۱۴۲۲/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: برا ہے اور کبیرہ گناہ ہے، توبہ کریں، اور اہل حق سے بغض، کینہ وحسد نہ رکھیں کہ یہ افعالِ قبیحہ عام اہلِ اسلام کے ساتھ بھی برے ہیں، خصوصًا علمائے اہل حق کے ساتھ زیادہ قبیح و معصیت ہیں۔ فقط

غیر مقلد کا وعظ سننا

سوال: (۸۸۰) غیر مقلد کا وعظ سننا کیسا ہے؟ (۲۲۹۰/ ۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس میں احتیاط مناسب ہے، کیونکہ کوئی نہ کوئی بات غیر مقلدین ایسی کہہ دیتے ہیں، جو خلاف مسلک اہل سنت و جماعت ہو۔ فقط

جو شخص شعارِ اسلام (گاؤکشی) کے انسداد میں کوشاں ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۸۸۱) زید جو حافظ اور حاجی ہے اس مرتبہ قربانی کے ایام میں اس نے اہل ہنود کو بہ

کوشش اس جدید امر پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ قربانی گاؤ کشی کو روک دیں، اور اگر کوئی فساد ہوگا تو ہم تمہارے شریک ہیں، اس پر اہل ہنود نے جواب دیا کہ یہاں قربانی ہمیشہ سے ہوتی ہے، مسلمان اپنے اپنے مکانوں میں فرائض مذہبی ادا کریں ہم مزاحم نہیں ہوسکتے، اس واقعہ پر مسلمانوں نے زید سے قطع تعلق کر دیا ہے، کیوں کہ زید نے مسلمانوں کو ایک بڑی مصیبت میں پھنسانے کی کوشش کی تھی، اس صورت میں ان مسلمانوں کے لیے جنھوں نے زید سے قطع تعلق کیا ہے کیا حکم ہے؟ اور اس کارروائی کے ساتھ زید کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۳۳۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: زید نے جو کچھ کیا برا کیا، افسوس ہے کہ مسلمان ہوکر ایک شعارِ مذہبِ اسلام کے انسداد میں کوشش کی جاوے، مگر الحمد للہ کہ اس کی کوشش سے کوئی مفسدہ ظاہر نہ ہوا، ایسا شخص اگر آئندہ کو اپنے خیال وارادہ سے باز نہ آوے تو بے شک قابل نفرت اور لائق متارکت کے ہے، لیکن اگر وہ آئندہ کو اپنے ارادۂ سابق سے باز آئے اور توبہ کرے تو اس سے متارکت وقطع تعلق نہ کیا جائے، اور دیگر مسلمانوں نے جو کچھ زید کے اس فعل شنیع کی وجہ سے اس سے منافرت کی اور متارکت کا معاملہ کیا اس میں وہ لوگ حق پر ہیں، اور عنداللہ ماجور ہیں۔ إنما الأعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی(۱) فقط

سوال: (۸۸۲) موضع ''جگرانوان'' مسلمانوں کا گاؤں ہے، دس بارہ گھر ہنود کے بہ طور دکاندار آباد ہیں، یہاں ایک مسلمان موچی گاہ بہ گاہ گائے ذبح کر لیتا تھا، جس پر ہندوؤں نے اس کے برخلاف تحصیل دار صاحب کے جو کہ ہندو ہیں درخواست دی، تحصیل دار نے کئی مسلمانوں کے انگوٹھے موچی مذکور کے خلاف لگوائے، آیا جن مسلمانوں نے گائے کے ذبح کرنے کو برا سمجھ کر انگوٹھے لگائے ہیں ان کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ (۳۴۱۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جن لوگوں نے ذبیحہ گائے کو برا سمجھ کر موچی کے خلاف انگوٹھے لگائے ہیں وہ فاسق اور گنہ گار ہیں، ان کو لازم ہے کہ وہ موچی مذکور کا ساتھ دیں اور کوئی کام اس کے خلاف نہ کریں، اور مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ''مجموعۃ الفتاویٰ'' جلد دوم میں تحریر فرمایا ہے: جو گاؤ کو معظم سمجھ کر ذبح نہ کرتا ہو یا اس کے ذبح کو برا سمجھتا ہو، اس کے اسلام میں فتور ہوگا، اور بہ قصدِ اثارتِ فتنہ (فتنہ انگیزی)

---

(۱) صحیح البخاري: ۲/۱، باب کیف کان بدؤ الوحي إلی رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم .

گاؤکشی نہیں چاہیے(۱) اور یہ بھی ''مجموعۃ الفتاویٰ'' میں لکھا ہے: اگر ہنود روکیں اور بہ نظر تعصب مذہبی منع کریں تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنا درست نہیں ہے، بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کی ابقاء واجراء میں سعی کریں، اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہ گار ہوں گے الخ (۲) فقط

سوال: (۸۸۳) اگر مسلمانوں کو کفار نے مع ان کے مکانات کے جلا دیا ہو؛ تاکہ مسلمان قربانی نہ کرسکیں، اگر بادشاہ وقت کفار کے سزا دینے کے درپے ہو اور مدعی ہو اور بعض مسلمان کھلم کھلا مسلمانوں کے خلاف شہادت دیں اور خلاف پیروی کریں اور جھوٹ بولیں ایسے لوگوں کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۲۱۴۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے لوگ سخت فاسق اور گنہ گار اور دشمنِ دینِ اسلام ہیں، ان لوگوں کے ایمان میں نقصان ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے، یہ گناہ بہت سخت ہے اور ایسے لوگوں کے حال پر سخت افسوس ہے، ان کی حالت نہایت اندیشہ ناک ہے ان کو توبہ کرنی چاہیے۔ فقط

ہم وطنوں کی رعایت میں گائے کی قربانی نہ کرنا اور جو کرے اس سے عداوت رکھنا

سوال: (۸۸۴) گونڈہ میں جہاں کوئی مذہبی احساس نہ تھا اور نام کے مسلمان تھے اس میں کوشش اور خاص سرگرمی سے ایک مذہبی حمیت اور عزت پیدا کی گئی، اور اب عام وخاص مسلمانوں میں خلافت اسلامی کی بقا کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے، اور سب مسلمان متحد ہوگئے ہیں، مگر بدنصیبی سے ایک شخصیت اپنی خودغرضیوں اور ذاتی خفیہ قواعد سے مسلمانوں کی جماعت میں انتشار اور تفرقہ پیدا کرنا چاہتی ہے، اور چند حاسد مسلمان اس کے اغوا کی وجہ سے بقرعید میں قربانی گائے کی کرنے کے لیے صرف اس واسطے متفق ہیں کہ مسلمانوں کے متفقہ سیاسی اصول میں داعی ہوکر برادران ہنود کی نہ

(۱) مجموعة الفتاوىٰ للشيخ عبدالحي فرنغي محلي أسكنه الله في جنانه: ۱۳۰/۲، كتاب العقائد، استفتاء نمبر: ۵۶، مطبوعہ: مطبع شوکتِ اسلام۔

(۲) مجموعة الفتاوىٰ: ۱۳۱/۲، كتاب الأضحية. استفتاء نمبر: ۵۸۔

صرف دل آزاری بلکہ باہم مسلمانوں اور ہنود میں پھر وہی بغض وعناد پیدا ہو جائے اور مسئلہ خلافت میں پھر کمزوری پیدا ہو جائے، اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص جو جماعت اسلامی میں انتشار پیدا کرے اور خلافت کے چندہ اور جلسوں کی شرکت سے اور ترک موالات سے روکتا ہے، کیا وہ اس قابل نہیں کہ سب مسلمان اس کا مقاطعہ کر دیں؟ (۲۰۹۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کسی مسلمان سے مقاطعت اور متارکت اس بناء پر ہوسکتی ہے کہ وہ کسی جرم شرعی کا مرتکب ہو، اور معصیت خدا تعالیٰ ورسول اللہ کا مرتکب ہو، لیکن گائے کی قربانی جو مسلمانوں میں ہمیشہ سے جاری ہے اور کتاب وسنت سے اس کا جواز ثابت ہے، اور خود آنحضرت ﷺ نے گائے ذبح کی ہے(۱) تو گائے کا ذبح کرنا اور گائے کی قربانی کرنا جرم شرعی کیسے ہوسکتا ہے؟! جو اس کے مرتکب کو مجرم شرعی قرار دیا جاوے اور اس سے متارکت کی جاوے، حاصل یہ ہے کہ ہم وطنان کی رعایت کی وجہ سے اپنے مذہبی امور میں خلل ڈالنا نہ چاہیے، موافقت ان کے ساتھ اسی حد تک ہونی چاہیے کہ مذہبِ اسلام میں کچھ مداخلت نہ ہو، اور گائے کی قربانی اسی اختیار کے ساتھ جاری رہے جس طرح پہلے سے تھی۔ فقط

جو شخص مسجد کی تعمیر رکوانے میں کفار کی حمایت کرتا ہے اس سے متارکت کرنا

سوال: (۸۸۵) مسلمانوں نے مسجد تعمیر کرنا چاہا، جاٹوں نے منع کیا، عدالت میں نوبت پہنچی، مسلمانوں کی ملکیت ثابت ہوئی، مگر بعض مسلمانوں نے جاٹوں کے ساتھ ہو کر شہادت دی اور دوبارہ جاٹوں کو اپیل کے لیے برانگیختہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے اختلاط رکھنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۷۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسلمانوں کا قوم کفار کے ساتھ ہو کر تعمیر مسجد سے روکنا گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے، اور اس کے معاونین بھی فاسق ہیں تنبیہاً ان سے متارکت درست ہے۔ فقط

سوال: (۸۸۶) ایک نمبردار کے پاس تعمیر مسجد کے لیے چندہ جمع کیا، نصف مسجد تیار ہونے کے بعد ہنود سے مل گیا، اور مسجد کو رکوا دیا، اور باقی مسجد کے روپیہ کو جواب دے دیا، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۹۹۹/۱۳۳۹ھ)

(۱) ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵/ ۴۴۹-۴۵۰، کتاب الذّبائح والصّید - سوال: (۱۳۲)

الجواب: وہ نمبردار جس نے ایسا کیا سخت عاصی وفاسق ہے، اس سے توبہ کرائی جاوے، ورنہ اس سے جملہ تعلقات قطع کر دینا چاہیے۔ فقط

بد باطن اور مفسد سے علیحدہ رہنا چاہیے

سوال: (۸۸۷) اگر کوئی شخص عام لوگوں میں یہ کہے، بول سے قرآن شریف لکھنا جائز ہے، شراب حرام نہیں، حنفی مذہب کی توہین کرے، ایسے شخص سے کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ اور جو مسائل وہ بتلاتا ہے یہ صحیح ہیں یا کیا؟ (۲۱/۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسا شخص مفسد اور بد باطن ہے، اس سے علیحدہ رہنا چاہیے اور یہ مسائل جو وہ بتلاتا ہے غلط ہیں۔ فقط

ڈھول بجانے والے، بچہ کی ناف کاٹنے والے اور نومسلم بھنگی کے ساتھ سلوک کرنا

سوال: (۸۸۸) مسلمان ڈھول بجانے والے کو اور جو بچہ کی ناف کاٹے اس کو جماعت مسلمانوں میں شریک کرنا کیسا ہے؟ ڈھول بجانے والا اگر توبہ کرلیوے اور بھنگی وغیرہ ہندو اگر مسلمان ہوجاوے تو ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۷۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسلمان ڈھول بجانے والا فاسق ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے علیحدہ رہنا اور اس کو شریک نہ کرنا جائز ہے، اور بچوں کی ناف کاٹنا درست ہے اس پر کچھ عیب نہ کیا جائے، اور اگر ڈھول بجانے والا اس پیشہ سے توبہ کرلیوے اور بھنگی مسلمان ہوجائے تو اس سے احتراز نہ کیا جائے، بعد طہارت لباس وبدن وغیرہ اس کے ساتھ مواکلت ومشاربت جائز ہے۔

جس شخص کی شادی میں منکرات ہوں اس میں شرکت کرنا

سوال: (۸۸۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں:

جس کے بیاہ شادی میں اسباب لہو مثل باجا وغیرہ کے موجود ہوں اس میں شریک ہونا اور کھانا وغیرہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟(۱۳۴۳/۱۶۷۰ھ)

الجواب: نہیں چاہیے، خصوصًا مقتدا کے لیے یہ بالکل جائز نہیں ہے۔فقط

سوال: (۸۹۰) جس شادی میں ممنوعات شرعیہ انگریزی باجا وغیرہ ہو، اس میں شرکت کرنے اور کھانے کا کیا حکم ہے؟(۱۳۴۳/۱۴۹۶ھ)

الجواب: درمختار کتاب الحظر والإباحة میں لکھا ہے کہ اگر پہلے سے ممنوعات شرعیہ انگریزی باجا وغیرہ کا علم ہو تو وہاں جانا نہیں چاہیے خواہ مقتدا ہو یا عوام میں سے ہو، عبارت اس کی یہ ہے: و إن علم اَوَّلاً باللّعب لایحضر أصلاً سواء کان ممّن یقتدی به أولا الخ (۱) فقط

جو مسلمان لڑکا ایک عرصہ ہندوؤں میں رہا اور سور کا گوشت کھاتا رہا اس کو اپنی جماعت میں ملانا

سوال: (۸۹۱) ایک لڑکا مسلمان عمر غالبًا پندرہ سولہ بھاگ کر ہندوؤں میں چلا گیا، انہوں نے عرصہ تک رکھا اور اس کو خنزیر کا گوشت کھلایا، پھر اس کو لے کر اس کے وارثوں میں آئے کہ اس کو تم اپنے میں ملالو، انہوں نے اس کو نہ ملایا، ایک دوسرے مسلمان نے دس روپیہ لے کر اس کو ملالیا، اس کا حقہ پانی مسلمانوں نے علیحدہ کر رکھا ہے، اب اس لڑکے کے واسطے اور جس نے اس کو ملایا کیا حکم ہے؟(۱۳۴۳/۴۱۲ھ)

الجواب: جب کہ وہ لڑکا توبہ کرتا ہے اور اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس کو داخل اسلام کر لینا چاہیے، اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ میل جول رکھنا چاہیے، اور اپنی جماعت میں ملالینا چاہیے، اور کسی قسم کا پرہیز اس سے نہ کرنا چاہیے، اور جس نے اس کو ملالیا اس کو علیحدہ نہ کرنا چاہیے، اور حقہ پانی اس کا بند نہ کرنا چاہیے۔فقط

---

(۱) الدرّ مع الردّ: ۹/۴۲۳-۴۲۴، أوائل کتاب الحظر والإباحة .

سنی شیعہ ہوگیا پھر سنی مذہب اختیار کرلیا تواس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۹۲) زید سنی تھا پھر شیعہ ہوگیا، پھر مذہب سنی اختیار کیا تو اہل سنت کو زید کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ اور کیا سمجھنا چاہیے؟ (۴۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: زید جو پہلے سنی تھا اور پھر رافضی ہوگیا، پھر جب مذہب باطل یعنی رفض سے توبہ کرکے سنی ہوگیا تو فرقۂ ناجیہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہوگیا، اور اہل حق میں سے ہوگیا، اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ اور معاملہ کرنا چاہیے۔ فقط

گاؤں کی اکثریت بددین ہوتو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۹۳) ہمارے دیہات میں مرد علی الاکثر اور عورتیں علی الاطلاق بے نماز وبے روزہ اور جملہ احکام دین سے اجہل ہونے کے علاوہ ہزارہا فسق وفجور ورسوم واہی اور کفریات ولغویات میں راغب ومنہمک وراسخ ومصر موجود ہیں، اب متقی کیا کرے؟ مع عیال واطفال ہجرت پر قادر نہیں، آیا رہبانیت اختیار کرے یا کیا کرے؟ (۱۶۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسی حالت میں یہی غنیمت ہے کہ خود اوامر ونواہیٔ شرعیہ کا پابند رہے اور حتی الوسع دوسروں کو بھی ترغیب خیر کی کرتا رہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: آیت:۲۸۶)

فاسق ومبتدع کو نکاح خوانی کے عہدہ سے معزول کرنا

سوال: (۸۹۴) زید کے خاندان سے پیشہ مجاوری چلا آتا ہے، اور بزرگوں کے مزار کے چڑھاوے کو کھاتے ہیں، اسی سے اہل وعیال کی پرورش ہوتی ہے، اور محرم میں اپنے ہاتھوں سے تعزیہ بناتے ہیں اور اس کا چڑھاوا لیتے ہیں اور کھاتے ہیں، اور زید بھی قاضیٔ شہر کا نائب ہے، اور نکاح

خوانی کرتا ہے، تو کیا زید کا نائب ہونا جائز ہے؟ اور اس کے پڑھانے سے نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں؟
(۳۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: زید فاسق ومبتدع ہے، وہ شرعاً کسی ایسے عہدہ کے لائق نہیں ہے جو شرعاً معزز سمجھا جاوے، کیوں کہ فاسق شرعاً واجب الاہانت ہے اور تعظیم اس کی درست نہیں (۱) باقی نکاح جو اس نے پڑھا وہ صحیح ہوگیا، مگر آئندہ اس کو اس عہدہ سے علیحدہ کیا جاوے یا یہ کہ وہ توبہ کرے۔ فقط

جو شخص اپنے آپ کو بددین کہتا ہے اس سے میل جول رکھنا

سوال: (۸۹۵) جو شخص مسلمان اپنے کو بددین کہے اس کے ساتھ کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۰۱۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا اور میل جول کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۂ اَنعام: آیت:۶۸)

جو بے نمازی اذان کا مذاق اڑاتا ہے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

سوال: (۸۹۶) اگر کوئی مال دار یا زمین دار بے نمازی ہو اور اذان سن کر مضحکہ اڑاتا ہے، اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۷۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسے شخص کو تنبیہ کی جاوے کہ وہ توبہ کرے، اور اگر توبہ نہ کرے تو اس سے ترک کلام وسلام وغیرہ کردیا جاوے۔ فقط

بے نمازی کی دعوت اور بیاہ شادی میں شریک ہونا

سوال: (۸۹۷) بے نمازی کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟ اور اس کی بیاہ شادی میں شریک ہونا

---

(۱) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : إن الله عزّ و جلّ يغضب إذا مدح الفاسق في الأرض .

وعنه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم :إذا مدح الفاسق غضب الرّب واهتزله العرش (شعب الإيمان للبيهقي: ۴/۲۳۰، باب في حفظ اللّسان، رقم الحديث: ۴۸۸۵-۴۸۸۶، المطبوعة : دارالكتب العلمية، بيروت)

کیسا ہے؟ (۶۷۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: فساق کی دعوت کی اجابت ضروری نہیں ہے، اگر کھالیوے اور شریک ہوجاوے تو درست ہے۔

بے نمازی دھوبیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۹۸) پوربی دھوبی مسلمان نماز روزہ نہیں کرتے، عام مسلمان ان کے ساتھ ہندو کی طرح چھوت چھات کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: چھوت چھات ان سے جائز نہیں ہے، البتہ ان کو بہ وجہ ترک نماز کے تنبیہ کی جاوے، اور ان کو دکھایا (یعنی بتایا) جاوے کہ ہم تم کو کھانے پینے میں شریک نہیں کریں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص نماز کے بارے میں نازیبا بات کہے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے

سوال: (۸۹۹) ایک شخص نے نماز پڑھنے سے انکار کیا، اور فحش لفظ استعمال کیا، ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۱۷۹۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق وعاصی ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو تنبیہ کرنی چاہیے، اور اس سے ملنا جلنا ترک کردینا چاہیے۔

جس شخص کا حال مشتبہ ہے اس سے احتراز کرنا لازم ہے

سوال: (۹۰۰) جس شخص کا حال مشتبہ ہو اور ڈاڑھی مونچھ منڈی ہوئی ہو، یہ بھی معلوم نہ ہو کہ ہندو ہے یا مسلمان، اس سے اعتقاد رکھنا اور منت مانگنا شرعًا کیسا ہے؟ (۲۰۲۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسے لوگوں سے جن کا حال مشتبہ ہے اور صورت ان کی خلاف شریعت ہے احتراز

کرنا اوران کی صحبت سے بچنا مسلمانوں کو لازم ہے، اور اپنی حاجتیں سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے مانگنا درست نہیں ہے، اوران پر اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے۔ فقط

طلاق کی وجہ سے شوہر کی بستی والوں کا حقہ پانی بند کرنا

سوال: (۹۰۱) ایک شخص ساکن کرنال نے اپنی لڑکی کی شادی پانی پت میں کردی، شوہر نے عدم موافقت کی وجہ سے طلاق دے کر طلاق نامہ لکھ دیا اور مہر ادا کردیا گیا، اس پر کرنال والوں نے پانی پت والوں کا حقہ پانی بند کردیا، اور محمد اسماعیل وعبدالرحمٰن تیلی جو بدعات ورسومات سے علیحدہ رہتے ہیں، ان کا حقہ پانی پہلے سے بند ہے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۳۴۳/۲۷۹ھ)

الجواب: اس میں کوئی امر حقہ پانی بند کرنے کا نہیں ہے، جب کہ بہ وجہ عدم موافقت زوجین طلاق نامہ لکھا گیا اور مہر وغیرہ کا فیصلہ ہوگیا، پھر کسی کا حقہ پانی بند کرنے کی ضرورت نہیں ہے برادری والوں نے یہ کام برا کیا، اور محمد اسماعیل وعبدالرحمٰن جو بدعتوں سے اور رسوم سے علیحدہ رہتے ہیں ان کا حقہ پانی بند کرنا بھی برا ہے، اور یہ گناہ کے کام ہیں ایسی باتوں کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط

احکام شرع سے ناواقف دہقانیوں سے میل جول رکھنا

سوال: (۹۰۲) اگر گروہ دہقانیوں کا جو اپنے کو مسلمان کہتا ہے بعض ان میں سے ڈاڑھی نہیں رکھتے، اور بعض بچوں کے سر پر چوٹی رکھتے ہیں، بعض کی ختنہ بھی نہیں ہوئی، کوئی نماز نہیں پڑھتے، البتہ کوئی کوئی روزہ رکھ لیتا ہے، ماتا سیتا وغیرہ کو پوجتے اوران کی منت مانتے ہیں، قرآن شریف کی نسبت یہ خیال ہے کہ اصلی نہیں ہے، ان کو مسلمان کہنا چاہیے یا نہیں؟ اوران کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور دفن کرنا چاہیے یا نہیں؟ اوران کے ساتھ کھانا پینا اور ماتم پرستی کرنا، اگر وہ تیجا چہلم وغیرہ میں بلاویں تو جانا چاہیے یا نہیں؟ میت والوں کو کھانا دینا کیسا ہے؟ (۱۳۳۶-۳۵/۲۳۵ھ)

الجواب: ان کو مسلمان ہی سمجھنا اور کہنا چاہیے، اوران کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے، اور دفن کرنا چاہیے، اور بیمار پرسی اور تعزیت کرنی چاہیے، اور میت کے گھر والوں کو کھانا دینا سنت ہے(۱) لیکن

(۱) عن عبداللّٰہ بن جعفر رضي اللّٰہ عنھما قال : لمّا جاء نعيُ جعفر قال النبيّ ==

رسوم سویم ودہم وچہلم میں شریک نہ ہو،اور رفتہ رفتہ ان سے بھی ایسے خلاف شرع رسوم کو چھڑانا چاہیے، وہ قوم جاہل ہے، مسائل شرعیہ اوراحکام اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں اور کرتے ہیں، اور ابھی ان کے اسلام میں بہت نقص ہے، بہ تدریج ان کو مسائل اسلام بتلانا اور سمجھانا لازم ہے، درحقیقت ایسے لوگوں کو ہدایت پر لانا اور گمراہی سے نکالنا اور صحیح صحیح مسائل اسلام کے موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے ان کو تعلیم کرنا بہت ضروری ہے اور نہایت اجر وثواب کا کام ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اے علی! اگر تمہارے ذریعے سے ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادیوے تو تمہارے لیے حُمْرِ نَعَم (سرخ اونٹوں) سے بہتر ہے(۱) حمرنعم یعنی شتر سرخ (سرخ اونٹ) اہل عرب کے نزدیک نہایت محبوب مال تھا، پس جب کہ ایک شخص کی ہدایت پانے میں ذریعۂ ہدایت کے لیے یہ بشارت ہے تو ایک قوم کو ہدایت کرنے میں کیا کچھ بشارت اور ثواب ہوگا؟!

جو امام سرکاری ہدایت کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مخبری کرتا ہے اس سے میل جول رکھنا

سوال: (۹۰۳) ہمارا قصبہ ایک ہندو کی ریاست میں ہے، چند سال سے یہاں کے رئیس ہندو کی جانب سے تمام ریاست میں یہ ہدایت جاری ہوئی ہے کہ کوئی درس گاہ علمی بلا اجازت سرکار قائم نہ کی جائے، لیکن چند معلم اپنا فرض منصبی سمجھ کر یا (سرکاری) ہدایت سے واقف نہ ہونے کی وجہ

== صلّى اللّٰه عليه وسلم : اصنعوا لأهل جعفر طعامًا ، فإنّه قد جاء هم ما يشغلهم (جامع الترمذي:۱/۱۹۵، أبواب الجنائز، باب ما جاء في الطّعام يصنع لأهل الميت)

وفي الشّامي: قوله: (وباتخاذ طعام لهم) قال في الفتح : ويستحب لجيرانِ أهل الميّت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم ، لقوله صلّى اللّٰه عليه وسلّم إلخ (الشامي: ۳/۱۳۸، كتاب الصّلاة – باب صلاة الجنائز – مطلب في الثّواب على المصيبة)

(۱) عن سهل بن سعد رضي اللّٰه عنه سمع النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول يوم خيبر: لأعطين الرّاية رجلاً يفتح على يديه .... فقال أين علي ؟ فقيل: يشتكي عينيه فأمر فدُعي له .... فواللّٰه لأن يُهْدىٰ بك رجل واحد خير لك من حُمْرِ النَّعَمِ (صحيح البخاري: ۱/۴۱۳، كتاب الجهاد، باب دعاء النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم إلى الإسلام إلخ)

سے اب تک قرآن پاک کی تعلیم دیتے رہے، اور سرکار کی طرف سے ان کے تعلیم دینے کی کوئی ممانعت بھی نہیں کی گئی، لیکن ان معلمین کی تعلیم کے متعلق ایک شخص نے جو مولوی کہلاتا ہے اور مدرسۂ اسلامیہ کا مہتمم بھی ہے، اور امامِ جمعہ بھی ہے سرکار میں مخبری کی کہ فلاں فلاں شخص بلا اجازت سرکار تعلیم دے رہے ہیں ان کی بندش کی جائے، چنانچہ معلمین کو عدالت میں طلب کیا گیا، جو شخص قرآن شریف کی تعلیم کو غیر مذہب کے ذریعہ سے بند کرانے کی کوشش کرے ایسے شخص سے شرعًا میل جول رکھنا یا اس سے امامت کرانا اور اس کی تعظیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۳۷۸ھ)

الجواب: اگر اس شخص نے واقعی رئیس کو خبر کی ہے تو اس سے وجہ اس کی دریافت کرنی چاہیے، کیونکہ ممکن ہے کہ اگر اس نے واقعی خبر کی ہے تو اس کو کوئی وجہ خاص اس اطلاع کی پیش آئی ہو، اور ان معلمین کو یہ لازم تھا کہ جب کہ اس رئیس نے یہ حکم جاری کیا تھا تو وہ اطلاع کر کے اور اجازت لے کر مکاتب جاری کرتے، کیونکہ ایسے امور مخفی نہیں رہتے اور مخفی رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ وہ رئیس اجازت لینے پر اجازت دے دیتا، اور اجازت نہ لینے میں معلموں کو سزا یا جرمانہ ہو جانے کا خوف ہے، اور حدیث شریف میں ہے: **إنّما الأعمال بالنيّات** (۱) یعنی مدار اعمال کا نیت پر ہے، اور نیت کا حال علّام الغیوب کو ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ پس مسلمانوں کو اس امر میں کوشش کرنی چاہیے کہ رئیس سے کہیں کہ تعلیم قرآن و مسائل دین ہمارا مذہبی حکم ہے اس کو جاری رکھنے کی اجازت دینی چاہیے، اور جس قدر مکتبوں کی ضرورت ہے ان کو جاری کرنے کی اجازت لے لیں، تاکہ پھر کوئی خدشہ اور خطرہ نہ رہے، اور اگر اس مخبر نے بری نیت سے ایسا کیا ہے تو اس کا مواخذہ اس پر ہے، آپ لوگ اس سے کچھ تعرض نہ کریں اور اپنا کام پکا کر لیں اور اجازت لے کر مکتب جاری کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دھوکے باز سے میل جول رکھنا

سوال: (۹۰۴) اگر کوئی شخص کسی کا روپیہ خورد برد کرے اور اس کا کام پورا نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ اور اس سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (۱۲۵۰/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) صحيح البخاري: ۲/۱، باب كيف كان بدؤ الوحي إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم.

الجواب: دھوکا دینا کسی مسلمان کو اور ظلماً کسی کا مال حرام طریق سے لے لینا حرام اور ناجائز ہے، ایسے لوگوں سے میل جول اچھا نہیں ہے۔

جس شخص کو جماعت سے خارج کردیا ہے اس کو مسجد سے روکنا درست نہیں

سوال: (۹۰۵) اگر کسی مسلمان کو کسی مذہبی قصور کی وجہ سے کسی انجمن نے خارج از جماعت کردیا ہو، آیا یہ خارج کیا جانا اور جماعتِ نماز وداخلۂ مسجد سے منع کیا جانا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۰۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مسجد سے اس کو روکنا اور نماز باجماعت پڑھنے سے اس کو منع کرنا درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسٰجِدَاللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَفِيْهَا اسْمُهٗ الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص بڑا ظالم ہے جو مسجدوں میں آنے اور اللہ کا نام لینے سے کسی کو منع کرے۔ فقط

جو شخص بچے کو مسجد میں لایا اس کو شیطان کہہ کر مسجد سے نکال دینا

سوال: (۹۰۶) ایک شخص اپنے بچہ کو لے کر مسجد میں جمعہ کی نماز کو گیا، اثنائے نماز میں بچہ رونے لگا، بعد نماز کے ایک شخص نے یہ کہا کہ نماز میں خلل ڈالنا اور رونا شیطان کا کام ہے، اور جو شخص اس بچہ کو لے کر آیا وہ خود شیطان ہے، اس شیطان کو مسجد سے باہر کرو، چنانچہ اس کو مع بچہ کے مسجد سے باہر نکال دیا، اور نماز جمعہ دوبارہ پڑھوائی، اس صورت میں بچہ کو لانے والے پر کچھ کفارہ ہے یا نہیں؟ اور جس نے اس کو شیطان کہا اور مسجد سے نکلوایا اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور اعادہ نماز جمعہ کا صحیح ہوا یا نہیں؟ (۳۳۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: جنّبوا مساجِدَكم صِبْيانَكم و مجانينَكُم (۱) یعنی

---

(۱) عن واثلة بن الأسقع أن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم و مجانينكم وشراء كم الحديث (سنن ابن ماجة: ص:۵۴، أبواب المساجد والجماعات ، باب مايكره في المساجد)

لڑکوں اور دیوانوں کو مسجد سے علیحدہ رکھو، اس لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بچہ کا مسجد میں لے جانا بعض صورتوں میں مکروہ ہے(۱) لیکن یہ جو اس صاحب نے بعد نماز کے اعلان کیا کہ جو شخص اس بچہ کو لے کر آیا وہ شیطان ہے اور نماز جمعہ کے اعادہ کا حکم دیا یہ غلط ہے، نماز جمعہ صحیح ہوگئی تھی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی، اور بچہ کو لانے والے کو مسجد سے نکلوانا اور اس کو شیطان کہنا یہ سب حرام اور ناجائز ہے، اس صورت میں بچہ کے لانے والے پر کچھ کفارہ نہیں ہے، اس کو صرف اس قدر نصیحت کر دینا کافی ہے کہ جب تک وہ بچہ زیادہ چھوٹا ہے اور اس کو تمیز نہیں ہے اس وقت تک اس کو مسجد میں نہ لاوے، اور جس نے نکلوایا اور شیطان کہا وہ گنہ گار ہوا، اس کو توبہ کرنی چاہیے، اور اس سے خطا معاف کرانی چاہیے جس کو مسجد سے نکالا اور شیطان کہا۔ فقط

جو شخص اپنی بہنوں کا نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۹۰۷) ایک شخص کی کئی بہنیں ہوں جن کی عمر ۳۰، ۳۶، ۳۸ سال کی ہو، ان کا نکاح دیدہ ودانستہ نہ کرے، نکاح کرنے سے انکار کرے، اپنی شادی کر لیوے، اپنی زوجہ کے ساتھ شب کو سامنے ہم بستر ہو، ان کے دل کو صدمہ پہنچے، اس شخص کے ساتھ ملنا جلنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۹۶۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر باوجود کفو ملنے کے وہ اپنی بہنوں کا باوجود اس قدر عمر ہو جانے کے نکاح نہ کرے تو وہ بے شک خطا پر ہے اور عاصی ہے، اس کو تنبیہ کرنی چاہیے اور نصیحت کرنی چاہیے اگر نہ مانے تو اس سے اگر تنبیہاً قطع تعلق بھی کر دیا جاوے تو بے جا نہ ہوگا۔ فقط

پچھلی باتوں کا خیال کر کے متارکت کرنا درست نہیں

سوال: (۹۰۸) ایک عورت بدچلن تھی اسی وجہ سے خاوند نے اس کو طلاق دے دی، پھر ایک

---

(۱) و يحرم إدخال صبيان و مجانين حيث غلب تنجيسهم ، وإلا فيكره، وفي الشّامي:قوله : (و إلا فيكره) أي تنزيهًا (الدرّالمختار وردّالمحتار: ۲/۳۷۱ ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصّلاة و ما يكره فيها ، مطلب في أحكام المسجد)

شخص کے ساتھ وہ بھاگ کر چلی گئی، آخراس کے باپ بھائیوں نے اس کو وہاں سے لاکر دوسری جگہ نکاح کردیا، اب بعض آدمی اس کے باپ بھائیوں سے ملتے ہیں اور بعض نہیں ملتے، ان سے ملنا چاہیے یا متارکت کردینی چاہیے؟ (۳۹۰/۳۹ھ)

الجواب: اب جب کہ لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح کردیا ہے تو اب پچھلی باتوں کی طرف لوگوں کو کچھ خیال نہ کرنا چاہیے اور متارکت نہ کرنی چاہیے۔ فقط

فاسق معلن سے کنارہ کشی بہتر ہے

سوال: (۹۰۹) اگر زید یہ کہے کہ ہم تو رنڈی باز ولونڈے باز ہیں تو شرعاً زید سے کیا معاملہ رکھنا چاہیے؟ (۱۱۰۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے فاسق معلن سے کنارہ کشی بہتر اور مناسب ہے۔

لوگوں کی حق تلفی کرنے والے سے میل جول رکھنا

سوال: (۹۱۰) جو کسی کی حق تلفی کرے اور اس کا حق کھاوے اس سے خلا ملا کہاں تک رکھنا چاہیے؟ (۱۶۷۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس سے محبت اور اختلاط رکھنا ناجائز ہے، ایسے شخص سے مقاطعت اور علیحدگی کی جاوے۔ فقط

عاشق نے معشوقہ کی لڑکی کو جو جائداد دی ہے وہ حلال ہے اور اس کی شادی غمی میں شرکت کرنا جائز ہے

سوال: (۹۱۱) ایک عورت مسلمہ کا ناجائز تعلق ایک ہندو کے ساتھ تھا، اس وجہ سے ہندو مذکور نے عورت مذکورہ کی لڑکی کے نام اپنی تمام جائداد سرکاری کاغذات میں کرادی، پس ازیں یہ ہر دو فوت ہوگئے، اور لڑکی کو حسب تحریر جائداد مل گئی، آیا جو اس قسم کی جائداد سے مال حاصل کیا گیا ہو، مسلمانوں کو اس کی شادی غمی میں شرکت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۸۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس لڑکی کے لیے وہ مال حلال ہے، اور اس کی شادی غمی میں شرکت جائز ہے۔ فقط

جو یورپین طریقے سے زندگی بسر کرتا ہے وہ انجمن اسلامیہ کا صدر ہو سکتا ہے؟

سوال: (۹۱۲) جو شخص مسلمان اپنی زندگی یورپین طریقہ سے بسر کرتا ہو حتی کہ صوم وصلاۃ کا بھی پابند نہ ہو، اور یورپین کے ناچ میں شریک ہوتا اور ناچتا ہو، کیا ایسا شخص ایک انجمن اسلامیہ کا صدر شرعًا ہو سکتا ہے؟ (۱۶۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر مقرر کردیا جاوے گا تو ہو جاوے گا، لیکن مقرر کرنا ایسے شخص کو ایسے کام پر مناسب ولائق نہیں ہے۔

جو اپنے استاذ کو گالیاں دیتا ہے اس سے میل جول رکھنا

سوال: (۹۱۳) زید نے عمر سے کلام مجید پڑھا ہے، اب کسی دنیاوی لالچ کے باعث زید عمر کا دشمن بن گیا ہے، اور اپنے استاذ عمر کو گالیاں دیتا اور بے عزتی کرتا ہے، کلام مجید پڑھانے سے عمر زید کا استاذ ہوا یا نہیں؟ اور اس قسم کی گستاخی اور دشنام دہی سے استاذ کا عاق ہوا یا نہیں؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ میل جول کا کیا حکم ہے؟ (۶۹۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بے شک عمر زید کا استاذ ہے، اور سب وشتم کرنا اول تو ہر ایک بھائی مسلمان کو گناہ کبیرہ ہے(۱) خصوصًا استاذ کے ساتھ ایسی گستاخی کرنا نہایت قبیح ہے، زید اس فعل کی وجہ سے فاسق ہے اور عاق ہو گیا، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اپنے استاذ سے قصور معاف نہ کرائے تو متارکت اس سے درست ہے۔ فقط

---

(۱) عن عبداللّٰہ أن النبيّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم قال: سباب المسلم فسوق الحدیث (صحیح البخاري: ۱/۱۲، کتاب الإیمان – خوف المؤمن من أن یحبط عمله الخ، وفیه أیضًا: ۲/۸۹۳، کتاب الأدب – باب ما ینهی عن السّباب واللّعن، و أیضًا: ۲/۱۰۴۸، کتاب الفتن – باب قول النّبي صلّی اللّٰہ علیه وسلّم لا ترجعوا بعدي کفّارًا)

جوشخص پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اس سے مقاطعت کرنا

سوال: (۹۱۴) زید نے ایک پاک دامن عورت جو اس کے گھر کے پاس رہتی ہے اس کو مجلس عام میں بدیں الفاظ کہا کہ تو زانی ہے، اور تیری اولاد حرامی ہے، عورت مذکورہ نے اپنے نزدیکوں سے کہا کہ فلاں شخص مجھ کو تہمتِ زنا لگاتا ہے، جب مجلس معہ قاضی کے قائم ہوئی اور اس سے دریافت کیا تو زید نے اقرار کیا کہ واقعی جو میں نے کہا یہ سچ ہے، جب زید سے گواہ طلب کیے تو زید کوئی گواہ پیش نہ کرسکا۔ ایسے شخص سے ملنا چھوڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور شرعًا اس کا کیا حکم ہے؟

(۴۴/۷۳-۱۳۴۵ھ)

الجواب: کسی پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے(۱) اور اگر دارالاسلام ہوتا تو تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جاتی، یعنی اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جاتے، مگر چونکہ یہ ملک دارالاسلام نہیں ہے، اس لیے حد جاری نہیں ہوسکتی، لیکن وہ شخص تہمت لگانے والا فاسق ہے توبہ کرے اور معاف کراوے، اور اگر توبہ نہ کرے اور معاف نہ کراوے تو اس سے ملنا چھوڑ دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نابالغ کا حقہ پانی بند کرنا ظلم ہے

سوال: (۹۱۵) ایک لڑکے نابالغ نے غلطی سے ایک چمار کے گھر کھانا کھالیا، یا اس کے یہاں پانی پی لیا، اہل دیہات نے اس کا حقہ پانی بند کردیا، کیا یہ اس کا فعل درست ہے؟ اگر کوئی شخص کسی چماری سے زنا کرے یا بھنگی وغیرہ سے یا بے نکاحی عورت کو اپنے پاس رکھے، تو اس کے ساتھ

---

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورۂ نور، آیت:۲۳)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلّى الله عليه وسلّم قال: اجتنبوا السَّبعَ المُوبقات، قالوا: يا رسول الله! وماهُنّ؟ قال: (۱) الشّرك بالله. (۲) والسّحر. (۳) وقتل النّفس الّتي حرّم الله إلّا بالحق. (۴) وأكل الرّبا. (۵) وأكل مال اليتيم. (۶) والتّولّي يوم الزّحف. (۷) وقذف المُحصَنَاتِ المؤمناتِ الغافلات. (صحيح البخاري: ۱۰۱۳/۲، كتاب المحاربين من أهل الكفر والرّدّة – باب رمي المحصنات)

کیا برتاؤ کیا جاوے؟ (۱۲۱۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: نابالغ کو شریعت سے بھی تکلیف نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **رفع القلم عن ثلاثة الحدیث** (۱) پس اس نابالغ لڑکے کا حقہ پانی بند کر دینا اس وجہ سے کہ اس نے غلطی سے چمار کے گھر کھانا کھا لیا یا پانی پی لیا جائز نہیں ہے، یہ ظلم ہے۔

اور جو مسلمان کسی عورت سے زنا کرے خواہ وہ چماری ہو یا بھنگی یا مسلمان یا کافرہ وہ فاسق ہے۔ اسی طرح بے نکاحی عورت کو رکھنے والا فاسق ہے، یہ لوگ اگر توبہ نہ کریں تو ان کا حقہ پانی بند کر دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خوفِ ضرر کی وجہ سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۹۱۶) جس مسلمان سے ضرر پہنچنے کا خیال ہو اس سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟ (۱۹۷۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کسی مسلمان سے بے وجہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں، لیکن خوف ضرر اگر تعلق سے مانع ہو تو اپنے کو علیحدہ رکھے اور خود اس کی ایذا رسانی کی فکر نہ کرے، کیوں کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو لوگ اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں مگر مسلمانوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۹۱۷) جو قوم بہ وقت نکاح کلمہ وصفت ایمان قاضی کے پڑھانے سے پڑھتے ہیں

---

(۱) عن علي رضي اللّٰه عنه عن النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: رفع القلم عن ثلاثة: عن النّائم حتّى يستيقظ وعن الصّبي حتّى يحتلم وعن المجنون حتى يعقل (سنن أبي داوٗد، ص:۶۰۵، كتاب الحدود، باب في المجنون يسرق أو يصيب حدا)

(۲) عن عبداللّٰه بن عمرو عن النبي صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده الحديث (صحيح البخاري: ۱/۶، كتاب الإيمان - باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده)

اور احکام نماز سے کچھ واقفیت نہیں رکھتے، اور جنازہ کی نماز مسلمانوں سے پڑھواتے ہیں، اور اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں، مگر مسلمانوں سے کچھ میل وجول وخورونوش وغیرہ سے سخت نفرت رکھتے ہیں، ان کی ظاہری معاشرت ہندوؤں کی سی ہے جیسے بتوں کا پوجنا اور کان چھدوانا اور نام ہنود کے رکھنا اور جو مسلمانوں کے ساتھ خورونوش کرے اس کو اپنے سے خارج کردیتے ہیں، یہ قوم مسلمان ہے یا کافر؟ اور ان کا گوشت کھانا اور اس قوم کی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۴۹/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب کہ ایسی قوم قاضی کے کلمہ پڑھانے سے کلمۂ توحید پڑھ لیتے ہیں تو وہ مسلمان ہوجاتے ہیں، اگر پہلے رسوم شرکیہ بھی کی تھیں تو کلمہ ایمانی کے پڑھنے سے وہ سب کفر ومعاصی کی معصیت اور گناہ سے پاک ہوجاتے ہیں، حتی الوسع ایسے لوگوں کی ہدایت میں سعی بلیغ کی جائے اور ان سے رسومِ شرک وکفر چھڑائی جائیں، ان کو مسلمان کیا جائے اور احکام اسلام بتائے جائیں، اور بعد کلمہ پڑھ لینے کے ان کی عورتوں سے نکاح درست ہے، ایسے لوگوں سے خوب میل جول اور ربط و ضبط کرنا چاہیے تاکہ ان کو بھی اہل اسلام سے انس حاصل ہو، اور رفتہ رفتہ رسوم کفروشرک کو وہ چھوڑ دیں، اور ان کی تالیف قلب کرنی چاہیے، اگر مسلمانوں کے مدارات اور اختلاط سے اس قوم کو ہدایت ہوگئی تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے، بہ تدریج اور بہ نرمی و بہ حکمت ان کو احکام اسلام بتلانے چاہئیں۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (سورۂ نحل، آیت: ۱۲۵) وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ. فقط

جس نے گناہ سے توبہ کرلی اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنا چاہیے

سوال: (۹۱۸) زید اور ہندہ میں ناجائز تعلق رہا، معلوم ہونے پر برادری نے زید کو علیحدہ کردیا اور اس کے ساتھ خورونوش بند کردی، ہندہ نے فوراً خالد سے عقد کرلیا، اب زید نے صدق دل سے توبہ کرلی ہے، لیکن اب تک چند آدمی نے اس سے میل ملاپ نہیں کیا، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۸۹۲/ ۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس گناہ کی سزا اس وقت یہی ہے کہ زید صدق دل سے توبہ کرے اور پھر کبھی مرتکب اس فعل کا نہ ہو، پس جب کہ زید نے توبۂ نصوح کرلی تو اس کے ساتھ میل ملاپ اور کھانا پینا سب

جائز ہے، اب اس سے احتراز نہ کرنا چاہیے، جو لوگ اب تک اس سے علیحدہ رہے اور میل ملاپ نہیں کیا ان کو بھی چاہیے کہ اس سے میل ملاپ کریں، کیونکہ حدیث شریف میں ہے: **التّائب من الذّنب کمن لاذنب له(۱) فقط**

سوال: (۹۱۹) مسماۃ نصیبن نے اپنی بیمار لڑکی کو جس کی عمر پانچ چھ یوم کی تھی بہ غرض صحت پانے کے دوسروں کے کہنے سے لے جا کر سور کے باڑے میں ڈال دیا تاکہ صحت ہو جائے، مگر وہ اسی روز مر گئی، معلوم ہونے پر مسلمانوں نے اس سے قطع تعلق کر دیا، اب مسماۃ توبہ کرتی ہے، اب اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے، توبہ کے بعد کچھ کفارہ بھی ادا کرے یا نہیں؟ (۲۰۳۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسماۃ مذکورہ جب کہ توبہ کرتی ہے تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ ہونا چاہیے جو تمام مسلمانوں کے ساتھ ہوتا ہے، اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں، اوّل تو اس نے لاعلمی کی حالت میں یہ فعل کیا تھا، پھر خصوصاً جب کہ توبہ بھی کرتی ہے تو **التّائب من الذّنب کمن لا ذنب له** (۱) کی فہرست میں داخل ہو گئی۔

بغض فی اللہ اور حب فی اللہ کا مطلب

سوال: (۹۲۰) بغض فی اللہ اور حب فی اللہ رکھنے کا حکم کس سے ہے؟ اور فاسق معلن نے اگر دو چار روز سے فسق نہ کیا ہو تو کیا حکم ہے؟ (۷۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: صلحاء اور نیک لوگوں سے اللہ کے واسطے محبت رکھنا حب فی اللہ ہے، اور ظالموں فاسقوں سے بہ سبب ان کے ظلم و معصیت کے دل میں بغض رکھنا بغض فی اللہ ہے، افرادِ ناس میں اسی کے موافق یہ حکم جاری ہوگا جب تک کوئی فاسق معلن اپنے فسق سے توبہ نہ کرے اور آثار توبہ ظاہر نہ ہوں، اس وقت تک اس سے اس فعل معصیت کی وجہ سے بغض رکھے، جس وقت توبہ اس کی ظاہر ہو اور آثار توبہ معلوم ہوں اس وقت بغض نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: التّائب من الذنب كمن لاذنب له (مشكاة المصابيح، ص: ۲۰۶، كتاب أسماء اللّٰه تعالىٰ، باب الاستغفار والتّوبة، الفصل الثّالث)

جن ذاتوں کو کم تر سمجھا جاتا ہے اُن سے میل جول رکھنے کا بیان

ذاتیں اور خاندان محض شناخت اور تعارف کے لیے ہیں

سوال: (۹۲۱) ذات میں کیوں فرق ڈالا گیا؟ مثلاً شیخ، سید، مغل، پٹھان، کنجڑا، قصاب۔

(۱۳۴۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ﴾ (سورۂ حجرات: آیت: ۱۳) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ انساب کا اختلاف اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے اور تعارفِ اقوام اختلافِ قبائل سے ظاہر ہوتا ہے۔

مسلمان دھوبی کو کمتر سمجھ کر امتیازی معاملہ کرنا

سوال: (۹۲۲) ملک بنگال خصوصًا اس دیار کے عام مسلمان لوگ بہ سبب بے علمی قرآن شریف وحدیث کے ہماری قوم اسلام حواری عرف دھوبی کے ساتھ جو کہ پابند شریعت ہیں ٹھٹاو بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں، مسجد میں بھی ہمارے ساتھ حقارت سے پیش آتے ہیں، اگر مسجد میں کوئی چیز از قسم طعام آجائے تو ہم لوگوں کو علیحدہ بٹھلا کر حقارت کے ساتھ دیتے ہیں، گویا ہم کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۸۹۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسلمانوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرنا چاہیے، سب مسلمان بھائی بھائی ہیں جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (سورۂ حجرات، آیت:۱۰) اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: المسلم أخو المسلم الحديث (۱) پس چاہیے کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی تحقیر نہ کرے اور اس کو کمتر اور رذیل اور ذلیل نہ سمجھے، یہ بہت برا ہے اور اس کا مواخذہ شدید ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق نیک عطا فرمائے اور باہم اتفاق واتحاد نصیب فرمائے۔ فقط

سوال: (۹۲۳) شہر بہرائچ میں بعض مسلمان دھوبیوں کے ساتھ صرف اس بناء پر کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں کہ وہ اپنا پیشہ آبائی اختیار کیے ہوئے ہیں، حالانکہ وہ پاکی اور صفائی کا پورا خیال رکھتے ہیں، اور بہت سے دھوبی نماز روزہ کے بھی پابند ہیں، ایسی حالت میں اس قوم سے پرہیز اور علیحدہ رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور چھوت چھات ان سے برتنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۳/۴۸۵ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۰) پس جب کہ معلوم ہوا کہ جملہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کسی قوم کو کم قوم سمجھ کر ان سے متارکت کرنا اخوت و ہمدردئ اسلام کے خلاف ہے، پس دھوبیوں کی قوم جن کا ذکر سوال میں ہے، ان سے علیحدگی کرنا اور کھانے پینے وغیرہ میں ان سے علیحدگی کرنا اور چھوت چھات کا معاملہ کرنا درست نہیں ہے، اور جو مسلمان ان سے چھوت چھات کریں اور ان سے کراہت کریں باوجود ان کے نمازی اور پاک وصاف ہونے کے وہ گنہ گار ہیں۔ فقط

جاگیرداروں کا دوسری قوموں پر فخر کرنا

سوال: (۹۲۴)......(الف) قوم مِلکی (جاگیردار) کو دوسری قوموں درزی جولاہا پر فخر کرنا اور ان کو ذلیل سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) کیا قوم ملکی کو اولاد آدم پر امتیاز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۷۴ھ)

---

(۱) عن عبداللّٰه بن عمر رضي الله عنهما قال: إن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: المسلم أخو المسلم، لايظلمه ولا يُسْلِمُهُ الحديث (صحيح البخاري: ۳۳۰/۱، أبواب المظالم والقصاص، باب لايظلم المسلم المسلم، ولايسلمه)

الجواب: (الف) نسب پر فخر کرنا کسی کو جائز نہیں ہے اور دوسری قوموں کو حقیر سمجھنا اور اپنے کو بڑا سمجھنا حرام ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۳) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں بزرگ تر اور بہتر وہ ہے جو زیادہ متقی ہے، پس قوم ملکی کو درزی، جولاہا پر فخر کرنا اور ان کو حقیر سمجھنا حرام ہے۔

(ب) تمام بنی آدم ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہیں، امتیاز اور فخر تقویٰ اور پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے ہے (۱)

مسلمان بھنگی سے نفرت کرنا

سوال: (۹۲۵) ایک مہتر یعنی بھنگی مسلمان ہوگیا، لیکن اس نے اپنے پیشہ کو نہیں چھوڑا، اس وجہ سے اکثر مسلمان اس کو اپنے ساتھ نہیں کھلاتے اور نفرت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم کو برادری کی عار آتی ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۵۴۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جب کہ وہ مہتر مسلمان ہوگیا تو اس کے ساتھ کھانے پینے سے احتراز نہ کرنا چاہیے، رہا اس کا اپنے پیشہ کو نہ چھوڑنا تو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے، عرب میں اور حرمین شریفین میں یہ پیشہ مسلمان ہی کرتے ہیں، اور جب کہ وہ نہا دھو کر صاف ہو جائیں تو پھر ان سے احتراز کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، اور دنیاوی عار کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیے، چونکہ ان بلاد میں اس کی عادت نہیں ہے اور بھنگی مسلمان کمتر ہوتے ہیں، اور یہ پیشہ کمتر سمجھا جاتا ہے اس لیے اس قدر تنفر اُن سے ہے، ورنہ مسلمان ہو جانے کے بعد کوئی وجہ شرعاً ان سے احتراز کرنے کی نہیں ہے۔ فقط

جو نومسلمہ شرک کی باتیں کرتی ہو اس کا حقہ پانی بند کرنا

سوال: (۹۲۶) ایک چماری نومسلمہ جب سے مسلمان ہوئی ہے کبھی نماز روزہ نہیں کیا اور

---

(۱) وعن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: أنسابكم هذه ليست بمسبّة على أحد، كلكم بنو آدم طفّ الصّاع بالصّاع لم تملؤه، ليس لأحد على أحد فضل إلا بدين وتقوى، كفى بالرّجل أن يكون بذيا فاحشا بخيلا (مشكاة المصابيح: ص: ۴۱۷-۴۱۸، كتاب الأدب، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثّاني والثّالث)

شرک کی باتیں کرتی ہے، اس وجہ سے بستی والوں نے حقہ نہیں دیا، اب ایک مولوی صاحب نے کچھ روپیہ لیا ہے اور حقہ دینے کو کہتے ہیں، اس بارے میں حکم شریعت کا کیا ہے؟ (۱۷۷۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ عورت مسلمان ہے اس کو شرک کی باتوں سے روکنا چاہیے، اور نماز روزہ سکھانا چاہیے نرمی کے ساتھ، سختی نہ کرنی چاہیے، چونکہ وہ احکام اسلام سے ناواقف ہے اس لیے اس کو سمجھا کر نماز روزہ کی تعلیم دینی چاہیے، اور حقہ بھی دینا چاہیے، یہی مطلب ان مولوی صاحب کا ہوگا جو اس کو حقہ دینے کے لیے فرماتے ہیں۔ فقط

اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا رسوم جاہلیت سے ہے

سوال: (۹۲۷) کوئی شخص پڑھا لکھا اور حافظ قرآن ہو کر دوسرے شخصوں کو جو پیشہ جولاہا، نداف (دُھنیا) تیلی وغیرہ کا کرتے ہیں، کسی گنتی میں شمار نہ کرے، اور اگر کہیں ان لوگوں کا اچھا ذکر بھی ہو تو فوراً یہ جواب دے کہ نہیں وہ تو جولاہا ہے، وہ کیا ہم سے بات یا خط و کتابت کر سکتا ہے؟ اگر کوئی اس سے یہ کہے کہ شرع میں یہ بات جائز نہیں، تو جواب دے کہ تم ہر بات میں شرع کو کیوں لیتے ہو؟ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۴۹۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۳) یعنی بے شک بزرگ تر تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو متقی زیادہ ہے، پس فخر بالانساب اور اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا رسوم جاہلیت سے اور مذموم و قبیح ہے، اس کی مذمت شرع میں وارد ہے (۱) اور اسی طرح شریعت کے احکام کو سن کر یہ کہنا کہ تم ہر بات میں شرع کو کیوں لیتے ہو، سخت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال : لينتهين أقوام يفتخرون بآبائهم الذين ماتوا .... إن الله قد أذهب عنكم عُبِّيَّةَ الجاهليةِ و فخرها بالآباء ، إنّما هو مؤمن تقى أو فاجر شقى ، النّاس كلهم بنو آدم ، و آدم من تراب .

و عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : أنسابكم هذهٖ ليست بمسبَّة على أحد، كلكم بنو آدم طفّ الصاع بالصّاع لم تملؤه، ليس لأحد على أحد فضل إلا بدين وتقوى، كفى بالرّجل أن يكون بذيا فاحشا بخيلا (مشكاة المصابيح، ص: ۴۱۷-۴۱۸، كتاب الأدب، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثّاني والثّالث)

خوفناک امر ہے اور بڑی معصیت ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے۔فقط

بے نمازی سید سے نمازی غیر سید افضل ہے

سوال: (۹۲۸) دو شخص ہیں ایک اپنے کو سید کہتا ہے، لیکن شرابی زانی و بے نمازی ہے، ایک شخص ادنیٰ قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، لیکن نمازی پابند شریعت ہے، کون دونوں میں سے افضل ہے؟

(۱۳۴۷-۴۶/۳۳۲۹ھ)

الجواب: ان دونوں میں جو شخص نمازی پرہیزگار پابند شریعت ہے وہ افضل ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
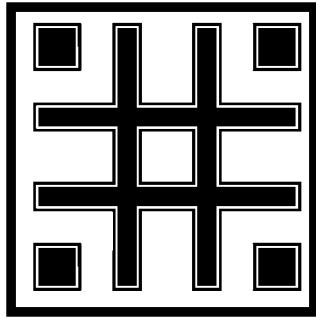
نومسلموں کے ساتھ سلوک کرنے کا بیان

نومسلم کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۹۲۹) ایک برہمن ایک مسماۃ خاکروب سے تعلق ناجائز پیدا کرکے بھگالے گیا، اب وہ زن ومرد چاہتے ہیں کہ ہم اسلام میں داخل ہوں اور سب مسلمانوں کے ساتھ خورونوش رکھیں، تو وہ کس طریق سے مسلمان کیے جائیں؟ اور اسلام لانے کے بعد ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مٹی کے برتن وغیرہ ان کے چھوئے ہوئے قابل استعمال ہیں یا نہیں؟ اور ان کو عالم کے علاوہ کوئی دوسرا مسلمان مسلمان کرسکتا ہے یا نہیں؟ آیا عورت کے بال منڈوانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور وہ مرد بلاختنہ مسلمان ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یا بعد مسلمان ہونے کے ختنہ کرانا ضروری ہے یا نہیں؟
(۵۹۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ان دونوں کو ہر ایک مسلمان واقف کلمہ اسلام کا پڑھا سکتا ہے اور مسلمان کرسکتا ہے، دونوں کو مسلمان کرلیا جائے اور بعد مسلمان ہونے کے ان سے کچھ احتراز نہ کیا جائے، خورونوش ان کے ساتھ درست ہے اور ان کے چھوئے ہوئے مٹی کے برتن پاک ہیں، غرض بعد اسلام کے وہ بالکل دوسرے مسلمانوں کے مانند ہیں، بلکہ گناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں، اوروں سے اچھے ہیں، اور عورت کے بال نہ منڈوائے جائیں اور مرد کی ختنہ بعد اسلام کے کرادی جائے، مسلمان پہلے ہی کرلیا جائے۔ فقط

نومسلم کو حقیر وذلیل سمجھنا اور اس کا بائیکاٹ کرنا

سوال: (۹۳۰) سوال یہ ہے کہ ایک شخص مسمّی دین محمد مع اہل وعیال کے مسلمان ہوگیا اور نکاح بھی ہوا، اور مرید بھی ہوگیا، بعض مسلمانوں نے باقی اکثر مسلمان کو بہکا کر بائیکاٹ کردیا، نہ

اس کے یہاں کھانے میں شریک ہونا چاہتے ہیں نہ اپنے یہاں اس کو کھانے میں شریک کرنا چاہتے ہیں، نہ اپنے کنویں پر پانی بھرنے دیتے ہیں اور مساجد میں آنے سے روکتے ہیں، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ آیا دین محمد نومسلم کے ہمراہ ایسا معاملہ کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۱۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۰) اور حدیث شریف میں ہے: المسلم أخو المسلم الحديث (۱) پس جو شخص مسلمان ہوا، اور اس نے کلمۂ اسلام پڑھ لیا، وہ تمام گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوگیا جیسا کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پاک وصاف پیدا ہوتا ہے، اور وہ مسلمانوں کا بھائی ہوگیا بہ موجب نص مذکور کے۔

لہٰذا اس کو حقیر وذلیل سمجھنا یا اس کا بائیکاٹ کرنا یا کھانے پینے میں اس کو شریک نہ کرنا یا اس کے کھانے میں شریک نہ ہونا اس کو حقیر وذلیل سمجھ کر یہ سخت گناہ اور بڑی معصیت ہے، مسلمانوں کو اس کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے، نہ یہ کہ اس سے نفرت کریں یہ سخت جہالت ہے، اس کو مساجد سے اور مسلمانوں کے کنویں سے پانی بھرنے سے نہ روکا جائے، اور اس کی عزت کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی عزت ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ منافقون، آیت:۸) یعنی عزت اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے، اور ایمان والوں کے لیے ولیکن منافقین اس کو نہیں جانتے، پس جس کو اللہ نے عزت دی اس کو ذلیل سمجھنا کس قدر جہالت ہے؟! الحاصل نومسلم دین محمد کے ساتھ تمام مسلمانوں کو ہمدردی اور محبت کرنی چاہیے، اور اس کو علیحدہ اپنی جماعت سے نہ کرنا چاہیے، اور اس کو حقیر وذلیل نہ سمجھنا چاہیے، اور جس کنویں سے وہ پانی بھرے اس کو بھرنے دینا چاہیے، اور تمام امور میں اس کو مثل دیگر مسلمانوں کے سمجھنا چاہیے، کسی امر میں اس سے احتراز اور علیحدگی نہ کرنی چاہیے۔ فقط

سوال: (۹۳۱) جو کافر مسلمان ہوگیا اس نومسلم کا حق اور مسلمانوں کے برابر ہے یا کچھ کم و بیش؟ کہ اس کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ (۱۰۰۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کوئی کافر مسلمان ہوگیا تو مؤمنین کی جماعت میں داخل ہوگیا، اور ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۰) کے حکم میں شامل ہوگیا، اور مثل تمام مسلمانوں کے

---

(۱) اس حدیث کی تخریج سوال (۹۲۱) کے جواب میں ہوچکی ۔۱۲

ہو گیا، بلکہ بہتر ہو گیا(۱) اس کو حقارت سے دیکھنا جائز نہیں ہے۔

نومسلم کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے

سوال: (۹۳۲) ایک شخص قوم نٹ کا مسلمان ہوا اور روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، ایک مسجد بنوائی ہے، اس میں نماز پنج گانہ ادا کرتا ہے، اور قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے، ایسے نومسلم کے ساتھ کھانا پینا اور جھوٹا کھانا پینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو جو لوگ ایسے نومسلم کے ساتھ کھانے والوں پر سختی کرتے ہیں اور طعن کرتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۰۴/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس نومسلم کے ساتھ کھانا پینا اور اس کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے، جو لوگ احتراز کرتے ہیں اور ساتھ کھانے والوں پر طعن کرتے ہیں گنہ گار اور فاسق ہوتے ہیں، توبہ کریں۔ فقط

چمار وغیرہ چھوٹی قوم مسلمان ہو جائے

تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۹۳۳)......(الف) اگر کوئی چھوٹی قوم مثلاً چمار وغیرہ مسلمان ہو جائیں، اور اپنا آبائی پیشہ ترک کر دیں، تو ان کو اپنے ساتھ کھلانا پلانا اور ان کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنا اور ان کا مسجد کے ڈول رسی لوٹا وغیرہ کو استعمال کرنا کیسا ہے؟ (۸۳/ ۱۳۴۳ھ)

(ب) جو لوگ اقوام مذکورہ سے کسی قسم کا پرہیز نہ رکھیں ان کا یہ فعل کیسا ہے وہ لوگ مستحق اجر ہوں گے یا نہ؟

(ج) جو لوگ اقوام مذکورہ کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ میں پرہیز کریں اور مسجد میں وضو وغیرہ سے منع کریں وہ لوگ مستحق عذاب ہوں گے یا نہیں؟

(د) مساوات اسلامی اور ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۰) کا کیا مطلب ہے؟ جو لوگ اس کے خلاف کریں اور اپنے رسم ورواج سے مساوات اسلامی کو توڑنا چاہیں

---

(۱) کیوں کہ اسلام کی وجہ سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ إنّ الإسلام يهدم ما كان قبله (الصّحيح لمسلم: ۱/ ۷۶، كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله)

ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(ھ) اسلام کے احکام کے آگے رواج کو ترک کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو لوگ ترک کرنے والوں کو منع کریں اور نہ ماننے پر اس کے ساتھ ترک موالات کر کے رسم ورواج کا پابند کرنا چاہیں تو وہ مستحق عذاب ہوں گے یا نہیں؟ (۸۳/۷۸۳-۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) اسلام لانے کے بعد جملہ اقوام ایک رشتہ اتحاد میں منسلک ہوجاتے ہیں، اور بہ حکم آیت کریمہ: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۰) اور حدیث شریف: المسلم أخو المسلم (۱) سب آپس میں بھائی بھائی ہوجاتے ہیں، کسی قسم کا پرہیز رکھنا ان سے جائز نہیں رہتا، اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور اختلاط رکھنا سب جائز اور درست ہوجاتا ہے، اور ان کا مسجدوں میں وضو کرنا اور لوٹا وغیرہ کو ہاتھ لگانا اور ڈول سے پانی بھرنا اور مسجدوں میں شریک جماعت ہوکر نماز پڑھنا سب جائز ہے۔

(ب) ان کا یہ فعل موافق تعلیم اسلام اور حکم خدا تعالیٰ اور حکم رسول اللہ کے ہے اور سلف صالحین کے طریق کے موافق ہے اور وہ مستحق اجر وثواب ہیں۔

(ج) وہ لوگ عاصی ہیں اور حکم خدا تعالیٰ وحکم رسول اللہ کے مخالف ہیں۔

(د) اوپر اس کی تفصیل معلوم ہوچکی ہے کہ ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۰) کے حکم میں جملہ مسلمانان داخل ہیں، بلکہ نومسلم لوگ اکثر قدیم الاسلام لوگوں سے زیادہ پاک وصاف ہوجاتے ہیں کیونکہ اسلام لانے سے ان کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوگئے اور سب نجاستیں زائل ہوگئیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ اسلام لانا تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے (۲) لہٰذا وہ لوگ جو مسلمان ہوئے زیادہ تر مستحق تعظیم واکرام ہیں۔

(ھ) شریعت کے حکم کے سامنے رواج کچھ چیز نہیں ہے، رواج کی پابندی بہ مقابلہ حکم شریعت

---

(۱) اس حدیث کی تخریج سوال (۹۲۱) کے جواب میں گزر چکی۔۱۲

(۲) عن ابن شماسة المهري قال: حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياقة الموت يبكي طويلا...... قال: أما علمت يا عمرو! أن الإسلام يهدم ما كان قبله وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها وأن الحجّ يهدم ما كان قبله الحديث (الصّحيح لمسلم: ۱/۷۶، كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ماقبله وكذا الحج والهجرة)

جائز نہیں ہے قطعًا حرام ہے، پس تارک رواج بہ مقابلہ حکم شرعی عین صواب پر ہے اورحق پر ہے، اس سے اس وجہ سے متارکت کرنا کہ اس نے رواج کو ترک کیا اور حکم شریعت پر عمل کیا ناجائز اور حرام ہے۔

نومسلمہ سے شادی کرنے پر جرمانہ مقرر کرنا

سوال: (۹۳۴) زید نے ایک نومسلمہ عورت سے نکاح کیا، اس سے لڑکی پیدا ہوئی، اب اس لڑکی کی شادی ہے، زید کے اہل برادری کہتے ہیں کہ جب تک زید اپنی برادری کو دعوت بہ طور جرمانہ اس جرم میں کہ اس نے نومسلمہ سے نکاح کیا ہے نہ دے گا، وہ شریک شادی نہ ہوں گے، شرعًا برادری کو اس کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۵۸۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شرعًا کوئی حق برادری کا زید سے بہ وجہ مذکورہ دعوت لینے کا اور زید پر کچھ جبر دینے کا نہیں ہے، باقی زید اگر اتفاق باہمی قائم رکھنے کی وجہ سے اپنی خوشی سے ان کی دعوت کردے تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے اور کچھ ممانعت نہیں ہے۔ فقط

رذیل قوم کے قبول اسلام پر اظہارِ نفرت کرنا

سوال: (۹۳۵) اگر کوئی شخص کسی رذیل قوم کے قبول اسلام پر اظہار نفرت کرے اور منع کرے کہ چمار خاکروب وغیرہ رذیل اقوام کو زمرۂ اسلام میں داخل نہ کرنا چاہیے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۷۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسا شخص عاصی وفاسق ہے۔

چماری کو مسلمان کرکے اس سے نکاح کرنے والے کو برادری سے خارج کرنا

سوال: (۹۳۶) میں نے ایک چماری کو مسلمان کرکے اس سے نکاح کرلیا تھا، برادری نے مجھ کو علیحدہ کردیا، اور شامل برادری نہیں کرتے، جو حکم شرعی ہو مطلع فرمائیے۔ (۲۳۶۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں سائل کو برادری سے خارج کرنا جائز نہیں ہے، سائل نے کوئی گناہ نہیں

کیا، برادری والوں کو لازم ہے کہ سائل کو برادری سے علیحدہ نہ رکھیں، ورنہ وہ گنہ گار رہوں گے۔ فقط

سوال: (۹۳۷) ہندہ مہترانی نے مسلمان ہوکر زید مسلمان سے نکاح کرلیا، تو کیا زید دائرۂ اسلام سے باہر ہوگیا؟ اگر برادری اس کو علیحدہ کرے تو کیا حکم ہے؟ (۱۵۷۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مہترانی جب کہ مسلمان ہوگئی تو وہ بالکل پاک وصاف کیوم ولدتها أمها ہوگئی (۱) اور جیسے دوسرے مرد اور عورتیں مسلمان باہم بھائی بہنیں ہیں۔ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (سورۂ حجرات: آیت: ۱۰) اسی طرح وہ مہترانی نومسلمہ بھی اہل اسلام کی برادری میں داخل ہوگئی، پس اگر زید مسلمان نے اس نومسلمہ مہترانی سے نکاح کرلیا، تو زید پر کچھ طعن شرعًا نہیں ہے، نہ وہ اسلام سے باہر ہوا اور نہ برادری سے خارج ہوا، اس کو برادری سے خارج کرنا اور اس سے متارکت کرنا اور اس کا حقہ پانی بند کرنا جائز نہیں ہے اور جو لوگ ایسا کریں وہ فاسق وعاصی وظالم ہیں۔ فقط

جس نے نصرانیہ کو مسلمان کر کے نکاح کرلیا ہے اس سے میل جول ترک کرنا درست نہیں

سوال: (۹۳۸) زید نے نصرانیہ کو مسلمان کر کے نکاح کرلیا ہے، اب زید کی برادری کہتی ہے کہ تو اس عورت کو طلاق دے کر نکال دے، ورنہ ہم تجھ سے کچھ میل جول نہیں رکھیں گے۔ زید کی برادری کو یہ دباؤ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۲۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر وہ نصرانیہ شوہر والی تھی تو بعد اسلام لانے کے تین حیض آجانے کے بعد اس سے کوئی مسلمان نکاح کرسکتا ہے اس سے پہلے نکاح درست نہیں ہے، اور اگر اس کا کوئی شوہر پہلے نہ تھا تو اسلام لانے کے بعد فورًا اس سے کسی مسلمان کا نکاح درست ہے، پس اگر وہ نکاح جو زید مسلمان نے اس نصرانیہ نومسلمہ سے کیا بہ قاعدہ شرعیہ مذکورہ ہوا تو مسلمانوں کو اس کو مجبور کرنا طلاق دینے پر اور ایسا دباؤ ڈالنا اس پر جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن ابن شماشة المهري قال: حضرنا عمرو بن العاص رضي الله عنه وهو في سياقة الموت يبكي طويلا ...... قال: أَمَا عَلِمْتَ يا عمرو! أن الإسلام يهدم ما كان قبله، و أن الهجرة تهدم ما كان قبلها، و أن الحجّ يهدم ما كان قبله الحديث (الصّحيح لمسلم: ۱/۷۶، كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله و كذا الحجّ والهجرة)

میاں بیوی کے حقوق واحکام

عورتوں کی ناشکری اور کفران نعمت

سوال: (۹۳۹) دوسال ہوئے کہ مجھ میں اور زوجہ میں رنج ہوا، خلاصہ یہ ہے کہ وہ اولاد پر جان دیتی ہے اور ایمان کے مقابلہ میں اولاد کو ترجیح دیتی ہے، چنانچہ میں نے اپنی ملازمت میں سیکڑوں ہزاروں روپیہ پیدا کر کے عورت کو دئے، اب صاف الفاظ میں مجھ کو اور میرے بزرگوں کو کوستی اور گالیاں دیتی اور برا کہتی ہے کہ اس کم بخت گھر میں کبھی کچھ نہیں ہوا، ہمیشہ مزدوری کر کے اولاد کی پرورش کی، چنانچہ دوسال سے اپنے لڑکے پٹواری کے پاس ہے اور چار لڑکے نابالغ اس کے پاس موجود ہیں، میں نے زوجہ کے آگے ہاتھ جوڑے پیروں میں ٹوپی ڈالی کہ مجھ سے قصور ہوا، معاف کردے چونکہ حمایت اور بھروسہ اولاد پر ہے، اپنے شوہر کو کچھ نہیں سمجھتی اور مقابلہ سے پیش آتی ہے؟ (۱۸۰۸/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: عورتوں کی اس قسم کی ناشکری اور کفرانِ نعمت احادیث میں ذکر ہوا ہے اور آنحضرت ﷺ نے عورتوں کی زیادہ تعداد داخل نار ہونے کی یہ وجہ ارشاد فرمائی ہے کہ عورتیں بہت احسان فراموش ہوتی ہیں اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں، اگر ہمیشہ ان کی طرف احسان اور سلوک کیا جاوے اور کسی وقت کچھ کمی ہوجاوے تو صاف یہ کہتی ہیں کہ ہم نے اس گھر میں کبھی کوئی آرام نہیں پایا، یہ مضمون حدیث شریف کا ہے(۱) پس ظاہر ہے کہ اس میں تخلف کب ہوسکتا ہے؟ اکثر عورتیں ہمیشہ

---

(۱) عن ابن عباسٍ رضي الله عنهما قال: قال النبيّ صلّى الله عليه وسلّم : أريت النّار فإذا أكثر أهلها النّساء يكفرن، قيل: أ يكفرن بالله ؟ قال: يكفرن العشير ويكفرن ==

سے اس وصف کے ساتھ متصف رہیں، اور متصف رہیں گی، اور عورتوں کے لیے یہ سخت تنبیہ اور خوف کا مقام ہے، ان کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی اطاعت کریں، اور جو کچھ ملے اس پر شکر کریں، اور شکوہ وشکایت جوان کی جبلی خصلت ہے، حتی الوسع اس میں اصلاح کی کوشش کریں، اولاد کے ساتھ ان کے درجہ کے موافق محبت اور سلوک کریں، اور خاوند کے ساتھ ان کے درجہ کے موافق اطاعت وفرمانبرداری۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۳۴) اور فرمایا: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۸) اور احادیث اس بارے میں کثرت سے ہیں (۱) اور اولاد میں سے اگر کوئی اپنی والدہ کا خرچ اٹھاوے یا بھائی بہنوں کے ساتھ سلوک کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے یہ اچھا ہے، اور باپ پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے اور جب کہ زوجہ اس کے پاس نہیں رہتی اور نافرمان ہے تو اس کا خرچ خاوند کے ذمے نہیں رہتا۔

نابالغ اولاد کا خرچ اور پرورش اور تعلیم اور شادی وغیرہ کا خرچ بے شک باپ کے ذمے ہے، لیکن جب کہ وہ بیٹا پٹواری ان اخراجات کو اٹھاتا ہے تو باپ کے ذمے سے یہ حق ساقط ہے۔ اگر کسی

== الإحسان، لو أحسنت إلى إحداهن الدّهر ثمّ رأت منك شيئًا، قالت: ما رأيت منك خيرًا قطّ (صحيح البخاري: ۹/۱، كتاب الإيمان، باب كفران العشير وكفر دون كفر)

(۱) عن أنس رضي اللّه عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: المرأة إذا صلّتْ خمسَها وصامتْ شهرَها و أحصنتْ فرجَها و أطاعتْ بَعلَها، فلتدخل من أي أبواب الجنة شاء ت. رواه أبونعيم في الحلية (مشكاة المصابيح، ص:۲۸۱، كتاب النّكاح، باب عشرة النّساء، الفصل الثّاني)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: لو كنتُ آمرُ أحدًا أن يسجد لأحد، لأمرتُ المرأةَ أن تسجدَ لزوجِها (جامع الترمذي: ۲۱۹/۱، أبواب الرّضاع والطّلاق، باب ما جاء في حقّ الزّوج على المرأة)

وعن قيس بن سعد رضي الله عنهُ قال: ...... قال رسولُ الله صلّى الله عليه وسلّم: ...... لو كنتُ آمرُ أحدًا أن يسجدَ لأحدٍ لأمرتُ النّساءَ أن يسجدْنَ لأزواجهنّ لِما جعل اللّه لهم عليهنّ من الحقّ (سنن أبي داؤد، ص:۲۹۱، كتاب النّكاح، باب في حقّ الزّوج على المرأة)

کارِ خیر کے لیے وصیت کرنے کا ارادہ ہے تو ایک تہائی تک وصیت کرسکتا ہے، باقی دوتہائی وارثوں اولاد اور زوجہ کے لیے چھوڑنا ضروری ہے۔ اگر بلا کسی وجہ اور عذر شرعی کے عورت اپنے خاوند کے ساتھ بدسلوکی اور بداخلاقی سے پیش آوے اور جن امور میں خاوند کی اطاعت کرنی چاہیے ان میں اس کی اطاعت نہ کرے تو وبال اس کا اس عورت پر ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناخوش ہے اس پر لعنت اللہ کی ہوتی رہتی ہے(۱) اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، عورت پر بہ مقابلہ اولاد کے؛ حقِ شوہر زیادہ ہے۔ فقط

عورت پر شوہر کی اطاعت تمام رشتہ داروں کی اطاعت سے مقدم ہے

سوال: (۹۴۰) کسی شخص کی بیوی دنیاوی معاملات میں اپنے خاوند کی نافرمانی کرے، اور اپنے بھائی کی خوشنودی کو بہ نسبت اپنے خاوند کے حکم کے اچھا سمجھے تو وہ بیوی نکاح میں رہی یا نہیں؟
(۱۳۴۰/۸۳۱ھ)

الجواب: عورت پر اپنے خاوند کی اطاعت ضروری ہے، اور والدین اور جملہ اقرباء کی اطاعت سے مقدم ہے، یہاں تک کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے(۲) بہرحال یہ اس کی سخت غلطی ہے کہ اپنے بھائی کی خوشنودی کو اپنے خاوند کی خوشنودی واطاعت پر مقدم سمجھتی ہے، لیکن نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، اس عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرے۔ فقط

میاں بیوی کے حقوق اور گناہ کے کاموں میں شوہر کی اطاعت نہ کرنا

سوال: (۹۴۱) شوہر کے زوجہ پر کیا حقوق ہیں؟ اور زوجہ کے شوہر پر کیا؟ اگر مرد عورت سے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إذا دعا الرّجل امرأته إلى فراشه فلم تأته، فبات غضبان عليها، لعنتها الملائكةُ حتّى تُصبح (الصّحيح لمسلم: ۴۶۴/۱، كتاب النّكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: لو كنتُ آمرُ أحَدًا يسجد لأحد، لأمرتُ المرأةَ أن تسجدَ لزوجها (جامع التّرمذي: ۲۱۹/۱، ابواب الرّضاع والطّلاق، باب ما جاء في حقّ الزّوج على المرأة)

کہے کہ تو بے نقاب اور بے برقع باہر پھر تو شریعت اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ (۲۲۹۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ حقوق جو مرد کے عورت پر ہیں اور عورت کے مرد پر ہیں اللہ تعالیٰ نے مجملاً اس آیت میں بیان فرمادیئے ہیں: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۸) یعنی جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں، شریعت کے موافق ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے، مثلاً مرد کے ذمے یہ ہے کہ وہ زوجہ کو کھانا، کپڑا، مکان رہنے کو دے، اس کے حقوق ادا کرے، اس کو بے وجہ تکلیفیں نہ پہنچائے، اور خلافِ شریعت کوئی حکم نہ کرے، اور عورت کے ذمے یہ ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے، لیکن گناہ کے کاموں میں اس کی اطاعت نہ کرے، پس اگر شوہر اپنی زوجہ کو بے پردہ باہر پھرنے کو کہے تو اس میں شوہر کی اطاعت نہ کرے، بلکہ اس میں شوہر کا حکم ماننا گناہ اور معصیت ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق (الحديث)(۱) أو كما قال صلّى الله عليه وسلّم. فقط**

عورت شوہر کے حقوق ادا نہیں کرے گی تو عنداللہ ماخوذ ہوگی

سوال: (۹۴۲) مرد پر عورت کے اور عورت پر مرد کے کیا کیا حقوق ہیں؟ جب کہ عورت مرد کو اپنے سے غریب جان کر ذلیل سمجھے، اس کے گھر نہ جاوے تو عنداللہ ماخوذ ہوگی یا نہیں؟ (۴۴۰/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۸) یعنی مردوں پر عورتوں کے حقوق ویسے ہی ہیں، جیسے عورتوں پر مردوں کے ہیں، اور مردوں کے لیے عورتوں پر بڑائی ہے اور درجہ ان کا زیادہ ہے، غرض یہ کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کا ادا کرنا لازم ہے اور عورتوں پر مردوں کے حقوق کا ادا کرنا اور فرماں برداری واطاعت کرنا لازم ہے اور عورت بہ صورت نافرمانیٔ شوہر عنداللہ ماخوذ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن النّوّاس بن سِمْعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق رواه في شرح السّنّة (مشكاة المصابيح، ص:۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني)

جس عورت سے اس کا شوہر ناراض ہے اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی

سوال: (۹۴۳) اس عورت کے نماز روزہ کا کیا حکم ہے جو شوہر کو رنج پہنچاتے ہوئے باپ کے گھر رہتی ہے؟ (۱۷۸۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: روایت بخاری ومسلم کی جو کہ صحیح ہے یہ ہے: **إذا دعا الرّجل امرأته إلی فراشہٖ فأبت، فبات غضبان، لعنتها الملائكة حتّی تصبح** اور ایک روایت بخاری ومسلم کی یہ ہے: **والّذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امرأته إلی فراشہٖ فتأبیٰ عليه إلا كان الذي في السّماء ساخطًا عليها حتّی يرضی عنها**(۱) اور بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جس عورت پر اس کا شوہر غصہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور کوئی نیکی اس کی آسمان پر نہیں چڑھتی یعنی قبول نہیں ہوتی (۲)۔

دیانۃً عورت پر امور خانہ داری کا انتظام لازم ہے

سوال: (۹۴۴) ایک عورت امور خانہ داری کرنے سے انکار کرتی ہے، شوہر اس سے جبرًا کراسکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ غریب آدمی ہو۔ (۶۳۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کا شوہر اس پر اس بارے میں جبر نہیں کرسکتا، لیکن عورت کو چاہیے کہ گھر کے کاروبار کا انتظام کرے، خصوصًا جب کہ اس کا شوہر غریب ہو کیونکہ درمختار میں لکھا ہے کہ اگرچہ قاضی وحاکم عورت کو اس پر مجبور نہیں کرسکتا، لیکن دیانۃً عورت پر امور خانہ داری کا انتظام لازم ہے۔ درمختار

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّی الله عليه وسلّم : إذا دعا الرّجل الحديث (مشكاة المصابيح، ص:۲۸۰-۲۸۱، كتاب النّكاح، باب عشرة النّساء وما لكل واحدٍ من الحقوق، الفصل الأوّل. صحيح البخاري: ۱/۴۵۹، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة. والصّحيح لمسلم: ۱/۴۶۴، كتاب النّكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها)

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّی الله عليه وسلّم : ثلاثة لايقبل لهم صلاة ولا تصعد لهم حسنة: العبد الآبق حتی يرجع إلی مواليه فيضع يده في أيديهم، والمرأة الساخط عليها زوجها والسّكران حتّی يصحّو، رواه البيهقي في شعب الإيمان (مشكاة المصابيح ص:۲۸۳، كتاب النّكاح، باب عشِرة النّساء وما لكل واحدٍ من الحقوق، الفصل الثّالث)

کی عبارت یہ ہے: ولا يجوز لها أخذ الأجرة على ذلك لوجوبه عليها ديانةً ولو شريفةً لأنه عليه الصّلاة والسّلام قسّم الأعمالَ بين علي وفاطمةّ رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما، فجَعل أعمالَ الخارج علىٰ علي رضي اللّٰه تعالىٰ عنه والدّاخل علىٰ فاطمة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها مع أنّها سيدة نساءِ العالمينَ . بحر (۱)

فاجرہ عورت کوطلاق دینا شوہر پرواجب نہیں

سوال: (۹۴۵) زوجین میں اگرناچاقی ہوجائے توزوجہ دوسرے سے ناجائز تعلق کرلیتی ہے، اورشوہرنہ اس کو بلاتاہےاورنہ طلاق دیتاہے،اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟(۲۹۱۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جب تک شوہر طلاق نہ دے اس وقت تک اس کی عورت دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی، اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ فاجرہ عورت کوطلاق دینا شوہر کے ذمے واجب نہیں ہے(۲) بلکہ عورت اگرفسق وفجور کرے تواس کا وبال اس پر ہے۔ دیوث وہ ہوتا ہے جو اپنی زوجہ وغیرہ کوزنا کا امر کرے یااس کے اس فعل سے راضی ہواوراس کومنع نہ کرے، یاروپیہ کے لالچ سے ایسا کرے(۳) اور جب کہ شوہر نے ایسانہیں کیا تو وہ شرعًا دیوث نہ کہلائے گا، اورعورت کے فعل بدکا گناہ عورت پرہوگا۔ فقط

جوعورت شوہر کا کہنا نہیں مانتی اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۴۶) اگرکوئی عورت بلااجازت شوہر کے والدین کے یہاں یاکسی دوسرے اجنبی

---

(۱) الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۵/۲۳۱، كتاب الطّلاق، باب النّفقة، مطلب: لا تجب على الأب نفقة زوجة ابنه الصّغير .

(۲) لايجب على الزّوج تطليق الفاجرة (الدرّ) وفي الشّامي: ولاعليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود اللّٰه، فلا بأس أن يتفرقا (الدرّ والردّ: ۹/۵۲۴، كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع)

(۳) الدّيّوث: هو الّذي لاغيرةَ له ممّن يّدخل على امرأته ، قال أبوحنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ : امرأة خرجت من البيت ولا يمنعها زوجها فهو ديّوث، كذا في دستور العلماء (قواعد الفقه، ص:۲۹۷، الرّسالة الرّابعة :التعريفات الفقهية)

یا رشتہ دار کے گھر چلی جائے اور باوجود منع کرنے کے شوہر کا کہنا نہ مانے اور زبان درازی اور نافرمانی شوہر کی کرے اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۷۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: زوجہ کو اپنے شوہر کی فرماں برداری لازم ہے، اور نافرمانی کرنا اور حکم برداری موافق شریعت کے نہ کرنا سخت معصیت ہے، اور جو لوگ اس کے معین ومددگار اس بارے میں ہیں وہ بھی عاصی وظالم ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۳۴) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ الآية﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۸) ترجمہ: اور نیک عورتیں اپنے خاوند کی مطیع ہوتی ہیں اور ان کے پیچھے ان کے مال وغیرہ کی حفاظت اللہ کے حکم کے موافق کرتی ہیں الخ اور جیسے عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں اسی طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اور مردوں کو فضیلت ہے کہ عورتوں پر ان کی اطاعت فرض ہے۔ فقط

فاحشہ اور آوارہ عورت کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۴۷) ایک عورت نہایت فاحشہ اور آوارہ ہے، جب چاہتی ہے خاوند کے گھر سے بھاگ جاتی ہے، بیس، پچیس یوم کے بعد پھر آجاتی ہے، اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۶۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ ایسی فاسقہ فاجرہ عورت کو طلاق دینا شرعاً واجب نہیں ہے (۱) پس اگر شوہر اس کو رکھے تو رکھ سکتا ہے، عنداللہ گنہ گار نہ ہوگا اور اگر بہ وجہ حیا وعار اس کو نہ رکھے اور طلاق دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔ فقط

بدچلن بیوی کو قتل کردینا ناقابلِ عفو جرم ہے

سوال: (۹۴۸) زید وعمر کی بیبیاں بدکار اور بے شرم ہیں، زید نے اپنی بی بی کو قتل کرڈالا، اور عمر

(۱) لايجب على الزّوج تطليق الفاجرة (الدرّ) وفي الشّامي : ولاعليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله ، فلا بأس أن يتفرقا (الدرّ والردّ: ۵۲۴/۹، كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع)

نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی، اس صورت میں زید کا فعل درست ہے یا عمر کا؟ (۲۸۸۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: زید کو اس کے قتل کا شرعاً کوئی اختیار نہ تھا، مسلمان کا نفس اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہے، زید کا یہ جرم عندالشرع نا قابل عفو ہے، اور عمر نے جو کچھ کیا عین شرع کے مطابق اور تجربہ پر مبنی ہے، ایسی حالت میں مرد کو اسی کا اختیار ہے جس پر عمر نے عمل کیا ہے۔ فقط

شرابی شوہر کو اس کی جائداد سے بے دخل کرنا

سوال: (۹۴۹) ایک عورت نے جو نمازی و تہجد گذار ہے، اور شوہر اس کا نمازی نہیں اور نشہ خوار ہے، اس سے علیحدگی کرلی ہے، اور شوہر کے مکان واراضی کاشت پر بہ ذریعہ فوج داری قبضہ کر کے شوہر کو بے دخل کر کے مکان سے نکال دیا ہے، اور شوہر اس کا مجبوراً دوسرے موضع میں رہ کر مزدوری کر کے زندگی بسر کرتا ہے، اگر کبھی اولاد و بیوی کی محبت سے آتا ہے تو عورت نہ شوہر سے ملتی ہے، نہ اولاد کو باپ سے ملنے دیتی ہے، ایسی صورت میں شوہر کی اطاعت واجب ہے یا نہیں؟ اور قبضہ بیوی کا شوہر کے مال پر اور اس کی آمدنی کھانا جائز ہے یا حکمِ غصب رکھتا ہے؟ (۱۰۴۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر شوہر معاصی میں اور شراب خواری وغیرہ میں مال ضائع کرتا تھا، اور اس وجہ سے حکام نے اس کو تصرفات سے اس کے اموال میں روک دیا ہے کہ اس کی زوجہ اور اولاد کے حقوق ضائع نہ ہوں، تو ایسے حجر کو صاحبین نے جائز رکھا ہے، اور اہل ترجیح نے اس پر فتوی دیا ہے۔ پس اس حالت میں عورت کا قبضہ جو حکام کی طرف سے اس کو بہ غرض حفاظت اموال و جائداد و عدم اضاعت دیا گیا ہے مالکانہ وغاصبانہ نہیں ہے، اور اس کو چاہیے کہ سوائے نفقات ضروریہ کے اس میں تصرف نہ کرے، اور اگر حکام نے اس عورت کو بعوض دین مہر وہ تمام جائداد اس کو دلوادی ہے بہ شرطیکہ وہ اسی قدر ہو، تو وہ مالک ہوگئی، اس صورت میں اس کے تصرفات اس میں درست ہیں، اور عورت کے ذمے شوہر کی اطاعت لازم ہے، لیکن اگر شوہر حکم معصیت کا کرے اور خلاف شریعت کام کروائے تو اس میں اس کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ **لأنّه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۱) شامی کتاب الحجر میں ہے: **قوله: وعندهما يحجر على الحر بالسّفه والغفلة وبه أي بقولهما يفتى**

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني.

صیانةً لماله الخ أي العاقل البالغ ، قال في الجوهرة: ثم اختلفا فیما بینهما، قال أبو یوسف: لا یحجر علیه إلا یحجر الحاکم ولا ینفك حتی یطلقه وقال محمد: فساده في ماله یحجره و إصلاحه فیه یطلقه إلخ (۱) (شامي) فقط

بیوی کو کہاں رکھنا چاہیے؟

سوال: (۹۵۰) زید جو اصل باشندہ خطۂ اودھ کا ہے بہ وجہ ملازمت خطۂ وسطِ ہند میں فی الحال موجود ہے، زید نے اپنی جائے ملازمت جا کر ہندہ کے ساتھ نکاح بہ مقام حیدرآباد دکن کیا، ہندہ کے باپ بھائی بھی خطۂ اودھ کے باشندے ہیں، اور حیدرآباد دکن میں بہ وجہ ملازمت موجود ہیں، ایسی صورت میں زید پر تعمیلِ حکمِ احکم الحاکمین ﴿وَ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾ (سورۂ طلاق، آیت: ۶) ہندہ کو یہاں رکھنا لازم ہے؟ اور شرعاً محلِ نکاح ہی زید کی جائے سکونت قرار پائے گا یا نہیں؟ صاحب ہدایہ کی اس دلیل سے جو باب حضانت کی آخری فصل میں بہ طور قاعدہ کلیہ کے بیان ہوئی ہے، جس جگہ عقد واقع ہو وہیں اس کے احکام کا استیفاء متعلق ہوگا الخ۔ اس صورت میں شوہر کو یہ لازم ہے کہ زوجہ کو جائے سکونت میں اس کے والدین کے رکھے یا کیا مطلب ہے؟

(۱۹۱۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: آیت کریمہ کا حاصل تو یہ ہے کہ شوہروں کو خطاب فرمایا ہے کہ تم جس جگہ رہتے ہو وہاں اپنی زوجات کو رکھو، زوجہ کے باپ کے گھر رکھنے کا اس میں حکم نہیں ہے، پس اگر بالفرض حیدرآباد زوجہ کے والدین کی قیام گاہ مثل وطن ہو گیا ہو، تو شوہر اس امر کا مخاطب نہیں ہے کہ اپنی زوجہ کو اس کے والدین کی قیام گاہ میں رکھے، بلکہ جہاں خود رہے وہاں رکھے۔

اور ہدایہ کے باب الحضانة کا مسئلہ مطلقہ کے بارے میں ہے کہ اولاد صغیرہ کو مطلقہ ان کے والد سے جدا کر کے اپنی جائے سکونت میں رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں جائے نکاح کے مسئلہ کو نقل فرمایا ہے، پھر بعد میں ترجیح قول اول کو دی کہ وطن میں لے جا سکتی ہے نہ غیر وطن میں جہاں تزوج ہوا ہے اور اسی کو اصح فرمایا۔ حیث قال: وجه الأوّل أن التّزوّج في دار الغربة لیس التزامًا

(۱) الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۹/۱۷۷-۱۷۸، کتاب الحجر.

للمكث فيه عرفًا وهٰذا أصحّ الخ(۱) فقط

جوعورت اپنے ماں باپ کے یہاں ہے وہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی رشتہ دار کے یہاں جاسکتی ہے یانہیں؟

سوال: (۹۵۱) عورت منکوحہ اپنے والدین کے یہاں موجود ہو وہ بلا اجازت شوہر کے کسی اقارب کے یہاں جاسکتی ہے یانہیں؟ (۱۸۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: کوئی ضرورت شدید ہوتو جانا درست ہے ورنہ بلا اذن شوہر جانا اچھا نہیں ہے، لیکن شوہر کو خود چاہیے کہ زیادہ تشدد نہ کرے کبھی کبھی اجازت دے دیا کرے۔ فقط

شوہر کی اجازت کے بغیر بھائی کی شادی میں جانا

سوال: (۹۵۲) زید اپنی ملازمت پر تھا، زید کا سالا زید کے مکان پر آیا اور اپنی ہمشیرہ (بہن) سے کہا کہ میری شادی ہے چل کر شریک ہو، اور ابھی چلی چلو، کیونکہ بہنوئی صاحب شام کو مکان پر آئیں گے، میں اس قدر انتظار نہیں کرسکتا، زید کی بیوی بغیر اجازت اپنے شوہر کے اپنے بھائی کی شادی میں چلی گئی، تو کیا اس صورت میں مرتکب گناہ ہوئی یانہیں؟ (۶۲۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: زید کی زوجہ اس صورت میں گنہ گار نہیں ہوئی کہ صلہ رحمی کے طور سے ملنا اور بھائی کے گھر جانا ممنوع نہیں۔ فقط

---

(۱) و إذا أرادت المطلقة أن تخرج بولدها من المصر فليس لها ذلك ، لما فيه من الإضرار بالأب إلا أن تخرج بہٖ إلى وطنها، وقد كان الزّوج تزوجها فيه ، لأنه التزم المقام فيه عرفًا وشرعًا، قال عليه السّلام :من تأهل ببلدة فهومنهم، ولهذا يصير الحربي بہٖ ذميا، و إن أرادت الخروجَ إلى مصر غير وطنها وقد كان التّزوّج فيه، أشار في الكتاب إلٰى أنه ليس لها ذلك .... وجه الأوّل أن التّزوّج الخ (الهداية: ۲/۴۳۶، كتاب الطّلاق، باب حضانة الولد ومن أحقّ بہٖ)

شوہر، بیوی کو اپنے وطن لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۵۳) زید نے ایک لڑکی سے بلا کسی شرط کے نکاح کیا، لڑکی رخصت ہوکر مکان آگئی، کچھ روز کے بعد پھر لڑکی والد کے یہاں چلی گئی، اب اس کے والدین یہ چاہتے ہیں کہ زید زوجہ کو اس کے والدین کے پاس اسی شہر میں رکھے اپنے وطن میں نہ لے جاوے، آیا زید اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ وطن لے جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۶۵۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **و يسافر بها بعد أداء كلّه مؤجّلا ومعجّلاً إذا كان مأمونًا عليه و إلا يؤد كلّه أو لم يكن مأمونًا لايسافر بها وبه يفتى الخ**(۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ادائے تمام مہر کے بعد، سفر میں لے جاسکتا ہے، جب کہ عورت کو کچھ اندیشہ ایذا دہی وغیرہ کا شوہر کی طرف سے نہ ہو، اور اگر مہر ادا نہیں کیا یا اطمینان نہیں تو نہیں لے جاسکتا۔ فقط

منع کرنے کے باوجود عورت کا کسی تقریب میں شریک ہونا

سوال: (۹۵۴) جو عورت شوہر کی ممانعت کرنے پر کسی تقریب میں شریک ہو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۰۹۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: عورت کو خلاف مرضی واجازت شوہر کے ایسی جرءت نہ کرنی چاہیے، اور خاص کر خلاف شرع مجامع میں شرکت نہ کرنی چاہیے، لیکن اگر عورت نے ایسا کیا تو نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کو کتنی مدت کے بعد میکے جانا اور واپس آنا چاہیے؟

سوال: (۹۵۵) عورت کو کتنی مدت بعد سسرال سے میکے جانا اور واپس آنا واجب ہے؟ (۲۲۱۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ امور باہمی رضامندی سے طے ہوسکتے ہیں، اور حسب ضرورت اس میں طرفین

(۱) الدرّ مع الردّ: ۲۱۸/۴، كتاب النّكاح، باب المهر، مطلب في السّفر بالزّوجة.

سے مساہلت اورنرمی ہونی چاہیے، اورروایات اس میں مختلف ہیں، درمختار میں ہے کہ ہفتہ میں ایک بار جاسکتی ہے، لیکن شامی میں ہے کہ عرف کے موافق اس میں عمل درآمد ہونا چاہیے، اورفتنہ وفساد کی صورت میں جوکچھ مصلحت ہوویسا کرے(۱)

فتنہ کا اندیشہ ہوتو زوجہ کو میکے نہ بھیجنا جائز ہے

سوال: (۹۵۶) اگرعورت کے والدین، میکے والے بدخصائل ہوں اورفسادی ہوں اپنی لڑکی کوروک کر بٹھلالیں یا دوسری جگہ کرنے کا ارادہ بدنیتی سے کرلیں تو اگرعورت کا شوہرعورت کو میکے نہ بھیجے تو کیا حکم ہے؟ (۲۲۱۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسی حالت میں اگرشوہراپنی زوجہ کو بہ وجہ اندیشۂ فسادوفتنہ اس کے والدین کے گھر نہ بھیجے تو درست ہے۔فقط

بیوی کواس کے والدین سے ملنے کے لیے نہ جانے دینا

سوال: (۹۵۷) ایک شخص اوراس کا والداپنی زوجہ کواس کے والدین کے گھرنہیں بھیجتے اوررحم مادری کوقطع کرکے ملنا جلنا میکے والوں سے بندکررہے ہیں، شرعاً اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۲۰۷/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) ولها السّفر والخروج من بيت زوجها للحاجة ولها زيارة أهلها بلا إذنهٖ مالم تقبضه أي المعجّل، فلا تخرج إلا لحق لها أوعليها أولزيارة أبويها كل جمعة مرة أوالمحارم كل سنة (الدرّ) وفي الشّامي: قوله: (أولزيارة أبويها) سيأتي في باب النّفقات عن الاختيار تقييده بما إذا لم يقدرا على إتيانها، وفي الفتح ، أنه الحق. قال: و إن لم يكونا كذلك ينبغي أن يأذن لها في زيارتهما في الحين بعد الحين على قدر متعارف، أمّا في كل جمعة فهو بعيد، فإن في كثرة الخروج فتح باب الفتنة خصوصًا إن كانت شابّة والرّجل من ذوى الهيئات (الدرّ والردّ: ۴/ ۲۱۷-۲۱۸، كتاب النّكاح، باب المهر، مطلب في منع الزّوجة نفسها لقبض المَهر)

ولا يمنعها من الخروج إلى الوالدين في كل جمعة إن لم يقدرا على إتيانها على ما اختاره في "الاختيار" (الدرّمع الردّ: ۵/ ۲۵۷، كتاب الطّلاق، باب النّفقة، مطلب في الكلام على المؤنِسَة)

الجواب: شوہر کو یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی زوجہ کو اس کے والدین سے نہ ملنے دے اور قطع رحم کرادے، اگر شوہر نے ایسا کیا تو وہ ظالم اور عاصی ہے، جیسا کہ درمختار اور شامی میں ہے: **فلا تخرج إلا لحق لها أو عليها أو لزيارة أبويها كل جمعة مرة وهٰكذا في الشّامي** (۱) فقط

سوال: (۹۵۸) عبدالحمید اپنی زوجہ کو والدین سے ملنے کے لیے نہیں جانے دیتا، شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۱۲۱۸ھ)

الجواب: شامی نے درمختار کے اس قول پر (**فلا تخرج إلا لحق لها أوعليها أو لزيارة أبويها كل جمعة مرة إلخ**) یہ لکھا ہے: **سيأتي في باب النّفقات عن الاختيار تقييده بما إذا لم يقدّرا على إتيانها، وفي الفتح: أنه الحقّ، قال: وإن لم يكونا كذلك ينبغي أن يأذن لها في زيارتهما في الحين بعدالحين على قدرٍ متعارفٍ، أمّا في كل جمعة فهو بعيد، فإن في كثرة الخروج فتح باب الفتنة خصوصًا إن كانت شابّةً والرّجل من ذوي الهيئات** (۲) (شامی)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اول تو یہ ہے کہ اگر والدین اس کے پاس آسکتے ہیں تو وہ خود آکر مل جایا کریں، اور اگر یہ نہ ہوسکے تو کبھی کبھی شوہر عورت کو والدین سے ملنے کے لیے بھیج دیا کرے، ہفتہ عشرہ کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جب کبھی موقع ہو اور شوہر مناسب سمجھے حسب ضرورت بھیج دے، پس بہ صورت مذکورہ عبدالحمید پر کوئی مواخذہ اور حکم شریعت کے خلاف کرنے کا الزام عاید نہیں ہوسکتا۔ فقط

سوال: (۹۵۹)...... (الف) شوہر اپنی منکوحہ کو اس کے والدین کے یہاں جانے کے واسطے صرف دن بھر کی اجازت دیتا ہے، اور ہدایت کرتا ہے کہ شب کو والدین کے یہاں نہ ٹھہرو، واپس آجاؤ۔

(ب) شوہر اپنی منکوحہ کو اپنے اور اس کے عزیز واقارب میں قطعی نہیں جانے دیتا، آیا یہ تاکید اس کی درست ہے؟

(ج) شوہر اپنی منکوحہ کو اپنے اور اس کے عزیز واقارب سے اپنے خاص مکان پر ملنے دیتا ہے، اوران کے مکان پر نہیں جانے دیتا۔ (۱۳۳۳-۳۲/۱۸۲۶ھ)

---

(۱) الدرّ والردّ: ۲۱۸/۴، كتاب النّكاح، مطلب في منع الزوجة نفسها لقبض المهر.

(۲) الدرّالمختار وردّالمحتار: ۲۱۸/۴، كتاب النّكاح، مطلب في منع الزوجة نفسها لقبض المهر.

الجواب: (الف) اگر شوہر ایسا کہے زوجہ کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

(ب) قطعی ممانعت صحیح نہیں ہے، البتہ زیادہ نہ جانے دے کبھی کبھی اجازت دینا چاہیے، اور بلا اجازت بھی کبھی کبھی جانا درست ہے، لیکن اگر وہ خود آکر شوہر کے مکان پر ملیں تو یہ اچھا ہے۔

(ج) یہ اچھا ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو کبھی کبھی وہاں جانے کی بھی اجازت دینا چاہیے افراط وتفریط امر مذموم ہے۔

عورت کا شوہر سے لڑ کر میکے چلا جانا اور باپ کا اپنی بیٹی کو سہارا دینا

سوال: (۹۶۰)...... (الف) اگر عورت شوہر سے لڑ کر باپ کے گھر چلی آوے اور جب کہ قصور عورت کا ہو اور باپ اس کو گھر رہنے کی اجازت دیوے، تو گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

(ب) عورت خاوند سے ناراض ہو کر باپ کے گھر علیحدہ ہو کر رہتی ہے اور اس کا سبب اس کا یعنی لڑکی کا باپ ہے، تو وہ بھی مستحق لعنت کا ہے یا نہیں؟ (۱۷۸۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) بے شک باپ کو ایسا نہ کرنا چاہیے اور باپ نے اگر ایسا کیا تو وہ گنہ گار ہوگا۔

(ب) یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جو کوئی معین ہو معصیت پر وہ بھی عاصی ہے، اس قاعدہ سے اگر باپ لڑکی کی نافرمانیٔ شوہر میں اس کا معین ہوگا تو وہ بھی عاصی ہوگا۔ فقط

عورت میکے میں پردہ نہ کرتی ہو تو شوہر بیوی کو وہاں جانے سے روک سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۶۱)...... (الف) ایک مسلمان کی زوجہ کے والدین گاؤں میں رہتے ہیں، ہندوؤں کی طرح وہاں کی لڑکیاں میکے کے کسی مرد سے پردہ نہیں کرتیں، اب اس شخص کو اپنی زوجہ کو والدین کے گھر بھیجنی چاہیے یا نہیں؟

(ب) اگر زوجہ بلا رضامندیٔ شوہر اپنے میکے چلی جائے تو اس شخص کو زوجہ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۶۰۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف ۔ ب) اس صورت میں اس کو اس کے والدین کے گھر جانے اور ملنے سے نہ روکا جائے، باقی جس قدر حکم شرعی ہے وہ پورا کردے، یعنی جس وقت اس کو بھیجے اس کو سمجھا دے کہ خلاف شریعت بے پردگی نہ کرے، اس پر اگر وہ نہ مانے تو وہ جانے شوہر پر مواخذہ نہیں ہے، اور اس کا کام صرف نصیحت کر دینا ہے، لیکن عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کو ناخوش کر کے نہ جائے، اگر وہ ایسا کرے گی تو اس پر مواخذہ ہے، شوہر پر مواخذہ نہیں ہے۔

شوہر کے کہنے کے باوجود بیوی پردہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۶۲) اگر بیوی خاوند کی مرضی کے خلاف کسی غیر مرد سے پردہ نہیں کرتی ہے تو شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۵۳۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مرد کا کام کہہ دینے کا ہے اور نصیحت کا ہے اگر وہ نہ مانے تو گناہ اس کو ہے۔ فقط

بیوی کو اس کے خالو سے پردہ کرنے کا حکم دینا

سوال: (۹۶۳) اگر بکر اپنی زوجہ کو کہے کہ تو اپنے خالو سے پردہ کر تو بکر کو اس کا حق ہے یا نہیں؟ (۲۵۹۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بکر کو اس فعل کے کرنے کا حق حاصل ہے (کیونکہ خالو محرم نہیں ہے) فقط

لحاف وغیرہ میں ننگا سونا اور حالت جماع میں باتیں کرنا

سوال: (۹۶۴) لحاف وغیرہ میں ننگا سونا اور حالت جماع میں کلام کرنا کیسا ہے؟ (۱۲۲۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جائز ہے، مگر اچھا نہیں ہے۔ فقط

زوجین کا ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنا

سوال: (۹۶۵) زوجین ایک دوسری کی شرم گاہ کو عمداً دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۶۰۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اچھا نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۹۶۶) ایک مکان میں غسل خانہ پردے کا ہے یعنی چوطرف دیوار اوپر سے چھت اور ایک دروازہ ہے، ایسے محفوظ غسل خانہ میں عورت خاوند دونوں ایک ساتھ برہنہ غسل کریں تو شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ خاوند کو اپنی منکوحہ کی فرج کا دیکھنا اور ہاتھ لگانا اور مساس کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۲/۲۷۰۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: و ینظر الرّجل إلخ من عرسه وأمته إلخ إلی فرجها بشهوة وغیرها والأولٰی ترکه لأنه یورث النّسیانً إلخ. وفي الشّامي قوله: (والأولٰی ترکه) قال في الهدایة: الأولٰی أن لاینظر کل واحد منهما إلی عورة صاحبه لقوله علیه السّلام إذا أتی أحدکم أهله، فلیستتر مااستطاع ولا یتجرّدانِ تجرّدَ العیر إلخ وعن أبي یوسفؒ سالت أباحنیفةؒ عن الرّجل یمسّ فرج إمرء ته وهي تمسّ فرجه لیتحرك علیها، هل تری بذلك بأسًا؟ قال: لا، وأرجوا أن یعظم الأجر. ذخیرة (۱) پس معلوم ہوا کہ دونوں کا برہنہ ایک جگہ غسل کرنا اور فرج کو دیکھنا جائز ہے مگر اچھا نہیں ہے۔ اور حدیث: ولا یتجرّدَانِ الخ نہی تنزیہی پر محمول ہے اور مس فرج وغیرہ جائز ہے بلکہ موجب اجر ہے۔ کما قال الإمام الأعظم رحمه اللّٰه تعالٰی. فقط

حاملہ عورت سے وطی کرنا

سوال: (۹۶۷) بچہ پیدا ہونے سے پیشتر کتنے روز پہلے زوجہ کے پاس جانا ترک کیا جاوے اور کتنے روز بعد تک؟ (۱۳۶۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شرعًا حاملہ سے وطی وضع حمل سے پہلے پہلے درست ہے، کچھ مدت ممانعت کی اس کے لیے نہیں ہے، البتہ جس وقت وطی کو حمل کے لیے مضر سمجھے اس کو اختیار ہے کہ ترک کردے، اور

---

(۱) الدرّالمختار وردّالمحتار: ۹/۴۴۴-۴۴۷ کتاب الحظر والإباحة، فصل في النّظر والمسّ.

وعن عتبة بن عبد السّلمی رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: إذا أتٰی أحدکم أهله فلیستتر، ولایتجرّد تجرّد العیرین (سنن ابن ماجة، ص:۱۳۸، کتاب النّکاح، باب التستّر عند الجماع)

بعد میں نفاس کی مدت (۱) ختم ہونے تک صحبت حرام ہے۔ فقط

بے نمازی بیوی سے صحبت کرنا

سوال: (۹۶۸) اگر عورت نماز نہ پڑھتی ہو اور اس کا خاوند نیک دین دار ہو، اس کے ساتھ صحبت کرنے سے شوہر گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ (۱۵۰۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: نہیں۔ فقط

شوہر کو ''مولوی صاحب'' یا ''ملا جی'' کہہ کر پکارنا

سوال: (۹۶۹) بیوی خاوند کو ملا جی، مولوی صاحب کہہ کر اگر پکارے تو درست ہے یا نہیں؟

(۱۶۹۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا

سوال: (۹۷۰) عورت بغیر اذن شوہر کوئی چیز صدقہ یا ہبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۹۶۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: روٹی وغیرہ محتاجوں کو دے سکتی ہے۔ فقط

شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو کوئی چیز دینا

سوال: (۹۷۱)...... (الف) زوجہ بلا اجازت شوہر کے اگر کوئی چیز کسی کو دیدے تو زوجہ حرامی ہوتی ہے یا نہیں؟

(ب) خاوند کی کس قدر چیز پر عورت کا اختیار رہوتا ہے؟

(ج) اپنے لڑکے کو بلا اجازت شوہر کے کوئی چیز دے سکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ خاوند منع

---

(۱) یہاں نفاس کی اکثر مدت مراد نہیں، بلکہ نفاس کے بند ہونے کی مدت مراد ہے، جو ہر عورت کی مختلف ہوتی ہے، چالیس روز سے پہلے نفاس بند ہوجائے تو غسل کے بعد شوہر وطی کر سکتا ہے۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

کرے۔(۸۸/۷/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) حرامی کہنا اس وجہ سے غلط ہے، مگر عورت کو نہیں چاہیے کہ بلا اجازت خاوند کے کسی کو کوئی چیز دے کہ یہ خیانت ہے۔ فقط

(ب) بلا اجازت کچھ اختیار نہیں ہے اور عرفاً جس قدر اجازت ہوتی ہے وہ بھی اجازت ہے۔

(ج) نہیں چاہیے۔ فقط

دو بیویوں کے درمیان زیورات میں عدل وانصاف کرنے کی وضاحت

سوال: (۹۷۲) کسی نے اپنی عورت کو اپنے گھر کے سب زیورات کی یہ اجازت دے دی کہ اس میں سے جو پہنتی رہو تجھے اختیار ہے، اب دوسری عورت سے نکاح کیا تو اب اس مرد کو اختیار ہے کہ ان زیورات میں سے نصف زوجہ ثانیہ کو پہننے کے واسطے دے دیوے؟ اگر ثانی عورت کے واسطے دوسرا زیور بنواتا ہے تو ویسا زیور قدیمہ عورت کے لیے بھی بنوانا لازم ہوگا یا نہیں؟ اگر چہ قدیمہ عورت کے پاس ویسا زیور پہلے زیورات میں موجود ہو؟ (۲۰۷۴/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: صرف پہننے کی اجازت دینے سے ظاہر ہے کہ وہ ملک اس زوجہ کی نہیں ہوا، بلکہ ملکِ شوہر ہے، پس چاہیے کہ دوسری زوجہ کو اس کے مناسب اس میں سے دیوے یا دوسرا زیور بنا دیوے، اور زوجۂ اولیٰ کے پاس وہی پہلا زیور رہے، اس کے لیے دوبارہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میاں بیوی ایک دوسرے کو نام لے کر پکار سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۹۷۳) خاوند عورت کا نام لے کر یا عورت خاوند کا نام لے کر پکارے تو لوگ اس کو معیوب جانتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۲۱۲۸/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر خاوند عورت کا نام لے کر پکارے یا عورت خاوند کا نام لے کر پکارے تو یہ جائز ہے، اس میں کچھ عیب نہیں ہے، البتہ چونکہ نام لے کر آواز دینے میں ایک قسم کی شان خلافِ ادب پائی جاتی ہے، اس لیے زوجہ کے لیے مکروہ ہے کہ اپنے خاوند کا نام لے کر اس کو آواز دے یا بیٹا

اپنے باپ کو محض نام لے کر آواز دے(۱) فقط

شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکنا

سوال: (۹۷۴) اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آ، یا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۶۷۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: زوجہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے۔ فقط

بیوی کو زنا پر مجبور کرنا

سوال: (۹۷۵) ایک شخص اپنی بیوی کو دوسرے شخص سے ہم بستری کرانا چاہتا ہے اور وہ عورت کرنا نہیں چاہتی، اس لیے مرد اس کو جان سے مارنے کو تیار ہے، عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

(۲۶۹۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عورت کو اس بارے میں شوہر کا کہنا ماننا جائز نہیں ہے بالکل حرام ہے، اور عورت جس طرح سے ہو اس فعل سے بچے، اگر خوف ہو کہ شوہر مجبور کرے گا یا مارے گا تو اگر وہاں سے نکل سکے تو نکلنا درست ہے۔ فقط

آخرت میں بیوی آخری شوہر کو ملے گی

سوال: (۹۷۶) اگر ایک مسلمان کو دنیا میں اپنی بی بی سے ایسی محبت ہو جو درجۂ عشق تک پہنچ گئی ہو، اور اس کی بی بی بہ حکم الٰہی قضا کر گئی، تو کیا اس کا شوہر اس کا یقین اپنے دل میں رکھ سکتا ہے کہ وہ بعد اپنی موت کے بہ مقام آخرت اللہ میاں کے حکم سے اپنی اس بی بی سے ملا دیا جائے گا، اور وہ ایک

---

(۱) و یکره أن یدعو الرّجل أباه و أن تدعو المرأة زوجها باسمه (الدّرمع الشّامي: ۵۱۳/۹ کتاب الحظر و الإباحة، فصل فی البیع)

دوسرے کو پہنچان لیں گے۔(۴۴۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ ہر دو امر احادیث اور روایات فقہ سے ثابت ہیں، یعنی آپس میں ارواحِ مؤمنین کا ملنا اور پہچاننا بھی وارد ہوا ہے، اور یہ کہ عورت نے جس شوہر کے عقد نکاح میں رہتے ہوئے انتقال کیا وہ جنت میں اسی کو ملے گی، پہلے امر کی دلیل ایک حدیث شریف کا یہ جملہ ہے: **و یأتون به أرواحَ المؤمنین فلهم أشدّ فرحًا به من أحدکم بغائبه یقدم علیه فیسئلونه ما ذا فعل فلان ؟ الحدیث**(۱)

اس کا حاصلِ مطلب یہ ہے کہ روحِ مؤمن کو بعد وفات مؤمن کے رحمت کے فرشتے ارواح مؤمنین کے پاس لے جاتے ہیں، وہ اس کو دیکھ کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ کسی کا رشتہ دار یا دوست جو غائب تھا وہ سفر سے آجائے بلکہ اس سے بھی زیادہ خوشی ان کو ہوتی ہے، پھر وہ اس سے دریافت کرتے ہیں کہ فلاں کیسا ہے؟ اور فلاں کیسا ہے؟ الخ۔

اور دوسرے امر کی دلیل یہ روایت ہے جس کو شامی میں نقل کیا ہے: **و لأنه صحّ الخبر بأن المرأة لآخر أزْواجها: أي إذا مات وهي في عصمته الخ** (۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت پچھلے شوہر کو ملے گی، یعنی جس کے نکاح میں وقت موت تک رہی۔ فقط

شوہر کی اجازت سے منکوحہ عورت زچہ کی خدمت کرسکتی ہے

سوال: (۹۷۷) منکوحہ عورت دایہ کا کام کرسکتی ہے یا نہیں؟ یعنی بچہ جنا کر زچہ کی خدمت دس روز تک کرسکتی ہے یا صرف بچہ جنا سکتی ہے؟ (۹۲۶/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: إذا حُضِر المؤمنُ أتتْه ملائكةُ الرّحمة بحَرِيرةٍ بيضاء ، فيقولون: اخرجي راضيةً مرضيةً عنكِ إلٰى روح الله و ريحان و رب غير غضبان، فتخرج كأطيب ريح المِسْك حتى أنه ليناوله بعضهم بعضا حتّى يأتون به بابَ السّماء، فيقولون: ما أطيب هذه الرّيح الّتي جاء تكم من الأرض و يأتون به أرواح المؤمنين الحديث(سنن النسائي: ۲۰۳/۱، كتاب الجنائز، باب ما يلقى به المؤمن من الكرامة عند خروج نفسه)

(۲) الشّامي: ۱۰۴/۳، كتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصّبيّ .

الجواب: جو عورتیں اس کام کو کرتی ہیں اور جانتی ہیں ان کے لیے کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے، اور منکوحہ عورت بھی بہ اجازت شوہر خود اس کام کو کرسکتی ہے، اور زچہ کی خدمت کرنا معاوضہ پر جیسا کہ معروف ہے درست ہے۔ فقط

تنبیہ کے لیے چند دن صحبت ترک کرنا جائز ہے

سوال: (۹۷۸) اگر زوجہ گھر کا کام نہ کرے تو زوجہ سے صحبت ترک کرنا چاہیے؟ یا مارنا چاہیے؟ یا کیا کرنا چاہیے؟ (۱۳۳۹/۱۴۸۳ھ)

الجواب: کچھ دنوں صحبت وغیرہ ترک کردینا تنبیہ کے لیے جائز ہے۔ فقط

بیوی کی نافرمانی کی وجہ سے شوہر زنا کرے تو گناہ کس پر ہوگا؟

سوال: (۹۷۹) اگر ہندہ کی نافرمانی کی وجہ سے زید دوسرا نکاح کرلے، یا زنا وغیرہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوجاوے تو شرعًا معذور ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۴۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں زید عنداللہ معذور نہ ہوگا، اور اس گناہ کا مواخذہ اسی پر ہوگا، اور ہندہ شوہر کی نافرمانی کے گناہ میں مأخوذ ہوگی۔ فقط

غیر کے ساتھ بھاگی ہوئی عورت کو شوہر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۸۰) ہندہ منکوحۂ زید بکر سے ناجائز تعلق پیدا کرکے بھاگ گئی، تلاش کے بعد گرفتار ہوئی اور زید کے پاس رہنا چاہتی ہے، تو زید اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۱۲۶ھ)

الجواب: زید کا نکاح ہندہ سے فسخ نہیں ہوا، پس زید اس کو رکھ سکتا ہے، ہندہ کو چاہیے کہ توبہ کرکے بہ دستور زید کے پاس رہے۔ فقط

روشنی کرکے بیوی سے صحبت کرنا

سوال: (۹۸۱) رات کے وقت روشنی کرکے بیوی سے صحبت کی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۲۶۴ھ)

الجواب: درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کی نافرمانی کرنے پر بیوی کو سزا دینا

سوال: (۹۸۲) بکر نے اپنی زوجہ ہندہ کو اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ بھیجا، جب لینے گیا تو ہندہ نے بکر کے ساتھ آنے سے اور ملنے سے انکار کر دیا، اور بکر کے گھر نہیں آتی تو بکر ہندہ کو کیا سزا دے سکتا ہے؟ (۹۷۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بکر سے اگر ہوسکے تو جبراً ہندہ کو اپنے گھر لے آوے، اور زید کے پاس اس کو نہ رہنے دے، یہ حق بکر کو حاصل ہے کہ وہ جبراً ہندہ کو لے آوے اور ہندہ اپنے شوہر بکر کی نافرمانی کی وجہ سے سخت گنہ گار ہے اور سزا کو جو پوچھا ہے تو بکر سزا کچھ نہیں دے سکتا کیوں کہ وہ حاکم نہیں ہے کہ سزا جاری کرے۔فقط

دوسری شادی کرنے سے پہلی بیوی کے حقوق ساقط نہیں ہوتے

سوال: (۹۸۳) دوسری شادی کرنے سے پہلی بیوی پر کچھ حق ہے یا نہیں؟ پہلی بیوی کے وارث کہتے ہیں کہ تمہارا کچھ حق پہلی بیوی پر نہیں ہے، اور اس کے کہنے سے پردہ مت کرو، شرعاً کیا حکم ہے؟ (۹۹۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: دوسری شادی کرنے سے پہلی زوجہ کے ذمے جو حقوقِ شوہر ہیں وہ ساقط نہیں ہوئے، اور شوہر کے ذمے بھی جو حقوق زوجہ ہیں وہ بھی ساقط نہیں ہوئے، شوہر کو درمیان ہر دو زوجہ کے عدل اور مساوات چاہیے، اور ہر ایک زوجہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور پردہ کرے۔فقط

اپنی بیوی کا زیور چھین لینا درست نہیں

سوال: (۹۸۴) زید نے اپنی زوجہ کو جب کہ وہ اس کے گھر سے نکل کر والدین کے گھر آرہی تھی، ایک غیر سے جبراً اٹھوا کر زیور اتروا لیا، یہ فعل کیسا ہے؟ (۱۴۷۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ فعل بھی زید کا برا ہے اور زوجہ کو برہنہ (بے پردہ) کرنے کے گناہ میں زید بھی

شریک ہے، اور جو زیور اپنی عورت کا چھین لیا وہ بھی غصب ہے، اس لیے کہ زیور منکوحہ کی ملک ہے خواہ زید ہی کا دیا ہوا کیوں نہ ہو۔

سسرال میں رہنے کی شرط پر نکاح کرنا اور شرط کو پورا نہ کرنا

سوال: (۹۸۵) ایک لڑکا سسرال میں گھر داماد رکھا گیا، اس شرط پر کہ لڑکی ماں باپ کے گھر سے دوسری جگہ نہ جاوے گی، نکاح ہو گیا اور لڑکے کے حصہ کی زمین مہر میں لکھ دی گئی، اب وہ لڑکا سسرال میں رہنا نہیں چاہتا تو شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۶۳۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر وہ لڑکا سسرال میں نہ رہے تو شرعاً اس پر کچھ جبر نہیں ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر اس کو کچھ عذر اور دشواری نہیں ہے تو حتی الوسع وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے، لیکن اگر اس شرط کو پورا نہ کر سکے تو اس پر کچھ جبر نہیں ہے، اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا۔ فقط

سوال: (۹۸۶) بکر نے اپنی بہن خالدہ کا نکاح زید سے اس شرط پر کیا کہ زید کو ہمارے مکان پر رہنا ہوگا، زید بکر کے مکان پر تین سال تک رہا، اس کے بعد وہ اپنی زوجہ خالدہ کو راضی کر کے اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے آیا، بعد ایک سال کے اپنے بھائی کے یہاں گئی، جب زید اس کو لینے کے لیے گیا تو بکر بھیجنے پر راضی نہ ہوا، اس لیے بکر کی بلا مرضی خالدہ زید کے ساتھ نہیں آئی، آیا زید پر شرط کا پورا کرنا لازم ہے یا نہیں؟ زید اس شرط کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوا یا نہیں؟ اور شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے خالدہ کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟ جب کہ بیوی شوہر کے ہمراہ نہیں گئی تو وہ گنہ گار ہوئی یا نہیں؟ (۸۳۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس شرط کو پورا کرنا زید کے ذمے لازم نہیں ہے اور زید گنہ گار نہیں ہے، اور اس شرط کے پورا نہ ہونے سے خالدہ کا نکاح نہیں ٹوٹا، اور زید کی زوجہ زید کی مرضی کے خلاف بھائی کے گھر رہنے اور زید کے ہمراہ نہ جانے سے گنہ گار ہوئی، اس پر اپنے شوہر زید کی اطاعت لازم ہے۔

بیوی کو باپ کے ترکہ میں سے اپنا حصہ لانے پر مجبور کرنا

سوال: (۹۸۷) ایک عورت کو اس کے والد کے ترکہ میں سے کچھ جائداد وغیرہ پہنچی، لیکن وہ

اس وقت اس ترکہ میں سے اپنے برادروغیرہ سے تقسیم کرانا نہیں چاہتی بہ وجہ کسی مصلحت کے، مگر اس کا شوہر اس کو بہت زدوکوب کرتا ہے اور تکالیف ناقابل تحمل دیتا ہے کہ وہ اپنا حصہ اس ترکہ میں سے لے کر اس کو یعنی اپنے شوہر کے حوالہ کردے، تو اس شوہر کا عورت پر اس ناجائز طریق سے دباؤ دے کر مال حاصل کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: شوہر کو یہ دباؤ دینا حرام ہے، اور اس کو کچھ حق نہیں ہے کہ اپنی زوجہ کو ایسا دباؤ دے، اور اس پر اس کو زدوکوب کرے، اگر وہ ایسا کرے گا تو عاصی وظالم وفاسق ہوگا۔ فقط

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو بھائی بہن کہہ کر پکارنا

سوال: (۹۸۸) ہندہ اپنے شوہر زید کو بھائی یا میاں بھائی کہہ کر پکارتی ہے اور زید اپنی زوجہ ہندہ کو کبھی بہن کہہ لیتا ہے یہ شرعاً کیسا ہے؟ (۱۴۳۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس سے طلاق نہیں ہوئی مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔ درمختار (۱) فقط

بیوی شوہر کے ساتھ جانا چاہتی ہے تو بیوی کی ماں روک نہیں سکتی

سوال: (۹۸۹) ایک عورت بالغہ جس کی شادی ہوگئی ہے اپنے شوہر کے پاس رہنے کے واسطے راضی ہے، لیکن اس کی والدہ اجازت نہیں دیتی، ہمیشہ اپنے مکان پر رکھنا چاہتی ہے، کہتی ہے کہ اگر میری دختر کو مجھ سے جدا کروگے تو مجھ بیوہ پر ظلم ہوگا، اس صورت میں شوہر کو اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھنے کا حکم اور حق ہے یا نہیں؟ (۱۴۵۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۳۴) اس آیت سے ظاہر ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اور ان کو فضیلت حاصل ہے، اور عورتیں ان کی محکوم ہیں اور ان کی محتاج ہیں، اور چونکہ مردوں کے ذمے عورتوں کا مہر اور نفقہ

---

(۱) ویکرہ قولہ: أنت أمّي و یا ابنتي و یا أختی و نحوہ (الدرّالمختار مع ردّالمحتار: ۱۰۳/۵، کتاب الطلاق، باب الظّھار، مطلب: بلاغات محمَّدٍ رحمہ اللّٰہ مُسْنَدۃ)

ہے اس لیے عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت اور فرماں برداری لازم ہے اور ان کے مال وآبرو کی حفاظت واجب ہے، اور زوجہ کی والدہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کو اس کے شوہر کے پاس جانے سے روکے، اور اگر شوہر اپنی جائے ملازمت میں لے جانا چاہے اور زوجہ راضی ہو تو اس کی والدہ کو اس کے روکنے کا کچھ حق نہیں ہے، اور یہ کہنا اس کی والدہ کا کہ ''اگر اس کو مجھ سے جدا کرو گے تو یہ مجھ پر ظلم ہے'' غلط ہے، یہ ظلم نہیں ہے بلکہ یہ عدل ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھے اور اس کے حقوق ادا کرے، اور اس بارے میں لڑکی کو اپنی والدہ کی اطاعت جائز نہیں ہے کہ اس کے کہنے سے وہ شوہر کے گھر اور شوہر کے پاس نہ جائے، کیونکہ فرماں برداری شوہر کی اس بارے میں واجب ہے اور موافقت واتفاق باہمی ضروری ہے اور تفریق ومخالفت حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
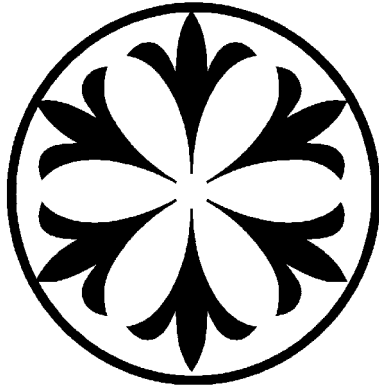
ماں باپ اور اولاد کے حقوق و احکام

باپ کی بیوی حقیقی ماں نہیں

سوال: (۹۹۰) ایک شخص کہتا ہے کہ والدہ وہی ہوتی ہے جس کے شکم سے انسان پیدا ہو، اور منکوحة الأب صرف تادیبًا وتعظیما وحکما والدہ ہوتی ہے اصل والدہ نہیں؛ یہ قول اس کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۲۸۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ قول اس کا صحیح ہے اور موافق نص قرآنی کے ہے: ﴿اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ الآیة﴾ (سورۂ مجادلہ، آیت: ۲)

دُنیا کے کاموں میں بھی والدین کی اطاعت فرض ہے

سوال: (۹۹۱) اولاد پر والدین کی اطاعت کہاں تک ضروری ہے؟ اگر والدین اپنے لڑکے کو گورنمنٹ کونسلوں اور میونسپلٹی کی ممبری میں ووٹ دینے دلانے سے اور کوشش کرنے سے منع کریں؛ تو لڑکے پر والدین کا یہ حکم ماننا شرعًا ضروری ہے یا نہیں؟ اور جو شخص عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے والدین کو یہ جواب دے کہ والدین کی خدمت فرض ہے اطاعت فرض نہیں؛ یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ اس جواب سے لڑکا شرعًا گنہ گار رہے یا نہیں؟ (۹۴۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: حکم شرعی بہ طریق قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اولاد پر والدین کی اطاعت ہر ایک اس امر میں جو معصیت نہ ہو ضروری ہے اور فرض ہے، البتہ اگر والدین معصیت کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہ کی جاوے، جیسا کہ آیت: ﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا

تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا الآیة﴾ (سورۂ لقمان، آیت:۱۵) سے واضح ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں قید ﴿عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ الآیة﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک ومعصیت کے سوا جملہ امور مباحہ میں اطاعتِ والدین ضروری ہے، یہاں تک کہ علامہ شامی نے نقل فرمایا ہے کہ حج نفل سے اطاعتِ والدین اولیٰ ہے۔ أمّا حجّ النّفل فطاعة الوالدین أولٰی مطلقًا کما صرح به في الملتقط (۱) اور احادیث صحیحہ کثیرہ میں عقوقِ والدین کو کبائر میں سے اور بر والدین کو فرض فرمایا ہے، چنانچہ صحیحین کی حدیث میں ہے: الکبائر: الإشراك باللّٰه وعقوق الوالدین الحدیث (۲) اور ترمذی کی حدیث میں ہے: رضا الرّبّ في رضا الوالد و سخط الرّبّ في سخط الوالد (۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی باپ کی رضا اور خوشنودی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کا غصہ باپ کے غصے میں ہے، الغرض ووٹ مذکور دینا کوئی شرعی حکم نہیں ہے، اور والدین کے حکم کے مقابلہ میں ہرگز ووٹ نہ دینا چاہیے، اور نہ اس میں کوشش کرنی چاہیے، والدین کی جیسے خدمت فرض ہے اسی طرح اطاعت بھی فرض ہے، بلکہ خدمت تو اسی وقت فرض ہوتی ہے جس وقت ان کو ضرورت خدمت کی ہو اور کوئی دوسرا خدمت گذار موجود نہ ہو، اور اطاعتِ والدین ہر حال میں اور ہر وقت میں فرض اور ضروری ہے سوائے معصیت کی صورت کے کہ اس میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔ کما ورد: لا طاعة لمخلوق في معصیة الخالق (۴) پس یہ قول اس مدعیٔ علم کا مطلقًا کہ ''والدین کی خدمت فرض ہے اطاعت فرض نہیں ہے'' غلط ہے، جیسا کہ تفصیل اس کی اوپر معلوم ہوئی، الغرض شخص مذکور اس صورت میں باپ کا حکم نہ ماننے سے عاصی وگنہ گار ہوگا، اور عجب نہیں کہ یہ معصیت اور باپ کے حکم کا خلاف کرنا اس کا حدِ عقوق میں داخل ہو جاوے جس کو آنحضرت ﷺ نے کبائر میں اشراک باللہ کے بعد

---

(۱) ردّالمحتار: ۴۰۲/۳، کتاب الحجّ – مطلب فیمن حج بمال حرام .

(۲) عن عبدالرّحمٰن بن أبي بکرة عن أبیه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: ألا أنبئکم بأکبر الکبائر؟ قلنا: بلٰی یا رسول اللّٰه! قال: الإشراك باللّٰه وعقوق الوالدین الحدیث (صحیح البخاري: ۸۸۴/۲، کتاب الأدب– باب عقوق الوالدین من الکبائر)

(۳) عن عبداللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه عن النبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم: قال: رضا الرّبّ الحدیث (جامع التّرمذي: ۱۲/۲، أبواب البرّ والصّلة– باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین)

(۴) مشکاة المصابیح، ص: ۳۲۱، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني .

ذکر فرمایا ہے۔ کما مرّ في حدیث الصّحیحین .

ماں باپ اور اولاد کے حقوق کیا ہیں؟

سوال: (۹۹۲) ماں باپ کے ذمے کیا کیا فرض اولاد کے ہیں؟ اور اولاد کے ذمے ماں باپ کے کون کون حق فرض ہیں؟ (۲۳۸۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اولاد کے ذمے والدین کی اطاعت وفرماں برداری اور ہر قسم کی خدمت وخبر گیری ہے، اور والدین کے ذمے اولاد کا نفقہ اور تعلیم وتربیت کا انتظام اور ہر قسم کی خیر خواہی ہے جس کی تفصیل معلوم ومعروف ہے۔ فقط

ماں باپ کے حقوق بیٹا اور بیٹی پر یکساں واجب ہیں

سوال: (۹۹۳) حقوق والدین لڑکے ودختر دونوں کے ذمے برابر ہیں یا کم وبیش؟ (۲۹۳-۳۵/۱۳۳۶ھ)

الجواب: دونوں کے ذمے برابر ہیں۔ لعموم النّصوص الواردة في هذا الباب (۱)

ماں باپ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی اور بے ادبی بھی روانہیں

سوال: (۹۹۴) ایک مولوی نے وعظ میں یہ کہا کہ ماں باپ کا حق کچھ اولاد پر نہیں ہے، بلکہ

(۱) ﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا، فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا الآية ﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳-۲۴) اور ﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ﴾ (سورۂ احقاف، آیت: ۱۵)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : رَغِمَ أنفُه، ثمّ رغم أنفه، ثمّ رغم أنفه، قيل: من يا رسول الله ؟ قال : من أدرك والديه عنده الكبرَ أحدَهما أو كليهما، ثم لم يدخل الجنّة (الصّحيح لمسلم: ۳۱۴/۲، كتاب البرّ والصّلة والأدب، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأمّ ونحوهما)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال:قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم :لايجزى ولد والده إلا أن يجده مملوكا، فيشتريه فيعتقه(سنن أبي داوٗد،ص:۶۹۹، كتاب الأدب– باب في برّالوالدين)

اس نے اپنے ماں باپ کو جوتا مار کر اور گالی گلوج کر کے سب اسباب وسامان وغیرہ جبرًا چھین لیا، اور گھر سے نکال دیا، اس مسئلہ میں کیا حکم شرعی ہے؟ (۳۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ماں باپ کا اولاد پر بہت کچھ حق ہے، اور نہایت تعظیم اور محبت ان سے لازم ہے، اور ادنیٰ گستاخی اور بے ادبی بھی ان کے ساتھ روا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا الآية ﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳-۲۴) ترجمہ: یہ ہے کہ ماں باپ کو اف بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے تعظیم کی بات کہو، اور اس کے آگے یہ فرمایا کہ ان کے سامنے ذلیل ہو جاؤ اور پستی اختیار کرو، اور حدیث شریف میں ہے کہ ماں باپ تمہاری جنت ہیں یا دوزخ (۱) یعنی اگر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو گے اور ان کو خوش رکھو گے تو جنت ملے گی، اور اگر ان کو ناخوش کرو گے اور ان کی نافرمانی کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ فقط

جو بیٹے باپ کو مارتے اور گالیاں دیتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۹۵) زید ایک بسوادار شخص (یعنی زرعی اراضی کا مالک) ہے، اور اس کے دو فرزند بھی اس کے گھر میں رہتے ہیں، اتفاق سے زید اور اس کے بیٹوں میں اس درجہ مخالفت ہوگئی ہے کہ زید کو ناشائستہ الفاظ اور سب وشتم کے علاوہ زدوکوب بھی کر چکے ہیں، زید کے کاشتکاروں کو بہکا کر باقی کا روپیہ وصول نہیں ہونے دیتے، ہر صورت سے زید کو تنگ اور مجبور کرتے ہیں، اب وہ یہ چاہتے ہیں کہ زید کو اس کی جائداد سے بہ ذریعہ عدالت علیحدہ کر کے خود منتظم ہو جائیں، یہ فعل لڑکوں کا جائز ہے یا نہیں؟ کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟ اور کیا زید کے ذمے اس کے نافرمان بیٹوں کا نفقہ واجب ہے؟

(۳۴۱۰/ ۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ مالک جائداد کا زید ہے، تو اس کے بیٹوں کے لیے شرعًا کوئی چیز نہیں ہے (یعنی بیٹے باپ کی جائداد کے مالک نہیں)، اور بدون اجازت باپ کے بیٹے کوئی تصرف اور انتظام

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: أن رجلا قال: يا رسول الله ! ما حق الوالدين على ولدهما؟ قال: هما جنّتك ونارك، رواه ابن ماجة (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۱، كتاب الآداب، باب البرّ والصّلة – الفصل الثّالث)

متعلق باپ کی جائداد کے نہیں کر سکتے، اگر وہ دونوں زید کی جائداد میں کوئی تصرف کریں گے وصول لگان وغیرہ کا تو وہ تصرف شرعاً نافذ نہ ہوگا، کیونکہ کسی کی ملک میں دوسرے شخص کو اختیار تصرف کرنے کا شرعاً وقانوناً حاصل نہیں ہے، لہٰذا زید کے بیٹے زید کو انتظام جائداد سے برطرف نہیں کر سکتے، اور خود منتظم نہیں ہو سکتے، اور انتظام جائداد کا نہیں کر سکتے، اور جب کہ زید کے دونوں بیٹے بہادر تندرست کمانے پر قادر ہیں جیسا کہ باپ کو زدوکوب کرنے اور سب وشتم کرنے سے ظاہر ہے، تو نفقہ ان کا زید کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کا جوان بیٹا عاجز ہو، کمانے پر قادر نہ ہو، معذور ہو، اس کا نفقہ باپ کے ذمے واجب ہے۔ درمختار میں ہے: **وكذا تجب لولده الكبير العاجز عن الكسب الخ** (۱) اور زید کے دونوں بیٹے بوجہ تکالیف دینے زید کے سخت گنہ گار اور فاسق وفاجر ہیں، اور ظالم ہیں، اگر وہ اپنے گناہ اور ظلم سے توبہ نہ کریں اور باپ سے قصور معاف نہ کرائیں اور باپ کی اطاعت وفرماں برداری نہ کریں تو ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے، اور مسلمانوں کو ان سے قطع تعلق کر دینا چاہیے، باری تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدین کی اطاعت وفرماں برداری اور ان کو خوش رکھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے، بلکہ ان کو اُف کہنے سے بھی منع فرمایا ہے: **كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ تَعَالَى: ﴿ فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا الآية ﴾** (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) فقط

ماں باپ کو گالی دینا اور مارنا حرام ہے

سوال: (۹۹۶) زید کے دو بیٹے ہیں خالد اور ولید، زید کو بلا عذر شرعی سب وشتم اور زدوکوب کرتے ہیں، عند الشرع خالد اور ولید معقوق ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۴۴۰ھ)

الجواب: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: ﴿ وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ ﴾** (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) یعنی ماں باپ کو اف بھی نہ کہو، پس سب وشتم کرنا اور زدوکوب کرنا ان کو قطعاً حرام ہے، اور ایسی اولاد عقوقِ والدین کے سخت جرم میں گرفتار ہے، اس سے توبہ کرنا اور معاف کرانا لازم ہے۔ فقط

---

(۱) الدرّ مع الردّ: ۲۷۰/۵، کتاب الطّلاق، باب النّفقة، مطلب: الکلام علی نفقة الأقارب.

محتاج والدین کا نفقہ اولاد پر واجب ہے

سوال: (۹۹۷) اپنی کمائی میں سے والدین کو کچھ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر والدین فقیر ہوں تو اولاد مقدم ہے یا والدین؟ (۳۲/۲۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: والدین اس کے اگر محتاج ہیں ان کا خرچ اور نفقہ بیٹے پر واجب ہے، و نیز عیال و اطفال کو بھی دیوے اور والدین کو بھی دیوے، سب کا نفقہ اس پر لازم ہے۔ وتجب على موسرٍ الخ النّفقة لأصوله ...... الفقراء ولو قادرين على الكسب الخ (۱) (درّ مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۹۹۸) بیٹے کی کمائی سے والدین کے کیا حقوق ہونے چاہئیں؟ (۹۵۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: أَنْتَ وَمَالُكَ لأبيك (۲) پس والدین اگر محتاج ہوں تو بیٹے پر ان کا نفقہ لازم ہے، اور ان کی خدمت واجب ہے۔ فقط

باپ کی امداد نفل عبادت سے افضل ہے

سوال: (۹۹۹) زید کے ذمے قرض بہت ہے، اس کا ایک لڑکا بڑا متقی، عابد، زاہد شخص ہے، لیکن وہ اپنے باپ کے قرضہ کا کچھ خیال نہیں کرتا، اگر اسے نوکری وغیرہ کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ دھمکی دیتا ہے کہ میں علیحدہ ہو جاؤں گا، اور ہمیشہ نوافل اور روزہ وغیرہ میں اوقات بسر کرتا ہے، باپ کی حالت نہایت نازک ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسے وقت میں اس کو اپنے باپ کا ہاتھ بٹانا چاہیے یا نوافل وغیرہ میں اوقات بسر کرے؟ اور اس کا اپنے والد کو یہ دھمکی دینا کس حد تک درست ہے؟ (۹۱۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) الدرّ المختار مع الشّامي : ۵/ ۲۷۸-۲۸۰، كتاب الطّلاق – باب النّفقة – مطلب في نفقة الأصول .

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه رضي الله عنه قال: جاء رجل إلى النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم ، فقال: إن أبي اجتاح مالي، فقال: أنت ومالك لأبيك، وقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : إن أولادَكم من أطيب كسبكم فكلوا من أموالكم (سنن ابن ماجة، ص: ۱۶۶، أبواب التّجارات – باب ما للرّجل من مّال ولده)

الجواب: والدین کے حقوق لا تعدّ ولا تحصی (بے شمار) ہیں، ان کا لحاظ ہر اولاد کے لیے ازحد ضروری ہے، زید پر فرض ہے کہ ہر حالت میں اپنے باپ کی اطاعت کرے، خصوصًا جب کہ باپ صاحب حاجت وکثیر العیال ہے تو ضروری ہے کہ ہر مشکل میں اس کا ہاتھ بٹایا جاوے، اس کے لیے باپ کی خدمت اور اطاعت افضل ترین عبادت ہے، فرائض اسلامی کا تعلق جس طرح صلاۃ و صوم سے ہے اسی طرح اطاعت والدین سے بھی ہے۔ پس عبادت ضروری کے سوا باپ کے ساتھ ہر کام میں اس کی امداد کرنی چاہیے، یہ نماز وروزہ بھی جب ہی کارآمد ہے کہ حقوق العباد سے غفلت نہ ہو، الحاصل زید پر اپنے باپ کی اطاعت اور اعانت اور ہر مشکل میں اس کا ہاتھ بٹانا ضروری ہے۔ برّ الوالدین أفضل ممّا تلقی اللّٰہ به بعد التوحید وقد قال النّبيّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم: برّ الوالدین أفضل من الصّلاة والصّوم والحجّ والعمرة والجهاد في سبیل اللّٰہ یعنی النوافل ذکره الإمام رحمه اللّٰہ (۱) (شرعة الاسلام) اسی طرح باپ کے ساتھ سخت کلامی یا ترش روئی سے پیش آنا یا دھمکی دینا معصیت ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا الآیة﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) فقط

باپ جس کام کا حکم دیتا ہے ماں اس سے منع کرتی ہے تو اولاد کس کی اطاعت کرے؟

سوال: (۱۰۰۰) زید کے باپ نے زید کی والدہ کو طلاق دے دی ہے، بعد عدت کے اس کی والدہ نے دوسرا شوہر کرلیا ہے، زید کا والد زید کو جس کام کا امر کرتا ہے اس کی والدہ اس کے کرنے سے منع کرتی ہے یا برعکس اس کے، اگر زید ایک کی فرمانبرداری کرتا ہے تو دوسرے کی نافرمانی ہوتی ہے، آیا زید کس کے حکم کی نافرمانی کرے اور کس کی فرماں برداری؟ (۱۲/۷/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اطاعت والدین کی معصیت میں نہیں ہے۔ جیسا کہ وارد ہے: لاطاعة لمخلوق في معصیة الخالق (۲) پس جب کہ باپ نے یا ماں نے اول کسی امر کا حکم کیا جو موافق شرع کے

---

(۱) شرح شرعة الإسلام، ص: ۴۷۹، فصل في حقوق الوالدین والسّنّة في إقامتها. المطبوعة: دار الطباعة العامرة. (۲) مشكاة المصابیح، ص: ۳۲۱، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني

ہے، اور اس میں کچھ معصیت نہیں ہے تو اس کے خلاف جو دوسرے نے ضد سے حکم کیا وہ مبنی ضد اور نفسانیت پر ہے اور معصیت ہے، لہٰذا اس دوسرے کی اطاعت نہ کرنی چاہیے، یا یوں فیصلہ کیا جاوے کہ جس کا حکم ان دونوں میں موافق شرع کے ہو اس کو کرے اور جس کا حکم خلاف شرع ہے اس کو نہ کرے، اور حتی الوسع ایک کے حکم کی دوسرے کو خبر نہ کیا کرے جب کہ ان میں خلاف اور عداوت ہے۔ فقط

باپ سے میل جول رکھنے پر ماں ناراض ہوتی ہے تو بیٹا کیا کرے؟

سوال: (۱۰۰۱) بکر نے زوجہ کو طلاق دے دی، اس سے ایک لڑکا تھا عمر، وہ اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا، جب جوان ہوا تو والد سے میل جول رکھتا ہے، والدہ ناراض ہوتی ہے، آیا وہ اپنی والدہ کے فرمانے کو مقدم رکھے یا والد بکر سے میل جول رکھے؟ (۲۶۷۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ اپنے باپ سے ضرور ملے اور اس کی اطاعت کرے، اور اس بارے میں والدہ کے کہنے کا خیال نہ کرے، کیونکہ حدیث میں ہے: **لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق**(۱) فقط

باپ جس کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے بیٹا اس کے کرنے سے عاجز ہے تو کیا کرے؟

سوال: (۱۰۰۲) اگر باپ اپنے لڑکے سے کسی ایسی بات کے کرنے کی ضد کرے جس کے کرنے پر لڑکا قادر نہ ہو، اسی وجہ سے باپ اس سے رنجیدہ ہو جائے تو اس صورت میں لڑکا گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ (۱۷۷۰/۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جس کام کے کرنے سے لڑکا عاجز ہے اس کے نہ کرنے سے گنہ گار نہ ہوگا، اور باپ کا نافرمان نہ سمجھا جائے گا اور اس پر کچھ مواخذہ اس وجہ سے نہ ہوگا: ﴿**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الآية**﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۸۶)

باپ بیٹے کو تکلیف پہنچاتا ہے تب بھی باپ کی اطاعت کرنا چاہیے

سوال: (۱۰۰۳) زید اپنے پسر عمر کو بہت تکلیف دیتا تھا، اس وجہ سے عمر اپنی نانی کے پاس

---

(۱) مشکاة المصابیح، ص: ۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني .

رہا، اور وہیں پرورش پائی، اب عمر کے پاس روپیہ ہے اور زید اس کو اب بھی تکلیف پہنچاتا ہے، پس اس صورت میں عمر اپنی نانی کو خرچ دے یا اپنے باپ زید کو؟ زید عمر کا نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(۹۰۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: عمر کو باپ کی اطاعت کرنا چاہیے اگر چہ باپ تکلیف پہنچائے، باقی خرچ کی بابت یہ حکم ہے کہ اگر باپ کو خرچ کی ضرورت نہ ہو اس کے پاس آمدنی کافی ہو اور عمر کو ضرورت خرچ کی ہو، اور اس کی نانی بھی محتاج ہو، تو عمر اپنا اور نانی کا خرچ اٹھائے، اور اپنے نکاح کا بندوبست کرے، زید کو جب کہ ضرورت خرچ کی نہیں ہے تو اس کو خرچ نہ دینے سے عمر گنہ گار نہ ہوگا، لیکن ویسے عمر کو لازم ہے کہ زید کی اطاعت کرے، اس کا خلاف اور مقابلہ نہ کرے(۱) فقط

ماں باپ کا حق زیادہ ہے یا استاذ کا؟

سوال: (۱۰۰۴) خدمت میں ماں باپ کا حق زیادہ ہے یا استاد کا؟ (۱۶۹۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ماں باپ کا حق زیادہ ہے۔

سوال: (۱۰۰۵) شریعت میں والدین کا حق زیادہ ہے یا استاذ کا؟ (۱۰۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شامی جلد خامس میں ہے: **وقال الزّندويسي: حق العالم على الجاهل وحق الأستاد على التّلميذ واحد على السّواء إلخ وحقّ الزّوج على الزّوجة أكثر من هٰذا إلخ** (۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاذ کا حق شاگرد پر برابر ہے، اور شوہر کا حق زوجہ پر اس سے زیادہ ہے، اور ظاہر ہے کہ والدین کا حق اس سے زیادہ ہے، پس معلوم ہوا کہ والدین کا حق اس حیثیت سے زیادہ ہے اگر چہ بعض حیثیت سے استاذ کا حق زیادہ ہو۔ فقط

---

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: من أصبح مطيعًا للّٰه في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة، و إن كان واحدًا فواحدًا ومن أصبح عاصيًا للّٰه في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النّار، إن كان واحدًا فواحدًا، قال رجل: و إن ظلماه؟ قال: وإن ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۱، كتاب الآداب – باب البرّ والصّلة الفصل الثّالث)

(۲) الشّامي: ۱۰/ ۴۰۵، كتاب الخنثٰى، مسائل شتّٰى، قبيل كتاب الفرائض .

ماں باپ کی خدمت مقدم ہے یا استاذ و پیر کی؟

سوال: (۱۰۰۶) خدمت میں والدین کا رتبہ زیادہ ہے یا استاذ اور پیر کا؟ (۲۱۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خدمتِ والدین کو خدمتِ پیر و استاذ پر ترجیح ہے، مگر احترام ان کا بھی لازم ہے۔
وھو أن لایفتح الکلام قبله، ولایجلس مکانه وإن غاب، ولا یرد علیه کلامه، ولا یتقدّم علیه في مشیه الخ (۱) (شامی) فقط

کیا پیر کے حقوق والدین سے زیادہ ہیں؟

سوال: (۱۰۰۷) کیا پیر کے حقوق والدین سے زیادہ ہیں؟ اگر والدین اولاد کو ایسا حکم دیں جو منافیٔ شرع نہ ہوتو کیا اولاد پر واجب ہے کہ وہ حکمِ والدین کو پیر کے کہنے سے مسترد کرے؟
(۱۳۰۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: والدین کے حقوق زیادہ ہیں، پس والدین کا جو حکم خلاف شریعت نہ ہواس کو پیر کے کہنے سے مسترد نہ کرنا چاہیے۔ فقط

بھائی بہن سے ماں باپ کا درجہ بلند ہے

سوال: (۱۰۰۸) ماں باپ کا درجہ بزرگی میں اعلیٰ ہے یا بھائی بہن کا؟ (۱۶۱۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: سب سے اعلیٰ درجہ ماں باپ ہی کا ہے اور سب کا درجہ علیٰ فرق المراتب ماں باپ سے کم ہی ہے۔ فقط

جو بیٹا ماں کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کو ایذا دیتا ہے وہ جنت میں نہ جائے گا

سوال: (۱۰۰۹) میرا فرزند نور عالم مجھ کو ایذا دیتا ہے اور نافرمانی کرتا ہے، اس کے لیے

(۱) ردّالمحتار: ۱۰/۴۰۵، کتاب الخنثیٰ — مسائل شتّٰی — قبیل کتاب الفرائض.

کیا حکم ہے؟ (۳۱۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: والدہ کی اطاعت ان امور میں جو معصیت نہ ہوں لازم ہے، اور فرزند پر والدین کی تعظیم وادب واجب ہے، جو شخص والدہ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کو ایذا دیتا ہے وہ فاسق وعاصی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳) اس کو چاہیے کہ توبہ کرے اور والدہ سے قصور معاف کرائے حدیث شریف میں ہے کہ والدہ کی خدمت اور اطاعت سے جنت ملتی ہے، اور جو شخص والدین کا نافرمان اور عاق ہے وہ جنت میں نہ جائے گا (۱) اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، اور اولاد کو توفیق اطاعتِ والدین کی دیوے۔

جنت کہ رضائے ما دراں است ❁ اندر تہِ پائے مادراں است (۲)

بیٹے نے باپ پر زیادتی کی ہو تو معافی کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: (۱۰۱۰) بکر اپنے باپ کے ساتھ لڑا، اور باپ پر زیادتی کی اور گستاخی کی، تو اس صورت میں بکر پر کیا تاوان ہے؟ (۲۱/۷۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کے ذمے اور کچھ تاوان نہیں ہے توبہ کرے اور اپنے باپ سے قصور معاف کراوے، یہ کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن ابن عبّاس رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : من أصبح مطيعًا لِلّٰهِ في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة، و إن كان واحدًا فواحدًا ، و من أصبح عاصيًا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النّار، إن كان واحدً فواحدًا، قال رجل : وإن ظلماه؟ قال: وإن ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه (مشكاة المصابيح: ص:۴۲۱، كتاب الآداب، باب البرّ والصّلة، الفصل الثّالث)

(۲) ترجمہ: جنت کہ ہماری خوشی اس میں ہے ❁ وہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے

عن معاوية بن جَاهِمَةَ السّلمي رضي الله عنه أن جاهمة جاء إلى النبيّ صلّى الله عليه وسلّم، فقال: يا رسول الله ! أردتُ أن أغزوَ وقد جئتُ استشيرُكَ فقال : هل لك من أمّ ؟ قال: نعم، قال: فالْزَمْها فإنّ الجنّة تحت رِجلَيْها (سنن النّسائي: ۴۴/۲، كتاب الجهاد، الرّخصة في التّخلّف لمن له والدان)

والدین ناراض فوت ہوئے ہوں تو معافی کی کیا صورت ہے؟

سوال: (۱۰۱۱) کسی شخص کے والدین ناراض فوت ہوگئے ہوں، بعد مرنے کے شرعاً کوئی معافی کی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲/۱۹ھ)

الجواب: ان کے لیے دعائے مغفرت کرے، اور قرآن شریف پڑھ کر اور صدقہ خیرات سے ان کی ارواح کو ثواب پہنچاوے، اور اللہ سے توبہ کرے، امید ہے کہ وہ خوش ہوجائیں گے اور گناہ معاف ہوگا (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والدہ سے دودھ بخشوانا

سوال: (۱۰۱۲) والدہ کی وفات کے وقت جو اولاد دودھ بخشواتی ہے؛ یہ حکم شرعی ہے یا رواجی؟ (۱۳۴۳/۶۳۱ھ)

الجواب: ماں کے حقوق اولاد پر بہت ہیں، اس لیے تمام حقوق معاف کرانے چاہئیں، اُس میں دودھ پلانے کا حق بھی ہے، غالبًا اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے، غرض یہ کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے، آخرت کے لیے یہ اچھا ہے۔

باپ بیٹے کا قصور معاف کردے تو معاف ہوجاتا ہے

سوال: (۱۰۱۳) زید نے اپنے لڑکے بکر کو بہ موجودگی چند لوگوں کے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو عاق کردیا، لڑکے نے کہا کہ میں والد کی چیزوں پر لاحول بھیجتا ہوں، اب اگر زید بکر کے قصور کو معاف کردے تو یہ معافی صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور زید کو کیا کفارہ دینا ہوگا؟ اور بعد معافی بکر سے مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۸۴۴ھ)

---

(۱) عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : إن العبدَ لَيَمُوتُ والدَاه أو أحدُهما و أنّه لهما لعاقٌ، فلا يَزال يدعو لهما ويستغفرُ لهما حتّى يكتبَه اللّٰهُ بارًّا (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۱، كتاب الآداب، أبواب البرّ والصّلة، الفصل الثّالث)

الجواب: زید پر اس صورت میں کچھ کفارہ نہیں ہے، زید نے یہ اچھا کیا کہ اپنے فرزند بکر کا قصور معاف کر دیا یہ معافی صحیح ہوگئی، اب بکر کو یہ چاہیے کہ اپنی خطا پر نادم ہو اور اپنے والد کی اطاعت کرے اور ان کی خدمت گزاری کو موجبِ فلاحِ دارین سمجھے۔ حدیث شریف میں ہے: رضا الرّبّ في رضا الوالد (۱) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے۔ فقط

شادی کے بعد بھی ماں باپ کے حقوق باقی رہتے ہیں

سوال: (۱۰۱۴) دختر کی شادی کے بعد والدین کا کچھ حق اس پر ہے یا نہیں؟ (۱۹۰۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اولاد کے ذمے والدین کے حقوق جو قبل از شادی کے تھے بعد شادی کے بھی باقی ہیں مثلاً اطاعتِ والدین اولاد کے ذمے ضروری ہے اور نافرمانی اور بدسلوکی والدین کے ساتھ کرنا حرام ہے بروالدین (ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا) فرض اسلامی ہے، اسی طرح عقوق والدین (ماں باپ کی نافرمانی) پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کے بعد عورت ماں باپ کی اطاعت کرے یا شوہر کی؟

سوال: (۱۰۱۵) بیٹی پر شادی کے بعد والدین کا حکم ماننا فرض ہے یا وہ خاوند کے زیر حکم ہے؟ (۲۵۳۴/۱۳۴۱ھ)

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم : قال : رضا الرّبّ الحديث (جامع التّرمذي: ۱۲/۲، أبواب البرّ والصّلة – باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين)

(۲) عن عبدالرحمٰن بن أبي بكرة عن أبيه رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ قلنا : بلىٰ يا رسول الله ! قال: الإشراك بالله وعقوق الوالدين الحديث (صحيح البخاري: ۸۸۴/۲، كتاب الأدب – باب عقوق الوالدين من الكبائر)

وعن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لايدخل الجنّة منان ولاعاق الحديث، رواه النّسائي والدّارمي (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۰، كتاب الآداب – باب البرّ والصّلة، الفصل الثّاني)

الجواب: اطاعت خاوند کی بھی واجب ہے اور والدین کی بھی، دونوں کو راضی رکھے(۱) فقط

خلافِ شرع امور میں کسی کی اطاعت جائز نہیں

سوال: (۱۰۱۶) جو امور خلافِ شریعت ہیں، اگر ان کے لیے ماں باپ مرشد وغیرہ مجبور کریں تو انحراف جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۳۵۵ھ)

الجواب: امور خلاف شریعت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ وارد ہے: **لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۲) استاد ہو یا پیر، والدین ہوں یا کوئی اور؛ امر خلاف شریعت میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ فقط

باپ زانی ہو پھر بھی جائز امور میں اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے

سوال: (۱۰۱۷) زید کا باپ حافظ قرآن ہے، مگر زانی بھی ہے، ایسے باپ کی اطاعت کرنی چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۱۹۱۹ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: **لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۲) یعنی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے، پس سوائے معاصی کے اور امور میں والدین کی اطاعت فرض ہے۔ فقط

فاسق باپ کے ساتھ اولاد کو کیا معاملہ کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۰۱۸) ایک شخص کی زوجہ مرگئی، اس نے دوسرا نکاح کرلیا، اور اس زوجہ کے کہنے سے اثاث البیت وغیرہ میں سے اولاد کو کچھ نہیں دیا، اور نیز یہ شخص طوائف کے یہاں جا کر ان کی حرام کمائی کا کھانا کھاتا ہے، اور اجرت ماہواری پر ان کو کتب لہوولعب پڑھاتا ہے، اس کی اولاد تعلیم یافتہ اس کو منع کرتی ہے مگر باز نہیں آتا، اور اگر اس کی اولاد میں سے کوئی بہ ارادۂ حج بیت اللہ جانا

---

(۱) لیکن اگر دونوں کو راضی رکھنا ممکن نہ ہو تو شوہر کی اطاعت کرے، کیونکہ عورت پر شوہر کی اطاعت والدین اور جملہ اقرباء کی اطاعت سے مقدم ہے۔

(۲) مشكاة المصابيح، ص:۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني.

چاہے تو کہتا ہے کہ بلا میری اجازت حج قبول نہ ہوگا؛ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے باپ کے ساتھ اولاد کو کیا معاملہ کرنا چاہیے؟ (۱۹۰۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ افعال باپ کے برے ہیں، اولاد کو اس کے افعال میں شریک ہونا نہ چاہیے، لیکن حتی الوسع اس کی فرمانبرداری دیگر امور میں کرتے رہیں، اور معاملہ بھلائی کا اور سلوک ان کے ساتھ کرتے رہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (سورۂ لقمان، آیت: ۱۵) والدین کے باوجود مشرک ہونے کے بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ دنیا میں کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ باقی حج اگر فرض ہے تو جانا ہی چاہیے اگرچہ باپ ناخوش ہو، اور اگر نفل ہے تو اس کی اجازت سے جاوے۔ کذا في الشّامي (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باپ نے بیٹے کی پرورش نہ کی ہو تب بھی باپ کی اطاعت فرض ہے

سوال: (۱۰۱۹) زید نے اپنے لڑکے عمر کو جو کہ شیر خوار تھا، اپنی زوجہ سے چھین کر ننھیال پہنچا دیا، عمر نے نانی کا دودھ پی کر پرورش پائی، بالغ ہونے تک ماں سے علیحدہ رہا، اور نہ باپ نے اس کو لکھایا پڑھایا، ایسی صورت اور حالت میں عمر پر زید کی خدمت واجب ہے یا نہیں؟ (۸۹۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عمر پر زید کی خدمت لازم ہے، اور اطاعت باپ کی فرض ہے۔ فقط

ماں نماز نہ پڑھتی ہو تب بھی خدمت کرنا ضروری ہے

سوال: (۱۰۲۰) والدہ نماز نہیں پڑھتی، اگر بیٹا اس سے علیحدہ ہو جاوے اور کوئی خدمت نہ

---

(۱) وقد يتّصف بالحرمة كالحجّ بمال حرام، وبالكراهة كالحج بلا إذن ممن يجب استئذانه وفي الشّامي: قوله: (ممن يجب استئذانه) كأحد أبويه المحتاج إلى خدمته، والأجداد والجدّات كالأبوين عند فقدهما ...... فيكره خروجه بلا إذنهم كما في الفتح، وظاهره أن الكراهة تحريمية، ولذا عبر الشّارح بالوجوب ...... قال في البحر: وهذا كله في حج الفرض، أمّا حجّ النّفل فطاعة الوالدين أولى مطلقًا (الدرّالمختار و ردّالمحتار: ۴۰۲/۳، كتاب الحج — مطلب فيمن حجّ بمال حرام)

کرے تو عند اللہ گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ یا ہر حال خدمت کرنا ضروری ہے؟ بینوا توجروا (۱۲۴۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: والدین کی خدمت بہر کیف واجب ہے، خدمت واطاعت بہ علاقۂ اُبوّت وبنوّت (باپ ہونے اور بیٹا ہونے کی وجہ سے) ہے، والدہ اگر نماز نہیں پڑھتی اس کی وہ ذمہ دار ہے، بیٹے کا فرض ہے کہ وہ بیٹا ہونے کا حق ادا کرتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باپ کی خوشنودی کے لیے رافضی سے میل جول رکھنا جائز نہیں

سوال: (۱۰۲۱) رافضی تبرائی سے میل رکھنا کیسا ہے؟ عمر کا باپ ناراض ہے معافی اس شرط پر دیتا ہے کہ پہلے رافضی سے معافی مانگے، چونکہ وہ رافضی کو اپنے مکان پر رکھنا نہیں چاہتا ہے تو عمر پر باپ کی اطاعت فرض ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: رافضی سے میل جول رکھنا مناسب نہیں ہے، اور نہ اس سے معافی مانگنے کی ضرورت ہے، البتہ اپنے باپ کو حتی الوسع خوش رکھنا چاہیے اور اطاعت کرنی چاہیے۔ فقط

ماں باپ: نانا، نانی یا خالو سے قطع تعلق پر مجبور کریں تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۲) کیا والدین کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نانا، نانی یا خالو سے کسی وجہ سے ترک تعلق پر مجبور کریں؟ اور اولاد اس قسم کے اوامر میں کس درجہ اطاعت کی شرعاً مامور ہے؟ (۴۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: والدین کو ایسا حکم کرنا بدون کسی وجہ شرعی کے درست نہیں ہے، اور اولاد کو ایسے خلاف شرع امور میں والدین کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ کما ورد: **لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق**(۱) فقط

ماں باپ اور بڑا بھائی زکاۃ ادا کرنے سے روکیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۳) لڑکے عاقل بالغ کو فرائض اور واجبات کے ادا کرنے میں والدین کی

---

(۱) مشکاة المصابيح، ص: ۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثّاني .

رضامندی کا لحاظ رکھنا چاہیے یا نہیں؟ مثلاً مال ہوتے ہوئے والدین کی ناراضی اور غصہ کے خوف سے زکاۃ ادا نہ کرے اور والدین اور بڑا بھائی بہ سبب تنگ دلی اور بخل کے خود بھی زکاۃ نہ دیں، اور لڑکے کو بھی ادا نہ کرنے دیں تو مواخذہ کس پر ہوگا؟ (۶۱۳/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: **لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۱) یعنی حق تعالیٰ شانہ کے حکم کے خلاف کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے خواہ والدین ہوں یا بھائی وغیرہ، پس زکاۃ مفروضہ نکالنا اس پر واجب ہے، اگر چہ والدین ناراض ہوں، اور اگر وہ والدین وغیرہما کے خوف سے زکاۃ نہ دے گا تو ترک فرض کا گناہ اور مواخذہ اس پر ہوگا اور مانعین پر منع کرنے کا گناہ اور مواخذہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماں نے بڑے بیٹے کو مکان سے نکال دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۴) دو بیٹے اپنی والدہ حقیقی کے ہمراہ رہتے تھے، اور والد مرحوم نے مکان لڑکوں کی والدہ کے نام کر دیا تھا، والدہ نے بدمزاج ہونے کی وجہ سے بڑے بیٹے کو مکان سے نکال دیا، اور سب اسباب گھر کا والدہ اور چھوٹے بھائی نے دبا لیا ہے، اور اب بڑا بیٹا ایک مسجد میں امامت کر کے اپنا گذر کرتا ہے، ایک مخالف نے ایسا سوال قائم کیا ہے کہ اس سے اس کی امامت ناجائز ہوتی ہے؛ یہ باتیں جائز ہیں یا نہیں؟ (۴۲۷/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں قصور بڑے بیٹے کا کچھ نہیں ہے، زیادتی اور حق تلفی والدہ اور چھوٹے بھائی کی طرف سے ہے، اور قطع رحمی کا مواخذہ ان پر ہے، جو مکان والد مرحوم کا خرید تھا، اور کسی مصلحت سے والدہ کے نام کر دیا تھا وہ ملک والد کی ہے، اس میں والدہ اور دونوں پسر شریک اور حصہ دار ہیں اور مالک ہیں، والدہ کو یہ اختیار نہ تھا کہ اس مکان میں سے بڑے بیٹے کو نکالے اور ترکۂ والد مرحوم اثاث البیت، پارچہ، کتب وغیرہ سے اس کو کچھ حق نہ دے، یہ سخت حق تلفی بڑے بیٹے کی ہے، الحاصل نماز اس بڑے بیٹے کے پیچھے درست ہے، اور امامت اس کی بلا کراہت جائز ہے، وہ نافرمان والدہ کا نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے: **لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق** (۱) اور

(۱) حوالۂ سابقہ۔

جس شخص نے فتنہ قائم کرنے کو ایسا سوال قائم کیا جس سے اس مظلوم بڑے بیٹے کی امامت کا عدمِ جواز معلوم ہوتا ہے، اور افترا و بہتان و حق تلفی سے کام لیا، وہ سخت گنہ گار و فاسق ہے۔ فقط

بیٹے کا باپ کی اطاعت وخدمت سے انحراف کرنا اور باپ کا بیٹے کو وراثت سے محروم کرنا

سوال: (۱۰۲۵) زید ہر امر میں اپنے باپ کی نافرمانی کرتا ہے، اور باوجود مقدرت کے زید اپنے معذور باپ کی خدمت و اطاعت سے ہمیشہ منحرف رہتا ہے، اس صورت میں زید کس گناہ کا مرتکب ہوا؟ زید کا باپ بہ وجہ ناخوشی کے اپنی تمام حقیت (ملکیت) اپنے دوسرے ورثہ ذوی الفروض وعصبات کو ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے دیدے، اور زید کو کچھ نہ دیوے تو عنداللہ زید کا باپ ماخوذ ہوگا یا نہیں؟ زید اس حقیت موہوبہ وموصی میں سے اپنا حصہ پا سکتا ہے یا نہیں؟ (۷۰/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی حالت میں زید گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، عقوق والدین گناہ کبیرہ ہے(۱) لیکن زید کے باپ کو یہ جائز نہیں ہے کہ زید کو کچھ نہ دیوے اور دوسرے ورثہ کو دے دیوے یہ ظلم ہے(۲) اس فعل سے زید کا باپ ظالم وعاصی ہوگا، اور وصیت وارث کے لیے صحیح نہیں ہوتی، اور ہبہ اگر مشاع کا ہے تو وہ باطل ہے، ان ہر دو حالت میں زید وارث ہوگا۔ فقط

اولاد کو عاق کرنا درست نہیں

سوال: (۱۰۲۶) ماں باپ اپنی اولاد کو کن فعلوں سے عاق کر سکتے ہیں؟ (۱۶۲۹/ ۱۳۴۲ھ)

---

(۱) عن عبدالرّحمٰن بن أبي بكرة عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ قلنا: بلٰى يا رسول الله! قال: الإشراك بالله وعقوق الوالدين الحديث (صحيح البخاري: ۲/۸۸۴، كتاب الأدب– باب عقوق الوالدين من الكبائر)

(۲) عن النّعمان بن بشير رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: ألك بنون سواه؟ قال: نعم، قال: فكلهم أعطيت مثل هذا؟ قال: لا، قال: فلا أشهد على جور (الصّحيح لمسلم: ۲/۳۷، كتاب الهبات، باب كراهة التفضيل بعض الأولاد في الهبة)

الجواب: عاق والدین عربی میں اس کو کہتے ہیں جو اپنے ماں باپ کے ساتھ برائی سے پیش آئے، اوران کی نافرمانی کرے، اور بجائے بر واحسان کے ان کے ساتھ بدسلوکی کرے اور گستاخی کرے، پس جو شخص ایسا کرے وہ عاق ہے اور سخت گنہ گار اور فاسق ہے۔ حاصل یہ ہے کہ عقوقِ والدین اولاد کا فعل ہے جو اولاد ایسی ہو وہ عاق ہے، باقی رہا عاق کرنا والدین کا اپنی اولاد کو بایں معنی کہ ان کو میراث سے محروم کیا جائے یہ شریعت میں درست نہیں ہے، اولاد کیسی ہی ہو ان کی میراث قطع کرنا نہ چاہیے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے: **من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنّة يوم القيامة** (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو اولاد ماں باپ سے کلام ترک کردے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۷) اگر کوئی اولاد نافرمان والدین ہو، اور والدین سے کلام ترک کردے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۴۴/۳۳۸-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسی اولاد نافرمان عند اللہ بہت گنہ گار اور عاصی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **رضا الرّبّ في رضا الوالد وسخط الرّبّ في سخط الوالد** (۲) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ باپ کے غصہ میں ہے۔

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ماں باپ کا نافرمان جنت میں نہ داخل ہوگا (۳) یعنی دخول اَوّلی جنت میں اس کو نصیب نہ ہوگا، بہر حال نافرمانی والدین کی گناہ کبیرہ ہے اس سے بچنا

---

(۱) عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من قطع الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ۲٦٦، باب الوصايا، الفصل الثّالث، قبيل كتاب النّكاح)

(۲) عن عبداللّٰه بن عمرو رضي الله تعالىٰ عنه عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم: قال: رضا الرّبّ الحديث (جامع الترمذي: ۱۲/۲، أبواب البرّ والصّلة — باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين)

(۳) عن عبداللّٰه بن عمرو رضي الله عنه عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: لا يدخل الجنّة منّان ولاعاقٌّ، ولا مُدْمِنُ خَمرٍ (سنن النّسائي: ۲۸۲/۲، كتاب الأشربة — الرّواية في المدمنين في الخمر)

چاہیے، اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اولاد اپنے ماں باپ کی فرماں برداری میں رہے اور ان کو راضی رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نافرمان اولاد کے لیے کیا وعیدیں ہیں؟

سوال: (۱۰۲۸) والدین اولاد کو شرعًا کن صورتوں میں عاق کر سکتے ہیں؟ اور عاق شدہ اولاد کے لیے شرعًا کیا وعیدیں ہیں؟ (۹۴۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: عاق کے معنی قاطع کے ہیں، پس جو شخص قطع رحم کرے اور والدین کے ساتھ برو احسان وسلوک نہ کرے، اور والدین کی نافرمانی کرے ان امور میں جن میں اطاعتِ والدین فرض ہے وہ عاق ہے، خواہ والدین اس کو عاق کریں یا نہ کریں، اور عاق کہیں یا نہ کہیں وہ خود عاق ہے، اولاد کا عاق ہونا والدین کے عاق کرنے پر موقوف نہیں ہے، اس لیے والدین کے عاق کرنے پر کوئی حکم شرعی عدم توریث وغیرہ کا مرتب نہیں ہوتا، البتہ جو اولاد عاقِ والدین ہے وہ عاصی وفاسق ہے، اور ایسی اولاد پر وعید عدم دخول جنت کی وارد ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: لا یدخل الجنّة عاق کہ ماں باپ کا عقوق اور نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا (۱) اور دوسری حدیث میں والدین کے غصہ کو اللہ تعالیٰ کا غصہ فرمایا۔ کما ورد: رضا الرّبّ في رضا الوالد و سخط الرّبّ في سخطالوالد (۲) اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا: ما حقّ الوالدین علی ولدهما؟ کیا حق ہے ماں باپ کا اولاد پر؟ قال: هما جنّتك ونارك، رواه ابن ماجة (۳) فرمایا: ماں باپ تیری جنت ہیں یا دوزخ ہیں یعنی اگر ان کی اطاعت کرے گا تو داخلِ

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) عن عبداللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه عن النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم : قال : رضا الرّبّ الحدیث (جامع التّرمذي: ۱۲/۲، أبواب البرّ والصّلة – باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین)

(۳) عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رجلا قال: یا رسول اللّٰه ! ما حقّ الوالدین علی ولدهما ؟ قال: هما جنتك ونارك، رواه ابن ماجة (مشکاة المصابیح، ص:۴۲۱، کتاب الآداب، باب البرّ والصّلة، الفصل الثّالث)

جنت ہوگا اور اگر ان کی نافرمانی کرے گا تو داخلِ دوزخ ہوگا۔ فقط

نافرمان اولاد سے قطع تعلق کرنا درست ہے

سوال: (۱۰۲۹) ایک لڑکا والدین کا نافرمان ہے، اور گالی گلوج دیتا ہے، اور زدوکوب بھی کرتا ہے، اور والد کے ساتھ برے طور سے پیش آتا ہے، والدین اس سے سخت ناراض ہیں؛ ایسے لڑکے کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے؟ (۱۳۴۲/۱۱۱۱ھ)

الجواب: وہ لڑکا فاسق ہے اور سخت گنہ گار ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لایدخل الجنة عاق (۱) اور عقوق والدین یعنی نافرمانیٔ والدین کو آنحضرت ﷺ نے کبائر گناہوں میں سے شمار فرمایا ہے (۲) اگر وہ توبہ نہ کرے اور ماں باپ کو راضی نہ کرے اور ان سے قصور معاف نہ کرائے تو اس سے مقاطعت کرنا اور میل جول قطع کرنا درست ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ الآية ﴾ (سورۂ اَنعام: آیت: ۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیٹے کو گھر سے نکال دینا اور نان ونفقہ بند کردینا

سوال: (۱۰۳۰) ایک شخص نے اپنے لڑکے کو گھر سے نکال دیا اور نان ونفقہ بند کردیا، تو باپ کی حین حیات میں وہ لڑکا باپ کے ترکہ سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۸۸۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: باپ کی حیات میں بیٹے کو کچھ میراث ترکہ جدی وپدری سے نہیں مل سکتی، باقی اگر لڑکا نابالغ ہو یا بالغ محتاج ہو تو باپ کے ذمے ان کو نفقہ دینا ضروری ہے، اگر باپ ان کو نفقہ نہ دے گا

---

(۱) عن عبداللّٰه بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لايدخل الجنة منان ولاعاقٌ الحديث، رواه النّسائي والدّارمي (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۰، كتاب الآداب — باب البرّ والصّلة — الفصل الثّاني)

(۲) عن عبدالرّحمٰن بن أبي بكرة عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر قلنا: بلٰى يا رسول الله! قال: الإشراك بالله وعقوق الوالدين الحديث (صحيح البخاري: ۸۸۴/۲، كتاب الأدب — باب عقوق الوالدين من الكبائر)

گنہ گار ہوگا، اور اولاد بہ قدر نفقۂ واجبہ باپ کے مال میں سے لے سکتی ہے(۱) فقط

والدین کو بالغ اولاد سے جبراً خدمت لینا درست ہے

سوال: (۱۰۳۱) والدین کو اولاد بالغ سے جبراً خدمت لینا درست ہے یا نہیں؟
(۱۳۳۴-۳۳/۴۶۵ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماں باپ کے کہنے پر بے قصور بیوی کو طلاق دینا

سوال: (۱۰۳۲) اگر والدین پسر سے کہیں کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے اور زوجہ کا کوئی قصور نہ ہو، اس صورت میں والدین کا حکم ماننا چاہیے یا نہیں؟ اور حکم ماننے اور طلاق دینے میں کچھ گناہ تو نہیں ہوگا؟ (۱۳۳۵-۳۶/۲۹۳ھ)

الجواب: اگر کوئی محظور اور حرج اس میں لازم نہ آوے اور ماں باپ کا امر کسی وجہِ شرعی سے ہو تو ان کی اطاعت کی وجہ سے طلاق دے دیوے(۲) لیکن اگر بہ وجہ اپنے مصالح کے طلاق نہ

---

(۱) نفقة الأولاد الصغار والأناث المعسرات على الأب، لا يشاركه في ذلك أحد ولا تسقط بفقره ولا يجب عليه نفقة الذكور الكبار إلّا أن يكون الولد عاجزا عن الكسب لزمانة أو مرض فتكون نفقته على والده، ومن يقدر على العمل لكن لا يحسن العمل فهو بمنزلة عاجز لأن من لا يحسن العمل لا يستأجره النّاس (الفتاوى الخانية على الفتاوى الهنديّة: ۱/۴۴۵، كتاب النّكاح، فصل في نفقة الأولاد)

(۲) عن أبي الدّرداء رضي اللّٰه عنه قال: إن رجلاً أتاهٗ، فقال: إن لي امرأة و إن أمّي تأمرني بطلاقها، فقال أبوالدّرداء: سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: الوالدُ أوسطُ أبوابِ الجنّةِ، فإن شئتَ فأضِعْ ذلك البابَ أو احْفَظْه (جامع التّرمذي: ۲/۱۲، أبواب البرّ والصّلة — باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين)

وعن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كانت تحتي امرأةٌ وكنتُ أحبُّها، وكان عمرُ يَكْرَهُهَا، فقال لي: طَلِّقْها، فأبيتُ، فأتى عمرُ النّبيَّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم، فذكر ذلك له، فقال النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم: طلّقها (سنن أبي داؤد، ص:۶۹۹، كتاب الأدب ==

دیوے تو گنہ گار نہ ہوگا(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۰۳۳۳) اگر باپ اپنے فرزند کو ہدایت کرے کہ تو اپنی عورت کو طلاق دیدے، اور وہ اس پر عمل نہ کرے تو باپ کو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۳۳۸/۹۷۲ھ)

الجواب: اگر عورت بے قصور ہے اور بیٹا مجبور ہے اپنی زوجہ کو علیحدہ نہیں کرسکتا تو بیٹے پر تعمیل واجب نہیں ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

== باب في برّ الوالدين، وجامع التّرمذي:۱/۲۲۶، أبواب الطّلاق واللّعان، باب ما جاء في الرّجل يسأله أبوه أن يطلّق امرأته)

(۱): مسئلہ: والدین کی فرمانبرداری بعض صورتوں میں واجب ہے، اور بعض صورتوں میں مستحب، اور بعض صورتوں میں ناجائز، گناہ کے کاموں میں والدین ہی کی نہیں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں۔ حدیث میں ہے: ''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں'' صرف جائز کاموں میں والدین کی اطاعت واجب یا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے: ''اپنے پروردگار کی اور اپنے والدین کی اطاعت کر اگر چہ وہ تجھے ہر چیز سے بے دخل ہوجانے کا حکم دیں''۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ ان کو بیوی سے بہت محبت تھی، ان کے ابا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ بیوی کو طلاق دیدو، ابن عمرؓ نے (عملی) انکار کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے ابا کا کہا مانو''۔ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے طلاق دینے کا حکم تو نہیں دیا، مگر حدیث سنائی کہ ''باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اب تیری مرضی ہے خواہ اس سے ہاتھ دھو بیٹھ یا اس کی حفاظت کر''۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ والدین کا ہر حکم واجب الاطاعت نہیں، بعض واجب ہیں، بعض مستحب۔ چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ اگر کسی کو بیوی سے محبت ہو اور ماں یا باپ بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیں ــــــ اگر چہ وہ حکم عورت کی بدچلنی کی وجہ سے ہو ــــــ اور لڑکا اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، البتہ افضل یہ ہے کہ باپ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس عورت کو طلاق دیدے۔ (تحفة الالمعی شرح سنن الترمذی :۵/۲۳۹، أبواب البِر و الصّلة . اور یہ مضمون تفصیل سے تفسیر ہدایت القرآن: ۵/۵۷-۶۴، میں بھی ہے)

(۲): حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے الکوکب الدری میں فرمایا ہے کہ اگر والدین کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو تو اُن کی اطاعت واجب ہے، البتہ ناجائز اور گناہوں کے کاموں میں والدین کی کیا کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں (مشکاۃ، حدیث: ۴۹۱۶) اور والدین کا بھی ہر حکم واجب الاطاعت نہیں (تحفة الالمعی شرح سنن الترمذی: ۴/۸۴)

ساس اور بہو میں نہ بنے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۰۳۴) اگر بہو اور ساس کی نہ بنے تو لڑکے اور بیوی کو علیحدہ کرنا چاہیے یا کیا؟
(۱۳۳۸/۲۱۳۸ھ)

الجواب: ایسا ہی کرنا چاہیے۔ فقط

نادار لڑکے پر والدین کا نفقہ واجب نہیں

سوال: (۱۰۳۵) ایک شخص اپنے چھ لڑکوں کو علیحدہ کر کے ہر ایک سے پانچ روپیہ ماہوار مانگتا ہے، پہلی زوجہ سے جو لڑکا ہے وہ کہتا ہے کہ میں قرض دار ہوں دوسرے لڑکوں سے لو، اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۱/۲۹۰۸ھ)

الجواب: جو لڑکا نادار اور غیر مستطیع ہے اس کے اوپر باقی اولاد اغنیاء کے برابر نفقہ کا بار ڈالنا شریعت میں نہیں ہے، بلکہ صرف اغنیاء کے ذمے ہے (۱) لہٰذا نادار لڑکے کا عذر شرعاً صحیح ومقبول ہے۔ **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾** (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۸۶) فقط

والدین اجازت نہ دیں تب بھی بہ قدرِ ضرورت علم دین حاصل کرنا ضروری ہے

سوال: (۱۰۳۶) اگر والدین اجازت نہ دیں تو علم دین پڑھنے کا کیا حکم ہے؟
(۱۳۳۴-۳۳/۱۷۲۵ھ)

الجواب: علم دین بہ قدر ضرورت حاصل کرنا ضروری ہے، بلا اجازت والدین بھی اس کو حاصل کرنا چاہیے۔ فقط

---

(۱) و یُجبر الولد الموسر علی نفقة الأبوین المعسرین ...... الیسار مقدَّرٌ بالنّصاب فیما رُوی عن أبي یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی وعلیه الفتوی (الفتاوی الهندیّة: ۱/۵۶۴ کتاب الطّلاق، الباب السّابع عشر في النّفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام)

ماں باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی بچوں کے ضائع ہونے کی صورت میں علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا

سوال: (۱۰۳۷) والدین اگر بڈھے ہوں اور ان کے پاس گذر معاش موجود ہو تو ان کو چھوڑ کر بدون اجازت سفر میں برائے طلب علم جانا کیسا ہے؟ اور عورت کا کیا حکم ہے؟ (۲۷۶۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وله الخروج لطلب العلم الشّرعي بلا إذن والديه الخ أي إن لم يخف على والديه الضيعة إن كانا موسرين ولم تكن نفقتهما عليه الخ (۱) (شامی) پس معلوم ہوا کہ بہ حالت مذکورہ نکلنا طلب علم کے لیے جائز ہے، اور زوجہ وعیال کے ضائع ہونے کی صورت میں طلب علم کے لیے نکلنا منع لکھا ہے۔ و لو خرج المتعلم وضيع عياله ، يراعی حقّ العيال (۱) (شامی)

باپ پر دعوی کرنا اور نالش کرنا روا نہیں

سوال: (۱۰۳۸) میں نے اور میرے والد صاحب نے سنگاپور میں جا کر نوکری کی، میں نے جو کچھ روپیہ کمایا وہ سب والد صاحب کو دیتا رہا، بعد تین سال کے ہم دونوں سفر سے واپس آئے، اور جس قدر روپیہ کما کر لائے اس کی ایک زمین والد صاحب نے اپنے نام خریدی، چند روز بعد میں اکیلا سفر میں گیا، والد صاحب نے مجھ کو خط لکھا جو کچھ تم کماتے ہو مجھ کو بھیج دو، ایک پختہ مکان کی تجویز ہے، چنانچہ جو کچھ روپیہ بچتا تھا وہ بہ ذریعہ منی آرڈر والد صاحب کو بھیجتا رہا، اور اس روپیہ سے والد صاحب نے ایک پختہ مکان بنوادیا، جب میں سفر سے واپس آیا تو والد صاحب نے لوگوں سے قرض لے کر میرا نکاح کیا، اس قرض کی ادائیگی کے لیے مجھ کو پھر سفر کرنا پڑا، اور میں نے اپنی کمائی سے یہ قرض ادا کردیا، میری والدہ کا انتقال ہوگیا، ہم چار بچے موجود ہیں، بعد میں والد صاحب نے دوسرا نکاح کیا، اس سے دو بچے موجود ہیں، اور دوسری زوجہ بھی انتقال کرگئی، پھر والد صاحب نے تیسرا نکاح ایک کم سن لڑکی سے کیا، اور اس کے بہکانے کی وجہ سے ہم چھ بچوں سے منکر ہوگئے، اور کہتے ہیں کہ تم

(۱) الدرّ المختار و ردّ المحتار: ۴۹۹/۹، کتاب الحظر والإباحة – فصل في البيع .

نے ایک پیسہ مجھ کو نہیں دیا، اور زمین مذکورہ کے خریدنے اور مکان کے بنوانے میں تمہارا روپیہ نہیں صرف ہوا، اور زمین مذکورہ کو نصف قیمت پر فروخت کردی، اور کہتے ہیں کہ مکان بھی کسی کو دے دوں گا، لہٰذا میرا سوال یہ ہے کہ میں نے جتنا پیسہ والد صاحب کو دیا ہے اس کو دعوی کر کے لے سکتا ہوں یا نہ؟ میری شادی کرنا والد صاحب پر فرض ہے یا میں خود اپنی کمائی سے شادی کروں؟ اگر میری شادی کرنے کا حق والد صاحب پر ہو تو یہ جو شادی کا قرض جو میں نے خود ادا کیا ہے، اس روپیہ کا دعوی والد صاحب پر کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور جو زمین والد صاحب نے فروخت کی ہے اس کو روک سکتا ہوں یا نہیں؟ اور مکان کے متعلق بھی میں دعوی کرسکتا ہوں یا نہیں؟ بینوا توجروا (۱۷۹۳/۱۷۹۳-۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: أنت و مالك لأبيك (۱) اور ردالمحتار جلد ثالث میں ہے:

ثمّ هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معيناله الخ (۲) پس بیٹے نے جو کچھ کما کر باپ کو دیا اور باپ نے خرچ کیا بیٹے کو اس کے مطالبہ کا حق باپ سے نہیں ہے، اور باپ اگر بیٹے کی شادی کا خرچ بیٹے کے کسب اور روپیہ سے کرے تو اس میں کوئی اعتراض نہیں اور بیٹے کو باپ سے مطالبہ اس روپیہ کا روا نہیں اور دعوی کرنا باپ پر اور نالش کرنا روا نہیں، اور روکنا اس کی بیع کو درست نہیں ہے، اور مکان کی بابت بھی بیٹے کو کوئی دعوی کرنے کا حق نہیں ہے، یہ امر باپ کے ذمے ہے کہ وہ اولاد میں سے ایک دوسرے کو ترجیح نہ دے اور کسی کو زیادہ کسی کو کم نہ دے، بلکہ مساوات کرے اور ظلم نہ کرے ورنہ اس پر مواخذہ ہوگا (۳) لیکن بیٹے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ باپ کا

---

(۱) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه أن رجلاً قال: يا رسول الله! إن لي مالاً و ولدًا، و إن أبي يريد أن يجتاح مالي، فقال: أنت و مالك لأبيك (سنن ابن ماجة، ص:۱۶۵، أبواب التّجارات، باب ما للرّجل من مال ولده)

(۲) ردّالمحتار: ۳۹۲/۶، كتاب الشّركة — فصل في الشّركة الفاسدة، مطلب اجتمعا في دار واحدة واكتسبا و لا يعلم التفاوت فهو بينهما بالسّوية.

(۳) لابأس بتفضيل بعض الأولاد في المحبّة لأنّها عمل القلب وكذا في العطايا إن لم يقصد به الإضرار وإن قصده يسوّى بينهم يعطى البنت كالابن عندالثّاني وعليه الفتوىٰ إلخ. شامی میں ہے: قوله: (وعليه الفتوىٰ) أي على قول أبي يوسف من أن التّنصيف بين الذّكر والأنثى أفضل من التّثليث الّذي هو قول محمدؒ، رملي (الدرّ والردّ: ۴۳۴/۸، كتاب الهبة)

مقابلہ کرے اور اس کی نالش کرے اور دعوی کرے۔ حدیث میں ہے: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قَالَ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من أصبح مطيعا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة، وإن كان واحدًا فواحدًا، ومن أصبح عاصيًا لِله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النّار، إن كان واحدًا فواحدًا، قال رجل: وإن ظلماه؟ قال: وإن ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه(۱) (مشكاة) فقط

ہارے ہوئے مکان کو چھڑانے اور جوا کے لیے باپ کو روپیہ دینا

سوال: (۱۰۳۹) ایک شخص نے مکان وغیرہ جوئے میں سب ہار دیا، اب وہ اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ روپیہ دو تا کہ میں مکان چھڑالوں، اور جوئے کے واسطے بھی طلب کرتا ہے؛ اب دریافت طلب یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں روپیہ دینا چاہیے یا نہیں؟ اگر روپیہ نہ دیں تو گنہ گار تو نہیں ہوں گے؟ اور نافرمانی کا گناہ تو نہ ہوگا؟ (۲۱۵۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مکان کے چھڑانے میں روپیہ دینا درست ہے، اور جوئے کے لیے دینا درست نہیں، اور اس میں باپ کی نافرمانی نہ ہوگی، اور کچھ گناہ نہ ہوگا۔ فقط

ماں شادی سے ناراض ہو تو بیٹے کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۰۴۰) ایک شخص کی والدہ بدمزاج ہے، اس کو اپنے بیٹے کی خانہ آبادی کی طرف توجہ نہیں، اور بیٹا خود اپنی خانہ آبادی کی طرف اس وجہ سے متوجہ نہیں ہوتا کہ مبادا میرا فعل والدہ کے خلاف مرضی ہونے کی صورت میں باعث تلخ عیش ہو، پس ایسی صورت میں بالخصوص جب کہ بیٹا جوان اور صاحب ضرورت بھی ہو اس کو اپنی شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز درصورتِ جوازِ عقد اگر والدہ کا اصرار متارکت پر ہو تو بیٹے کو کیا کرنا ہوگا؟ اگر بہ طور قیامِ اصلاح بیٹا اپنی بیوی کو اس کے میکے ہی میں یا علیحدہ کسی مقام پر رکھے اور والدہ کی خبر گیری میں بھی حسب مقدور فروگذاشت نہ کرے تو اس پر بھی ناراضگی کی صورت میں بیٹے کو اپنی تہذیب نفس اور امر مسنون کی بجا آوری کے لیے کیا رویہ شرعًا

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۴۲۱ كتاب الآداب – باب البرّ والصّلة، الفصل الثّالث.

اختیار کرنا چاہیے؟ آیا یہ ناراضگی جو محض والدہ کی طبیعت سے متعلق ہے بیٹے کی عُقبیٰ (آخرت) کے لیے تو مضر نہ ہوگی؟ (۷/۶۷-۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس کو اپنی شادی ونکاح کرنا جائز ہے اور خلاف شرع امر میں کسی کی اطاعت لازم نہیں ہے، پس وہ شخص اپنا نکاح کرے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اور حتی الوسع والدہ کی اطاعت کرے اور اُن کو ناخوش نہ کرے، خواہ مخواہ اپنی بدمزاجی سے اگر وہ ناخوش رہے یا متارکت زوجہ پر مجبور کرے تو اس شخص پر مواخذہ نہیں اور وہ متارکت پر مجبور نہیں ہے، یہ صورت بہتر ہے کہ بہ صورت خوفِ ناموافقتِ والدہ وہ شخص اپنی زوجہ کو اس کے والدین کے گھر رکھے اور والدہ کی خبر گیری کرتا رہے، اور اگر والدہ کو ضرورت خدمت کی ہو تو خود ان کی خدمت کرے یا کسی ملازمہ وغیرہ کو ان کی خدمت کے لیے مقرر کردے، الغرض والدہ کو تکلیف نہ پہنچاوے اور تکلیف نہ ہونے دے اور حکم شریعت بجالاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بہو پر ساس کی اطاعت اور خدمت فرض ہے؟

سوال: (۱۰۴۱)...... (الف) اگر ساس یہ ضد کرے کہ بہو اسی کے پاس رہے، اور بہو خاوند کے پاس رہے تو کیا کرنا چاہیے؟

(ب) کیا بہو پر ساس کی خدمت فرض ہے؟

(ج) چوں کہ بیٹے پر والدین کی اطاعت فرض ہے اور بیوی پر خاوند کی، تو کیا بہو پر ساس کی اطاعت فرض نہ ہوگی؟

(د) اگر ساس بہو میں رنجش ہو اور والدین نہ تو طلاق کو پسند کریں نہ یہ کہ بیوی خاوند کے پاس رہے تو کیا خاوند بیوی سے ترک کلام کردے؟ (۲۱۳۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) عورت کو اس کے شوہر کے پاس ہی رکھنا چاہیے۔

(ب) مقدم شوہر کی خدمت ہے، ساس کے ساتھ بھی معاملہ ایسا رکھے جیسا کہ چھوٹوں کو بڑوں کے ساتھ رکھنا چاہیے، مگر یہ نہیں کہ جو کچھ ساس کہے وہ اس کو ماننا ضروری ہو اگرچہ اس میں عورت کی حق تلفی ہو، ایسی اطاعت لازم نہیں ہے۔

(ج) خدمت کرے، لیکن اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتی ہے اور شوہر کے پاس رہنے کو وہ کہہ سکتی ہے اس میں وہ حق پر ہے، اور اس میں اس پر ساس کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ فقط

(د) زوجہ کے ساتھ حسن سلوک سے رہے اور اپنے پاس رکھے اور ترک کلام نہ کرے اور والدین کو بہ نرمی سمجھا دیوے کہ اس کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔

شوہر بیوی کو ساس کی خدمت کے لیے مجبور نہیں کرسکتا

سوال: (۱۰۴۲) کیا خاوند بیوی کو ساس کی خدمت کے لیے مجبور کرسکتا ہے؟ (۲۱۳۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مجبور نہیں کرسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برادری نے بلا وجہ ماں کو برادری سے علیحدہ کردیا ہو تو بیٹے کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۰۴۳) میری والدہ بیوہ نے ایک پشاوری سے نکاح ثانی کرلیا، برادری نے ان کو علیحدہ کردیا، کچھ دنوں بعد شخص مذکور نے میری والدہ کو طلاق دے دی، ہمارے سوا کوئی ان کا خبر گیراں نہیں ہے، سعادتِ دارین سمجھ کر میں اپنی والدہ کی خدمت کرتا ہوں، اس پر مجھ کو بھی برادری سے خارج کردیا ہے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۲۳۸۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: سائل کی والدہ نے کچھ برا کام اور گناہ نہیں کیا، کیوں کہ نکاح کرلینا اچھا کام ہے اور سنت ہے، اس کو عیب جاننے والے گنہ گار اور فاسق ہیں، اور سائل کو بہ حالت مذکورہ اپنی والدہ کی خدمت کرنا عین ثواب اور حق شرعی ہے، سائل مستحق اس کا نہیں ہے کہ برادری سے خارج کیا جاوے، اور گنہ گار وہ لوگ ہیں جو اس وجہ سے سائل کو اور اس کی والدہ کو برادری سے خارج کریں۔ فقط

ماں نے بیٹوں کی مرضی کے خلاف نکاح کرلیا تو بیٹوں کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۰۴۴) ہم دو بھائی ہیں، ہماری والدہ بیوہ نے دونوں بھائیوں کے خلاف مرضی زید کے گھر جا کر نکاح کرلیا، ہم نے زید سے تعلقات قطع کردیے، ایک سال کے بعد میں نے خیال

کیا کہ کونسا فعل برا ہوگیا ہے نکاح کرنا شرعی کام ہے، ایک دن میں نے زید کے گھر جا کر اپنی والدہ صاحبہ کو راضی کیا اور معافی مانگی؛ آیا یہ امر خطا ہے یا صواب؟ (۱۳۴۳/۲۶۶۹ھ)

الجواب: یہ کام آپ نے بہت اچھا کیا اور اِتباعِ شریعت وسنت رسول اللہ کے موافق کام کیا، یہ امر ان شاء اللہ تعالیٰ موجب رضائے الٰہی وخوشنودیٔ آنحضرت ﷺ ہے۔ فقط

جس شخص نے ایک بیوہ عورت سے عشق ومحبت کی وجہ سے نکاح کیا اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۰۴۵) ایک شخص عالم باعمل وصوفی بے مثال متوکل وتارک الدنیا ہیں، ان کے لڑکے عالم وپابند صوم وصلاۃ ہیں، لیکن اتفاقاً صاحب زادہ صاحب نے ایک عورت بیوہ سے جوان کے مکان میں چوڑی پہنانے آیا کرتی تھی، اس سے عشق ومحبت کی وجہ سے نکاح کرلیا، اور بی بی منکوحہ اولی موجود ہے، لہٰذا ایسی حالت میں صاحب زادہ کو مطعون کرنا کیسا ہے؟ اور مرشد صاحب کو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۱۳۳۷/۴۰۹ھ)

الجواب: صاحب زادہ صاحب نے درحقیقت کوئی کام خلاف شریعت نہیں کیا، ان کو مطعون کرنا ناجائز ہے اور ان کے والدین یعنی مرشد صاحب کو ان سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔ فقط

باپ دینی تعلیم دینے اور تراویح میں قرآن سنانے سے روکتا ہے تو بیٹا کیا کرے؟

سوال: (۱۰۴۶) میرے والد چاہتے ہیں کہ میں دینی تعلیم نہ دوں، اور رمضان شریف میں قرآن نہ سناؤں، بلکہ ان کے ہمراہ فصل کٹوانے میں مصروف رہوں؛ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ (۱۳۴۲/۱۹۸۰ھ)

الجواب: عام طور سے تو یہ حکم ہے کہ باپ کی اطاعت بھی کریں اور حکم خداوندی بھی بجا لائیں، کیونکہ اللہ کی معصیت میں کسی کی فرماں برداری نہیں ہے، پس اگر باپ کی خدمت میں رہتے

ہوئے فرائض ادا ہوتے رہیں تو باپ کی خدمت میں رہنا اوران کے فرمانے کے موافق کرنا افضل ہے، اوراگر فرائض میں نقصان ہوتا ہو تو اس وقت اطاعت والدین نہیں ہے۔ فقط

باپ مشترک تجارت میں کوئی کام خلافِ شرع کرتا ہے تو بیٹا کیا کرے؟

سوال: (۱۰۴۷) باپ اور بیٹے کی ایک تجارت ہے، کل اختیارات لین دین باپ کو ہیں لڑکے کو کچھ اختیار نہیں ہے، اگر باپ کوئی کام خلاف شرع کرتا ہے تو بیٹا اس میں لب کشائی نہیں کرسکتا اور نہ لڑکے کی کوئی بات چلتی ہے، اور جب کہ سودی لین دین بھی ہے اور زکاۃ بھی نہیں دیتے؛ تو لڑکے کو کیا کرنا چاہیے؟ (۴۲۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ لڑکا مجبور ہے اوراس کی کوئی بات نہیں چلتی تو امید ہے کہ وہ مواخذہ سے بری ہو اور آئندہ کو یہ ارادہ رکھے کہ جس وقت اپنا اختیار ہوگا اس وقت موافق حکم شریعت کے معاملات کرے گا اور باپ کے اس فعل کو جو وہ خلاف شرع کرے دل سے برا سمجھتا رہے۔ فقط

باپ کو بدون اجازت بیٹے کے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں

سوال: (۱۰۴۸) باپ بیٹے کی زندگی میں بیٹے کی خود پیدا کردہ جائداد پر قبضہ کرکے اسے تصرف میں لاسکتا ہے؟ (۲۰۰۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بیٹے کی مملوکہ جائداد میں باپ کو بدون اجازت بیٹے کے تصرف کرنا جائز نہیں ہے، لیکن بیٹے کو چاہیے کہ باپ کی خدمت کرے اوراگر باپ کو ضرورت ہو تو اس سے کسی چیز کو انکار نہ کرے، اوراپنے مال کو باپ کی ہی دعا سے سمجھے، لیکن باپ کو چاہیے کہ جو کچھ تصرف بیٹے کے مال میں کرے بیٹے کی اجازت سے کرے۔ فقط

باپ بیٹوں کا مکان جبراً نہیں لے سکتا

سوال: (۱۰۴۹) ایک شخص کے چار پانچ بیٹے ہیں، پہلے سب ایک جگہ رہتے تھے، پانچ برس

سے بیٹوں نے کھانا پینا علیحدہ کرلیا، اور مکانات بھی علیحدہ بنائے؛ تو باپ ان سے جبرًا مکان لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۳۱۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ بیٹوں نے اپنا اپنا مکان علیحدہ اپنے روپیہ سے بنالیا ہے، اور وہ سب علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں باپ کے شریک نہیں ہیں تو باپ ان سے ان کا مکان جبرًا نہیں لے سکتا۔ فقط

والدین کا سودی قرض ادا کرنے کے لیے اولاد سے رقم طلب کرنا

سوال: (۱۰۵۰) اگر والدین کے ذمے سودی قرض ہو اور وہ اولاد سے روپیہ طلب کریں سودی قرض ادا کرنے کے لیے، تو روپیہ دیا جائے یا سود کی وجہ سے نہ دیا جائے؟ (۲۰۴۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: والدین کا قرض ادا کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

سوال: (۱۰۵۱) اگر کوئی شخص حج کے لیے یا علم پڑھنے کے لیے بلا اجازتِ والدین چلا جاوے اور والدین اس کی خدمت کے محتاج بھی نہیں تو جائز ہے یا نہ؟ (۵۸۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر والدین اس کی خدمت کے محتاج نہ ہوں تو جائز ہے(۱) (شامی)

بھائی کی اولاد فرع نہیں ہے

سوال: (۱۰۵۲) کسی شخص کا حقیقی یا علاتی برادر زادہ اس شخص کی فرع ہے یا کیا؟ (۶۲۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فرع اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد ہے بھائی کی اولاد فرع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) وله الخروج لطلب العلم الشّرعيّ بلا إذن والديه . وفي الشّامي: وفي الخانية: ولو أراد الخروج إلى الحجّ و كرِهَا ذلك ، قالوا: إن استغنى الأب عن خدمتهٖ فلا بأس و إلاّ فلا يسعه الخروج ...... لأن مُراعاة حقّهما فرض عين (الدّرو الشّامي: ۹/۴۹۹، كتاب الحظر والإباحة– فصل في البيع)

بزرگوں کو قبلہ وکعبہ وغیرہ لکھنا

سوال: (۱۰۵۳) باپ دادا یا کسی بزرگ کو قبلہ وکعبہ یا قبلۂ کونین وکعبۂ دارین لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۷۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مجازاً اس قسم کے الفاظ لکھنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں ہے، لہٰذا اس قسم کے الفاظ لکھنے سے احتراز کرنا مناسب ہے اور بہتر ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---
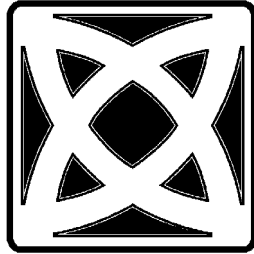
(۱) فتاوی رشیدیہ میں ہے:

سوال: قبلہ وکعبہ یا قبلۂ دارین وکعبۂ کونین یا قبلۂ دینی وکعبۂ دنیوی یا قبلۂ آمال وحاجات یا قبلۂ مرادات یا قبلۂ صوری وکعبۂ معنوی یا دیگر مثل ان الفاظ کے القاب آداب میں والد یا عموی کو یا اخوی کو یا اور کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں؟ حرام ہے یا غیر حرام؟ مکروہ ہے تحریمی یا تنزیہی؟ مع عبارت ودلائل تفصیلی ارقام فرماویں۔

جواب: ایسے کلماتِ مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں۔ **لقولہٖ علیه السّلام : لا تُطْرُوْنِي الحديث** (یعنی میرے لیے زیادہ بڑائی کے الفاظ استعمال نہ کرو) (**صحيح البخاري: ۱/۴۹۰ كتاب الأنبياء، باب قول الله عزّ و جلّ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ﴾ الآية، عن ابن عباس سمع عمرَ رضي الله عنه يقول على المنبر: سمعتُ النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم يقول: لَا تُطْرُوْنِي الحديث**) جب زیادہ حد شانِ نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں؟! فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رشیدیہ، ص: ۵۶۶، کتاب: جواز وحرمت کے مسائل، عنوان، بزرگوں کو قبلہ وکعبہ وغیرہ لکھنا)

یتیموں کے حقوق واحکام

یتیم کس کو کہتے ہیں؟

سوال: (۱۰۵۴) بالغ کا باپ اگر انتقال کر جائے وہ یتیم کہلائے گا یا نہیں؟ (۲۴۴۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: بعد بلوغ کے یتیم نہیں کہلاتا(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یتیم بچے کا نفقہ دادا کے ذمے ہے یا والدہ کے؟

سوال: (۱۰۵۵) ایک بچہ یتیم ہے، اس کے صرف دادا اور والدہ زندہ ہیں جو بہت قلیل معاش رکھتے ہیں، آیا نفقہ بچے کا دادا کے ذمے ہے یا والدہ کے؟ (۱۷۹۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں ایک ثلث نفقہ ماں کے ذمے ہے اور دو ثلث دادا کے ذمے۔ **إعلم أنّه إذا مات الأب فالنّفقة على الأمّ والجدّ على قدر ميراثهما أثلاثاً في ظاهر الرّواية إلخ**(۲) فقط

نابالغوں کے مال کا ولی کون ہے؟

سوال: (۱۰۵۶) مالِ نابالغ منقولہ وغیر منقولہ میں ولایت بھائی حقیقی کو ہے یا چچا حقیقی کو؟ (۲۳۰۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) اليتيم: هو المنفرد عن الأب، لأن نفقته عليه، لا على الأمّ ...... وفي المفردات: أليُتْمُ انقطاعُ الصّبي عن أبيه قبل بلوغه. وفي الحديث: لا يُتْمَ بَعْدَ الحُلْمِ الخ (قواعد الفقه، ص:۵۵۴، الرّسالة الرّابعة: التّعريفات الفقية)

(۲) الشّامي: ۵/۲۷۰، كتاب الطّلاق – باب النّفقة – مطلب: الكلام على نفقة الأقارب.

الجواب: فقہائے احناف کی یہ تصریح ہے کہ ولایتِ مالِ نابالغ صرف باپ، دادا یا ان کے وصی کو ہے یا قاضی یا اس کے نائب کو ہے، بھائی اور چچا کو یہ ولایت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **الولي في النّكاح لا المال الخ** (۱) شامی میں ہے: **قوله: (لا المال) فإن الولي فيه الأب و وصيه والجد و وصيه والقاضي ونائبه فقط الخ** (۱) پس جواب سوال مذکور کا یہ ہے کہ یہ ولایت نہ بھائی کو ہے نہ چچا کو، اگر باپ دادا نہیں تو حاکم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ فقط

سوال: (۱۰۵۷) زید اپنی زوجہ جوان اور اولاد نابالغ اور بھائی اور جائداد و زرنقد چھوڑ کر مرا، تو اس صورت میں ولایت نابالغوں کے مال کی ان کی ماں کو ہے یا چچا کو یا ماں کے بھائیوں کو؟ چچا متمول آدمی ہے اور ماموں نہایت غریب ہیں، اگر ماں ولی ہوجائے تو ظن غالب یہ ہے کہ اس کے بھائی یعنی نابالغان کے ماموں متوفی کی جائداد اور زرنقد سے خود بھی فائدہ اٹھائیں، لہٰذا نابالغوں کی جائداد اور زرنقد کس کی حفاظت میں رہنا چاہیے تا بلوغ؟ (۱۱۵۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: نابالغوں کے مال کی ولایت سوائے باپ دادا یا ان کے وصی کے کسی کو نہیں ہے، بھائی اور چچا اور ماں ان میں مساوی ہیں ان میں سے کسی کو ولایت نابالغ کے مال کی نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **و وليه: أبوه ثمّ وصيه إلخ ثمّ ...... جده إلخ ثمّ وصيه ...... ثمّ الوالي ...... ثمّ القاضي الخ دون الأمّ أو وصيها هٰذا في المال، بخلاف النّكاح كما مرّفي بابه** (۲) **(درّمختار ملخّصًا) قال الزّيلعي: وأمّا ما عدا الأصول من العصبة كالعمّ والأخ أو غيرهم كالأمّ إلخ لأنّهم ليس لهم أن يتصرّفوا في مالهٖ تجارة، فكذا لايملكون الإذن له فيها الخ** (۲) (شامی) پس معلوم ہوا کہ باپ دادا وغیرہ کے نہ ہونے کی صورت میں ولایت مالِ نابالغ کی حاکم اور قاضی کو ہے، پس حاکم نابالغوں کا مال جس کو امانت دار سمجھے اس کی حفاظت میں دیدے، اور پھر بالغ ہونے پر ان کا مال ان کے حوالے کرادے۔ فقط

---

(۱) الدرّالمختار والشّامي: ۴/۱۳۸، كتاب النّكاح – باب الولي – مطلب في فرق النّكاح .

(۲) الدرّالمختار والشّامي: ۹/۲۰۹-۲۱۰، كتاب المأذون – مبحث في تصرّف الصّبيّ و من له الولاية عليه وترتيبها .

غیر ولی یتیم کی جائداد فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۵۸) ایک زمین میں یتیم کا چالیسواں حصہ ہے، ایک معلم اس میں کوٹھی بنانا چاہتا ہے، تو جب کہ یتیم کا باپ دادا نہیں ہے تو اس کا حصہ کسی طرح خریدا جاسکتا ہے یا نہیں؟
(۱۱۲۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسی ضرورت میں بعض روایات سے یتیم کے مال میں تصرف کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے جب کہ یتیم کا نفع اسی میں ہو، اور یتیم کی زمین کی بیع کے جواز میں یہ بھی شرط لکھی ہے کہ دو چند قیمت پر فروخت کی جاوے۔ **و إن لغير الوصي التّصرّف لخوف متغلب الخ** (۱) (درّمختار) **وجاز بيعُه عقارَ صغيرمن أجنبي لامن نفسه بِضِعْفِ قِيْمَته الخ** (۲) **وصي القاضي كوصي الميّت الخ** (۳) (درّمختار) فقط

سوال: (۱۰۵۹)...... (الف) ایک اراضی میں بہت شرکاء ہیں جن میں سے ایک شریک یتیم ہے اس کا چالیسواں حصہ ہے، اراضی مذکورہ میں ایک کوٹھی واسطے رہائش طلباء ومعلم بنوانا چاہتے ہیں، یتیم کے اب وجد وغیرہ کوئی ولی نہیں ہے، اگر حاکم وصی مقرر کرکے یتیم کا حصہ بیع کراوے تو بیع نافذ ہوگی یا نہیں؟

(ب) حاکم کا وصی مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) وہ بیع نافذ ہوگی۔

(ب) ضرورت میں غیر وصی کے تصرف کو بھی جائز لکھا ہے (۴) (درمختار) اور جو حاکم مسلم

---

(۱) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۵۴، كتاب الوصايا – باب الوصي .

(۲) ردّالمحتار: ٦/۲۲۴، كتاب الجهاد– باب العُشر والخراج والجزية – مطلب في بيع السّلطان وشرائه أراضي بيت المال —— و أيضًا في الدرّالمختار مع الشّامي : ۱۰/۳۵۱، كتاب الوصايا– باب الوصي .

(۳) الشّامي: ٦/۴۹٦، كتاب الوقف – مطلب: الوصي يصير متولّيا بلا نصّ —— و أيضًا في الدرّ مع الردّ : ۱۰/۳٦۳، كتاب الوصايا – باب الوصي – فصل في شهادة الأوصياء .

(۴) وجاز بيعُه عقارَصغير من أجنبي لامن نفسه بِضِعْفِ قِيْمَته الخ (الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۵۱، كتاب الوصايا– باب الوصي)

بہ ضرورت وصی مقرر کردے جائز ہے۔ فقط

ثمنِ مثل لے کر یتیم کی زمین مسجد میں دینا

سوال: (۱۰۶۰) یتیم کے جد غیر حقیقی نے جو کہ یتیم کا وصی نہیں ہے ثمن مثل لے کر یتیم کی زمین بہ غرضِ توسیع؛ مسجد میں داخل کر دیا ہے یہ شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وجاز بيعه عقارَ صغير من أجنبي لا من نفسه بِضِعْفِ قِيْمَتِه (۱) اس سے معلوم ہوا کہ وصی کو زمین یتیم کی دو چند قیمت کو فروخت کرنا درست ہے اور جب کہ وہ وصی نہیں ہے تو اس کے لیے فعل مذکور جائز نہیں ہے۔ فقط

یتیم بچوں کے مال سے مدرسہ جاری رکھنا

سوال: (۱۰۶۱) ایک شخص فوت ہوگیا، اولاد صغار چھوڑ گیا، اس نے مدرسہ جاری کیا تھا، اس وقت یتیم بچوں کے مال سے مدرسہ جاری رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس شخص نے کوئی مال یا زمین مدرسہ کے لیے علیحدہ مقرر نہیں کی تھی؟ (۱۱۹۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے۔ کما في الدرّالمختار: وإن ضارًا كالطّلاق والعتاق والصّدقة والقرض لا – أي لا يصحّ – و إن أذن به وليهما الخ (۲) فقط

یتیموں کی روٹی یا کوئی چیز کھانی جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۶۲) یتیم کچھ بالغ اور کچھ نابالغ ہیں ان کی روٹی یا کوئی چیز کھانی جائز ہے یا نہ؟ (۱۲۳۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بالغوں کے حصہ میں سے کھانا ان کی اجازت سے درست ہے، اور نابالغوں کے

---

(۱) ردّالمحتار: ۶/۲۲۴، كتاب الجهاد – باب العُشر والخراج والجزية – مطلب في بيع السّلطان وشرائه أراضي بيت المال ـــــــ و أيضًا في الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۵۱، كتاب الوصايا– باب الوصي .

(۲) الدرّ مع الشّامي: ۹/۲۰۸، كتاب المأذون – مبحث في تصرّف الصّبي الخ .

حصہ میں سے کھانا درست نہیں ہے۔

یتیم کی ماں کا تحفہ اور دعوت قبول کرنا

سوال: (۱۰۶۳) ایک یتیم لڑکا پڑھتا ہے، اس کی والدہ کبھی کوئی تحفہ ہدیۃً دیتی ہے اور کبھی دعوت کرتی ہے، اس کا تحفہ اور دعوت اکلِ مالِ یتیم تو نہیں ہوگا؟ (۱۴۷۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر وہ عورت اپنے مملوکہ روپیہ میں سے ہدیہ دے یا دعوت کرے تو اس کو قبول کرلیں کچھ حرج نہیں ہے، یہ ''اکلِ مالِ یتیم'' میں داخل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یتیم کے مال میں سے کسی کو کھانا دینا اور خیرات کرنا

سوال: (۱۰۶۴) دعوت یتیم نابالغ کی قبول کرنا اور اس کے گھر سے روٹی خداواسطے طالب علم ومسافر کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس یتیم نابالغ کے ساتھ دوسرا بھائی بڑا ہو اور دونوں کا مال مشترک ہو، اگر بڑا بھائی مشترک مال سے طالب علم کو کھانا روزانہ دے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یتیم نابالغ کے مال میں سے کسی کو کھانا دینا اور صدقہ خیرات کرنا درست نہیں ہے، اور اگر بڑا بھائی بالغ اپنے مال میں سے اور اپنے حصے میں سے صدقہ خیرات کرے یا کسی کو روٹی کپڑا دے تو یہ درست ہے، مگر اس کا حساب لکھتا رہے، تاکہ اس قسم کے اخراجات اپنی طرف لگالے، یتیم کی طرف نہ لگائے۔ فقط

یتیم کی تعلیم کے اخراجات اس کے مال سے وصول کرنا

سوال: (۱۰۶۵) ایک شخص کا انتقال ہوا، اور اس کے والد نے اپنے بیٹے متوفی کے لڑکے کے حصہ کو جس میں ایک مکان اور کچھ نقد آیا نابالغ کے تائے کے سپرد کردیا، وہ بارہ برس تک نان ونفقہ و جملہ اخراجاتِ تعلیم وغیرہ کا متکفل رہا، اور ہمیشہ مکان کی مرمت کرائی اور مکان کو خود بھی استعمال کیا، اب بالغ ہونے پر وہ لڑکا اور اس کے دیگر ورثاء تائے مذکور سے مکان کا کرایہ لینا چاہتے ہیں؛ آیا ولی کو کرایہ مکان کا دینا ہوگا یا نہ؟ نیز جو نقد کہ اس ولی کے سپرد کیا گیا تھا اور منافع کی شرط نہیں کی تھی تو اس

کا منافعہ بھی اس کو دینا ہوگا یا نہیں؟ اور لڑکے کے نان ونفقہ وتعلیم وغیرہ میں جو کچھ صرف ہوا اس کو نقد میں سے ولی مجرا کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۵۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں بالغ اور اس کے ورثاء کو اس کے تائے ولی سے مکان کا کرایہ لینے کا حق نہیں، اور بچے کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں جو اخراجات ہوئے ہیں وہ سب اسی روپیہ سے مجرا ہوں گے یعنی نابالغ کے تائے کو شرعاً حق ہے کہ اس رقم سے یہ اخراجات وصول کرے۔

اور اس روپیہ پر جو منافع ہوئے ہیں وہ سب لڑکے کے ہیں، اس میں اس کے تائے کا کوئی حق نہیں، اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر یہ روپیہ تجارت وغیرہ میں لگا دیا تھا تو اس کا جو نفع ہو وہ سب لڑکے کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یتیم کو اس کا مال کب سپرد کیا جائے؟

سوال: (۱۰۶۶) صبی عاقل یتیم اپنے اموال کا خود مالک ہوگا یا ولی؟ ان کے اموال کو اپنے پاس رکھنے پر انہیں تا بلوغ مجبور کرے گا؟ (۱۳۸۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: صبی عاقل اپنے مال کا مالک تو ہر حال ہے، لیکن قبل از بلوغ بلکہ قبل از رُشد اس کا ولی ووصی اس کے مال کو اس کے حوالے نہ کریں۔ درمختار میں ہے: **فإن بلغ الصّبي غير رشيد لم يسلّم إليه ماله حتّى يبلغ خمسةً وعشرين سنةً الخ**(۱) فقط

یتیم کا مال تجارت میں لگانا یا سرمایہ کے بغیر اپنی تجارت میں یتیم کو شریک کرنا

سوال: (۱۰۶۷)...... (الف) ایک یتیم کا مال تجارت میں لگا ہوا ہے جس میں نفع ونقصان کا احتمال ہے، ایسی تجارت میں یتیم کا روپیہ لگائے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) زید بہ طور صلہ رحمی اپنی دکانِ تجارت اشیائے خوردنی میں جس میں نفع ونقصان کا احتمال

---

(۱) الدرّ مع الردّ: ۱۸۰/۹، کتاب الحجر.

ہے، یتیم کے بغیر کسی سرمایہ کے صرف منافعہ میں اس کو شریک کرنا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟
(۱۳۴۱/۱۳۰۷ھ)

الجواب: (الف) اگر نفع ونقصان کا ایسا احتمال ہے جو کہ ہر تجارت میں ہوا کرتا ہے تو جائز ہے، اور اگر اس میں نقصان کا احتمال غالب ہے تو جائز نہیں۔ کما في الدرّالمختار: وصحّ بيعه ـــــ أي الوصيِّ ـــــ و شراؤهٗ من أجنبي بما يتغابن النّاس لا بما لا يتغابن وهو الفاحش لأن ولايته نظريّة إلخ (۱) وجاز لو اتجر ـــــ أي الوصي ـــــ من مال اليتيم لليتيم إلخ(۲)(درّمختار)

(ب) چونکہ یتیم کا کچھ مال نہیں، لہٰذا اگر اس سے کام لیا جاوے تو وہ اجر مثل کا مستحق ہے، اور اگر ربح سے اس کو کسی حصہ کا حصہ دار بنایا جاوے تو محض تبرع ہے شرکت نہیں، اس لیے کہ یتیم کا کوئی مال نہیں۔ فقط

یتیموں کا مال تجارت میں لگا ہوا ہو تو کیا کرے؟

سوال: (۱۰۶۸) زید عمر دونوں بھائی تجارت کرتے تھے، زید نے انتقال کیا اور دو نابالغ لڑکوں کو چھوڑا تو زید متوفی کا مال شرعًا تقسیم کرکے تا بلوغِ فرزندان علیحدہ کردیا جائے گا یا اس کے مال کو تجارت میں لگائے رکھنا چاہیے؟ عمر کے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے۔ (۱۳۴۳/۸۷۴ھ)

الجواب: تجارت میں لگائے رکھنا نابالغوں کے مال کو اُس صورت میں جائز ہے کہ زید نے اپنے بھائی عمر کو اس کی وصیت کی ہو یا مطلقًا اس کو وصی بنایا ہو۔ درمختار میں ہے: ولا يتّجر الوصي في ماله أي اليتيم لنفسهٖ فإن فعل تصدق بالرّبح ، وجاز لو اتّجر من مال اليتيم لليتيم الخ (۳)

یتیم خانہ کے نام سے کیا ہوا چندہ دیگر مصارف میں صرف کرنا

سوال: (۱۰۶۹) ایک یتیم خانہ قائم ہے اور محض یتیم خانہ کے نام سے چندہ ہوتا ہے، اس چندہ

(۱) الدرّالمختار مع الردّ: ۱۰/ ۳۴۸-۳۴۹، كتاب الوصايا– باب الوصي .
(۲) الدرّالمختار مع الشّامي: ۱۰/۳۵۲، كتاب الوصايا – باب الوصي .
(۳) الدرّ مع ردّالمحتار: ۱۰/۳۵۱-۳۵۲، كتاب الوصايا– باب الوصي .

میں سے دیگر خرچ یعنی بیوگان ومسافران وواعظان وغیرہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟(۲۳۶۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سوائے یتیموں کے خرچ کے یا جو اُن کے لوازمات ہیں جیسے ان کے معلم کی تنخواہ، دیگر مصارف میں مثل مسافروں ووعاظ وبیوگان وغیرہ صرف کرنا اس چندہ کو درست نہیں ہے۔ فقط

یتیم کا مال جو استعمال کیے بغیر خراب ہو جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۷۰) یتیم کا مال جو بغیر استعمال کیے خراب ہو جاتا ہے فروخت کرنا و عاریت پر دینا درست ہے یا نہیں؟(۲۱۵۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فروخت کرنا درست ہے(اور اجرت پر دینا بھی جائز ہے) عاریت نہ دیا جائے (کہ اس میں یتیم کا کوئی فائدہ نہیں) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
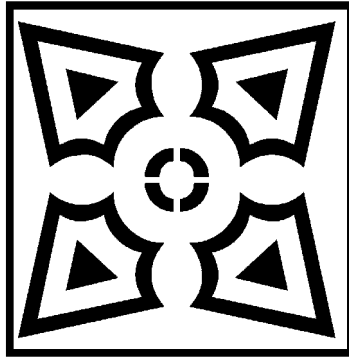
احباب واقرباء کے حقوق واحکام

چچا کے برے افعال ظاہر کرنا بے ادبی نہیں

سوال: (۱۰۷۱) چچا بھتیجے میں جھگڑا ہوا، بھتیجے نے وجہ مخاصمت یہ بیان کی کہ ہمارے چچا نے ایک عورت داشتہ اپنے مکان میں رکھی ہے، نہ مسلمان کرتا ہے نہ اس سے نکاح پڑھاتا ہے، بھتیجے کو چچا کے برے افعال خلاف شرع ظاہر کرنا کیسا ہے؟ کچھ بے ادبی تو نہیں ہے؟ اور جو شخص اپنے گھر میں داشتہ عورت رکھے بغیر نکاح کے، تو مسلمانوں کو اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ (۱۰۸۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چچا کے برے افعال بھتیجا کو ظاہر کرنا بے ادبی نہیں ہے، بلکہ یہ عینِ ادب ہے اور حکمِ شریعت ہے کہ امر بالمعروف کرو اور منکر اور معصیت سے منع کرو، اور یہ بھی حکم شریعت ہے کہ مسائل شرعیہ واحکام دین میں کسی کی رعایت نہ کی جاوے، اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت اور دوستی نہ کی جاوے ﴿وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ (سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲) بغیر نکاح کے کسی عورت کو رکھنا اور اس سے برا فعل کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، مرتکب اس فعل کا فاسق، بدکار دین و دنیا میں روسیاہ ہے، مسلمانوں کو اس کو چھوڑ دینا چاہیے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باہمی رنجش کی وجہ سے سلام وکلام ترک کرنا

سوال: (۱۰۷۲) سنا ہے کہ اگر دو مسلمان باہمی تنازعہ کے سبب ترک سلام کردیں تو وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں، میرے اور میرے ایک دوست کے درمیان نفاق ہوگیا ہے، میں توبہ سبب

مندرجۂ بالا سلام وکلام کا خواہش مند رہا، لیکن وہ راضی نہ ہوا تو میں نے بھی ترک سلام وگفتگو کردیا، مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس صورت میں میرے ذمے تو کچھ مواخذہ نہیں ہے؟ (۸۶۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر دنیوی تنازعہ کی وجہ سے ترک سلام وکلام کریں تو یہ گناہ ہے (مگر) اسلام سے خارج نہیں ہوتے، اور جب کہ ابتداءً ترک سلام وکلام دوسرے شخص کی طرف سے ہوئی تو تم پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا، لیکن بہتر ہے کہ تم اپنی طرف سے ترک سلام وکلام نہ کرو، اگر وہ کسی طرح سے راضی نہ ہو اور سلام وکلام نہ کرے تو پھر تم بھی چھوڑ دو معذور ہو۔

باہمی رنجش ختم کرکے صلہ رحمی کرنا بہتر ہے

سوال: (۱۰۷۳) درمیان دو برادر حقیقی کے رنجش ہے، ہر دو کے اولاد بھی ہے، عورتوں اور اولاد میں بھی رنجش ہے، اس صورت میں قطع رحمی کرے یا صلہ رحمی کرے؟ (۷۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ان ہر دو برادران واولاد کو چاہیے کہ آپس میں مصالحت کرلیں، اور صلہ رحمی کے تعلقات کرتے رہیں (۱) فقط

قصور معاف کرکے باہمی رنجش کو ختم کرنے میں بہت ثواب ہے

سوال: (۱۰۷۴) بکر وعمر میں کسی وجہ سے رنجش ہوئی، اور بکر نے عمر سے معافی چاہی، عمر نے معافی نہیں دی اور نہ وہ بکر سے بولتا ہے، اور سامنا ہونے پر منہ پھیر کر چلتا ہے، عمر کے لیے کیا حکم ہے؟ (۸۱۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ بکر نے اپنے قصور کی معافی مانگ لی اور وہ عمر سے معافی چاہتا ہے تو عمر کو چاہیے کہ معاف کردے اور ترک کلام وسلام نہ کرے اگر کوئی محظور شرعی اس سے لازم نہ آتا ہو،

---

(۱) عن عبداللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنهُ ...... عن النبيّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم قال: لیس الواصل بالمُكافيء ولكن الوَاصِلَ الّذي إذا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصلَها (صحیح البخاري: ۸۸۶/۲، کتاب الأدب، بابٌ لیس الواصل بالمُكافيء)

حدیث شریف میں اس کا بہت ثواب وارد ہوا ہے(۱) قَالَ اللّٰـهُ تَعَالٰى: ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت:۱۳۴) فقط

بہنوئی کے جرم کی وجہ سے بہن سے قطع رحمی کرنا درست نہیں

سوال: (۱۰۷۵) میری ہمشیرہ کی شادی میرے ماموں زاد بھائی سے ہوئی ہے، بعد نکاح ہونے کے وہ بیاج لینے لگا اور میری ہمشیرہ کو معلوم ہے، مگر وہ اپنے شوہر کو منع نہیں کرتی، اسی وجہ سے میں نے اس کو یعنی ہمشیرہ کو اپنے گھر آنے سے منع کر دیا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۸۱۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اپنی بہن سے اس کے شوہر کے جرم کی وجہ سے قطع رحم نہ کرنا چاہیے، اور صلہ رحمی جس طریق سے ممکن ہو کرتے رہنا چاہیے۔ فقط

بڑے بھائی کو مارنا اوران کے ساتھ گستاخی کرنا سخت گناہ اور ظلم ہے

سوال: (۱۰۷۶) اگر برادر خورد کلاں کو زدوکوب کرے (اگر چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو مارے) اور مقابلہ وگستاخی سے پیش آئے تو کیا حکم ہے؟ (۲۲۱۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس صورت میں برادر خورد سخت گنہ گار اور ظالم ہے، عنداللہ وہ ماخوذ ہوگا، اس کو لازم ہے کہ اپنے بڑے بھائی سے قصور معاف کراوے اور اس کا ادب مثل باپ کے کرے (۲)

(۱) عن أبي الدّرداء رضي اللّٰه تعالٰى عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: ألا أخبركم بأفضل من درجة الصّيام والصّدقة والصّلاة؟ قال: قلنا: بلى! قال: إصلاح ذات الْبَيْنِ وفساد ذات الْبَيْنِ هي الحالقة (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۸، كتاب الآداب، باب ما يُنهٰى عنه من التّهاجر والتّقاطع واتّباع العورات)

و عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: لا يحلّ لمؤمن أن يهجر مؤمنًا فوق ثلاث، فإن مررت به ثلاث، فليلقه فليسلم عليه، فإن ردّ عليه السّلام فقد اشتركا في الأجر و إن لم يرد عليه فقد باء بالإثم، زاد أحمد وخرج المسلم من الهجرة (سنن أبي داوٗد، ص:۶۷۳، كتاب الأدب، باب في هجرة الرّجل أخاه)

(۲) عن سعيد بن العاص رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: حقّ كبير الإخوة على صغيرهم حقّ الوالد على ولده (مشكاة المصابيح، ص:۴۲۱، كتاب الآداب، باب البرّ والصّلة، الفصل الثّالث)

جن رشتہ داروں کی شادیوں میں منکر باتیں ہوتی ہیں ان سے تعلقات قطع کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہیے

سوال: (۱۰۷۷) اگر اقرباء رشتہ دار نماز روزہ بھی ادا کرتے ہیں اور عقائد بھی اچھے رکھتے ہیں، لیکن ان کی شادیوں میں منہیات وبدعات مثل نقّارہ ڈھولک وغیرہ ہوا کرتے ہیں کیا اسی وجہ سے ان سے انقطاع شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۰۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: انقطاع اور مقاطعت میں جلدی نہ کرنی چاہیے، بلکہ حتی الوسع منکرات کے بند کرنے میں اور سمجھانے میں کوشش کرنی چاہیے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الآیة ﴾ (سورۂ نحل، آیت: ۱۲۵)

اہل علم کے فعل کو کبر وغرور پر محمول کرنا مناسب نہیں

سوال: (۱۰۷۸) چند اشخاص جو ایک ہی خاندان میں ہیں، اور انہوں نے کچھ علم دین بھی حاصل کیا ہے اور ان کو اپنے علم پر اس قدر غرور ہو گیا ہے کہ ان کو اپنے اعزّاء وخاندان میں جانا اور ان کو کسی قسم کی تعلیم وتلقین کرنا یا ان کے ساتھ ہمدردی کرنا حقارت سمجھتے ہیں، اور ان کو کلمات حقارت آمیز کہتے ہیں حتی کہ اب چند مدت سے اپنے عزیزوں کی غمی وشادی نیز تجہیز وتکفین میں بھی بہ وجہ اپنی کبر ونخوت شریک نہیں ہوتے، تو ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۹۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۲) ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے برے گمانوں سے بچو، کیونکہ بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں، پس عام لوگوں کو ان اہل علم پر یہ گمان کرنا کہ یہ بوجہ کبر ونخوت وغرور کے برادری سے اور ان کی مجالس ومجامع میں شرکت سے علیحدہ رہتے ہیں نہیں چاہیے، یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ لوگ اس وجہ سے علیحدہ رہتے ہوں کہ اہل برادری میں رسوم غیر مشروعہ جاری ہوں اور وہ سمجھتے ہوں کہ ہمارا کہنا کوئی نہ سنے گا جیسا کہ عمومًا دیکھا جاتا ہے کہ رسوم غیر مشروعہ کا ترک ہونا سخت دشوار ہے، پس باوجود اس احتمال کے ان کے فعل کو کبر وغرور پر محمول کرنا مناسب نہیں ہے، شان ایمان

کے خلاف ہے۔ باقی یہ ظاہر ہے کہ کبروغرور بری چیز ہے جس میں یہ ہواس کوان قبائح کونکال دینا چاہیے، اور ضروری امور مثل تجہیز وتکفین ونماز جنازہ اہل اسلام میں شرکت حتی الوسع کرنی چاہیے، اور جو وجہ علیحدگی کی ہے اس کو بیان کرنا چاہیے تاکہ جس میں جوخرابی ہووہ اس کے ازالہ کی فکر کرے، اور جہاں تک ہوسکے اتفاق واتحاد باہمی قائم کرنا اور رکھنا چاہیے، نااتفاقی بہت برا کام ہے۔ فقط

خلاف شرع معاہدہ کی پابندی جائز نہیں

سوال: (۱۰۷۹) قوم میمن نے اپنی جماعت میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ قوم میمن میں اگر کوئی تقریب ہوتو پیرومرشد صاحب کوضرور دعوت دیں گے، جوشخص ان کو دعوت نہ دے وہ مجرم ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے، اور سلام وکلام اس سے کرنا ممنوع ہے، اور جوشخص اس دعوت میں شریک ہوگا وہ بھی اس جرم کا مرتکب اور اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔ آیا اس معاہدہ کی پابندی شرعاً جائز ہے یانہیں؟ (۲۳۲۲/۲۳۴۳ھ)

الجواب: جماعت مسلمین کو اس قسم کا معاہدہ خلاف شرع اور اس کی پابندی جائز نہیں ہے، کیونکہ پیرصاحب کوشریک کسی دعوت میں نہ کرنا کوئی شرعی جرم نہیں ہے، لہٰذا اس پر امور مذکورہ مرتب کرنا ناجائز ہے، اور مرتکب اس کا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے۔ فقط

عرصہ دراز تک بہن اپنا حصہ طلب نہ کرے تو اس کا حق ساقط نہیں ہوتا

سوال: (۱۰۸۰) عرصہ ساٹھ ستر سال کا ہوا کہ زید نے ایک کچا مکان مبلغ ۱۲روپیہ کوخرید کیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے اس کو مبلغ ۳۲ روپیہ مہر کے عوض میں اپنی بیوی کے نام لکھ دیا، اس کے بعد زید کی بیوی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑ کر مرگئی، جس کو عرصہ دراز ہوا، پس اس عرصہ میں تینوں بیٹیوں میں سے کوئی خواہاں اپنے حصہ کی نہ ہوئی، اور اس عرصہ میں خالد نے اپنی ذاتی کمائی سے تینوں بہنوں کی شادی بھی کی، اور اس مکان کو بھی از سرنو تعمیر کرایا جوکہ اب ہزار بارہ سو روپیہ کی مالیت کا ہوگیا، پس اب ہزار بارہ سو روپیہ کی مالیت ہوجانے کے بعد خالد کی ایک بہن حصہ کی خواہاں ہوئی، اب اتنی مدت تک حصہ نہ لینے سے وہ حق دار ہے یانہ؟ اگر ملے گا تو اصل سے یا حالت موجودہ

سے؟ (۱۸۶۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: عرصہ دراز تک حصہ اپنا طلب نہ کرنے سے حق اس کا ساقط نہیں ہوا، کــذا فــي الشــافي (۱) مگر اصلی قیمت مکان (یعنی بلا تعمیر صرف مکان کی موجودہ قیمت) کے اعتبار سے اس کو حصہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی کی جائداد جبراً دبالینا

سوال: (۱۰۸۱) زید نے عمر کی پچاس بیگھہ جائداد جدی جبراً دبا رکھی ہے، کسی طرح سے دینا نہیں چاہتا، عمرو زید کے لیے کیا حکم ہے؟ عمر کہتا ہے موقع ملا تو زید کو جان سے ماروں گا، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: زید اگر عمر کا حق نہ دے گا تو عنداللہ اس پر گناہ حق العباد کے دبانے کا ہوگا، اور وہ معذّب ہوگا، اور اس کی نیکیاں دن قیامت کے عمر کو ملیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو عمر کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے (۲) بہر حال عمر کو صبر کرنا چاہیے، اس میں بڑے بڑے درجات عمر کو ملیں گے، اور جان سے مار ڈالنا زید کو جائز نہیں ہے، اگر عمر نے ایسا کیا تو وہ ظالم وعاصی ہوگا۔ فقط

دفع فساد کے لیے کسی کا حق دبا دینا

سوال: (۱۰۸۲) خالد کچھ زمین کا حصہ دار ہے، اس کے حصہ میں زید، بکر، عمر تینوں حق دار ہیں، خالد سب کا حق دینا چاہتا ہے، مگر اس کی برادری کے لوگ زید کا حق دینے سے منع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ زید کا حق اپنے قبضہ میں رکھو، خواہ تینوں کا حق دو ہی کو دے دو، کیونکہ زید مفسد ہے،

---

(۱) إنّ الحقّ لا یسقط بالتّقادم (الشّامي: ۱۰/ ۳۸۸، کتاب الخنثیٰ، مسائل شتّٰی)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلّله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم، إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته و إن لم يكن له حسنات أخذ من سيّئات صاحبه فحُمل عليه، رواه البخاري (مشكاة المصابيح، ص: ۴۳۵، باب الظلم، الفصل الأوّل)

جب حصہ دار ہوگا تو فساد کر کے لوگوں کو تنگ کرے گا، لہٰذا بہ غرض دفع فساد زید کا حق خالد کو اپنے قبضہ میں رکھنا یا بکر عمر کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: زید کا حق زید کو ہی دینا چاہیے، نہ خالد کو خود رکھنا چاہیے نہ بکر، عمر کو دینا چاہیے، کسی کا حق رکھنا بڑا ظلم ہے، اور حق عباد کا مواخذہ سخت ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سسرال، ہمسایہ اور محلّہ والوں کے حقوق کیا ہیں؟

سوال: (۱۰۸۳) سسرال اور ہمسایہ و محلّہ والوں کے کیا حقوق ہیں؟ (۱۳۴۲/۲۰۵۵ھ)

الجواب: جو سب مسلمانوں کے حقوق ہیں ان کے بھی ہیں (یعنی ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرنا) اور درجہ بہ درجہ ہر ایک صاحب حق کو اس کا حق پہنچانا چاہیے۔

پڑوسی کی دیوار میں کھونٹی گاڑنا

سوال: (۱۰۸۴) دیوارِ ہم سایہ میں کھونٹی گاڑنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۴-۳۳/۲۳۹ھ)

الجواب: یہ امر اجازتِ ہم سایہ پر موقوف ہے بلا اجازت درست نہیں ہے، یعنی جو دیوار ہمسایہ کی ہے اس میں اجازت کی ضرورت ہے، باقی تفصیل اس بحث کی دیکھنے پر موقوف ہے، بعد مشاہدۂ حال کے جیسا کوئی عالم حکم کرے اس پر کاربند ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
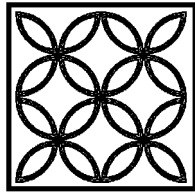
(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الدّواوين ثلاثة : ديوان لا يغفر الله الإشراك بالله يقول الله عزّ و جلّ : إن الله لا يغفر أن يشرك به، و ديوان لايتركه الله ظُلم العباد فيما بينهم حتّى يقتصّ بعضهم من بعض الحديث (مشكاة المصابيح، ص:۴۳۵، كتاب الآداب ، باب الظّلم)

اسماء والقاب کے احکام

ساتویں دن عقیقہ ہوتو عقیقہ کے دن نام رکھنا مستحب ہے

سوال: (۱۰۸۵) بچہ تولد ہونے کے بعد نام رکھنا چاہیے یا عقیقہ کے روز نام رکھا جاوے؟
(۲۷۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: نام ساتویں روز عقیقہ کے دن رکھنا مستحب ہے(۱) فقط

بچہ نام رکھنے سے پہلے مرجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۸۶) زید کے فرزند پیدا ہوا، ایک ماہ کے بعد انتقال کرگیا، اس کے باپ نے بہ وجہ ناواقفی کے نام نہیں رکھا، تو اب کیا کرنا چاہیے؟ (۲۲۹۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: بہتر یہ ہے کہ اب اس کا نام کچھ رکھ دیا جائے، مثلاً عبداللہ یا عبدالرحمٰن وغیرہ۔ فقط

منظورالحسن نام رکھنا

سوال: (۱۰۸۷) تاریخی نام منظورالحسن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں شرک وکفر تو نہیں؟
(۴۹۱/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) يستحبّ لمن ولد له ولدٌ أن يّسمِّيهٗ يوم أسبوعه (ردّالمحتار: ۴۰۷/۹، آخر كتاب الأضحية)

اور پیدائش کے بعد فوراً نام رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ پیدائش سے پہلے بھی نام رکھ سکتے ہیں، بہ ایں طور کہ لڑکا ہوگا تو عبدالرحمٰن نام رکھوں گا۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

الجواب: منظور الحسن نام رکھنا درست ہے اس میں شرک وکفر نہیں ہے۔فقط

مخزن الرشید نام رکھنا

سوال: (۱۰۸۸) محمد مخزن الرشید نام رکھنا کیسا ہے؟ یا مولوی مخزن الرشید؟ ان ناموں میں مادہ تاریخی نکلتا ہے، اس لیے دریافت طلب ہے کہ موزوں ہیں یا غیر موزوں؟ (۸۴۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ نام اچھے ناموں میں سے نہیں ہے اگر چہ مطلب صحیح ہوسکتا ہے یعنی خزانۂ رشد وہدایت۔فقط

محمد بخش، میر بخش، رسول بخش اور عبدالرسول نام رکھنا

سوال: (۱۰۸۹) محمد بخش، میر بخش، رسول بخش، عبدالرسول وغیرہ اس قسم کے نام رکھنا درست ہیں یا نہیں؟ (۱۴۳۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درست نہیں ہے(۱) فقط

ارشاد احمد، رشاد احمد، مشہود احمد اور فضل الرحمٰن نام رکھنا

سوال: (۱۰۹۰) ارشاد احمد، رشاد احمد، مشہود احمد، فضل الرحمٰن، اگر ان میں سے کوئی شرعًا ناجائز و ناپسند ہو تو اس سے مطلع فرمادیں، اور جو سب سے اچھا نام ہو اس سے بھی مطلع کیجیے۔

(۲۰۸۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) یعنی یہ نام رکھنا ناجائز اور حرام ہے، متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جن صحابۂ کرامؓ کے نام عبد العُزی، عبد الشّمس وغیرہ تھے، حضور اکرم ﷺ نے ان کے نام بدل دیے تھے، کسی کا نام عبدالرحمٰن رکھا تھا تو کسی کا عبداللہ، لہٰذا جن مسلمانوں کے والدین نے ایسے مشرکانہ نام رکھے ہوں ان کو بدل دینا ضروری ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں ارقام فرماتے ہیں: وقد ثبت في أحاديث لا تُحصٰی : أن النّبي صلّى الله عليه وسلّم غَيَّرَ أسْماءَ أصحابه : عبدالعزى وعبدالشّمس و نحوهما إلى عبدالله وعبدالرّحمن و ما أشبههما، فهذه أشباحُ وقوالب للشّرك ، نهى الشّارع عنها لكونها قوالب له، والله أعلم (رحمۃ اللہ الواسعہ، اردو شرح حجۃ اللہ البالغہ: ۶۳۲/۱، مطبوعہ: مکتبہ حجاز)

الجواب: یہ چاروں نام جو آپ نے لکھے ہیں صحیح ہیں، اور بہ اعتبار معنی کے اچھے ہیں، جو نام مناسب سمجھیں رکھیں، مشہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناموں میں سے ہے، اس لیے مشہود احمد ان ناموں میں بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نبی یا سبط نبی نام رکھنا

سوال: (۱۰۹۱) محمد نبی یا سبط نبی نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: سبط نبی نام تو ایسا ہے جیسا آل نبی یا آل حسن یا اولاد حسن یا سبط حسن وغیرہ، لہٰذا اس میں تو کچھ اشکال نہیں ہے، البتہ محمد نبی نام رکھنا نہ چاہیے، اس کو بدل دینا چاہیے، اگر تبدیل دوسرے نام سے دشوار ہو تو اس کی اصلاح اس طرح ہو سکتی ہے کہ بجائے نبی کے نبیہ کہا جاوے اور لکھا جاوے، کیوں کہ نبیہ بہ معنی عظیم وغیرہ ہے، پس اب یہ ایسا ہو جائے گا جیسا محمد شریف محمد عظیم وغیرہ۔ فقط

غلام مرتضیٰ، غلام رسول اور غلام علی نام رکھنا

سوال: (۱۰۹۲) غلام مرتضی، غلام رسول، غلام علی وغیرہ، ایسے نام رکھنا شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ (۷۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسے نام رکھنا اچھا نہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نبی بخش، سالار بخش، اور رسول بخش نام رکھنا

سوال: (۱۰۹۳) نبی بخش، سالار بخش، رسول بخش نام رکھنا کیسا ہے؟ اور جو شخص ایسے نام رکھنا

---

(۱) شارح حجۃ اللہ البالغہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم ارقام فرماتے ہیں: جن لوگوں کے نام عبدالنبی، عبدالرسول، غلام محمد، غلام نبی، غلام رسول، نبی بخش، ولی بخش وغیرہ ہیں، ان کو اپنے نام بدل دینے چاہئیں، اور اس تاویل کا سہارا نہیں لینا چاہیے کہ غلام بہ معنی خادم ہے، اللہ کے رسول دنیا میں موجود ہوتے تو ان کا کوئی خادم ہوتا، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو اب کوئی خادم کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تاویل عذر گناہ بدتر از گناہ کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ آمین (رحمۃ اللہ الواسعہ: ۱/۶۳۱)

پسند کرے، اور ترغیب دے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۱۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نبی بخش، سالار بخش، رسول بخش وغیرہ نام ایسے ہیں جن میں شرک کا وہم ہوتا ہے، لہٰذا ایسے نام رکھنا ناجائز اور مذموم ہے، اور جو شخص ایسے نام رکھنے کی ترغیب دیوے وہ جاہل عن الشریعت ہے۔ فقط

محمد نبی، احمد نبی اور عبد النبی، عبد الرّسول اور عبد المصطفیٰ نام رکھنا

سوال: (۱۰۹۴) عبدالرسول، عبدالنبی، عبدالمصطفیٰ نام رکھنا کیسا ہے؟ (۲۲۵۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسے نام رکھنا اچھا نہیں ہے، بلکہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن وغیرہ جس میں اسمائے الٰہی کی طرف عبد کی اضافت ہو نام رکھنا بہتر و مستحب ہے، یا انبیاء کے نام پر نام رکھے (۱) فقط

سوال: (۱۰۹۵) محمد نبی، احمد نبی، عبدالنبی یہ نام رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ (۲۴۴۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ نام رکھنا اچھا نہیں ہے، محمد، احمد بلا وصف نبی کے نام رکھنا چاہیے، یا عبداللہ، عبدالرحمن، عبدالرحیم وغیرہ اسماء رکھنے چاہئیں (۲) فقط

مناف یا عبد مناف نام رکھنا

سوال: (۱۰۹۶) ایک شخص کا نام مناف ہے، زید کہتا ہے کہ اس شخص کو عبدالمناف کہنا درست ہے، بکر کہتا ہے کہ عبدالمناف کہنا شرک ہے؟ (۲۱۵۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: قاموس میں ہے: و مَناف صنم (۳) یعنی مناف ایک بت کا نام تھا، پس مناف یا عبد مناف نام رکھنا ممنوع اور حرام ہے، اور عبد مناف نام رکھنا شرك فی التَّسمية ہے۔ فقط

---

(۱) عن أبي وهبٍ الجُشَمِيّ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: تَسَمَّوا بأسماء الأنبياء الحديث (مشكاة المصابيح، ص:۴۰۹، كتاب الآداب، باب الأسامي، الفصل الثّالث)

(۲) عن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إن أحبّ أسمائكم إلى الله عبدالله وعبدالرّحمٰن، رواه مسلم (مشكاة المصابيح، ص:۴۰۷، كتاب الآداب، باب الأسامي، الفصل الأوّل)

(۳) القاموس المحيط :۲/۱۷۰، باب الفاء، قبيل فصل الواو، المطبوعة: بولاق، مصر .

جس کا نام عبدالرزاق، عبدالخالق ہے اس کو رزّاق، خالق کہہ کر پکارنا

سوال: (۱۰۹۷) یہ جو نام عبدالرزاق، عبدالخالق، عبدالقادر، عبدالکریم رکھے جاتے ہیں اور پھر ان کو نصف نام سے پکارنے سے یعنی رزاق، خالق، قادر، کریم کہنے سے عرفاً گنہ گار ہوتے ہیں یا نہیں؟ (۱۴۲۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: گنہ گار نہیں ہوتے (۱) کیوں کہ نیت ان کی عرف سے ظاہر ہے کہ مراد ان کے مسمی عبدالرزاق وغیرہ ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی کو برے لقب سے پکارنا

سوال: (۱۰۹۸) ایک شخص ہندو سے مسلمان ہوا، یا اس کے باپ دادا ہندو سے مسلمان ہوئے، اور اس نے لڑکوں کو ہندی پڑھانا شروع کیا، لوگ اس کو پادہ جی کہتے ہیں یعنی ہندو برہمن، وہ اس نام سے نفرت کرتا ہے کہ جب میں مسلمان ہوگیا تو تم مجھے شیخ جی کہو، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۶۵۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسے لقب سے جو کہ ہندوؤں کا لقب ہو اور وہ خود بھی اس لقب کے ساتھ پکارنے سے کراہت کرتا ہو، تو اس کو اس لقب سے پکارنا ممنوع ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۱) پس جس لقب کو وہ اپنے لیے پسند کرے مثلاً منشی جی یا میاں جی یا شیخ جی اسی لقب سے اس کو پکارنا چاہیے۔ فقط

(۱) مگر اس طرح پکارنا اچھا نہیں، پورا نام لے کر پکارنا چاہیے۔ احسن الفتاوی میں ہے:
سوال: عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم جیسے اسماء سے مضاف حذف کر کے صرف رحمٰن یا رحیم پکارنے کا عام دستور ہو گیا ہے؛ کیا یہ جائز ہے: بینوا توجروا۔
الجواب باسم ملہم الصواب: چوں کہ ایسے اسماء میں مضاف محذوف معنوی ہوتا ہے، اس لیے جائز تو ہے، مگر کراہت سے خالی نہیں بالخصوص ان اسماء میں جو صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، جیسے غفار، رحمٰن وغیرہ۔ ان میں حذفِ مضاف زیادہ قبیح ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی: ۸/۱۷۶، کتاب الحظر والإباحة — متفرقات کتاب الحظر والإباحة، مطبوعہ: زکریا بک ڈپو دیوبند)

فتاوی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

مرتب: حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحیؒ

مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱	الطّهارة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۲	الصّلاة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۳	بقية الصّلاة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۴	بقية الصّلاة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۵	بقية الصّلاة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۶	الزّكاة – الصّوم – الحجّ
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۷	النّكاح
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۸	بقية النّكاح
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۹	الطّلاق
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۰	بقية الطّلاق
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۱	ثبوت النّسب – حضانة – نفقة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۲	الأيمان والنّذور – تا – اللّقطة

مرتب: حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۳	الشّركة – تا – الوقف
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۴	بقية الوقف – تا – القمار والتّأمين
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۵	القرض – تا – الأضحية والعقيقة
مکمل ومدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند	جلد: ۱۶	الحظر والإباحة